بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفوز الکبیر
فی
اصول التفسیر
مترجم

فارسی، عربی، اردو

مع

فتح الخبیر
مترجم عربی اردو

مصنف ★ حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی

اصول تفسیر پر ایک گوہر نایاب جس کی افادیت مسلم ھے اور دنیائے اسلام میں اسکے ہم پلہ کوئی دوسری کتاب پیش نہیں کیجا سکی ھے

محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ

الفوز الکبیر

فی

اصول التفسیر

مع

فتح الخبیر

مصنف
حجۃ الاسلام
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

مترجم
مولانا سید محمد مہدی الحسنی ★
مولانا حبیب الرحمن صدیقی کاندھلوی

اصولِ تفسیر پر ایک گوہرِ نایاب جسکی افادیت مسلم
اور آجتک دنیائے اسلام میں اس کی ہم پلہ کوئی کتاب پیش نہیں کیجا سکی ہے

ناشر
قرآن محل تاجرانِ کتب مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی

باہتمام:۔ محمد سعید اینڈ سنز

ناشر:۔ قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

طابع:۔ مطبع سعیدی، کراچی

تاریخ اشاعت:۔ رمضان المبارک ۱۳۸ھ

عرضِ ناشر

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

خدا تعالیٰ کا شکر ہے، کہ آج ہم حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کی بے نظیر تصنیف الفوز الکبیر نے اصول التفسیر مع فتح الخبیر" ایک نئی شان وشوکت کے ساتھ شائع کر کے ہدیہ ناظرین کر رہے ہیں، اور امید کرتے ہیں، کہ آپ حضرات ہماری اس کوشش کو بنظر استحسان دیکھیں گے

حضرت شاہ صاحب سے اہل اسلام بخوبی واقف ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے مخصوص علوم و معارف سے نوازا تھا، چنانچہ اپنے مخصوص انداز میں حضرت شاہ صاحب نے اصول تفسیر میں یہ کتاب بزبان فارسی تصنیف فرمائی، لیکن اس کتاب کی افادیت کے پیش نظر اس کا ترجمہ عربی میں کیا گیا تھا، اور یہی ترجمہ آج کل ہمارے مدارس عربیہ میں درساً پڑھایا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ شاہ صاحب نے دوسرا رسالہ "فتح الخبیر" بزبان عربی تصنیف فرمایا تھا جس میں ائمہ تفسیر کے چیدہ چیدہ اقوال درج کئے تھے۔

اب ہم نے ان دونوں کو یکجا، اپنی بہترین کوششوں اور کاوشوں کے ساتھ شائع کرنے کا فخر حاصل کیا ہے۔

خصوصیت

الفوز الکبیر:- ایک کالم میں فارسی، دوسرے مقابل کالم میں عربی مع اعراب، اور نیچے حصہ میں سلیس و بامحاورہ اردو ترجمہ ہے۔

فتح الخبیر:- ایک کالم میں عربی مع اعراب اور دوسرے کالم میں سلیس اردو ترجمہ ہے۔

اس طرح اب یہ دونوں کتابیں اہل علم وار دو داں حضرات کے لئے یکساں طور پر مفید ثابت ہوں گی، انشاء اللہ تعالیٰ

طالب دعا

محمد سعید عفی عنہ

۱۹۔ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ

فہرست مضامین "الفوز الکبیر"

تمت

فہرست مضامین فتح الخبیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

نعم الٰہی دربارہ این بندہ ضعیف بے شمار اند واجل آنہا توفیق فہم قرآن عظیم ست ومنن حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام برکمترین امتیان بسیار اند واعظم آنہا تبلیغ فرقان کریم ست، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن را تلقین فرمود بقرن اول تا ایشاں بقرن ثانی رسانیدند وہکذا وہکذا، تا آنکہ این درماندہ را نیز از روایت و درایت آں حصہ رسید اللھم صل علی ھذا النبی الکریم سیدنا ومولانا وشفیعنا افضل صلوٰتک و ایمن برکاتک وعلی آلہ واصحابہ وعلماء امتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

اما بعد میگوید فقیر ولی اللہ بن عبدالرحیم عاملہما اللہ تعالیٰ بلطفہ العظیم چوں برین فقیر درے از فہم کتاب اللہ کشادند خواست کہ بعضے نکات نافعہ کہ در تدبیر

مُقَدِّمَة

آلاءُ اللهِ علی هٰذا العبدِ الضعیفِ لا تُعَدُّ و لا تُحصی واجلُّها التوفیقُ لفهمِ القرآنِ العظیمِ ومِنَنُ صاحبِ النبوّةِ والرسالةِ علیه الصلوٰة والسلام علی أحقرِ الأمّةِ کثیرةٌ واعظمُها تبلیغُ الفرقانِ الکریمِ لقّنَ النبیُّ صلی الله علیه وسلم القرآنَ القرنَ الأوّلَ وهم ابلغوه للقرنِ الثانی وهکذا حتّی بلغ حظُّ هٰذا الفقیرِ کذلک من روایته ودرایته اللّٰهمّ صلِّ علی هٰذا النبیِّ الکریمِ سیّدنا ومولانا وشفیعنا افضلَ صلواتِک وایمنَ برکاتِک وعلی آله واصحابه وعلماءِ امّتِه اجمعین برحمتک یا ارحمَ الراحمین

امّا بعد فیقول الفقیرُ ولیُّ اللهِ بنُ عبدِ الرحیمِ عاملهما الله تعالی بلطفه العظیم لمّا فتح الله علیّ بابًا من فهم کتابه المجید اردتُ ان اجمعَ واضبطَ بعضَ الکلماتِ النافعةِ التی

پیش لفظ

اس عبد ضعیف پر اللہ تعالیٰ کے بے حد و شمار احسانات ہیں جن میں سب سے اہم فہم قرآن عظیم کی توفیق ہے نیز صاحب نبوت و رسالت کے بھی اس احقر امت پر بے انتہا احسانات ہیں، جن میں عظیم ترین فرقان کریم کی تبلیغ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی تلقین قرن اول کے لوگوں کو کی، انہوں نے قرن ثانی کے لوگوں تک اس کو پہنچایا، اس طرح اس کا سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ روایت و درایت کے ذریعے اس فقیر تک حصہ پہنچا، اللھم صل علی ھذا النبی الکریم سیدنا ومولانا وشفیعنا افضل صلوٰتک وایمن برکاتک وعلی آلہ واصحابہ وعلماء امتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے فقیر ولی اللہ بن عبدالرحیم (اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ساتھ لطف کا معاملہ کرے) کہتا ہے، کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید کے فہم کا دروازہ مجھ پر کھولدیا، تو میں نے چاہا کہ بعض نکات مفیدہ کو

کلام اللہ یاراں را بکار آید در رسالہ مختصرے مضبوط نمایم
امید دارم از عنایت حضرت باری آں ست
کہ طالب علماں را مجرد فہم ایں قواعد راہے
واسع در فہم معانی کتاب اللہ کشادہ گردد
کہ اگر عمرے در مطالعۂ تفسیر یا گذرانیدن
آنہا بر مفسران علی انہم اقل قلیل فی
ہذا الزمان بسر برند بایں ضبط و ربط
بدست نیارند و سمیتہا بالفوز
الکبیر فی اصول التفسیر
وما توفیقی الا باللہ
علیہ توکلت و
ھو حسبی و
نعم
الوکیل :- و مقاصد ایں رسالہ منحصر ست در پنج باب

نجمع الأصحاب في رسالة مختصرة والمرجو من لطف
الله الذي لا انتهاء له أن ينفتح لطلبة العلم بمجرد
فهم هذه القواعد شارعاً واسعاً في فهم
معاني كتاب الله وإن كانوا يصرفون
عمرهم في مطالعة التفاسير ويقرؤون
على المفسرين وعلى أنهم أقل قليل
في هذا الزمان فلم يحصل
لهم هذا الضبط والربط
وسميتها بالفوز الكبير في
أصول التفسير وما
توفيقي إلا بالله
عليه توكلت
وهو حسبي
ونعم الوكيل، ومقاصد الرسالة محصورة في خمسة أبواب

ایک مختصر رسالہ میں جمع کردوں، اور ضبط تحریر میں لے آؤں، اور اللہ تعالیٰ کے الطاف بے پایاں سے امید ہے، کہ محض ان قواعد کو سمجھنے سے وہ طلبہ کے لئے کتاب اللہ کے معانی کے فہم کے لئے ایک وسیع راستہ کھول دے گا، اگرچہ لوگ اپنی عمریں تفاسیر کے مطالعہ میں صرف کر دیتے ہیں، اور مفسرین سے پڑھتے ہیں، لیکن اس کے باوجود ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جنہیں یہ ضبط و ربط حاصل ہو۔

میں نے اس رسالہ کا نام "الفوز الکبیر فی اصول التفسیر" رکھا ہے، اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے توفیق ملتی ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا، اور وہی میرے لئے کافی ہے اور بہتر کارساز ہے
اس رسالہ کے مقاصد پانچ ابواب میں منحصر ہیں۔

باب اول

دربیان علوم پنجگانہ کہ قرآن عظیم بطریق تنصیص بیان آنفرمودہ ست!

باید دانست کہ معانی منظومہ قرآن خارج از پنج علم نیست علم احکام از واجب ومندوب ومباح ومکروہ وحرام خواہ از قسم عبادات باشد یا معاملات یا تدبیر منزل، یا سیاست مدنیہ، وتفصیل ایں علم ذمہ فقیہ ست وعلم مخاصمہ باچہار فرقہ ضالہ یہود ونصاریٰ ومشرکین ومنافقین وتفریع ایں علم بذمہ متکلم ست، وعلم تذکیر بآلاء اللہ از بیان خلق آسمان وزمین والہام بندگاں بآنچہ ایشاں را در می بایست واز بیان صفات کاملہ او تبارک وتعالے

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ

فِی الْعُلُوْمِ الْخَمْسَةِ الَّتِیْ بَیَّنَهَا الْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ بِطَرِیْقِ التَّنْصِیْصِ

لِیُعْلَمْ اَنَّ مَعَانِیَ الْقُرْاٰنِ الْمَنْطُوْقَةَ لَا تَخْرُجُ عَنْ خَمْسَةِ عُلُوْمٍ عِلْمُ الْاَحْکَامِ مِنَ الْوَاجِبِ وَالْمَنْدُوْبِ وَالْمُبَاحِ وَالْمَکْرُوْهِ وَالْحَرَامِ مِنْ قِسْمِ الْعِبَادَاتِ اَوْ مِنْ قِسْمِ الْمُعَامَلَاتِ اَوْ مِنْ تَدْبِیْرِ الْمَنْزِلِ، اَوْ مِنَ السِّیَاسَةِ الْمَدَنِیَّةِ وَتَفْصِیْلُ هٰذَا الْعِلْمِ مَنُوْطٌ بِذِمَّةِ الْفَقِیْهِ، وَعِلْمُ الْمُخَاصَمَةِ وَالرَّدِّ عَلَی الْفِرَقِ الضَّالَّةِ الْاَرْبَعِ مِنَ الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُنَافِقِیْنَ وَبَیَانُ هٰذَا الْعِلْمِ بِذِمَّةِ الْمُتَکَلِّمِ، وَعِلْمُ التَّذْکِیْرِ بِاٰلَاءِ اللّٰهِ مِنْ بَیَانِ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلْهَامِ الْعِبَادِ مَا یَنْبَغِیْ لَهُمْ وَمِنْ بَیَانِ صِفَاتِ

باب اوّل

(ان علوم خمسہ کا بیان جنہیں قرآن مجید میں بطور نص کے بیان کیا گیا ہے)

علوم پنجگانہ کی تقسیم:۔ قرآن مجید میں جو معانی اور مطالب بیان کئے گئے ہیں، وہ صرف پانچ طرح کے ہیں:۔

۱۔ **علم احکام:۔** یعنی واجب، مندوب، مباح، مکروہ، اور حرام امور کا علم، خواہ ان کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے، وہ تدبیر منزل (گھریلو نظم ونسق) سے تعلق رکھتی ہوں، یا سیاست مدن (ملکی اور انتظامی معاملات) سے۔

ان علوم کی تفصیل بیان کرنے کا، اور ان کی تشریح کرنے والا فقیہ کہلاتا ہے۔

۲۔ **علم مخاصمہ:۔** یعنی یہود، عیسائی، مشرکین اور منافقین، ان چاروں گمراہ فرقوں سے بحث اور مخاصمہ، اس علم کی تشریح متکلمین کے ذمہ ہے۔

اس علم میں مہارت حاصل کرنے والا متکلم کہلاتا ہے۔

۳۔ **علم تذکیر بآلاء اللہ:** یعنی اللہ تعالے کی نعمتوں اور نشانیوں کا علم، اس باب میں زمین وآسمان کی تخلیق جن امور کا انسان محتاج ہے، اور ضرورت مند ہے، ان کی بذریعہ الہام تعلیم اور اللہ تبارک وتعالے کی صفات کاملہ کا ذکر شامل ہے۔

وعلم تذکیر بایام اللہ یعنی بیان وقائعی، کہ آن را خدائے تعالیٰ ایجاد فرمودہ است از جنس انعام مطیعین وتعذیب مجرمین وعلم تذکیر بموت وما بعد آن از حشر ونشر وحساب ومیزان وجنت ونار وحفظ تفاصیل ایں علوم والحاق احادیث وآثار مناسبۂ آن وظیفہ واعظ ومذکر است وبیان ایں علوم بروش تقریر عرب اول واقع شد نہ بروش تقریر متاخراں، پس در آیات احکام اختصار کہ قاعدہ متن نویساں ست وتنقیح قواعد از قیود غیر ضروریہ کہ صناعت اصولیاں است التزام نہ فرمود، ودر آیات مخاصمہ التزام بمشہورات مسلمہ وخطابیات نافعہ اختیار نمودنہ تنقیح براہین بروش منطقیاں مناسبہ در انتقال از مطلبے بہ مطلبی چنانکہ قاعدہ ادبائے متاخرین است، رعایت نہ کرد، بلکہ آنچہ القائے آن بر عباد خود مہم دانست آن را نشر فرمود، ہرچہ مقدم شود، گو شود وہرچہ موخر شود۔

وَعِلْمُ التَّذْكِيرِ بِأَيَّامِ اللهِ يَعْنِي بَيَانَ الْوَقَائِعِ الَّتِي أَوْجَدَهَا اللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى مِنْ جِنْسِ تَنْعِيمِ الْمُطِيعِينَ وَتَعْذِيبِ الْمُجْرِمِينَ، وَعِلْمُ التَّذْكِيرِ بِالْمَوْتِ وَمَا بَعْدَهُ مِنَ الْحَشْرِ وَالنَّشْرِ وَالْحِسَابِ وَالْمِيزَانِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَحِفْظُ تَفَاصِيلِ هٰذِهِ الْعُلُومِ وَإِلْحَاقُ الْأَحَادِيثِ وَالْآثَارِ الْمُنَاسِبَةِ لَهَا وَظِيفَةُ الْمُذَكِّرِ وَالْوَاعِظِ وَإِنَّمَا وَقَعَ بَيَانُ هٰذِهِ الْعُلُومِ عَلَى أُسْلُوبِ تَقْرِيرِ الْعَرَبِ الْأَوَّلِ لَا عَلَى أُسْلُوبِ تَقْرِيرِ الْمُتَأَخِّرِينَ فَلَمْ يَلْتَزِمْ فِي آيَاتِ الْأَحْكَامِ اخْتِصَارًا يَخْتَارُهُ أَهْلُ الْمُتُونِ وَلَا تَنْقِيحَ الْقَوَاعِدِ مِنْ قُيُودٍ غَيْرِ ضَرُورِيَّةٍ كَمَا هُوَ صَنْعَةُ الْأُصُولِيِّينَ وَاخْتَارَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى فِي آيَاتِ الْمُخَاصَمَةِ إِلْزَامَ الْخَصْمِ بِالْمَشْهُورَاتِ الْمُسَلَّمَةِ وَالْخَطَابِيَّاتِ النَّافِعَةِ لَا تَنْقِيحَ الْبَرَاهِينِ عَلَى طَرِيقِ الْمَنْطِقِيِّينَ وَلَمْ يُرَاعِ مُنَاسَبَةً فِي الْانْتِقَالِ مِنْ مَطْلَبٍ إِلَى مَطْلَبٍ كَمَا هُوَ قَاعِدَةُ الْأُدَبَاءِ الْمُتَأَخِّرِينَ بَلْ نَشَرَ كُلَّ مَا أَهَمَّ إِلْقَاؤُهُ عَلَى الْعِبَادِ تَقَدَّمَ أَوْ تَأَخَّرَ۔

۴۔ علم تذکیر بایام اللہ: یعنی اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ اور خلق کردہ واقعات وحالات کا علم، اس میں ان تمام واقعات کا بیان شامل ہے، جو اطاعت شعار بندوں کے انعام، اور نافرمان بندوں کی سزا اور عقوبت کے سلسلہ میں پیش آئے ہیں۔

۵۔ علم تذکیر بموت: اس باب میں موت، اور موت کے بعد پیش آنے والے حالات اور واقعات کا بیان شامل ہے، یعنی حشر ونشر، حساب، میزان، جنت اور جہنم وغیرہ کا تفصیلی بیان، اس علم سے متعلق ہے ان تمام امور کی تفصیل سے آگاہی، اور ان کے متعلق احادیث اور واقعات کو حفظ کرنے والا، واعظ یا مذکر کہلاتا ہے۔

ان علوم کا انداز بیان

قرآن پاک میں ان علوم کو بیان کرنے کے لئے قدیم عربوں کا انداز بیان اختیار کیا گیا ہے، متاخرین عرب کا انداز بیان قرآن میں کہیں نہ ملے گا، چنانچہ ان آیات کے بیان میں جن کا تعلق احکام سے ہے، متن نگاروں کی طرح اختصار پیش نظر رکھا گیا ہے، اور اصولیوں کے انداز بیان، یعنی قواعد کے غیر ضروری اصولوں سے بحث اور ان کا تجزیہ کر کے، بیان کو طول دینے سے پرہیز کیا گیا ہے۔

آیات مخاصمہ میں ان کے مشہور مسلمات اور خطابیات کے مفید اسلوب سے کام لیا گیا ہے، جیسا کہ دور آخر کے ادیبوں کا اسلوب ہے منطقیوں کی طرح دلیلوں کے تجزیئے، اور درجہ بدرجہ آگے بڑھ کر مقصد تک پہنچنے کا طریقہ نہیں اختیار کیا گیا، بلکہ اللہ تعالے نے جن چیزوں کی تعلیم اپنے بندوں کے لئے اہم اور ضروری سمجھی، انہیں بیان کر دیا، اور اس سلسلہ میں تقدیم و تاخیر کی کوئی پرواہ نہیں کی

عامہ مفسرین ہر آیتے را از آیات مخاصمہ و آیات احکام بقصہ مربوط سازند، و آں قصہ را سبب نزول آن انگارند اما محقق آن ست، کہ قصد اصلی از نزول قرآن تہذیب نفوس بشریست و درہم شکستن عقائد باطلہ و اعمال فاسدہ ایشاں پس وجود عقائد باطلہ در مکلفین سبب نزول آیات مخاصمہ است و وجوہ اعمال فاسدہ و جریان مظالم درمیان ایشاں سبب نزول آیات احکام است و متنبہ نہ شدن ایشاں بذکر آلاء اللہ و ایام اللہ و وقائع موت و مابعد آں سبب نزول آیات تذکیر است خصوصیات قصص جزئیہ کہ تصدیع روایت آں کشیدہ اند چنداں دخلے نیست الا در بعض آیات کہ آنجا تعریض ست بواقعی از وقائعی کہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقع شدہ یا پیش از زمان آنحضرت بظہور پیوستہ اند وانتظارے کہ سامع را از شنیدن آن تعرض حاصل می شود بدون بسط قصہ زائل نہ میگردد۔

وَعَامَّةُ الْمُفَسِّرِيْنَ يَرْبِطُوْنَ كُلَّ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ الْمُخَاصِمَةِ وَآيَاتِ الْأَحْكَامِ بِقِصَّةٍ وَيَظُنُّوْنَ أَنَّ تِلْكَ الْقِصَّةَ سَبَبُ نُزُوْلِهَا وَالْمُحَقَّقُ أَنَّ الْقَصْدَ الْأَصْلِيَّ مِنْ نُزُوْلِ الْقُرْآنِ تَهْذِيْبُ النُّفُوْسِ الْبَشَرِيَّةِ وَدَمْغُ الْعَقَائِدِ الْبَاطِلَةِ وَنَفْيُ الْأَعْمَالِ الْفَاسِدَةِ فَوُجُوْدُ الْعَقَائِدِ الْبَاطِلَةِ فِي الْمُكَلَّفِيْنَ سَبَبٌ لِنُزُوْلِ آيَاتِ الْمُخَاصِمَةِ وَوُجُوْدُ الْأَعْمَالِ الْفَاسِدَةِ وَجَرَيَانُ الْمَظَالِمِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ سَبَبٌ لِنُزُوْلِ آيَاتِ الْأَحْكَامِ وَعَدَمُ تَيَقُّظِهِمْ بِمَا عَدَا ذِكْرُ آلَاءِ اللهِ وَأَيَّامِ اللهِ وَوَقَائِعِ الْمَوْتِ وَمَا بَعْدَهُ سَبَبٌ لِنُزُوْلِ آيَاتِ التَّذْكِيْرِ وَمَا تَكَلَّفُوْا مِنْ خُصُوْصِيَّاتِ الْقِصَصِ الْجُزْئِيَّةِ لَا مَدْخَلَ لَهَا يُعْتَدُّ بِهِ إِلَّا فِيْ بَعْضِ الْآيَاتِ حَيْثُ وَقَعَ التَّعْرِيْضُ فِيْهَا لِوَاقِعَةٍ مِنْ وَقَائِعَ وُجِدَتْ فِيْ زَمَنِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَبْلَ ذٰلِكَ وَلَا يَزُوْلُ مَا يَعْرِضُ لِلسَّامِعِ مِنَ الْاِنْتِظَارِ عِنْدَ سِمَاعِ ذٰلِكَ التَّعْرِيْضِ إِلَّا بِبَسْطِ الْقِصَّةِ۔

تفسیر اور اسباب نزول

عام مفسرین کی عادت یہ ہے، کہ وہ جب بھی کسی آیت کی تفسیر بیان کرتے ہیں، خواہ اس کا تعلق احکام سے ہو، یا مخاصمہ سے اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی واقعہ ضرور چپکا دیتے ہیں، اور اس قصہ کو اس آیت کا سبب نزول قرار دیتے ہیں، حالانکہ یہ امر طے شدہ ہے، کہ قرآن صرف لوگوں کے نفسوں کی تہذیب اور ان کے باطل عقائد اور فاسد اعمال کی اصلاح کے لئے نازل ہوا ہے لہٰذا مختلف قسم کی آیات کے اسباب نزول بھی مختلف ہیں۔ مثلاً:۔

آیات مخاصمہ کے نزول کا سبب، لوگوں کے عقائد باطلہ اور

آیات احکام کے نزول کا سبب لوگوں کے فاسد اعمال، اور ان کے درمیان مظالم کا رواج عام ہے، اور

آیات تذکیر کے نزول کا سبب یہ ہے، کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی طرف سے بے توجہی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے انعامات، تعذیبی سانحات، موت اور مابعد موت کے حالات کی طرف سے لاپرواہی برتتے تھے۔

چنانچہ مفسرین جن چھوٹے چھوٹے قصوں کی خصوصیات اور تفصیلات بیان کرنے کی زحمت گوارا فرمایا کرتے ہیں ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ ان کا مطالب قرآن سے تعلق نہیں ہے، البتہ بعض ایسی آیات جن میں کسی خاص واقعہ کی طرف اشارہ موجود ہو خواہ وہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں پیش آیا ہو یا آپ سے پہلے، ان کی تفسیر کے سلسلہ میں، ان کے متعلقہ واقعات بیان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ ان آیات سے سننے والے پر جو انتظار کی سی کیفیت طاری ہوتی ہے وہ اس کے بغیر دور نہیں ہو سکتی

پس لازم آمد کہ ایں علوم را بوجہی شرح کنیم کہ مؤنت ایراد قصص جزئیہ لازم نباید۔

فصل اول

در قرآن مجید با چہار فرقہ ضالہ مخاصمہ واقع شدہ است، مشرکین و یہود و نصاریٰ و منافقین و ایں مخاصمہ بر دو قسم است، یکے آنکہ آں عقیدہ باطلہ را بیان کنند و تنصیص نمایند بر شناعت او و بر آں انکار کنند بس، دیگر آں کہ شبہات ایشاں تقریر نمایند و آں را با دلہ برہانیہ یا خطابیہ حل نمایند۔ اما مشرکین خود را حنفاء مے گفتند و دعوی تدین بملت ابراہیمی مے کردند و حنیف کسے را گویند کہ بملت ابراہیمی متدین باشد و شعار آں ملت را لازم گیرد و شعار ملت ابراہیمی حج خانہ کعبہ است و استقبال آں در نماز و غسل از جنابت، و اختتان، و سائر خصال فطرت، و تحریم اشہر حرم و تعظیم مسجد حرام و تحریم محرمات نسبیہ و رضاعیہ، و ذبح در حلق و نحر در لبہ، و تقرب بذبح و نحر خصوصاً در ایام حج۔

فَلَزِمَ أَنْ نَشْرَحَ هٰذِهِ الْعُلُوْمَ بِوَجْهٍ لَا يَسْتَلْزِمُ مُؤُوْنَةَ إِيْرَادِ الْقَصَصِ الْجُزْئِيَّةِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

قَدْ وَقَعَ فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ الْمُخَاصَمَةُ مَعَ الْفِرَقِ الْأَرْبَعِ الضَّالَّةِ الْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَهٰذِهِ الْمُخَاصَمَةُ عَلٰى قِسْمَيْنِ اَلْأَوَّلُ أَنْ تُذْكَرَ الْعَقِيْدَةُ الْبَاطِلَةُ مَعَ التَّنْصِيْصِ عَلٰى شَنَاعَتِهَا وَيُذْكَرُ إِنْكَارُهَا لَا غَيْرُ وَالثَّانِيْ أَنْ تُقَرَّرَ شُبُهَاتُهُمْ وَيُذْكَرُ حَلُّهَا بِالْأَدِلَّةِ الْبُرْهَانِيَّةِ أَوِ الْخَطَابِيَّةِ أَمَّا الْمُشْرِكُوْنَ فَكَانُوْا يُسَمُّوْنَ أَنْفُسَهُمْ حُنَفَاءَ وَكَانُوْا يَدَّعُوْنَ التَّدَيُّنَ بِالْمِلَّةِ الْإِبْرَاهِيْمِيَّةِ وَإِنَّمَا يُقَالُ الْحَنِيْفُ لِمَنْ تَدَيَّنَ بِالْمِلَّةِ الْإِبْرَاهِيْمِيَّةِ وَالْتَزَمَ شِعَارَهَا، وَشِعَارُهَا حَجُّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَاسْتِقْبَالُهُ فِي الصَّلٰوةِ وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَالْاِخْتِتَانُ وَسَائِرُ خِصَالِ الْفِطْرَةِ وَتَحْرِيْمُ الْأَشْهُرِ الْحُرُمِ وَتَعْظِيْمُ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَتَحْرِيْمُ الْمُحَرَّمَاتِ النَّسَبِيَّةِ وَالرَّضَاعِيَّةِ وَالذَّبْحُ فِي الْحَلْقِ وَالنَّحْرُ فِي اللَّبَّةِ وَالتَّقَرُّبُ بِالذَّبْحِ وَالنَّحْرِ خُصُوْصًا فِيْ أَيَّامِ الْحَجِّ

لہٰذا اس امر کی ضرورت ہے، کہ ان علوم کی اس انداز سے شرح کی جائے کہ جزوی اور ضمنی حکایات بیان کرنے کی ضرورت نہ آئے

فصل اول

آیاتِ مخاصمات قرآن مجید میں، مشرکین، یہود، عیسائی، اور منافقین، ان چار فرقوں سے مخاصمہ کیا گیا ہے، اس مخاصمہ کی دو قسمیں ہیں،۔

۱- ایک تو صرف ان کے باطل عقائد کو بیان کیا گیا ہے پھر ان کی برائیاں واضح کی گئی ہیں اور انکے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہے

۲- دوسرے ان کے شبہات کو بیان کیا گیا ہے، اور منطقی اور خطابی دلیلوں سے ان کا رد کیا گیا ہے۔

مشرکین کے عقائد مشرکین اپنے آپ کو حنیف کہتے تھے، اور دین ابراہیمی کی پیروی کا دعویٰ کرتے تھے کیونکہ حنیف اسی کو کہتے ہیں جو دینِ ابراہیمی کی پیروی کرے اور ملت ابراہیمی کے شعار کو اختیار کرے ملت ابراہیمی کے شعار میں مندرجہ ذیل چیزیں ہیں

شعارِ ملتِ ابراہیمی (۱) خانہ کعبہ کا حج (۲) نماز میں خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنا (۳) نسب اور رضاعت کے ذریعہ حرام ہونے والی عورتوں کی تحریم (۴) غسل جنابت (۵) ختنہ کرنا (۶) دوسرے فطری احکام (۷) حرام مہینوں کی حرمت (۸) ذبح (۹) نحر (۱۰) ذبح و نحر کے ذریعہ خدا سے تقرب چاہنا، خاص کر زمانہ حج میں۔

ودر اصل ملت وضو ونماز، وصوم از طلوع فجر تا غروب آفتاب وصدقہ بر یتامی ومساکین واعانت بر نوائب حق وصلۂ ارحام مشروع بود وتمدح بفعل این اشیاء درمیان ایشان جاری بود، اما جمہور مشرکین آن را ترک نمودہ بودند ودرمیان ایشان کان لم یکن شدہ بود، وتحریم قتل وسرقہ وزنا، وربا وغصب نیز در اصل ملت ثابت بود، انکار بر فعل آنہا فی الجملہ جاری، اما جمہور مشرکین مرتکب آں بودند وبحکم نفس امارہ میرفتند وعقیدۂ اثبات خدائے تعالٰی وآنکہ خدا خالق آسمان و زمین است، ومدبر حوادث عظام است وقادر بر ارسال رسل ومجازی عباد بر اعمال ایشان ومقدر حوادث عظام وقادر قبل از وقوع آں، وآں کہ فرشتگان بندگان مقرب خدا اند ومستحق التعظیم اند، نیز درمیان ایشان ثابت بود، و اشعار ایشان دلالت می کنند، اما جمہور مشرکین در یں عقائد شبہات بسیار ناشی از استبعاد آں امور وعدم الفت بادراک آن بہم رسیدہ بودند۔

وَقَدْ كَانَ فِي أَصْلِ الْمِلَّةِ الْوُضُوْءُ وَالصَّلٰوةُ وَالصَّوْمُ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ إِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَالصَّدَقَةُ عَلَى الْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْإِعَانَةُ فِي نَوَائِبِ الْحَقِّ وَصِلَةُ الْأَرْحَامِ مَشْرُوْعَةً وَكَانَ التَّمَدُّحُ بِهٰذِهِ الْأَفْعَالِ شَائِعًا فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَلٰكِنْ جُمْهُوْرُ الْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا يَتْرُكُوْنَهَا حَتّٰى صَارَتْ هٰذِهِ الْأَفْعَالُ كَأَنْ لَمْ تَكُنْ شَيْئًا وَقَدْ كَانَ تَحْرِيْمُ الْقَتْلِ وَالسَّرِقَةِ وَالزِّنَا وَالرِّبَا وَالْغَصْبِ أَيْضًا ثَابِتًا فِي أَصْلِ الْمِلَّةِ وَكَانَ إِنْكَارُ هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ جَارِيًا فِي الْجُمْلَةِ وَأَمَّا جُمْهُوْرُ الْمُشْرِكِيْنَ فَيَرْتَكِبُوْنَهَا وَيَتَّبِعُوْنَ النَّفْسَ الْأَمَّارَةَ فِيْهَا وَقَدْ كَانَتْ عَقِيْدَةُ إِثْبَاتِ الصَّانِعِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى وَأَنَّهُ هُوَ خَالِقُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِيْنَ وَمُدَبِّرُ الْحَوَادِثِ الْعِظَامِ وَأَنَّهُ قَادِرٌ عَلٰى إِرْسَالِ الرُّسُلِ وَجَزَاءِ الْعِبَادِ بِمَا يَعْمَلُوْنَ وَأَنَّهُ مُقَدِّرٌ لِلْحَوَادِثِ قَبْلَ وُقُوْعِهَا وَعَقِيْدَةُ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ عِبَادُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ الْمُسْتَحِقُّوْنَ لِلتَّعْظِيْمِ أَيْضًا ثَابِتَةً فِيْمَا بَيْنَهُمْ يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ أَشْعَارُهُمْ وَكَانَ قَدْ وَقَعَ لِجُمْهُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فِي هٰذِهِ الْعَقَائِدِ شُبُهَاتٌ كَثِيْرَةٌ نَاشِئَةٌ مِنْ اِسْتِبْعَادِ هٰذِهِ الْأُمُوْرِ وَعَدَمِ إِلْفِهَا

اصل دین ابراہیم میں وضو، نماز، طلوع سحر سے غروب آفتاب تک روزہ رکھنا، یتیموں اور مسکینوں کو صدقہ دینا، مصیبتوں میں کام آنا اور قرابتداروں کی مدد کرنا مشروع تھا، اور ان امور پر عمل کرنا، ان کے درمیان باعث فخر ومدح سمجھا جاتا تھا مشرکین نے ان تمام شعائر کو اس طرح ترک کر دیا تھا، گویا یہ احکام کبھی دین ابراہیم میں موجود ہی نہ تھے، اسی طرح قتل، چوری، زنا، سود اور غصب وغیرہ بھی دین ابراہیم میں حرام تھا، اور ان افعال کا ارتکاب معیوب اور قابل مذمت سمجھا جاتا تھا لیکن مشرکین ان تمام محرمات کا کھلم کھلا ارتکاب کیا کرتے تھے، اور صرف خواہش نفسانی کے اشاروں پر عمل پیرا ہوتے تھے۔

دین ابراہیم کے بنیادی عقائد اور مشرکین

وجود خدا کا عقیدہ، اور یہ عقیدہ کہ خدا تعالٰی ہی زمین اور آسمان کا خالق ہے، وہی بڑے بڑے حوادث کا مدبر اور منتظم ہے انبیاء کی بعثت پر اور بندوں کو ان کے اعمال کی جزا دینے پر قادر ہے، اور حوادث کو ان کے وقوع سے پیشتر معین کرنے والا ہے، اور یہ کہ فرشتے خدا کے مقرب بندے ہیں، اور ہماری تعظیم کے مستحق ہیں، یہ سارے عقائد اس ملت میں موجود تھے جن کا ثبوت ان کے اشعار سے بھی ملتا ہے۔

لیکن مشرکین نے ان تمام عقائد کے متعلق بہت سے اس طرح کے شبہات پیدا کر لئے تھے، جو ان عقائد کو محال سمجھنے اور انکے صحیح ادراک سے قاصر رہنے کی وجہ سے وجود میں آئے تھے، انکی گمراہی کی وجہ سے مندرجہ ذیل چیزیں وجود میں آئی تھیں۔

وگمراہی ایشان شرک بود، و تشبیہ و تحریف، و انکار معاد و استبعاد رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و فاش بودن اعمال قبیحہ، و مظالم درمیان یک دگر، و ابتداع رسوم فاسدہ و مندرس ساختن عبادات، شرک آن ست کہ غیر خدا را صفات مختصہ خدا اثبات نماید، مثل تصرف در عالم بارادہ کہ تعبیر ازاں بکن فیکون می شود یا علم ذاتی از غیر اکتساب بحواس و دلیل عقلی و منام الہام و مانند آں یا ایجاد شفائے مریض یا لعنت کردن بر شخصے و ناخوش بودن از و تا بسبب آن کراہت تنگ دست یا بیمار و شقی گردد، و رحمت فرستادن بر شخصے تا بسبب آں رحمت فراخ معیشت و صحیح بدن و سعید باشد، و ایں مشرکان در خلق جواہر و تدبیر امور عظام ہیچ یک را شریک نمے دانستند و چوں خدائے تعالیٰ بر کارے ابرام فرماید ہیچ یک را قدرت ممانعت اثبات نمے کردند، بلکہ اشراک ایشاں در امور خاصہ بہ بعضے بندگان بود و گمان مے کردند کہ مانند آں کہ بادشاہ عظیم القدر بندگان خاص خود را با طراف ممالک می فرستد،

وَكَانَ ضَلَالُهُمُ الشِّرْكَ وَالتَّشْبِيهَ وَالتَّحْرِيفَ وَإِنْكَارَ الْمَعَادِ وَاسْتِبْعَادَ رِسَالَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشُيُوعَ الْأَعْمَالِ الْقَبِيحَةِ وَالْمَظَالِمِ فِيمَا بَيْنَهُمْ وَابْتِدَاعَ الرُّسُومِ الْفَاسِدَةِ وَانْدِرَاسَ الْعِبَادَاتِ وَالشِّرْكُ أَنْ يُثْبِتَ لِغَيْرِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى شَيْئًا مِنْ صِفَاتِهِ الْمُخْتَصَّةِ بِهِ كَالتَّصَرُّفِ فِي الْعَالَمِ بِالْإِرَادَةِ الَّتِي يُعَبَّرُ عَنْهُ بِكُنْ فَيَكُونُ أَوِ الْعِلْمِ الذَّاتِيِّ مِنْ غَيْرِ اكْتِسَابٍ بِالْحَوَاسِّ وَدَلِيلِ الْعَقْلِ وَالْمَنَامِ وَالْإِلْهَامِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ أَوِ الْإِيجَادِ لِشِفَاءِ الْمَرِيضِ أَوِ اللَّعْنِ لِشَخْصٍ وَالسَّخَطِ عَلَيْهِ حَتَّى يُقَدَّرَ عَلَيْهِ الرِّزْقُ أَوْ يَمْرَضَ أَوْ يَشْقَى لِذٰلِكَ السَّخَطِ أَوِ الرَّحْمَةِ لِشَخْصٍ حَتَّى يُبْسَطَ لَهُ الرِّزْقُ وَيَصِحَّ بَدَنُهُ وَيَسْعَدَ وَلَمْ يَكُنِ الْمُشْرِكُونَ يُشْرِكُونَ أَحَدًا فِي خَلْقِ الْجَوَاهِرِ وَتَدْبِيرِ الْأُمُورِ الْعِظَامِ وَلَا يُثْبِتُونَ لِأَحَدٍ قُدْرَةً عَلَى الْمُمَانَعَةِ إِذَا أَبْرَمَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ أَمْرًا وَإِنَّمَا كَانَ إِشْرَاكُهُمْ فِي الْأُمُورِ الْخَاصَّةِ بِبَعْضِ الْعِبَادِ وَكَانُوا يَظُنُّونَ أَنَّ الْمَلِكَ عَلَى الْإِطْلَاقِ جَلَّ مَجْدُهُ شَرَّفَ بَعْضَ الْعِبَادِ بِخِلْعَةِ الْأُلُوهِيَّةِ وَتُؤَثِّرُ رِضَاهُمْ وَسَخَطُهُمْ عَلَى سَائِرِ الْعِبَادِ كَمَا أَنَّ مَلِكًا مِنَ الْمُلُوكِ عَظِيمُ الْقَدْرِ يُرْسِلُ عَبِيدَهُ الْمَخْصُوصِينَ إِلَى نَوَاحِي الْمَمْلَكَةِ

شرک، تشبیہ، تحریف، قیامت کا انکار، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو محال سمجھنا، مظالم اور فحش اعمال کا عام رواج غلط رسوم کی پابندی، اور عبادتوں کو تباہ و برباد کر دینا ان تمام خرابیوں کی تشریح ذیل میں کی جاتی ہے۔

شرک شرک کے معنی یہ ہیں، کہ ایسی صفات جو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے مخصوص ہیں، انہیں کسی دوسرے کی طرف منسوب کیا جائے، مثلاً اپنے ارادہ اور اختیار سے عالم میں تصرف کرنا، جسے "کن فیکون" سے تعبیر کیا جاتا ہے، یا اس طرح کا علم ذاتی جو حواس، دلیل عقل یا خواب یا الہام وغیرہ کے ذریعہ نہ حاصل کیا گیا ہو۔ مریضوں کو شفا بخشنا، یا کسی پر اس طرح لعنت کرنا، یا اس سے اس طرح ناراض ہونا جس کی وجہ سے وہ بیمار، مفلس یا بدبخت بن جائے، یا کسی پر اس طرح رحمت نازل کرنا جس سے وہ خوشحال، تندرست، اور نیک انجام ہو جائے، یہ تمام صفات صرف اللہ کے لئے مخصوص ہیں، ان صفات کو کسی دوسرے کی طرف منسوب کرنا شرک ہے۔

یہ مشرکین بھی کار تخلیق میں، یا عظیم امور کی تدبیر اور تصرف میں، کسی کو بھی خدا کا شریک نہیں مانتے تھے۔ وہ یہ بھی عقیدہ رکھتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امر کا ارادہ کرتا ہے، تو اس کی راہ میں حائل ہونے والا کوئی نہیں، بلکہ ان کا شرک صرف ان امور کے متعلق تھا جو بعض بندوں کے ساتھ مخصوص تھے۔ وہ یہ سمجھتے تھے، کہ جس طرح کوئی بادشاہ اپنے کسی مقرب یا کسی درباری امیر کو، ملک کے

والیشان را در امور جزئیہ تا وقتیکہ حکمِ صریح بادشاہ صادر نہ شدہ است مختار و متصرف می دارد و خود بتدبیر امور جزئیہ بندگان نمی پردازد، و حوالہ سائر بندگان بقہرمان می کند و شفاعت قہرمان درباب خادمان و متوسلانِ ایشان قبول می نماید، ہمچنین ملک علی الاطلاق جد مجدہ بعضے بندگان خود را خلعت الوہیت دادہ است و رضا و سخط ایشان در سائر بندگان اثرے کند پس واجب میدانستند تقرب بآں بندگان خاص تا شائستگی قبول ملک مطلق حاصل شود و شفاعت برائے ایشان در مجاری امور درجہ پذیرائی یابد و بملاحظہ ایں امور سجدہ بسوئے ایشان و ذبح برائے ایشان و حلف بنام ایشان و استعانت در امور ضروریہ بقدرت کن فیکون ایشان تجویز می نمودند و صورتہا از سنگ و صفر و دیگر مثل آن تراشیدہ، قبلۂ توجہ بر بان ارواح ساختند و جاہلاں رفتہ رفتہ آن سنگ ہا را بذات خود معبود انگاشتند و خلط عظیم راہ یافت ●

وَيَجْعَلُهُمْ مُتَصَرِّفِيْنَ فِي الْأُمُوْرِ الْجُزْئِيَّةِ إِلٰى أَنْ يَصْدُرَ عَنِ الْمَلِكِ حُكْمٌ صَرِيْحٌ فَلَا يَتَوَجَّهُ إِلٰى تَدْبِيْرِ الْأُمُوْرِ الْجُزْئِيَّةِ وَيُفَوِّضُ إِلَيْهِمْ أُمُوْرَ سَائِرِ الْعِبَادِ وَيَقْبَلُ شَفَاعَتَهُمْ فِيْ أُمُوْرِ مَنْ يَخْدِمُهُمْ وَيَتَوَسَّلُ بِهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ بِوُجُوْبِ التَّقَرُّبِ بِعِبَادِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ الْمَخْصُوْصِيْنَ الْمَذْكُوْرِيْنَ لِيَتَيَسَّرَ لَهُمْ قَبُوْلُ الْمَلِكِ الْمُطْلَقِ وَتُقْبَلُ شَفَاعَتُهُمْ لِلْمُتَقَرِّبِيْنَ بِهِ فِيْ مَجَارِي الْأُمُوْرِ وَكَانُوْا يُجَوِّزُوْنَ بِمُلَاحَظَةِ هٰذِهِ الْأُمُوْرِ أَنْ يَسْجُدَ لَهُمْ وَيَذْبَحَ لَهُمْ وَيَحْلِفَ بِهِمْ وَيَسْتَعِيْنَ بِهِمْ فِي الْأُمُوْرِ الضَّرُوْرِيَّةِ بِقُدْرَةِ كُنْ فَيَكُوْنُ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْحَجَرِ وَالصُّفْرِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ صُوَرًا اتَّخَذُوْهَا قِبْلَةَ التَّوَجُّهِ إِلٰى تِلْكَ الْأَرْوَاحِ حَتّٰى يَعْتَقِدَ الْجُهَّالُ شَيْئًا فَشَيْئًا تِلْكَ الصُّوَرَ مَعْبُوْدَةً بِذَاتِهَا فَيَتَطَرَّقُ بِذٰلِكَ خَلْطٌ عَظِيْمٌ ●

کسی علاقہ میں بھیجتا ہے، تو انہیں چھوٹے چھوٹے امور میں خود مختار بنا کے بھیجتا ہے، تا کہ وہ ان امور میں بادشاہ کے صریحی احکام کی عدم موجودگی کی صورت میں اپنی رائے اور فیصلہ سے کام کر سکیں۔

ظاہر ہے، کہ بادشاہ جزوی معاملات کی طرف توجہ نہیں دے سکتا۔ لہٰذا وہ ایسے تمام معاملات میں اپنے فرستادہ لوگوں کو، یا اپنے امراء اور حکام کو خود مختار قرار دے دیتا ہے، کہ وہ جس طرح مناسب سمجھیں، عمل کریں، چنانچہ اس طرح وہ اپنی تمام رعایا کو ان حکام کے حوالہ کر دیتا ہے، اور ان حاکموں کی، ان کے ملازمین اور متوسلین کے بارے میں سفارشیں بھی قبول کرتا ہے، بالکل اسی طرح خدائے پاک و برتر نے بھی اپنے بعض بندوں کو الوہیت کا خلعت مرحمت فرمایا ہے چنانچہ ان بندوں کی رضا اور خفگی، دونوں کا دوسرے تمام لوگوں پر اثر پڑتا ہے۔ اس عقیدہ کی بنا پر، وہ ان بندوں کا تقرب، اور ان کی خوشنودی حاصل کرنا ضروری سمجھتے تھے، تا کہ وہ بادشاہ حقیقی کی بارگاہ میں بھی مقبولیت کے مستحق قرار پا سکیں، اور حاجت براری کے موقع پر ان بندگان خاص کی سفارش ان کے بارے میں قابل قبول ہو سکے ●

انہی اسباب کے پیش نظر وہ ان بندگان خاص کے حضور میں سجدہ روا سمجھتے تھے، ان کے نام پر قربانی دیتا، ان کے نام کی قسمیں کھانا۔ اور ضروری امور میں اعانت طلب کرنا ان کے خدائی اختیارات کے لئے تجویز کیا کرتے تھے، انہوں نے ان خاص بندوں کے پتھر، لوہے اور مختلف دھاتوں کے بت بھی بنا لئے تھے، جاہلوں نے رفتہ رفتہ ان پتھر کی مورتوں کو سچ مچ کا خدا سمجھ لیا، اور ایک عظیم گمراہی کا سلسلہ شروع ہو گیا ●

و تشبیہ عبارت از اثبات صفات بشریہ است، خدا را تبارک و تعالیٰ، پس می گفتند، کہ ملائکہ دختران خدا اند، و می گفتند کہ شفاعت بندگان خود قبول می کند، اگرچہ رضامندی نہ باشد، چنانچہ بادشاہان بہ نسبت امرائے کبار گاہے چنیں می کنند، و علم و سمع و بصر کہ لائق جناب الوہیت است چوں دہ من ایشاں جائے می گرفت بر علم و سمع و بصر خود قیاس می کردند و در تجسیم و تحیز می افتادند، و بیان تحریف آن ست، کہ اولاد حضرت اسمٰعیل عم بر شریعت جد بزرگوار خود بودند، تا آنکہ عمرو بن لحی لعنۃ اللہ علیہ پیدا شد و برائے ایشاں اصنام وضع کرد، و عبادت آنہا مشروع ساخت و دلیر کردن بحیرہ و سائبہ و حام و استقسام بازلام و مثل آں برائے ایشاں اختراع نمود، و ایں حادثہ پیش از بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک بسہ صد سال وقوع یافت و الاجملہ دریں باب تمسک بآثار آبار خود مے نمودند و آں را یکے از حجج قاطعہ خود می دانستند

وَالتَّشْبِيهُ عِبَارَةٌ عَنْ إِثْبَاتِ الصِّفَاتِ الْبَشَرِيَّةِ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كَانُوا يَقُولُونَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ بَنَاتُ اللّٰهِ وَأَنَّهُ يَقْبَلُ شَفَاعَةَ عِبَادِهٖ وَإِنْ لَمْ يَرْضَ بِهَا كَمَا أَنَّ الْمُلُوكَ يَفْعَلُونَ مِثْلَ ذٰلِكَ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْأُمَرَاءِ الْكِبَارِ وَكَانُوا يَقِيسُونَ عِلْمَهُ تَعَالٰى وَسَمْعَهُ وَبَصَرَهُ الَّذِي يَلِيقُ بِجَنَابِ الْأُلُوهِيَّةِ عَلٰى عِلْمِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ لِقُصُورِ أَذْهَانِهِمْ فَيَقَعُونَ فِي الْقَوْلِ بِالتَّجْسِيمِ وَالتَّحَيُّزِ وَبَيَانُ التَّحْرِيفِ أَنَّ أَوْلَادَ إِسْمٰعِيلَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانُوا عَلٰى شَرِيعَةِ جَدِّهِمُ الْكَرِيمِ حَتّٰى جَاءَ عَمْرُو بْنُ لُحَيٍّ فَوَضَعَ لَهُمْ أَصْنَامًا وَشَرَعَ لَهُمْ عِبَادَتَهُمْ وَاخْتَرَعَ لَهُمْ مِنْ بَحِيرَةٍ وَسَائِبَةٍ وَحَامٍ وَاسْتِقْسَامٍ بِالْأَزْلَامِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ وَقَدْ وَقَعَتْ هٰذِهِ الْحَادِثَةُ قَبْلَ بَعْثَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثِمِائَةِ سَنَةٍ تَقْرِيبًا وَكَانَ الْجَهَلَةُ يَتَمَسَّكُونَ فِي هٰذَا الْبَابِ بِآثَارِ آبَائِهِمْ وَكَانُوا يَعُدُّونَ ذٰلِكَ مِنَ الْحُجَجِ الْقَاطِعَةِ ۔

تشبیہ تشبیہ کے معنی یہ ہیں، کہ انسانی صفات کو اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کیا جائے، جیسا کہ انکا عقیدہ تھا، کہ فرشتے اللہ تعالےٰ کی بیٹیاں ہیں، ان کا یہ بھی عقیدہ تھا، کہ اگر خدا خود پسند نہ بھی کرتا ہو، جب بھی گنہگاروں کے حق میں اپنے خاص بندوں کی سفارش قبول کر لیتا ہے، جیسا کہ سلاطین، امراء سے متفق نہ ہونے کے باوجود، بعض معاملات میں ان کی سفارش قبول کر لیتے ہیں، اسی طرح جب وہ اللہ تعالےٰ کے علم، سمع، اور بصر کا ذکر سنتے، تو وہ ان کی حقیقت سمجھنے سے قاصر رہتے، اور اللہ تعالےٰ کے علم اور سمع و بصر کو بھی اپنے ہی علم اور سمع و بصر کے مانند سمجھ لیتے، جس کی وجہ سے، وہ خدا کے لئے اپنے ہی جیسا جسم بھی تجویز کر لیتے تھے، اور اس جسم کے قیام کے لئے ایک مخصوص مقام بھی ضروری سمجھتے تھے ۔

۳۔ تحریف تحریف کی تفصیلی حقیقت یہ ہے، کہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد مدتوں حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے دین پر قائم رہی یہاں تک کہ ان کے درمیان عمرو بن لحی ملعون پیدا ہوا، اس نے ان لوگوں کے لئے مختلف طرح کے بت تراشے، اور ان کی پرستش دین میں داخل کر دی، اور ان کے لئے بحیرہ، سائبہ، حام، تیروں کے ذریعہ قرعہ اندازی کا طریقہ ایجاد کیا، یہ حادثہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریبًا تین سو سال پیشتر واقع ہوا تھا، مشرکین ان تمام امور کے لئے اپنے اجداد کے آثار کو دلیل میں پیش کرتے تھے، اور انہیں اپنی قطعی دلیلوں میں سے ایک دلیل سمجھتے تھے ۔

واگرچہ انبیاء سابق حشر و نشر بیان فرمودہ اند اما نہ بایں شرح و بسط کہ در قرآن عظیم مذکور است لہٰذا جمہور مشرکین براں مطلع نبودند و مستبعد مے انگاشتند، و ایں جماعت اگرچہ بہ نبوت حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل بلکہ بہ نبوت موسیٰ علیہم السلام نیز اعتراف نمودہ بودند، اما صفات بشریہ کہ حجاب جمال باکمال انبیاء ست، ایشاں را تشویش می داد و حقیقت تدبیر الٰہی کہ مقتضی بعثت انبیاء است نشناختہ چوں مالوف بمماثلہ رسول بمرسل بودند آں را استبعاد مے نمودند، و دریں باب شبہات واہیہ ناسموعہ درمیان مے آوردند، مانند آں کہ محتاج بشراب و طعام نبی چرا باشد، و خدائے تعالےٰ فرشتہا چرا نہ فرستد و چرا بہر آدمی جدا جدا وحی نازل نہ کند و علیٰ ہذا الاسلوب۔ و اگر در تصویر حال مشرکین و عقائد و اعمال ایشاں توقف داری، احوال محترفان اہل زمان خصوصًا آنانکہ باطراف دار الاسلام سکونت دارند ملاحظہ کن،

وَقَدْ بَيَّنَ الْأَنْبِيَاءُ السَّالِفُونَ الْحَشْرَ وَالنَّشْرَ لٰكِنْ لَيْسَ ذٰلِكَ الْبَيَانُ بِشَرْحٍ وَبَسْطٍ مِثْلِ مَا تَضَمَّنَهُ الْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ وَلِذٰلِكَ مَا كَانَ جُمْهُوْرُ الْمُشْرِكِيْنَ مُطَّلِعِيْنَ عَلَيْهِ وَكَانُوْا يَسْتَبْعِدُوْنَهُ، وَهٰؤُلَاءِ الْجَمَاعَةُ وَإِنِ اعْتَرَفُوْا بِنُبُوَّةِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيْمَ وَسَيِّدِنَا إِسْمٰعِيْلَ بَلْ بِنُبُوَّةِ سَيِّدِنَا مُوْسٰى عَلَيْهِمُ السَّلَامُ أَيْضًا لٰكِنْ كَانَتِ الصِّفَاتُ الْبَشَرِيَّةُ الَّتِيْ هِيَ حِجَابٌ لِجَمَالِ الْأَنْبِيَاءِ الْكَامِلِ تُشَوِّشُهُمْ تَشْوِيْشًا وَلَمْ يَعْرِفُوْا حَقِيْقَةَ تَدْبِيْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ الَّذِيْ هُوَ مُقْتَضِيْ بَعْثَةِ الْأَنْبِيَاءِ فَكَانُوْا يَسْتَبْعِدُوْنَ ذٰلِكَ لِمَا أَلِفُوا الْمُمَاثَلَةَ بَيْنَ الرَّسُوْلِ وَالْمُرْسِلِ فَكَانُوْا يُوْرِدُوْنَ شُبُهَاتٍ وَاهِيَةً غَيْرَ مَسْمُوْعَةٍ كَمَا قَالُوْا إِنَّهُمْ كَيْفَ يَحْتَاجُوْنَ إِلَى الشَّرَابِ وَالطَّعَامِ وَهُمْ أَنْبِيَاءُ وَهَلَّا يُرْسِلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى الْمَلَائِكَةَ وَلِمَ لَا يُنْزِلُ الْوَحْيَ عَلٰى كُلِّ إِنْسَانٍ عَلٰى حِدَتِهِ وَعَلٰى هٰذَا الْأُسْلُوْبِ وَإِنْ كُنْتَ مُتَوَقِّفًا فِيْ تَصْوِيْرِ حَالِ الْمُشْرِكِيْنَ وَعَقَائِدِهِمْ وَأَعْمَالِهِمْ فَانْظُرْ إِلٰى حَالِ الْعَوَامِّ وَالْجَهَلَةِ مِنْ أَهْلِ الزَّمَانِ خُصُوْصًا مَنْ

۴۔ عقیدۂ رسالت و قیامت اور مشرکین

اگرچہ گذشتہ انبیاء علیہم السلام نے بھی حشر و نشر کا تذکرہ کیا ہے لیکن اس شرح اور تفصیل کے ساتھ نہیں، جیسا کہ قرآن پاک میں بیان کیا گیا ہے، اس وجہ سے مشرکین اس عقیدہ سے واقف نہیں تھے، اور اسے فہم سے بعید سمجھتے تھے ۔

اسی طرح یہ گروہ اگرچہ حضرت ابراہیم، حضرت اسمٰعیل، بلکہ حضرت موسیٰ علیہم السلام کی نبوت پر بھی عقیدہ رکھتا تھا لیکن چونکہ انبیاء علیہم السلام بشری جسم اور انسانی صفات کے ساتھ متصف ہوتے تھے، جو ان کے نور رسالت کے لئے حجاب کا کام کرتا تھا، لہٰذا یہ لوگ تشویش اور انتشار کا شکار ہو گئے، وہ چونکہ تدبیر الٰہی کی حقیقت سے جو بعثت انبیاء کی متقاضی تھی، ناواقف تھے اور قاصد اور قاصد بھیجنے والے کے درمیان مشابہت اور مماثلت کے عادی تھے، اس وجہ سے وہ نبوت و رسالت کے صحیح تصور سے قاصر تھے، اور اسے محال سمجھتے تھے، چنانچہ وہ اس ذیل میں بڑے فضول اور بے معنی شبہات پیدا کیا کرتے تھے، مثلاً نبی کھانے، پانی کا محتاج کیوں ہے؟ یا خدا فرشتوں کو نبی کیوں نہیں بناتا، یا ہر شخص کے پاس الگ الگ وحی کیوں نہیں بھیجتا، اسی طرح کی اور بھی بہت سی بے عقلی کی باتیں تھیں، جو ان کے عقائد کا جزو بن چکی تھیں ۔

ایک مثال اگر اب بھی مشرکین کی صحیح حالت، اور ان کے اعمال و عقائد کے سمجھنے میں کچھ دشواریاں ہوں، تو موجودہ زمانہ کے جہلاء اور عوام پر ایک نظر ڈال لیجئے، خاص طور سے وہ لوگ جو اسلامی ممالک کے نواح میں رہتے ہیں، ان کو دیکھئے۔

کہ ولایت را چہ خیال کردہ اند، باوجود اعتراف بر ولایت اولیاء متقدمین دریں زمانہ وجود اولیاء محال مے انگارند وبقبور وآستانہا می روند، وانواع شرک بعمل مے آرند، تشبیہ وتحریف چگونہ درایشاں راہ یافتہ است، وبحکم حدیث صحیح لتتبعن سنن من کان قبلکم ازیں آفات ہیچ چیز نیست، مگر امروز قومی مرتکب آنند ومعتقد مثل آں عافانا اللہ من ذلک بالجملہ خدائے تعالیٰ برحمت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را درمیان عرب مبعوث ساخت، وآں حضرت را باقامت ملت حنیفہ امر فرمود ودر قرآن عظیم با ایشاں مخاصمہ نمود ودر مخاصمہ تمسک بمسلمات ایشاں از بقایائے ملت حنیفہ واقع شد تا التزام متحقق شود، پس جواب اشراک اولاً طلب دلیل ست ونقض تمسک بہ تقلید آباء، وثانیاً عدم مساوات ایں بندگان با خدائے تبارک وتعالیٰ، واختصاص خدا باستحقاق اقصی

كَيْفَ يَظُنُّونَ الْوِلَايَةَ وَمَاذَا يَتَخَيَّلُ الْقَوْمُ مِنْهَا وَمَعَ أَنَّهُمْ يَعْتَرِفُونَ بِوِلَايَةِ الْأَوْلِيَاءِ السَّلَفِ مِمَّنْ يَعُدُّونَ وُجُودَ الْأَوْلِيَاءِ فِي هٰذَا الزَّمَانِ مِنْ قَبِيلِ الْمُحَالِ وَيَذْهَبُونَ إِلَى الْقُبُورِ وَالْآثَارِ وَيَرْتَكِبُونَ أَنْوَاعًا مِنَ الشِّرْكِ وَكَيْفَ تَطَرَّقَ إِلَيْهِمُ التَّشْبِيهُ وَالتَّحْرِيفُ فَفِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَمَا مِنْ آفَةٍ مِنْ هٰذِهِ الْآفَاتِ إِلَّا وَقَوْمٌ مِنْ أَهْلِ هٰذَا الزَّمَانِ وَاقِعُونَ فِي ارْتِكَابِهَا مُعْتَقِدُونَ بِمِثْلِهَا عَافَانَا اللّٰهُ سُبْحَانَهُ مِنْ ذٰلِكَ وَبِالْجُمْلَةِ فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى بِرَحْمَتِهِ بَعَثَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَرَبِ وَأَمَرَهُ بِإِقَامَةِ الْمِلَّةِ الْحَنِيفِيَّةِ وَخَاصَمَهُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَقَدْ وَقَعَ التَّمَسُّكُ فِي تِلْكَ الْمُخَاصَمَةِ بِمُسَلَّمَاتِهِمْ مِنْ بَقَايَا الْمِلَّةِ الْحَنِيفِيَّةِ لِيَتَحَقَّقَ الْإِلْزَامُ فَجَوَابُ الْإِشْرَاكِ أَوَّلًا طَلَبُ الدَّلِيلِ وَنَقْضُ التَّمَسُّكِ بِتَقْلِيدِ الْآبَاءِ وَثَانِيًا عَدَمُ التَّسَاوِي بَيْنَ هٰؤُلَاءِ الْعِبَادِ وَبَيْنَهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَاخْتِصَاصُهُ عَزَّ وَجَلَّ بِاسْتِحْقَاقِ أَقْصَى

کہ انہوں نے ولایت کو کیا فرض کر رکھا ہے، اگرچہ وہ گذشتہ زمانہ میں اولیاء اللہ کے وجود کا اعتراف کرتے ہیں، اس کے باوجود اس زمانہ میں ان کا وجود محال سمجھتے ہیں، یہ لوگ مختلف قبروں اور درگاہوں میں جاتے ہیں، اور وہاں طرح طرح کے مشرکانہ اعمال بجا لاتے ہیں، اور دیکھیے، کہ کس طرح تشبیہ وتحریف کے تصورات ان میں راہ پاگئے، ایک حدیث صحیح میں آیا ہے، کہ تم بھی گذشتہ قوموں کے اعمال کی پیروی کروگے، چنانچہ گذشتہ قوموں کے باطل عقائد اور فاسد اعمال میں سے ایک چیز بھی ایسی نہیں رہ گئی جس کا ارتکاب آج کے مسلمان نہ کر رہے ہوں، خدا ہم سب کو اس بلا سے محفوظ رکھے ۔

رسول کی بعثت مختصر یہ کہ عرب ہی کی نہیں بلکہ ساری دنیا کی یہ حالت تھی، کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ کے تقاضہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل عرب کے درمیان مبعوث فرمایا، اور آپ کو دین ابراہیم کے قیام اور تبلیغ کا حکم دیا، ساتھ ہی قرآن پاک میں ان مشرکین سے مخاصمہ کیا، اور مخاصمہ میں ان مسلمات پر اعتماد کیا جو دین ابراہیم کے شعار میں سے ان کے درمیان باقی رہ گئے تھے، تاکہ ان پر حجت قائم ہو سکے، اور وہ حقائق کا انکار نہ کر سکیں ۔

شرک کا جواب چنانچہ قرآن مجید میں ان کے عقیدۂ شرک کا جواب چار طریقے سے دیا گیا ہے۔

(۱) پہلے ان سے ان کے عقائد کے صحت کی دلیل طلب کی گئی ہے۔ اور انہیں یہ بتایا گیا ہے، کہ ان کا یہ عقیدہ، ان کے آباء واجداد کے اس عقیدہ کے خلاف ہے، جس کی تقلید اور پیروی کا وہ دعویٰ کرتے تھے۔

(۲) دوسرے انہیں یہ سمجھایا گیا، کہ جن بندوں کو وہ خدا کا شریک قرار دیتے ہیں، ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کسی قسم کی بھی مساوات اور مناسبت نہیں ہے، چنانچہ انتہائی درجہ کی تعظیم کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے،

غایت تعظیم بخلاف ایں بندگان، وثالثاً بیان اجماع انبیاء برین مسئلہ وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون ورابعاً بیان شناعت عبادت اصنام وسقوط احجار از مراتب کمالات انسانیہ فکیف مرتبۃ الالوھیۃ و ایں جواب مسوق ست برائے قومی کہ اصنام را معبود لذاتہ انگارند وجواب تشبیہ اولاً طلب دلیل ست ونقض تمسک آباء وثانیاً بیان ضروری بودن مجانست درمیان والد وولد وآن مفقود است، وثالثاً بیان شناعت اثبات مکروہ ومذموم پیش خود خدا را تبارک وتعالٰی الربکم البنات ولھم البنون

غَایَۃُ التَّعْظِیْمِ بِخِلَافِ ھٰؤُلَاءِ الْعِبَادِ وَثَالِثًا بَیَانُ اِجْمَاعِ الْاَنْبِیَاءِ عَلٰی ھٰذِہِ الْمَسْئَلَۃِ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِ وَرَابِعًا بَیَانُ شَنَاعَۃِ عِبَادَۃِ الْاَصْنَامِ وَسُقُوْطِ الْاَحْجَارِ مِنْ مَرَاتِبِ الْکَمَالَاتِ الْاِنْسَانِیَّۃِ فَکَیْفَ بِمَرْتَبَۃِ الْاُلُوْھِیَّۃِ وَھٰذَا الْجَوَابُ مَسُوْقٌ لِقَوْمٍ یَعْتَقِدُوْنَ الْاَصْنَامَ مَعْبُوْدِیْنَ لِذَاتِھِمْ وَجَوَابُ التَّشْبِیْہِ اَوَّلًا طَلَبُ الدَّلِیْلِ وَنَقْضُ التَّمَسُّکِ بِتَقْلِیْدِ الْاٰبَاءِ وَثَانِیًا بَیَانُ ضَرُوْرَۃِ الْمُجَانَسَۃِ بَیْنَ الْوَالِدِ وَالْوَلَدِ وَھِیَ مَفْقُوْدَۃٌ وَثَالِثًا بَیَانُ شَنَاعَۃِ اِثْبَاتِ مَا ھُوَ مَکْرُوْہٌ وَمَذْمُوْمٌ عِنْدَ اَنْفُسِھِمْ لِلّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَلِرَبِّکَ الْبَنَاتُ وَلَھُمُ الْبَنُوْنَ

یہ بندے اس طرح کی تعظیم کے مستحق نہیں ہیں۔

۳۔ تیسرے انہیں یہ بتایا گیا ہے کہ گذشتہ زمانے کے بھی تمام انبیاء و مرسلین توحید کے عقیدہ پر متفق ہیں جیسا کہ کلام پاک میں اس کی تصریح کی گئی ہے "کہ ہم نے آپ سے پہلے جس نبی یا رسول کو بھیجا ہے، اس کے پاس یہ وحی بھی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے بس صرف میری عبادت کرو" (ترجمہ آیت)

۴۔ چوتھے ان سے بتوں کی پرستش کی برائیاں بیان کی گئی ہیں اور انہیں یہ بتایا گیا ہے کہ جن پتھر کے ٹکڑوں کی وہ عبادت کرتے ہیں، وہ انسانی شرف و کمال کے مقابلہ میں بھی انتہائی پست اور ہیچ ہیں، پھر وہ خدائی کے مرتبہ کے لائق کس طرح ہو سکتے ہیں، لیکن یہ جواب صرف اس قوم کے لئے تھا جو بتوں کو براہ راست خدا سمجھتی ہے اس کا تعلق اس قوم سے نہیں ہے جو انہیں بعض پوشیدہ قوتوں کا نمائندہ جانتی ہے

تشبیہ کا جواب

جو لوگ تشبیہ پر عقیدہ رکھتے تھے، انہیں تین طریقہ سے جواب دیا گیا ہے۔

۱۔ پہلے ان سے بھی ان کے دعوے کی صداقت کی دلیل طلب کی گئی ہے، اور انہیں بتایا گیا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ ان کے آباؤ اجداد کے عقیدہ کے خلاف ہے، حالانکہ وہ اسی کے تمسک کا دعویٰ کرتے ہیں، کیونکہ وہ لوگ تشبیہ کے قائل نہ تھے

۲۔ دوسرے یہ کہ انہیں سمجھایا گیا ہے، کہ ان کے عقیدہ، اور ان کی دلیلوں کی رو سے تو یہ امر بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ باپ اور بیٹے ایک ہی طرح کے ہوں۔ لیکن جب باپ بیٹے ایک طرح کے نہیں ہوتے۔ تو پھر یہ کیسے ضروری ہو گیا، کہ اللہ تعالے اور اس کے پیدا کئے ہوئے بندے ایک ہی طرح کے ہوں۔

۳۔ تیسرے انہیں یہ سمجھایا گیا ہے، کہ جن چیزوں کو وہ اپنے لئے معیوب اور ناگوار سمجھتے ہیں، ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب کرنا وہ کس طرح جائز قرار دے سکتے ہیں، چنانچہ خود تو بیٹیوں کو اپنے لئے باعث ننگ و عار سمجھتے ہیں اور اللہ تعالے کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ فرشتے اللہ تعالے کی بیٹیاں ہیں۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے، کہ تمہارے رب کے لئے بیٹیاں ہوں، اور تمہارے لئے بیٹے ہوں" (ترجمہ آیت)

واین جواب مسوق ست برائے قومی کہ بہ مشہورات و متوہمات شعریہ خوگر شدہ اند واکثر ایشاں بہ ہمیں صفت بودند وجواب تحریف بیان عدم نقل آن ست از ائمہ ملت و بیان آنکہ این ہمہ اختراع وابتداع غیر معصوم ست وجواب استبعاد حشر ونشر اولاً قیاس است بر احیاء ارض و مانند آں وتنقیح مناط کہ شمول قدرت وامکان اعادہ ست وثانیاً بیان موافقت اہل کتب الٰہیہ است در اخبار بآں وجواب استبعاد رسالت اولاً بیان وجود آن ست، در انبیائے متقدمین وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم۔

وَھٰذَا الْجَوَابُ مَسُوْقٌ لِاَجْلِ قَوْمٍ اِعْتَادُوا الْمُقَدِّمَاتِ الْمَشْھُوْرَۃَ وَالْمُتَوَھَّمَاتِ الشِّعْرِیَّۃَ وَاَکْثَرُھُمْ عَلٰی ھٰذِہِ الصِّفَۃِ، وَجَوَابُ التَّحْرِیْفِ بِبَیَانِ عَدَمِ نَقْلِہٖ عَنْ اَئِمَّۃِ الْمِلَّۃِ وَبَیَانِ اَنَّ ذٰلِکَ کُلَّہٗ اِخْتِرَاعٌ وَابْتِدَاعٌ مِنْ غَیْرِ مَعْصُوْمٍ وَجَوَابُ اِسْتِبْعَادِ الْحَشْرِ وَالنَّشْرِ اَوَّلًا اَلْقِیَاسُ عَلٰی اِحْیَاءِ الْاَرْضِ وَمَا اَشْبَہَ ذٰلِکَ وَتَنْقِیْحُ الْمَنَاطِ الَّذِیْ ھُوَ شُمُوْلُ الْقُدْرَۃِ وَاِمْکَانُ الْاِعَادَۃِ وَثَانِیًا بَیَانُ مُوَافَقَۃِ اَھْلِ الْکُتُبِ الْاِلٰھِیَّۃِ فِی الْاِخْبَارِ بِہٖ۔ وَجَوَابُ اِسْتِبْعَادِ اِرْسَالِ الرُّسُلِ اَوَّلًا بِبَیَانِ وُجُوْدِھَا فِی الْاُمَمِ الْمُتَقَدِّمَۃِ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ۔

یہ جواب ان لوگوں سے تعلق رکھتا ہے، جو مخیلانہ توہمات کے عادی تھے، اور حقیقت یہ ہے کہ اکثریت ایسے ہی لوگوں کی تھی،

تحریف کا جواب

جو لوگ تحریف پر عقیدہ رکھتے تھے، ان کو مختلف طرح سے جواب دیا گیا۔

۱۔ ایک تو یہ کہ انہیں بتلایا گیا، کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں، وہ محض ان کی اپنی ایجاد ہے، اس طرح کی کوئی بات بزرگان دین سے منقول نہیں ہے۔

۲۔ دوسرے انہیں یہ سمجھایا گیا ہے، کہ وہ جن امور پر عقیدہ رکھتے ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے، کیونکہ یہ سب محض غیر معصوم لوگوں کی اختراعات ہیں، جن کا دین و مذہب سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

حشر و نشر کو محال سمجھنے کا جواب

جو لوگ حشر و نشر اور حیات بعد الموت کو محال سمجھتے تھے، انہیں بھی مختلف انداز سے سمجھایا گیا ہے اور مختلف طریقے سے انکے شبہات دور کرنے کی کوشش کی ہے

۱۔ سب سے پہلے انہیں زمین کی حالت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، کہ زمین کس طرح خشک و ویران ہونے کے بعد سرسبز اور آباد ہو جاتی ہے اور یہ بتایا گیا ہے، کہ زمین کی حالت کی اس تبدیلی سے یہ اندازہ ہوتا ہے۔ کہ زندگی کا اعادہ ناممکن نہیں ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو دوبارہ سرسبز کر دیتا ہے اسی طرح مرنے والوں کو دوبارہ زندہ بھی کر سکتا ہے۔

۲۔ دوسرے انہیں یہ بتایا گیا ہے کہ گذشتہ امتیں اور قومیں بھی اس پر متفق ہیں، اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے، اور حساب کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے پر عقیدہ رکھتی ہیں، اور تمام مذاہب کا اس پر متفق ہونا یہ ثابت کرتا ہے کہ دوبارہ حیات یقینی ہے۔

رسالت کے متعلق شبہات کا جواب

رسالت کے متعلق وہ مختلف طرح کے اعتراضات کیا کرتے تھے، ان کے تمام اعتراضات اور شبہات کا الگ الگ جواب دیا گیا ہے۔

۱۔ ان کا سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ کسی انسان کو اللہ تعالیٰ نبی کیسے بنا سکتا ہے، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ان کا یہ اعتراض بے بنیاد ہے، کیونکہ گذشتہ زمانہ کے تمام انبیاء اور مرسلین انسان ہی تھے جیسا کہ یہ آیت وضاحت کر رہی ہے کہ آ

ویقول الذین کفروا لست مرسلا قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب وثانیاً دفع استبعاد بہ بیان آنکہ ایں جا رسالت عبارت از وحی ست قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ وتفسیر وحی بآنچہ محال نبود، وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الآیۃ، ثالثاً بیان آنکہ عدم ظہور معجزاتی کہ اقتراح آں می کنند وعدم موافقت حق بایشاں در تعیین شخصے کہ پیغام بری آں می خواہند یا فرشتہ را پیغام بر ساختن، یا بہر کس وحی نہ فرستادن بنا بر مصلحت کلیہ است، کہ علم ایشاں از ادراک آں قاصر است و چوں اکثر مبعوث الیہم مشرکین بودند ایں مضامین را در سور بسیار باسالیب متعددہ بتاکیدات بلیغہ اثبات فرمود و از اعادہ آں مراتب کثیرہ تحاشی نہ نمود آرے مخاطبہ حکیم مطلق بہ نسبت ایں جاہلاں چنیں باید، و در مقابلہ ایں بے عقلاں سخن گفتن ہمیں تاکید شاید ذلک تقدیر العزیز العلیم۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ وَثَانِيًا دَفْعُ الْاِسْتِبْعَادِ بِبَيَانِ اَنَّ الرِّسَالَةَ هٰهُنَا عِبَارَةٌ عَنِ الْوَحْيِ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ وَتَفْسِيْرُ الْوَحْيِ بِمَا لَا يَكُوْنُ مُحَالًا وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ الْاٰيَةَ وَثَالِثًا بِبَيَانِ عَدَمِ ظُهُوْرِ الْمُعْجِزَاتِ الَّتِيْ يَقْتَرِحُوْنَهَا لِلْمَصْلَحَةِ الْكُلِّيَّةِ تَقْصُرُ عِلْمُهُمْ عَنْ اِدْرَاكِهٖ وَكَذٰلِكَ عَدَمُ مُوَافَقَةِ الْحَقِّ لَهُمْ فِيْ تَعْيِيْنِ شَخْصٍ يَقْتَرِحُوْنَ بِنُبُوَّتِهٖ وَكَذٰلِكَ لَمْ يَجْعَلِ الرَّسُوْلَ مَلَكًا وَلَمْ يُوْحِ اِلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فَلَيْسَ كُلُّ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ اِلَّا لِلْمَصْلَحَةِ الْكُلِّيَّةِ وَلَمَّا كَانَ اَكْثَرُ مَنْ بُعِثَ اِلَيْهِمْ مُشْرِكِيْنَ اَثْبَتَ هٰذِهِ الْمَضَامِيْنَ فِيْ سُوَرٍ كَثِيْرَةٍ بِاَسَالِيْبَ مُتَعَدِّدَةٍ وَتَاْكِيْدَاتٍ بَلِيْغَةٍ وَلَمْ يَتَحَاشَ مِنْ اِعَادَتِهَا مَرَّاتٍ كَثِيْرَةً نَعَمْ هٰكَذَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ مُخَاطَبَةُ الْحَكِيْمِ الْمُطْلَقِ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى هٰؤُلَاءِ الْجَهَلَةِ وَالْكَلَامُ فِيْ مُقَابَلَةِ هٰؤُلَاءِ السُّفَهَاءِ بِهٰذَا التَّاْكِيْدِ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ◆

رسول ہم نے آپ سے پہلے بھی انسانوں ہی کو نبی بنا کے بھیجا ہے، جن کے پاس ہم وحی بھیجا کرتے تھے، اور جو لوگ ایمان نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں، کہ آپ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول نہیں ہیں، ان سے کہہ دیجئے، ہمارے تمہارے درمیان گواہی کے لئے اللہ تعالیٰ، اور وہ لوگ کافی ہیں، جو کتاب خدا کا علم رکھتے ہیں۔ (ترجمہ آیت)

۲۔ ان کے شبہے کا دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہاں رسالت سے مراد وحی ہے، جیسا کہ ایک آیت میں آنحضرت کو ہدایت کی گئی ہے، کہ (اے رسول) کہہ دیجئے، کہ میں تمہارے ہی جیسا ایک بشر ہوں البتہ میرے پاس وحی آتی ہے (ترجمہ آیت) پھر وحی کی تفسیر اس طرح کی گئی ہے، جو محال نہیں ہے، وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الخ

۳۔ ان کے دوسرے اعتراضات کا جواب اجمالی طور پر دیا گیا ہے، انہیں یہ سمجھایا گیا ہے، کہ ان کے مطالبہ کے مطابق انبیاء سے معجزات کا ظہور میں نہ آنا، ان کے موزوں قرار دیئے ہوئے شخص کو نبی نہ بنانا فرشتوں کو رسالت پر مامور نہ کرنا، یا الگ الگ ہر شخص کے پاس وحی نہ بھیجنا، یہ سب کچھ ایک عظیم مصلحت کی وجہ سے ہے، جس کے سمجھنے سے وہ اپنی کم علمی کی وجہ سے قاصر ہیں ◆

جوابوں کی تکرار چونکہ قرآن کے مخاطب براہ راست مشرکین تھے، لہٰذا ان مسائل کو مختلف سورتوں میں متعدد بار، نئے نئے اسلوب سے بیان کیا گیا ہے، اور بڑی بلیغ تاکیدات کے ذریعہ مدعا کا اثبات کیا گیا ہے، اور اس کی بار بار تکرار سے گریز نہیں کیا گیا ہے، اور یہ درست بھی ہے، کہ اس طرح کے جاہلوں کے ساتھ حکیم مطلق کے خطاب کا یہی انداز ہونا چاہیئے، اور اس طرح کے بے عقلوں سے اسی انداز اور تاکید کے ساتھ گفتگو کرنی چاہیئے، ذلک تقدیر العزیز العلیم۔

ویہود بتورات ایمان آوردہ بودند، وضلالت ایشاں تحریف احکام تورات بود، خواہ تحریف لفظی باشد، خواہ تحریف معنوی وکتمان آیات آں وافترا بالحاق آنچہ از آں نیست باآں وتساہل در اقامت احکام آں ومبالغہ در تعصب مذاہب خود واستبعاد رسالت حضرت پیغامبر ما صلی اللہ علیہ وسلم وبے ادبی وطعن بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ بہ نسبت خدا تبارک وتعالےٰ نیز ومبتلا بودند بہ بخل وحرص وغیر آں، اما در تحریف لفظی در ترجمۂ تورات وامثال آں بکار می بردند، در اصل توریت پیش ایں فقیر چنیں محقق شدہ وبرقول ابن عباس وتحریف معنوی تاویل فاسد است، بحمل آیتے بر غیر معنی آں بسینہ زوری وانحراف از راہ مستقیم، آز انجملہ آن ست، کہ فرق میان متدین فاسق وکافر جاحد در ہر ملتے بیان کردہ اند، وکافر را خلود نار وعذاب شدید اثبات نمودہ اند، وفاسق را خروج از نار بشفاعت انبیاء درست کردہ اند ودر تقریر ایں معنیٰ در ہر ملتے اظہار نام متدین باآں ملت کردہ اند

وَكَانَ الْيَهُودُ قَدْ اٰمَنُوْا بِالتَّوْرَاةِ وَكَانَتْ ضَلَالَتُهُمْ تَحْرِيْفَ أَحْكَامِ التَّوْرَاةِ تَحْرِيْفًا لَفْظِيًّا وَمَعْنَوِيًّا وَكِتْمَانُ اٰيَاتِهَا وَإِلْحَاقُ مَا لَيْسَ مِنْهَا بِهَا اِفْتِرَاءً مِنْهُمْ وَتَسَاهُلًا فِيْ إِقَامَةِ أَحْكَامِهَا وَمُبَالَغَةً فِي التَّعَصُّبِ بِمَذَاهِبِهِمْ وَاسْتِبْعَادِ رِسَالَةِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُوْءُ الْأَدَبِ وَالطَّعْنِ بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ بِالنِّسْبَةِ إِلٰى حَضْرَةِ الْحَقِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَيْضًا وَابْتِلَاؤُهُمْ بِالْبُخْلِ وَالْحِرْصِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ، أَمَّا التَّحْرِيْفُ اللَّفْظِيُّ فَإِنَّهُمْ كَانُوْا يَرْتَكِبُوْنَهُ فِيْ تَرْجَمَةِ التَّوْرَاتِ وَأَمْثَالِهَا لَا فِيْ أَصْلِ التَّوْرَاةِ هٰذَا الْحَقُّ عِنْدَ الْفَقِيْرِ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَالتَّحْرِيْفُ الْمَعْنَوِيُّ تَأْوِيْلٌ فَاسِدٌ يُحْمَلُ الْاٰيَةُ عَلٰى غَيْرِ مَعْنَاهَا بِتَجَاهُلٍ وَانْحِرَافٍ عَنِ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ. فَمِنْ جُمْلَةِ ذٰلِكَ أَنَّهُ قَدْ بَيَّنَ الْفَرْقَ بَيْنَ الْمُتَدَيِّنِ الْفَاسِقِ وَالْكَافِرِ الْجَاحِدِ فِيْ كُلِّ مِلَّةٍ وَأَثْبَتَ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ وَالْخُلُوْدَ لِلْكَافِرِ وَجَوَّزَ خُرُوْجَ الْفَاسِقِ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ الْأَنْبِيَاءِ وَأَظْهَرَ فِيْ تَقْرِيْرِ هٰذَا الْمَعْنٰى اِسْمَ الْمُتَدَيِّنِ فِيْ كُلِّ مِلَّةٍ بِتِلْكَ الْمِلَّةِ

یہودیوں کی حالت

یہود تورات پر ایمان کے دعویدار تھے۔ ان کی گمراہی یہ تھی، کہ انہوں نے تورات کے احکام کو بدل ڈالا تھا۔ یہ تبدیلی الفاظ میں بھی کی گئی تھی، اور مفہوم ومعانی میں بھی، بہت سی آیات انہوں نے چھپا بھی ڈالی تھیں اور بعض آیات کا اپنی طرف سے اضافہ بھی کر دیا تھا۔ وہ تورات کے احکام پر عمل کے سلسلہ میں بڑے سست اور لاپروا تھے لیکن مذہبی تعصب میں بڑے سخت اور تیز تھے، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو محال قرار دیتے تھے۔ آپ کی شان میں بے ادبی اور طنز وطعنہ کی گستاخی کے مرتکب ہوا کرتے تھے، بلکہ خود اللہ تعالیٰ کے حضور میں بھی ان کی بے ادبی اور گستاخی کا یہی عالم تھا اس کے علاوہ وہ بخل اور حرص جیسی دوسری اخلاقی برائیوں کا بھی شکار تھے۔

تورات میں تحریف

یہودی تحریف لفظی تورات کے ترجمہ وغیرہ میں کیا کرتے تھے، نہ کہ اصل تورات میں، فقیر کے نزدیک یہی حق ہے اور حضرت ابن عباس کا بھی یہی قول ہے اور تحریف معنوی تاویل فاسد کا نام ہے یعنی زبردستی اور راہ راست سے ہٹ کر کسی آیت کو اس کے اصل معنی کے خلاف پر محمول کیا جائے۔

تحریف معنوی کا انداز

یہود توریت میں جس انداز سے تحریف کیا کرتے تھے۔ اس کی ایک مثال یہی ہے، کہ وہ عام مطالب کو خاص کر لیا کرتے تھے، مثلاً ہر مذہب میں فاسق دیندار، اور کافر منکر کا فرق باہمی بتایا گیا ہے اور یہ بیان کیا گیا ہے، کہ کافروں پر بڑا سخت عذاب ہوگا، اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں گے البتہ فاسقوں کے لئے یہ ممکن ہے، کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی شفاعت کے ذریعہ عذاب جہنم سے نجات پالیں۔

ودر تورات یہودی وعبری را ایں منزلت اثبات نمودہ اند ودر انجیل نصرانی را دریں مرتبہ داشتہ اند، ودر قرآن عظیم مسلمانان را این مزیت نہادہ اند ومناط حکم ایمان ست بخدا ورو ز آخرت وانقیاد پیغامبری کہ بر ایشاں مبعوث باشد، وعمل بشرائع ملت واجتناب از منہیات آن نہ خصوص ہیچ فرقہ لذاتہا، پس یہود دانستند کہ ہر کہ یہودی باشد یا عبری البتہ بہشتی خواہد بود، وشفاعت انبیاء او را خلاص خواہد ساخت، وجز چند روز در دوزخ نخواہد ماند اگرچہ آن مناطِ حکم متحقق نہ شود، بخدا بوجہے آوردہ باشد کہ صحیح نہ بود واز ایمان بآخرت وبرسالت پیغامبری مبعوث بایشاں حظے ادراک نہ کردہ باشد، وایں غلط صرف است وجہل محض چون قرآن عظیم ہیمن ست برکتب سابقہ، ومبین مواضع اشکال آن شبہ را بر وجہ اتم کشف فرمود۔ بلی من کسب سیئۃ واحاطت بہ خطیئتہ فاولئک اصحٰب النار ھم فیھا خٰلدون۔ واز الجملہ آن ست کہ در ہر ملتے احکام برحسب مصالح آں عصر بیان نمودہ اند۔

وَاُثْبِتَ فِی التَّوْرَاۃِ ھٰذِہِ الْمَنْزِلَۃُ لِلْیَھُوْدِیِّ وَالْعِبْرِیِّ وَفِی الْاِنْجِیْلِ لِلنَّصْرَانِیِّ وَفِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ لِلْمُسْلِمِیْنَ وَمَنَاطُ الْحُکْمِ الْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْاِنْقِیَادُ لِنَبِیٍّ بُعِثَ اِلَیْھِمْ وَالْعَمَلُ بِشَرَائِعِ الْمِلَّۃِ وَاجْتِنَابِ الْمَنْھِیَّاتِ مِنْ تِلْکَ الْمِلَّۃِ لَا خُصُوْصُ فِرْقَۃٍ مِّنَ الْفِرَقِ لِذَاتِھَا فَحَسِبَ الْیَھُوْدُ اَنَّ الْیَھُوْدِیَّ وَالْعِبْرِیَّ یَدْخُلَانِ الْجَنَّۃَ اَلْبَتَّۃَ وَتَنْفَعُہٗ شَفَاعَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً وَلَوْ لَمْ یَتَحَقَّقْ مَنَاطُ الْحُکْمِ وَلَوْ کَانَ مُؤْمِنًا بِاللّٰہِ بِوَجْہٍ غَیْرِ صَحِیْحٍ وَلَوْ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ حَظٌّ مِّنَ الْاِیْمَانِ بِالْاٰخِرَۃِ وَبِرِسَالَۃِ النَّبِیِّ الْمَبْعُوْثِ اِلَیْہِ وَھٰذَا غَلَطٌ صِرْفٌ وَجَھْلٌ مَحْضٌ وَلَمَّا کَانَ الْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ مُھَیْمِنًا عَلَی الْکُتُبِ السَّالِفَۃِ وَمُبَیِّنًا لِمَوَاضِعِ الْاِشْکَالِ فِیْھَا کَشَفَ الْغِطَاءَ عَنْ ھٰذِہِ الشُّبْھَۃِ عَلٰی وَجْہٍ اَتَمَّ بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَۃً وَّاَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْئَتُہٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ وَمِنْ جُمْلَۃِ ذٰلِکَ اَنَّہٗ قَدْ بَیَّنَ فِیْ کُلِّ مِلَّۃٍ اَحْکَامًا تُنَاسِبُ مَصَالِحَ

اس حقیقت کے اظہار کے لئے ہر مذہب میں ان لوگوں کے نام لئے ہیں، جو اس دین کے ماننے والے تھے، چنانچہ تورات میں یہ مرتبہ یہودی اور عبری کو بخشا گیا ہے، اور انجیل میں نصرانی کو، اور قرآن پاک میں مسلمانوں کو یہ شرف عطا ہوا ہے لیکن ہاں تمام کتابوں میں، ان الفاظ سے صرف وہی لوگ مراد ہیں، جو اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہوں، اور اپنے پیغمبر کی اطاعت کرتے ہوں، شریعت کے احکام پر عمل کرتے ہوں، اور ممنوعات اور محرمات سے دور رہتے ہوں یہاں ان الفاظ، اور اصطلاحات سے کوئی خاص فرقہ مراد نہیں ہے، لیکن یہودیوں نے یہ سمجھ لیا، کہ صرف یہودی اور عبری ہی جنت میں جائیں گے۔ اور انبیاء علیہم السلام کی شفاعت صرف انہیں کو عذاب جہنم سے نجات دلائے گی اگر وہ جہنم میں گئے بھی تو چند دنوں سے زیادہ وہاں نہ رہیں گے گو مدار حکم موجود نہ ہو، اگرچہ وہ خدا پر صحیح طور سے ایمان نہ رکھتے ہوں، اور آخرت اور رسالت پر ان کا ایمان نہ ہو، لیکن ان کا ایسا سمجھنا محض جہالت اور حماقت ہے۔

قرآن کی وضاحت قرآن پاک چونکہ گذشتہ تمام الہامی کتب سے زیادہ عظیم اور بزرگ ہے اور دوسری کتابوں کے مقابلہ میں زیادہ واضح اور ان کے تمام شکوک وشبہات کو دور کرنے والا ہے لہٰذا اس نے پوری وضاحت کے ساتھ اس اشتباہ کو دور کیا ہے کہ جو لوگ گناہ کرتے ہیں، اور ان کی خطائیں انہیں ہر طرف سے گھیر لیتی ہیں۔ وہی لوگ جہنم کے سزاوار ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

تحریف معنوی کا ایک اور موقع: اسی طرح یہ بھی ایک حقیقت ہے، کہ ہر مذہب میں صرف ایسے ہی احکام مقرر کئے گئے ہیں

و در تشریع بر وفق عادات قوم سلوک نموده اند، و بتاکید اخذ بآن و ادامت عمل و اعتقاد بآں و حصر حقیت دراں امر فرموده اند، و مراد آن ست، که دراں عصر و دراں زمان حقیت دراں اعمال محصور ست و ادامت ظاہری مراد ست نہ ادامت حقیقی یعنی تا آنکہ نبی دیگر نیاید در پردۂ خفا، از روے نبوت وے انداختہ نشود، و ایشاں آں را باستحالۂ نسخ یہودیت حمل کرده اند و وصیت اخذ بآں ملت فی الحقیقت معنیش وصیت اخذ بایمان و اعمال صالحہ است، خصوصیت آں ملت لذاتہا معتبر نیست ایشاں خصوصیت را معتبر دانستہ گمان کردند کہ یعقوب علیہ السلام اولاد خود را بہ یہودیت وصیت کرده است و از انجملہ آن ست کہ خدائے تعالےٰ در ہر ملتے انبیاء و تابعان ملت ایشاں را بہ لقب مقرب و محبوب تشریف داده است، و منکران ملت را بہ صفت مبغوضیت نکوہیده است و دریں باب بلفظ شائع در ہر قوم تکلم واقع شده۔

وَقَدْ سَلَكَ فِي التَّشْرِيعِ مَسْلَكَ عَادَاتِ الْقَوْمِ وَ أَمَرَ بِالْأَخْذِ بِهَا وَإِدَامَةِ الْاِعْتِقَادِ وَالْعَمَلِ عَلَيْهَا تَأْكِيْدًا بِحَصْرِ الْحَقِيَّةِ فِيْهَا وَالْمُرَادُ أَنَّ الْحَقِيَّةَ مَحْصُورَةٌ فِيْهِمَا فِيْ ذٰلِكَ الْعَصْرِ وَذٰلِكَ الزَّمَانِ وَالْمُرَادُ هُنَالِكَ الْإِدَامَةُ الظَّاهِرِيَّةُ لَا الْإِدَامَةُ الْحَقِيْقِيَّةُ يَعْنِيْ مَا لَمْ يَأْتِ نَبِيٌّ آخَرُ وَلَمْ يَكْشِفِ الْغِطَاءَ عَنْ وَجْهِ النُّبُوَّةِ وَهُمْ حَمَلُوْا ذٰلِكَ عَلَى اسْتِحَالَةِ نَسْخِ الْيَهُوْدِيَّةِ وَمَعْنٰى وَصِيَّةِ الْأَخْذِ بِتِلْكَ الْمِلَّةِ فِي الْحَقِيْقَةِ وَصِيَّةٌ بِالْإِيْمَانِ وَالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَلَمْ تُعْتَبَرْ خُصُوْصِيَّةُ تِلْكَ الْمِلَّةِ لِذَاتِهَا وَهٰؤُلَاءِ اعْتَبَرُوا الْخُصُوْصِيَّةَ فَظَنُّوْا أَنَّ يَعْقُوْبَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَصّٰى أَوْلَادَهُ بِالْيَهُوْدِيَّةِ وَمِنْ جُمْلَةِ ذٰلِكَ. أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ شَرَّفَ الْأَنْبِيَاءَ وَتَابِعِيْهِمْ فِيْ كُلِّ مِلَّةٍ بِلَقَبِ الْمُقَرَّبِ وَالْمَحْبُوْبِ وَذَمَّ الَّذِيْنَ يُنْكِرُوْنَ الْمِلَّةَ بِصِفَةِ الْمَبْغُوْضِ وَقَدْ وَقَعَ التَّكَلُّمُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ بِلَفْظٍ شَائِعٍ فِيْ كُلِّ قَوْمٍ

جو اس زمانہ کے تقاضوں کے مطابق تھے، فروعی مسائل کی تعیین میں بھی اسی قوم کے عادات و خصائل کا لحاظ رکھا گیا ہے، جو شریعت کی براہ راست مخاطب تھی، اور اسی پر عمل اور عقیدہ کا حکم دیا گیا، اور انہیں احکام کو حق اور درست سمجھنے کی تلقین کی گئی لیکن یہاں اصل مقصد یہ تھا، کہ یہ سارے احکام اور ان کی حقانیت اور صداقت صرف اسی دور سے مخصوص ہے، یہ حکم ہمیشہ کے لئے نہیں ہے، اس کا تعلق صرف اسی امت سے تھا، جو اس وقت موجود تھی یعنی جب تک کوئی دوسرا نبی نہ آئے انہی احکام پر اعتماد کیا جائے گا، ان کی حقیقت میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی لیکن یہودیوں نے اس کا یہ مطلب قرار دے لیا، کہ دین یہودیت اور اس کے احکام کبھی منسوخ ہی نہیں ہو سکتے۔

حقیقت حال حالانکہ اصل حقیقت یہ ہے، کہ جب کسی مذہب و ملت کی پیروی کا حکم دیا جاتا ہے، تو اس سے مراد اسی مخصوص ملت کی پیروی اور تقلید نہیں ہوتی، بلکہ اس سے ایمان اور عمل صالح مراد ہوتا ہے، لیکن یہودیوں نے دین یہودیت کی تخصیص پر یقین کر لیا، اور یہ سمجھ لیا، کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے صرف دین یہودیت کی پیروی کا حکم دیا ہے۔

تحریف معنوی کا ایک دوسرا موقع یہودیوں نے بعض الفاظ اور اصطلاحات کا مفہوم متعین کرنے میں بھی تحریف سے کام لیا ہے، مثلاً اللہ تعالےٰ نے ہر مذہب و ملت میں انبیاء علیہم السلام اور ان کے فرمانبردار امتیوں کو مقرب اور محبوب کے خطاب سے سرفراز فرمایا ہے، اور منکرین دین کو مبغوض اور ناپسندیدہ قرار دیا ہے اس سلسلہ میں بھی وہی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں، جو ان قوموں کے اپنے روزمرہ اور محاورے میں رائج اور عام تھے،

اگر لفظ ابناء بجائے محبوباں ذکر شدہ باشد، چہ عجب یہود گمان کردند کہ آن تشریف دائر بر اسم یہودی و عبری و اسرائیلی است و ندانستند کہ دائر بر صفت انقیاد و خضوع و تمشیہ بر راہ حق است بہ بعثت انبیاء لا غیر و ازیں قبیل تاویلات فاسدہ بسیار در خاطر ایشان مرکوز شدہ بود و آں را از آبا و اجداد خود فرا گرفتہ قرآن ازالۂ این شبہات بر وجہ اتم فرمود، و کتمانِ آیات آن ست. کہ بعضے احکام و آیات را برائے محافظت جاہ شریفی یا برائے طلب ریاستی اخفا مے نمودند، تا اعتقاد مردمان نسبت ایشاں متلاشی نہ شود، و بترک عمل باں آیات ملازم نشوند از جملہ آن ست، کہ رجم زانی در تورات مذکور ست و ایشاں بنا بر اجماعِ احبار خود بر ترک رجم و اقامت جلد و تحمیم وجہ بجائے آن آنرا ترک کردہ بودند، و از خوف فضیحتے آن را می پوشیدند۔

فَلَا عَجَبَ اَنْ یَکُوْنَ قَدْ ذُکِرَ لَفْظُ الْاَبْنَاءِ مَقَامَ الْمَحْبُوْبِیْنَ فَظَنَّ الْیَهُوْدُ اَنَّ ذٰلِکَ التَّشْرِیْفَ دَائِرٌ مَعَ اِسْمِ الْیَهُوْدِیِّ وَالْعِبْرِیِّ وَالْاِسْرَائِیْلِیِّ۔ وَلَمْ یَعْلَمُوْا اَنَّہٗ دَائِرٌ عَلٰی صِفَۃِ الْاِنْقِیَادِ وَالْخُضُوْعِ وَتَمْشِیَۃِ مَا اَرَادَ الْحَقُّ سُبْحَانَہٗ بِبَعْثَۃِ الْاَنْبِیَاءِ لَا غَیْرَ وَکَانَ اُرْتُکِزَ مِنْ هٰذَا الْقَبِیْلِ فِیْ خَاطِرِهِمْ کَثِیْرٌ مِنَ التَّاوِیْلَاتِ الْفَاسِدَۃِ الْمَاْخُوْذَۃِ مِنْ اٰبَائِهِمْ وَاَجْدَادِهِمْ فَاَزَالَ الْقُرْاٰنُ هٰذِهِ الشُّبُهَاتِ عَلٰی وَجْهٍ اَتَمَّ۔ اَمَّا کِتْمَانُ الْاٰیَاتِ فَهُوَ اَنَّهُمْ کَانُوْا یُخْفُوْنَ بَعْضَ الْاَحْکَامِ وَالْاٰیَاتِ لِیُحَافِظُوْا عَلٰی جَاهٍ شَرِیْفٍ اَوْ لِاَجْلِ رِیَاسَۃٍ یَطْلُبُوْنَهَا وَکَانُوْا یَحْذَرُوْنَ اَنْ یَضْمَحِلَّ اِعْتِقَادُ النَّاسِ فِیْهِمْ وَکَیْلَا یُلَامُوْا بِتَرْکِ الْعَمَلِ بِتِلْکَ الْاٰیَاتِ فَمِنْ جُمْلَۃِ ذٰلِکَ اَنَّ رَجْمَ الزَّانِیْ مَذْکُوْرٌ فِی التَّوْرٰىۃِ وَکَانُوْا تَرَکُوْنَہٗ لِاِجْمَاعِ اَحْبَارِهِمْ عَلٰی تَرْکِ الرَّجْمِ وَاِقَامَۃِ الْجَلْدِ وَتَسْخِیْمِ الْوَجْهِ مَقَامَہٗ وَیَکْتُمُوْنَ ذٰلِکَ مَخَافَۃَ الْفَضِیْحَۃِ

لہٰذا اگر کسی مقام پر محبوب کے بجائے بیٹے کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہو، تو حیرت انگیز نہیں ہے۔

لیکن یہودیوں نے اس حقیقت کی طرف سے چشم پوشی کی، اور انہوں نے یہ باور کیا، کہ اللہ تعالیٰ کے تقرب اور محبوبیت کی عزت صرف یہودیوں اور اسرائیلیوں کے لئے مخصوص ہے۔ وہ یہ نہ سمجھ سکے، کہ اس اعزاز کا انحصار صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری اس کے سامنے عاجزی اور اس کے احکام کی بجا آوری پر ہے۔

اسی طرح کی اور بھی بہت سی لغو اور فاسد تاویلات ان کے دلوں میں گھر کر چکی تھیں، جنہیں انہوں نے اپنے آباء و اجداد سے سیکھا اور حاصل کیا تھا لیکن قرآن مجید نے ان تمام شبہات اور غلط فہمیوں کا مکمل طور سے ازالہ کر دیا ہے۔

کتمانِ آیات کتمان آیات سے مراد یہ ہے، کہ تورات کی ایسی آیات جو ان کے مقاصد کے خلاف ہوا کرتی تھیں، انہیں وہ چھپا لیا کرتے تھے، تاکہ ان کے جاہ و مرتبہ میں کسی طرح کی کمی نہ ہونے پائے، لوگوں کو ان سے جو عقیدت تھی، وہ کمزور نہ پڑنے پائے، اور وہ تورات کے احکام پر عمل نہ کرنے کے الزام سے محفوظ رہیں، اس کی چند مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

پہلی مثال تورات میں زانی کے لئے یہ حکم ہے، کہ اسے سنگسار کر دیا جائے، لیکن یہودیوں نے اپنے علما کے اتفاق و اجماع سے اس حکم کو بدل ڈالا، اور اس کے بجائے کوڑے مارنے اور منہ کالا کرنے کا طریقہ رائج کیا، لیکن اگر عام لوگوں کو اس تبدیلی کی اطلاع ہو جاتی، تو وہ ان کی طرف سے بدظن ہو جاتے، لہٰذا فضیحت اور رسوائی کے ڈر سے انہوں نے اس آیت ہی کو چھپا ڈالا جس میں سنگساری کا حکم موجود تھا۔

وازاں جملہ آن ست، کہ آیاتے را دراں بشارت ہاجرہ واسماعیل علیہما السلام است بہ بعثت نبی درمیان اولاد ایشان، واشارت بوجود ملتے کہ در سرزمین حجاز شیوع تمام پیدا کند، وبسبب آں جبال عرفات بہ تلبیہ مملو گردد، واز اطراف اقالیم قصد آں موضع کنند وآں آیات تاحال در توریت ثابت است تاویل می کردند، کہ اخبار است بوجود ایں ملت نہ امر ست باخذ آن، ومی گفتند ملتحمۃ کتبت علینا وچوں ایں تاویل رکیک را ہیچ کس نمی شنید، وپیش ہیچ کس صحت نداشت بایک دیگر تواصی می کردند باخفار آں، وتجویز اظہار آن بہر خاص وعام نہ می کردند اتحدثونھم بما فتح اللہ علیکم لیحاجوکم بہ عند ربکم چہ بلا جاہل بودند منت نہادن خدا بر ہاجرہ واسمٰعیل بایں مبالغہ وذکر ایں امت بدیں تشریف ہیچ احتمال دارد کہ حمل بر اخبار آں میباشد

وَمِنْ جُمْلَةِ ذٰلِكَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُؤَوِّلُوْنَ اٰيَاتٍ فِيْهَا بِشَارَتُهُمَا هَاجَرَ وَاِسْمٰعِيْلَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِبَعْثَةِ نَبِيٍّ فِيْ اَوْلَادِهِمَا وَفِيْهِمَا اِشَارَةٌ بِوُجُوْدِ مِلَّةٍ يَتِمُّ ظُهُوْرُهَا وَشُهْرَتُهَا فِيْ اَرْضِ الْحِجَازِ وَتَمْتَلِئُ بِهَا جِبَالُ عَرَفَةَ مِنَ التَّلْبِيَةِ وَيَقْصُدُوْنَ ذٰلِكَ الْمَوْضِعَ مِنْ اَطْرَافِ الْاَقَالِيْمِ وَهِيَ ثَابِتَةٌ فِي التَّوْرَاةِ اِلَى الْاٰنَ وَكَانُوْا يُؤَوِّلُوْنَهَا بِاَنَّ ذٰلِكَ اَخْبَارٌ بِوُجُوْدِ هٰذِهِ الْمِلَّةِ وَاَنَّهُ لَيْسَ فِيْهِ اَمْرٌ بِالْاَخْذِ بِهَا وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ مُلْتَحِمَةٌ كُتِبَتْ عَلَيْنَا وَلَمَّا كَانَ هٰذَا التَّاوِيْلُ رَكِيْكًا فَلَا يَسْمَعُهُ اَحَدٌ وَلَا يَكَادُ يَصِحُّ عِنْدَ اَحَدٍ كَانُوْا يَتَوَاصَوْنَ بِاِخْفَائِهِ وَلَا يُجَوِّزُوْنَ اِظْهَارَهُ لِكُلِّ عَامٍّ وَخَاصٍّ اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ مَا اَجْهَلَهُمْ كَيْفَ يُحْمَلُ مِنَّةُ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَلٰى هَاجَرَ وَاِسْمٰعِيْلَ بِهٰذِهِ الْمُبَالَغَةِ وَذِكْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بِهٰذَا التَّشْرِيْفِ عَلٰى اَنْ لَا يَكُوْنَ فِيْهِ حَثٌّ وَتَحْرِيْضٌ

دوسری مثال تورات میں کچھ آیات ایسی بھی ہیں، جن میں جناب ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی اولاد میں نبوت ورسالت کی بشارت موجود ہے، اوران آیات میں ایک ایسی ملت کی خبر دی گئی ہے جو سرزمین حجاز میں تسلط حاصل کرے گی، اور عرفات کی پہاڑیاں اس کی بدولت لبیک کی صداؤں سے گونج اٹھیں گی، اور تمام ممالک کے باشندے حج وزیارت کے قصد سے یہاں آتے رہیں گے۔

یہودیوں نے سب سے پہلے تو ان آیات کی تاویل کرنی چاہی، چنانچہ انہوں نے ان آیات کے متعلق یہ کہا، کہ یہ اصل میں ایک نئی ملت کے وجود کی اطلاع ہے، اس کی پیروی اور اطاعت کا حکم نہیں ہے، اور یہ مقولہ ان کے زبان زد تھا۔ ملحمۃ کتبت علینا" یعنی مسلمان جو ہم پر غالب آرہے ہیں، تو ہم پر کفار یعنی غیر یہود کا غلبہ ہونا خود تورات میں لکھا ہے، لیکن جب انہوں نے دیکھا، کہ ان کی اس تاویل پر کوئی بھی کان نہیں دھرتا، بلکہ لوگ اسے سننا بھی پسند نہیں کرتے، تو انہیں اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہ ملا، کہ وہ ان آیات کو چھپا ڈالیں، لہٰذا وہ ایک دوسرے کو ان آیات کے چھپانے کی ہدایت کرنے لگے، اور یہ طے کر لیا، کہ ان کا اظہار ہر کس و ناکس کے سامنے نہیں کیا جائے گا، اتحدثونھم بما فتح اللہ علیکم لیحاجوکم بہ عند ربکم۔

بھلا اس جہالت کی بھی کوئی حد ہے؟ اللہ تعالیٰ کا جناب ہاجرہ اور اسمٰعیل پر اس زور اور مبالغہ کے ساتھ احسان رکھنا اس شکوہ اور عظمت کے ساتھ ایک نئی ملت کی خبر دینا، یہ سب کچھ اس انداز سے تو نہیں ہے، کہ اس پر صرف خبر اور اطلاع کا شبہ کیا جائے، اور اسے اس ملت کی پیروی اور تقلید کا حکم نہ سمجھا جائے؟ حقیقت تو یہ ہے، کہ یہ جہالت

وتحریض بتدین آں نبود، سبحانك هذا افك عظیم
واما افترا پس سبب آں دخول تعمق وتشدد دست براحبار
ورہبان ایشاں واستحسان یعنی استنباط بعض احکام
بنا بر ادراک مصلحت دراں بدوں نص شارع واستنباطات
واہیہ را رواج دادن، پس اتباع آں را ملحق باصل ساختند
واتفاق سلف خود را یکے از حجج قاطعہ گمان می کردند،
خود در انکار نبوت حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہیچ مستند
ایشاں نیست، مگر اقوال سلف وہم چنیں در بسیارے
از احکام، واما مساہلہ در اقامت احکام آں وارتکاب
بخل وحرص خود ظاہر است، کہ مقتضی نفس امارہ است
وآں بر ہمہ کس غالب است الا من شاء اللہ ان النفس
لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی اما ایں رذیلت در آں
کتاب رنگی دیگر پیدا کردہ بود، کہ تکلف می کردند برائے تصحیح
آں بتاویل فاسد وآں را در رنگ تشریع اظہار می نمودند۔

وَتَرْغِيبٌ فِي الْأَخْذِ بِالتَّدَيُّنِ بِهَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ
أَمَّا الْافْتِرَاءُ فَالسَّبَبُ فِيهِ دُخُولُ التَّعَمُّقِ وَالتَّشَدُّدِ عَلٰى
أَحْبَارِهِمْ وَرُهْبَانِهِمْ وَالْاسْتِحْسَانُ يَعْنِي اسْتِنْبَاطَ
بَعْضِ الْأَحْكَامِ لِإِدْرَاكِ بَعْضِ الْمَصْلَحَةِ فِيهِ بِدُونِ نَصِّ
الشَّارِعِ وَتَرْوِيجِ الْاسْتِنْبَاطَاتِ الْوَاهِيَةِ فَأَلْحَقُوا اتِّبَاعَهُ
بِالْأَصْلِ وَكَانُوا يَزْعُمُونَ أَنَّ اتِّفَاقَ سَلَفِهِمْ مِنَ الْحُجَجِ
الْقَاطِعَةِ فَلَيْسَ لَهُمْ فِي إِنْكَارِ نُبُوَّةِ عِيسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ
السَّلَامُ مُسْتَنَدٌ إِلَّا قَوْلُ السَّلَفِ وَكَذٰلِكَ فِي كَثِيرٍ مِنَ
الْأَحْكَامِ وَأَمَّا التَّسَاهُلُ فِي إِقَامَةِ أَحْكَامِهَا وَارْتِكَابِ
الْبُخْلِ وَالْحِرْصِ فَظَاهِرٌ أَنَّهُ مُقْتَضَى النَّفْسِ الْأَمَّارَةِ وَلَا
يَخْفٰى أَنَّهَا تَغْلِبُ النَّاسَ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ
بِالسُّوْءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي إِلَّا أَنَّ هٰذِهِ الرَّذِيلَةَ قَدْ تَلَوَّنَتْ
فِي أَهْلِ الْكِتَابِ بِكَيْفِيَّةٍ أُخْرٰى كَانُوا يَتَكَلَّفُونَ تَصْحِيحَهَا
بِتَأْوِيلٍ فَاسِدٍ وَكَانُوا يُظْهِرُونَهُ فِي صُورَةِ التَّشْرِيعِ۔

نہیں تھی، یہ کھلی ہوئی زبردستی، اور اللہ تعالےٰ کی ذات پر ایک بہتان عظیم تھا +

افترا کی حقیقت (افترا کے معنی ہیں اپنی طرف سے احکام گھڑنا، اور انہیں خدا کی جانب منسوب کردینا) اس کا سبب یہ تھا، کہ یہودی علماء اور پیشوایان دین میں ایک خاص قسم کے غلو اور تشدد نے راہ پا لی تھی، اور ایک سبب استحسان تھا یعنی بغیر نص شارع کے بعض احکام کا محض اس لئے استنباط کرنا، کہ ان میں کوئی مصلحت ہے، جس کی وجہ سے بیہودہ اور بے معنی احکام ان کے درمیان رائج ہوگئے تھے، جن کی پابندی بھی اسی طرح لازمی اور ضروری سمجھی جاتی تھی جس طرح شارع کے اصل احکام کی پابندی، اس کے علاوہ، وہ اپنے بزرگوں کے اجماع اور اتفاق کو بھی مذہب کی قطعی دلیلوں میں سے ایک دلیل سمجھتے تھے، چنانچہ خود حضرت عیسٰی کی نبوت اور رسالت کے انکار کے متعلق بھی ان کے پاس اپنے بزرگوں کے اجماع کے علاوہ کوئی اور دلیل نہیں تھی، یہی حال بہت سے دوسرے احکام کا بھی تھا کہ سوائے اس کے کہ ان کے بزرگ اس طرح کرتے رہے ہیں، انکے پاس کوئی اور دلیل نہ تھی۔

مُساہلے کی حقیقت مساہلہ کے معنی تساہل اور لاپروائی کے ہیں یعنی وہ توراۃ کے احکام پر عمل کرنے میں تساہل اور لاپروائی سے کام لیا کرتے تھے، اور بخل وحرص جیسے مذموم اخلاق کے عادی بن چکے تھے، اور ظاہر ہے، کہ یہ سب کچھ نفس امارہ کی کرشمہ سازی تھی، اور یہ کمبخت نفس امارہ ہر شخص کو زیر کرلیتا ہے، اور ہمیشہ برائیوں پر ابھارتا ہے، اس کی دستبرد سے صرف وہی محفوظ رہ سکتا ہے جسے اللہ خود محفوظ رکھے، اور جس کے ساتھ اس کی توفیقات شامل حال ہوں، ان کی خود رائی اور نفس امارہ کی کرشمہ سازی نے اہل کتاب میں ایک بالکل نیا ہی رنگ پیدا کردیا تھا جس کی لیپا پوتی کے

واما استبعاد رسالت پیغمبر ما صلے اللہ علیہ وسلم پس سبب آں اختلاف عادات انبیار و احوال ایشان ست در اکثار تزوج و تقلیل آں و آنچہ بداں ماند و اختلاف شرائع ایشاں، و اختلاف سنۃ اللہ در معاملہ انبیار و بعثت پیغامبر از قوم بنی اسمٰعیل، بعد ازانکہ جمہور انبیار از بنے اسرائیل بودند، و امثال آں، و اصل دریں مسئلہ آن است، کہ نبوت بمنزلہ اصلاح نفوس عالم است و تعدیہ عادات و عبادات ایشاں نہ ایجاد اصول بر و اثم ہر قومے در عبادات و تدبیر منزل و سیاست مدنیہ عادتے دارند اگر نبوت درآں قوم پیدا شود آں عادات را بر انداخت نکند و از سر نو ایجاد دیگر نماید۔

وَ اَمَّا اِسْتِبْعَادُ رِسَالَةِ نَبِیِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبَبُهٗ اِخْتِلَافُ عَادَاتِ الْاَنْبِيَاءِ وَ اَحْوَالِهِمْ فِي اِكْثَارِ التَّزَوُّجِ وَ الْاِقْلَالِ وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ وَ اخْتِلَافُ شَرَائِعِهِمْ وَ اخْتِلَافُ سُنَّةِ اللّٰهِ فِي مُعَامَلَةِ الْاَنْبِيَاءِ وَ بَعْثَةُ النَّبِيِّ مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَلَقَدْ كَانَ جُمْهُوْرُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَ اَمْثَالُ ذٰلِكَ وَالْاَصْلُ فِيْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ اَنَّ النُّبُوَّةَ بِمَنْزِلَةِ اِصْلَاحِ نُفُوْسِ الْعَالَمِ وَ تَسْوِيَةِ عَادَاتِهِمْ وَ عِبَادَاتِهِمْ لَا اِيْجَادُ اُصُوْلِ بِرٍّ وَ اِثْمٍ، وَ لِكُلِّ قَوْمٍ عَادَةٌ فِي الْعِبَادَاتِ وَ تَدْبِيْرِ الْمَنْزِلِ وَ السِّيَاسَةِ الْمَدَنِيَّةِ فَاِذَا حَدَثَتِ النُّبُوَّةُ فِيْ اُولٰئِكَ الْقَوْمِ لَا تَنْفِيْ تِلْكَ الْعَادَةَ بِالْمَرَّةِ وَلَا تَسْتَاْنِفُ اِيْجَادَ عَادَةٍ اُخْرٰى۔

وہ غلط تاویلات کا سہارا لیا کرتے تھے، اور ان بے معنی تاویلات کو مذہب کے حکم کی حیثیت سے پیش کرتے تھے۔

آنحضرت صلعم کی رسالت میں انکے شبہات اور انکی حقیقت

آنحضرت صلعم کی رسالت میں انہیں جو محالات نظر آتے تھے، اس کے مندرجہ ذیل اسباب تھے۔

۱۔ ازواج کی تعداد کے سلسلہ میں انبیار علیہم السلام کی عادات اور حالات میں اختلاف تھا اور تمام انبیار کی ازواج کی تعداد یکساں نہیں تھی، اسی طرح بعض دوسرے معاملات میں بھی انبیار کی حالت میں یک رنگی اور یکسانیت نہیں تھی۔

۲۔ مختلف انبیار کی شریعتیں بھی ظاہری حیثیت سے مختلف تھیں، اور انکے احکام و مسائل میں بہت کم چیزیں مشترک نظر آتی تھیں بلکہ

۳۔ مختلف انبیار علیہم السلام کے سلسلہ میں اللہ تعالےٰ کا طریقہ اور طرزِ عمل بھی اکثر مختلف ہوا کرتا تھا جس کی وجہ سے انبیار کی ظاہری حالت میں یکسانیت نہیں ہوتی تھی۔

۴۔ اب تک جتنے انبیار مبعوث ہوئے تھے، تقریبًا سب کے سب ہی بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسمٰعیل میں پیدا ہوئے تھے۔

عادات و طرزِ عمل، احکام شریعت کے اختلاف کے ساتھ ساتھ آپ کے بنی اسمٰعیل میں پیدا ہونے کی وجہ سے یہودی آپ کی طرف سے بدظن اور آپکی رسالت کیطرف سے بدعقیدہ ہو گئے تھے جسکی وجہ سے انہیں آپکی رسالت میں سینکڑوں محالات نظر آتے تھے۔

رسول کے فرائض اور انکی حدود

حالانکہ مندرجہ بالا امور جن سے یہودی متاثر ہوتے تھے، ان کا نبوت اور رسالت سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ رسول کا فریضہ صرف اتنا ہے، کہ وہ لوگوں کے نفسوں کی اصلاح کر دے، اور ان کی عبادتوں اور عادتوں کو درست کر دے نبوت اور رسالت کا یہ فریضہ نہیں، کہ وہ نیکی اور بدی کے اصول ایجاد کرے۔ اصل حقیقت یہ ہے، کہ خانگی انتظامات اور شہری نظم و نسق کے لئے ہر قوم کے اپنے الگ الگ عادات ہوتے ہیں جب کوئی نبی کسی قوم کے درمیان آتا ہے، تو وہ انکے رسم و رواج کو مٹا کر ان کی جگہ پر بالکل نئے رسم و رواج ایجاد نہیں کرتا۔

بلکہ تمیز نماید درمیان عادات آنچہ برقاعد باشد و موافق مرضی حق بود، باقی گذارد، و آنچہ خلاف آں باشد تغیر دہد بقدر ضرورت، و تذکیر بآلاء اللہ و بایام اللہ نیز بہماں اسلوب می شود کہ درمیان ایشاں شائع باشد و بداں آشنا شدہ باشند، پس بسبب ایں نکتہ شرائع انبیاء مختلف شدہ و مثل ایں اختلاف، اختلاف حکم طبیب است، چوں تدبیر دو بیمار کند، یکے را دوائے سرد دہد و غذائے بارد وصف کند و دیگرے را دوائے حار دہد و غذائے حار امر نماید، و غرض طبیب در ہر دو جا یکے است، و آں اصلاح طبع و ازالہ مفسد، لا غیر، و باشد کہ در ہر اقلیمے دوا و غذا علیحدہ وصف کند بحسب عادات آں اقلیم و در ہر فصلے تدبیرے دیگر اختیار نماید بحسب طبع آں فصل۔

بَلْ مُيِّزُ النَّقِيُّ مِنَ الْعَادَاتِ مَا كَانَ عَلَى الْقَاعِدَةِ مُوَافِقًا لِمَا يَرْضَى اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى نَيُبْقِيْهِ وَمَا كَانَ مِنْهَا بِخِلَافِ ذٰلِكَ نَيُغَيِّرُهٗ بِقَدْرِ الضَّرُوْرَةِ وَالتَّذْكِيْرُ بِاٰلَاءِ اللّٰهِ وَ بِاَيَّامِ اللّٰهِ اَيْضًا يَكُوْنُ عَلٰى هٰذَا الْاُسْلُوْبِ كَمَا يَكُوْنُ شَائِعًا فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَنَيًّا لِفُوْهَا فَاخْتَلَفَ شَرَائِعُ الْاَنْبِيَاءِ بِهٰذِهِ النُّكْتَةِ وَمِثْلُ هٰذَا الْاِخْتِلَافِ كَاخْتِلَافِ الطَّبِيْبِ اِذَا دَبَّرَ اَمْرَ الْمَرِيْضَيْنِ نَيَصِفُ لِاَحَدِهِمَا دَوَاءً بَارِدًا وَغِذَاءً بَارِدًا وَيَأْمُرُ الْاٰخَرَ بِدَوَاءٍ حَارٍّ وَغِذَاءٍ حَارٍّ وَغَرَضُ الطَّبِيْبِ فِي الْمَوْضِعَيْنِ وَاحِدٌ وَهُوَ اِصْلَاحُ الطَّبِيْعِ وَاِزَالَةُ الْمُفْسِدِ لَا غَيْرُ وَقَدْ يَصِفُ فِيْ كُلِّ اِقْلِيْمٍ دَوَاءً وَغِذَاءً عَلٰى حِدَةٍ بِحَسَبِ عَادَةِ الْاِقْلِيْمِ وَيَخْتَارُ فِيْ كُلِّ فَصْلٍ تَدْبِيْرًا مُوَافِقًا بِحَسَبِ طَبْعِ الْفَصْلِ۔

بلکہ وہ ان کا جائزہ لیتا ہے جن مراسم اور عادات کو مناسب اور مرضئ خدا کے مطابق سمجھتا ہے، انہیں بدستور باقی رکھتا ہے اور باقی مراسم میں ضرورت کے مطابق تھوڑی بہت تبدیلی کرکے درست کرلیتا ہے (لہٰذا اس طرح کے معاملات میں بہت کم تبدیلیاں ہوتی ہیں جس کی وجہ سے مختلف قوموں میں ان کے اپنے حالات کی بنا پر رسم و رواج کے جو اختلاف ہوتے ہیں، وہ نبوت اور رسالت کے بعد بھی باقی رہتے ہیں، لہٰذا ان اختلافات کا کسی رسول کی نبوت و رسالت پر کوئی اثر نہیں پڑتا)

انبیاء علیہم السلام کی شریعت جو حصہ تذکیر بآلاء اللہ اور تذکیر بایام اللہ سے تعلق رکھتا ہے، یہ بھی اسی انداز پر ہوتا ہے جو ان کے ہاں شائع ہو، اور جس سے وہ مانوس ہوں، اسی نکتہ کے سبب انبیاء کی شریعتیں باہم مختلف ہوگئی ہیں (یعنی اس موقع پر بھی صرف ان واقعات کو منتخب کیا جاتا ہے جن سے وہ پہلے سے واقف ہوتے ہیں، اسی طرح وہی چیزیں منتخب کی جاتی ہیں، جو ان کے درمیان عام ہوتی ہیں، اور چونکہ دو مختلف شریعتوں کے درمیان ایک طویل زمانہ حائل ہوتا ہے، اس وجہ سے ان کی تاریخ اور ان کی معلوم اشیاء میں بڑا اختلاف رونما ہوجاتا ہے، اور ان چیزوں کا اختلاف شریعتوں کے اختلاف کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، حالانکہ یہ اختلاف صرف مثالوں سے تعلق رکھتا ہے اصل مسئلہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا)

شریعتوں میں اختلاف اور اس کی حقیقت

(شریعتوں کے مذکورہ بالا اختلاف پر اگر غور کیا جائے، تو پتہ چلے گا کہ) یہ اختلاف بالکل اسی انداز کا ہے، جیسا دو مختلف مریضوں کے علاج کے سلسلہ میں ایک طبیب کامل کے انداز اور طرز عمل میں ہوتا ہے، وہ ایک مریض کے لئے تو سرد دوائیں اور سرد غذائیں تجویز کرتا ہے، اور دوسرے مریض کو گرم دواؤں اور گرم غذاؤں کے استعمال کی ہدایت کرتا ہے لیکن ان دونوں صورتوں میں طبیب کا مقصد ایک ہی ہوتا ہے یعنی بیمار کی اصلاح اور مرض کا ازالہ، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں، یہ ممکن ہے کہ طبیب کامل الگ الگ ممالک میں، ان کے مزاج اور عادات کے مطابق الگ دوائیں اور غذائیں تجویز کرے اسی طرح فصل اور موسم کی تبدیلی کے ساتھ بھی

ہمچناں حکیم حقیقی جل مجدہ چوں خواست، کہ آں بیماراں مرض نفسانی را معالجہ نماید و تقویت طبع قوت ملکیہ وازالہ مفسدان ایجاد فرماید، برحسب اختلاف اقوام وعادات ومشہورات ومسلمات ہر عصر آں معالجہ مختلف شد. بالجملہ اگر نمونہ یہود خواہی کہ ببینی علمائے سوء کہ طالب دنیا باشند، وخو گرفتہ بہ تقلید سلف ومعرض از نصوص کتاب وسنت وتعمق وتشدد یا استحسان علمے را مستند ساختہ از کلام شارع معصوم بے پروا شدہ باشند، واحادیث موضوعہ وتاویلات فاسدہ را مقتدائے خود ساختہ باشند، تماشا کن کانہم ہم.

واما نصاری بہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایمان آوردند وضلالت ایشاں آں بود، کہ خدائے تبارک وتعالیٰ را سہ شعبہ متغایر از وجہ من الوجوہ ومتحد بوجہ آخر می دانستند، وآں شعب را اقانیم ثلاثہ می گفتند یکے اب وآں بازاء مبدائیت عالم بود

وَهٰكَذَا الْحَكِيْمُ الْحَقِيْقِيُّ جَلَّ مَجْدُهٗ لَمَّا اَرَادَ اَنْ يُّعَالِجَ مَنِ ابْتُلِيَ بِالْمَرَضِ النَّفْسَانِيِّ وَيُقَوِّيَ الطَّبْعَ وَالْقُوَّةَ الْمَلَكِيَّةَ وَيُزِيْلَ الْمُفْسِدَ يَخْتَلِفُ الْمُعَالَجَةُ بِحَسْبِ اخْتِلَافِ اَقْوَامِ كُلِّ عَصْرٍ وَاخْتِلَافِ عَادَاتِهِمْ وَمَشْهُوْرَاتِهِمْ وَمُسَلَّمَاتِهِمْ وَبِالْجُمْلَةِ فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَرٰى اُنْمُوْذَجَ الْيَهُوْدِ فَانْظُرْ اِلٰى عُلَمَاءِ السُّوْءِ مِنَ الَّذِيْنَ يَطْلُبُوْنَ الدُّنْيَا وَقَدِ اعْتَادُوْا تَقْلِيْدَ السَّلَفِ وَاَعْرَضُوْا عَنْ نُصُوْصِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَتَمَسَّكُوْا بِتَعَمُّقِ عَالِمٍ وَتَشَدُّدِهٖ وَاسْتِحْسَانِهٖ فَاَعْرَضُوْا عَنْ كَلَامِ الشَّارِعِ الْمَعْصُوْمِ وَتَمَسَّكُوْا بِاَحَادِيْثَ مَوْضُوْعَةٍ وَتَاْوِيْلَاتٍ فَاسِدَةٍ كَانَتْ سَبَبَ هَلَاكِهِمْ. اَمَّا النَّصَارٰى فَكَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ بِعِيْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَكَانَ مِنْ ضَلَالَتِهِمْ اَنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى ثَلَاثُ شُعَبٍ مُتَغَايِرَةٍ بِوَجْهٍ مُتَّحِدَةٍ بِاٰخَرَ وَيُسَمُّوْنَ الشُّعَبَ الثَّلَاثَةَ اَقَانِيْمَ ثَلَاثَةٍ اَحَدُهَا الْاَبُ وَذٰلِكَ بِاِزَاءِ الْمَبْدَاِ لِلْعَالَمِ.

وہ اپنی تجویز میں تبدیلی کرسکتا ہے، بالکل اسی طرح طبیب حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ نے جب یہ چاہا، کہ وہ لوگوں کے روحانی امراض کا علاج کرے، ان کی طبیعتوں کی اصلاح کرے، اور تقویت پہنچائے تو مختلف قوموں کے مراسم اور عادات ومسلمات کے باعث ہر زمانہ میں اس کا طریقۂ علاج مختلف ہوتا رہا۔

یہودی علمار کا نمونہ (اب تک یہودی علمار کی بے معنی اختراعات سے گفتگو ہو رہی تھی) اگر آپ ان یہودی علمار کا نمونہ اس زمانہ میں دیکھنا چاہتے ہوں، تو اپنے ان غلط کوش اور غلط کار علمار کو دیکھئے جن کا مقصد صرف دنیا طلبی ہے، یہ لوگ بھی اپنے بزرگوں کی تقلید کے عادی، اور کتاب وسنت کے واضح احکام کی طرف سے روگرداں ہو چکے ہیں، ان لوگوں نے چند علمار کے اپنے ایجاد کردہ مسائل کو اختیار کرلیا ہے، اور معصوم شارع کے کلام کی طرف سے آنکھیں بند کرلی ہیں، انہوں نے گھڑی ہوئی حدیثوں، اور مہمل تاویلوں کو اپنا مقتدا، اور راہ نما بنالیا ہے (یہ علمار، یہودی علمار کی سچی تصویر ہیں)

عیسائی اور ان کے عقائد عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر ایمان رکھتے تھے لیکن ان کی گمراہی یہ تھی، کہ وہ اللہ تعالیٰ کو تین ایسی ذاتوں سے مرکب مانتے تھے جو بعض اعتبارات سے ایک دوسرے سے بالکل مختلف لیکن بعض اعتبار سے تینوں ایک ہیں، انہوں نے ان تینوں ذاتوں کو "اقانیم ثلاثہ" کا نام دے رکھا ہے، ان تینوں اقانیم میں سے ایک "باپ" ہے، یہ مبدأ عالم کی حیثیت رکھتا ہے۔

ودیگرے ابن، وآن بازار صادر اول ست، کہ معنی عام شامل جمیع موجودات ست، ودیگر روح القدس، وآں بازار عقول مجردہ بود، واعتقاد می کردند، کہ اقنوم ابن بروح عیسےٰ تدرع نمودہ، یعنی چنانکہ جبرئیل علیہ السلام بصورت آدمی ظاہر می شود، ہم چنیں ابن بصورت روح عیسےٰ ظہور نمود، پس عیسےٰ ہم خدا ست، وہم ابن اللہ، وہم بشر، و احکام بشریہ والٰہیہ ہر دو بروے جاری ست، ودریں باب تمسک بہ بعض نصوص انجیل مے نمودند، کہ دراں جا لفظ ابن واقع شدہ، بعض افعال الٰہیہ را بخود نسبت دادہ اند، جواب اشکال اول، بر تقدیر تسلیم اگر کلام حضرت عیسےٰ باشد، نہ محرف آن ست، کہ لفظ ابن در زمان قدیم بمعنے محبوب ومقرب ومختار بودہ است، چنانکہ بسیارے از قرائن در انجیل دلالت می کند، وجواب اشکال ثانی آن ست۔

وَالثَّانِی الْاِبْنُ وَهُوَ بِاِزَاءِ الصَّادِرِ الْاَوَّلِ وَهُوَ مَعْنًى عَامٌ شَامِلٌ لِجَمِيْعِ الْمَوْجُوْدَاتِ وَالثَّالِثُ رُوْحُ الْقُدُسِ وَهُوَ بِاِزَاءِ الْعُقُوْلِ الْمُجَرَّدَةِ وَكَانُوْا يَعْتَقِدُوْنَ اَنَّ اُقْنُوْمَ الْاِبْنِ تَدَرَّعَ بِرُوْحِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَعْنِي تَصَوَّرَ الْاِبْنُ بِصُوْرَةِ رُوْحِ عِيْسٰى كَمَا اَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَظْهَرُ بِصُوْرَةِ الْاِنْسَانِ وَيَزْعُمُوْنَ اَنَّ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلٰهٌ وَاَنَّهُ ابْنُ اللّٰهِ اَيْضًا وَاَنَّهُ بَشَرٌ تَجْرِيْ عَلَيْهِ الْاَحْكَامُ الْبَشَرِيَّةُ وَالْاِلٰهِيَّةُ مَعًا وَكَانُوْا يَتَمَسَّكُوْنَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ بِبَعْضِ نُصُوْصِ الْاِنْجِيْلِ حَيْثُ وَقَعَ فِيْهِ لَفْظُ الْاِبْنِ وَقَدْ نَسَبَ اِلٰى نَفْسِهِ بَعْضَ الْاَفْعَالِ الْاِلٰهِيَّةِ. وَالْجَوَابُ عَنِ الْاِشْكَالِ الْاَوَّلِ عَلٰى تَقْدِيْرِ تَسْلِيْمِ اَنَّهُ كَلَامُ عِيْسٰى لَيْسَ فِيْهِ تَحْرِيْفٌ اَنَّ لَفْظَ الْاِبْنِ كَانَ فِي الزَّمَانِ الْقَدِيْمِ بِمَعْنَى الْمَحْبُوْبِ وَالْمُقَرَّبِ وَالْمُخْتَارِ كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ كَثِيْرٌ مِنَ الْقَرَائِنِ فِي الْاِنْجِيْلِ. وَجَوَابُ الْاِشْكَالِ الثَّانِيْ۔

دوسرا بیٹا ہے، یہ مخلوق اول ہے، اور تمام مخلوقات کی حقیقت میں شامل ہے تیسرے روح القدس ہے جس سے عقول مجردہ مراد لی جاتی ہیں، عیسائیوں کا عقیدہ تھا، کہ اقنوم ابن نے حضرت مسیح کی روح کا لباس اختیار کر لیا تھا، یعنی جس طرح حضرت جبریل علیہ السلام انسان کی صورت میں ظاہر ہوا کرتے تھے، اسی طرح یہ تینوں ذاتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں ظاہر ہوتی ہیں، چنانچہ حضرت عیسیٰ خدا بھی ہیں، خدا کے بیٹے بھی ہیں، اور بشر بھی ہیں، ان کی ذات میں الوہی اور بشری ہر دو صفات موجود ہیں، وہ اپنے اس عقیدہ کی صحت کے ثبوت کے لئے انجیل کی بعض آیات کا حوالہ دیتے ہیں کیونکہ ان آیات میں حضرت عیسیٰ کے لئے بیٹے کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، اور حضرت عیسیٰ نے بعض ایسے افعال کو اپنی طرف منسوب کیا ہے، جو صرف خدا کے لئے مخصوص ہیں

پہلے اشکال کا جواب

(دیہ ہے، کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا قرار دیا ہے، اور اس اشکال کی بنیاد یہ ہے کہ انجیل کی بعض آیات میں حضرت عیسیٰ کے لئے "بیٹے" کا لفظ استعمال ہوا ہے، جواب یہ ہے، کہ اول تو موجودہ انجیل میں اتنی تبدیلیاں ہو چکی ہیں، کہ اس کی کسی آیت کو کسی عقیدہ کی دلیل قرار ہی نہیں دیا جا سکتا) اگر ہم یہ تسلیم بھی کر لیں، کہ موجودہ انجیل حرف بحرف حضرت عیسیٰ کا کلام ہے، اور اس میں کسی قسم کی تحریف واقع نہیں ہوئی جب بھی "بیٹے" کا لفظ براہ راست "اللہ کا بیٹا" ہونے کی دلیل نہیں، کیونکہ قدیم زمانہ میں "بیٹے" کا لفظ محبوب اور مقرب کے معنی میں بھی استعمال ہوتا تھا لہٰذا یہاں بھی بیٹے سے محبوب اور مقرب ہی مراد ہے جیسا کہ انجیل ہی میں بعض قرائن اس معنی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

دوسرے اشکال کا جواب

(دوسرا اشکال یہ تھا کہ چونکہ حضرت عیسیٰ نے بعض الوہی افعال کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے، کہ حضرت عیسیٰ الوہیت میں شریک ہیں (العیاذ باللہ تعالیٰ

کہ بر سبیل حکایت است، چنانچہ ایلچی پادشاہے گوید، کہ ما فلاں ملک را فتح کردیم، و فلاں قلعہ را برہم زدیم، و در حقیقت ایں معنے راجع ست بپادشاہ و ایلچی کہ بجز ترجمانے نیست، و نیز میتواند بود، کہ طریق وحی بر عیسٰے انطباع معانی بودہ است در لوح نفس ایشاں، از قبیل عالم اعلے، نہ تمثل حضرت جبرئیل بصورت بشریہ و القاء کلام، پس بسبب ایں انطباع کلامے از حضرت ایشاں جاری مے شد، کہ مشعر نسبت آں افعال بخود باشد و الحقیقۃ غیر خفیۃ بالجملہ خدائے تعالےٰ رد ایں مذہب باطل فرمود و بیان نمود کہ عیسٰی بندۂ خدا است و روح پاک ست کہ در رحم مریم صدیقہ نفخ کردہ، و او را بروح القدس تائید داد و عنایت خاص در بارۂ او مرعی داشت۔

اَنَّهٗ عَلٰى سَبِيْلِ الْحِكَايَةِ كَمَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ مَلِكٍ مِّنَ الْمُلُوْكِ يَا فُلَانُ قَدْ غَلَبْنَا الْمُلْكَ الْفُلَانِيَّ وَ قَدْ اَخَذْنَا قَلْعَةَ كَذَا وَ الْمَعْنٰى فِي الْحَقِيْقَةِ رَاجِعٌ اِلَى الْمَلِكِ وَ اِنَّمَا هُوَ تَرْجُمَانٌ مَحْضٌ وَ اَيْضًا يَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ طَرِيْقُ الْوَحْيِ اِلٰى عِيْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ اِنْطِبَاعُ الْمَعَانِيْ فِيْ لَوْحِ نَفْسِهٖ مِنْ قَبِيْلِ الْعَالَمِ الْاَعْلٰى لَا تَمَثُّلُ جِبْرِيْلَ بِالصُّوْرَةِ الْبَشَرِيَّةِ وَ اِلْقَاءُ الْكَلَامِ فَرُبَّمَا يَجْرِيْ بِسَبَبِ هٰذَا الْاِنْطِبَاعِ مِنْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ كَلَامٌ مُشْعِرٌ بِنِسْبَةِ تِلْكَ الْاَفْعَالِ اِلَى النَّفْسِ وَ الْحَقِيْقَةُ غَيْرُ خَفِيَّةٍ وَ بِالْجُمْلَةِ فَقَدْ رَدَّ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى هٰذَا الْمَذْهَبَ الْبَاطِلَ وَ قَرَّرَ اَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَ رُوْحُهُ الْمُقَدَّسُ نُفِخَ فِيْ رَحِمِ مَرْيَمَ الصِّدِّيْقَةِ وَ اَيَّدَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَ نَظَرَ اِلَيْهِ بِالْعِنَايَةِ الْخَاصَّةِ الْمَرْعِيَّةِ فِيْ حَقِّهٖ۔

کے بیٹے ہیں، اس کا جواب یہ ہے، کہ حضرت عیسٰی نے جن الہی افعال کو اپنی ذات سے منسوب کیا ہے۔ اس کی حقیقت حکایت امر سے زیادہ نہیں ہے یعنی یہ انتساب بالکل ویسا ہی ہے، جیسا کسی بادشاہ کا سفیر یا ایلچی بادشاہ کے افعال کو اپنی ذات سے منسوب کر لیتا ہے، مثلاً بادشاہ کا ایلچی کہتا ہے، کہ ہم نے فلاں ملک کو فتح کر لیا ہے، اور فلاں قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے، حالانکہ حقیقت میں یہ تمام امور بادشاہ کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں، اور ایلچی کی حیثیت ایک ترجمان سے زیادہ نہیں ہوتی ہے۔

دوسرا جواب اس کے علاوہ یہ بھی ہو سکتا ہے، کہ حضرت عیسٰی کے سلسلہ میں وحی خدا کا انداز یہ رہا ہو کہ تمام حقیقتیں تمام معانی اور احکام، عالم علوی سے ان کے نفس کے آئینہ میں منعکس ہو جایا کرتے ہوں ایسا نہ ہوتا ہو، کہ حضرت جبریل انسانی شکل میں ظاہر ہو کر آپ تک احکام پہنچاتے ہوں، پس نفس میں احکام خدا کے انعکاس کی وجہ سے حضرت عیسٰی کا انداز گفتگو تبدیل ہو جاتا ہو، اور وہ اس انداز سے باتیں کرتے ہوں، کہ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو، کہ وہ افعال الٰہی کو اپنی ذات کی طرف منسوب کر رہے ہیں، اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے، جو بالکل صاف اور واضح ہے۔

قرآن کا فیصلہ مختصر یہ کہ قرآن پاک نے عیسائیوں کے اس غلط عقیدہ کی پوری طرح سے تردید کر دی ہے اور بیان کیا ہے، کہ حضرت عیسٰی اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور اس کی روح ہیں، جسے اللہ نے بطن حضرت مریم میں ودیعت فرمایا تھا، اور روح القدس یعنی حضرت جبریل کے ذریعہ آپ کی تائید کی تھی، اس کے علاوہ بعض دوسری مخصوص عنایات سے بھی آپ کو سرفراز فرمایا تھا۔

بالجملہ اگر بفرض خدا تبارک و تعالیٰ در کسوت روحی کہ از جنس سائر ارواح ست برآمدہ باشد و تدرع به بشری کردہ بود، چوں ایں نسبت را نیک بنگری نیم لفظ اتحاد بریں معنے جاری نباشد الا تسامح و اقرب الفاظ بایں معنی تقویم و مثل آن بود تعالیٰ عما یقول الظلمون علوا کبیرا۔ اگر خواہی کہ نمونۂ آں ازیں فریق ملاحظہ کنی امروز اولاد مشائخ و اولیاء را تماشا کن، در حق آبار خود چہ ظنون وا زند و تا کجا کشیدہ بردہ اند و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون و نیز از ضلالت ایشاں یکے آنست کہ جزم می کنند کہ حضرت عیسیٰ مقتول شدہ است و فی الواقع در قصۂ عیسیٰ اشتباہے واقع شدہ بود، رفع بر آسمان را قتل گمان کردند و کابراً عن کابر ہماں غلط روایت نمودند خدائے تعالیٰ در قرآن شریف ازالہ شبہ فرمود کہ ما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم۔

وَبِالْجُمْلَةِ فَإِنْ ظَهَرَ اللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى فِي الْكِسْوَةِ الرُّوحِيَّةِ الَّتِي هِيَ مِنْ جِنْسِ سَائِرِ الْأَرْوَاحِ وَتَدَرَّعَ بِالْبَشَرِيَّةِ فَهُوَ لَا يَنْطَلِقُ لَفْظُ الْاِتِّحَادِ عَلَى هٰذَا الْمَعْنَى عِنْدَ التَّدْقِيقِ وَالْإِمْعَانِ إِلَّا بِتَسَامُحٍ وَأَقْرَبُ الْأَلْفَاظِ لِهٰذَا الْمَعْنَى التَّقْوِيمُ وَمِثْلُهُ تَعَالَى اللهُ عَمَّا يَقُولُ الظّٰلِمُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا. وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَرَى أُنْمُوذَجًا لِهٰذَا الْفَرِيقِ فَانْظُرِ الْيَوْمَ إِلَى أَوْلَادِ الْمَشَائِخِ وَالْأَوْلِيَاءِ مَاذَا يَظُنُّونَ بِآبَائِهِمْ تَجِدْهُمْ قَدْ أَفْرَطُوا فِي إِجْلَالِهِمْ كُلَّ الْإِفْرَاطِ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ وَأَيْضًا مِنْ ضَلَالَةِ أُولٰئِكَ أَنَّهُمْ يَجْزِمُونَ أَنَّهُ قَدْ قُتِلَ عِيسَى وَفِي الْوَاقِعِ أَنَّهُ وَقَعَ اشْتِبَاهٌ فِي قِصَّتِهِ فَلَمَّا رُفِعَ إِلَى السَّمَاءِ ظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ قُتِلَ وَهُمْ يَرْوُونَ هٰذَا الْغَلَطَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ فَأَزَالَ اللهُ سُبْحَانَهُ هٰذِهِ الشُّبْهَةَ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ فَقَالَ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔

اگر یہ فرض کر لیا جائے، کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی ایک ایسی روح کی شکل اختیار کی تھی، جو حقیقت کے اعتبار سے دوسری روحوں سے مختلف نہیں تھی اور ہمارے سامنے انسان کی شکل میں ظاہر ہوا تھا تو تھوڑے سے غور کے بعد یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے، کہ یہ حقیقت کے بالکل خلاف ہے، کیونکہ اس صورت میں اسے عبد و معبود کا باہمی رشتہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور اس کے لئے دونوں کے درمیان اتحاد کا لفظ نہیں استعمال کیا جا سکتا بلکہ اس حقیقت کا اظہار صرف تقویم یا اس کے مرادف الفاظ کے ذریعہ ہو سکتا ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی شان میں ایک ایسی جسارت ہے جس سے وہ بہت ہی بلند ہے۔

عیسائیوں کا نمونہ

اگر آپ اس قوم کا صحیح نمونہ دیکھنا چاہتے ہوں، تو گذشتہ دور کے بزرگوں اور اولیاء اللہ حضرات کی اولاد کو ملاحظہ فرمائیے، اور دیکھئے، کہ انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کو کیا کیا مراتب نہیں دے رکھے ہیں، حقیقت تو یہ ہے، کہ وہ اپنے بزرگوں کو ظاہراً تو خدا نہیں کہتے، لیکن ان کے جن صفات اور کمالات کا دعوٰی کرتے ہیں، وہ انہیں خدا سے پست بھی نہیں ہونے دیتے، عنقریب یہ ظالم اپنا انجام دیکھ لیں گے۔

ایک دوسری گمراہی اور اس کا ازالہ

عیسائیوں کا ایک غلط عقیدہ یہ بھی ہے، کہ حضرت عیسیٰؑ کو سولی دی جا چکی ہے، حالانکہ وہ یہاں پر مغالطہ کا شکار ہو گئے ہیں، اور حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر اٹھا لئے جانے کو ان کا قتل سمجھ لیا ہے، اور عہد بہ عہد اپنی اسی غلط فہمی کا پرچار بھی کرتے رہے، قرآن مجید نے ان کی اس غلط فہمی کو دور کر دیا ہے، اور بتا دیا ہے، کہ "یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو نہ تو قتل کیا نہ سولی دی، بلکہ وہ اس معاملہ میں غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں"۔

در انجیل آنچه مقولہ حضرت عیسے علیہ السلام ازیں باب مذکور است، معنیش اخبار ست بہ جرأت یہود واقدام ایشاں بر قتل، ہرچند کہ خدائے تعالے ازیں مہلکہ نجاتے میسر کرد، و آنچہ مقولہ حواریان ست منشائے آں وقوع اشتباہ است و عدم اطلاع بر حقیقت رفع کہ مالوف اذہان و اسماع نبود، و نیز از ضلالت ایشاں یکے آن ست کہ می گویند کہ فارقلیط موعود ہماں عیسیٰ ست کہ بعد قتل پیش حواریان آمد، و ایشاں را بہ تمسک انجیل وصیت کرد و می گویند عیسے علیہ السلام وصیت کردہ است، کہ متنبیان بسیار پیدا خواہند شد پس ہر کہ نام مرا گیرد، سخن او قبول کنید، والا نکنید، قرآن عظیم بیان فرمود، کہ بشارت حضرت عیسے علیہ السلام بر پیغمبر ما صلے اللہ علیہ وسلم منطبق ست، نہ بر صورت روحانیہ حضرت عیسے علیہ السلام۔

وَمَا ذُكِرَ فِي الْإِنْجِيلِ مِنْ مَقُولَةِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَمَعْنَاهُ إِخْبَارٌ بِجُرْأَةِ الْيَهُودِ وَإِقْدَامِهِمْ عَلَى قَتْلِهِ وَإِنْ كَانَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى يُنْجِيهِ مِنْ هٰذِهِ الْمَهْلَكَةِ وَأَمَّا مَقُولَةُ الْحَوَارِيِّينَ فَمَنْشَأُهَا وُقُوعُ إِشْتِبَاهٍ وَعَدَمُ إِطِّلَاعٍ عَلَى حَقِيقَةِ الرَّفْعِ الَّذِي لَا تَأْلَفُهُ الْأَذْهَانُ وَالْأَسْمَاعُ. وَمِنْ ضَلَالِهِمْ أَيْضًا أَنَّهُمْ يَقُولُونَ أَنَّ فَارَقْلِيطَ الْمَوْعُودَ هُوَ عِيسَى رُوحُ اللّٰهِ الَّذِي جَاءَهُمْ بَعْدَ الْقَتْلِ وَوَصَّاهُمْ بِالتَّمَسُّكِ بِالْإِنْجِيلِ وَيَقُولُونَ أَنَّ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَصَّى وَأَخْبَرَهُمْ بِأَنَّ الْمُتَنَبِّئِينَ يَكْثُرُونَ فَمَنْ سَمَّانِي فَاقْبَلُوا كَلَامَهُ وَإِلَّا فَلَا فَبَيَّنَ الْقُرْآنُ الْعَظِيمُ أَنَّ بِشَارَةَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّمَا تَنْطَبِقُ عَلَى نَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا عَلَى صُورَةِ الرُّوحَانِيَّةِ لِعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دیئے جانے کے متعلق جو کلام خود حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب ہے، اس کے معنی یہ نہیں ہیں، کہ حضرت عیسیٰ واقعی شہید ہو گئے تھے، بلکہ اس سے یہودیوں کی اس جسارت کا اظہار مقصود ہے، کہ انہوں نے تو اپنے نزدیک حضرت عیسے کو سولی دے ہی دی تھی، یہ اور بات ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے شر سے محفوظ رکھا، اور اس واقعہ کے متعلق حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کا جو قول نقل کیا گیا ہے، اس کی بنیاد بھی اشتباہ اور غلط فہمی پر ہے اصل میں وہ کسی کے زندہ آسمان پر اٹھا لیے جانے کو سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے تھے کیونکہ ایسی بات نہ تو انہوں نے کبھی دیکھی تھی اور سنی تھی، اور نہ وہ اس کا تصور ہی کر سکتے تھے، لہذا انہوں نے بھی حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اٹھائے جانے کو قتل سمجھ لیا۔

ایک اور غلط فہمی اور اس کا ازالہ

انجیل میں جس فارقلیط کی آمد کی بشارت دی گئی ہے، اس کے متعلق بھی عیسائی گمراہی اور غلط فہمی کا شکار ہو گئے، ان کا عقیدہ ہے کہ فارقلیط موعود حقیقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، جو قتل ہو جانے کے بعد دوبارہ اپنے حواریوں کے پاس تشریف لائے اور انہیں انجیل مقدس سے وابستہ رکھنے کی ہدایت فرمائی، وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وصیت فرمائی تھی، کہ میرے بعد بہت سے جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوں گے، پس جو شخص میرے نام پر دعوت دے اس کی باتیں قبول کرنا، اور جو میرے نام پر نہ بلائے اس کی باتیں نہ سننا۔

قرآن مجید نے وضاحت فرمائی ہے، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا انطباق ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے لیکن حضرت عیسے کی روحانی صورت، اور ان کی دوبارہ تشریف آوری پر کسی طرح بھی نہیں ہوتا ہے

زیراکہ در انجیل گفتہ شد، کہ فارقلیط مدتے درمیان شما باشد و تعلیم علم کند و پاک سازد مردماں را و ایں معنی جز حضرت پیغامبر ظاہر نہ شد، و نام عیسے مگر گفتن عبارت از آن ست، کہ اثبات نبوت ایشاں کند نہ آنکہ اللہ گوید، یا ابن اللہ، اما منافقاں دو قسم بودند، گروہے بزبان کلمۂ ایمان می گفتند، و دل ایشاں مطمئن بود بکفر و جحود صرف بخاطر اظہار می کردند، و در حق ایشاں ست، فی الدرک الاسفل من النار گروہے داخل شدند در اسلام بضعف مثلاً بہ عادات قوم خود معتاد اند، اگر قوم مسلمان باشد ایشاں نیز مسلم شوند، و اگر کافر باشد ایشاں نیز کافر، و مثلاً اتباع لذات دنیویہ دنیہ بر دل ایشاں چنداں ہجوم کردہ است، کہ محبت خدا و محبت رسول را جائے نگذاشتہ۔

لِاَنَّہٗ قَالَ فِی الْاِنْجِیْلِ اَنَّ فَارْقَلِیْطَ یَلْبَثُ فِیْکُمْ مُدَّۃً مِنَ الدَّھْرِ وَیُعَلِّمُ الْعِلْمَ وَیُطَھِّرُ النَّاسَ وَیُزَکِّیْھِمْ وَلَا یَظْھَرُ ھٰذَا الْمَعْنٰی فِیْ غَیْرِ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا ذِکْرُ عِیْسٰی فَھُوَ عِبَارَۃٌ عَنْ اِثْبَاتِ نُبُوَّتِہٖ لَا اَنْ یُسَمِّیَہُ اللّٰہَ اَوْ اِبْنَ اللّٰہِ۔ اَمَّا الْمُنَافِقُوْنَ فَھُمْ عَلٰی قِسْمَیْنِ قَوْمٌ یَقُوْلُوْنَ الْکَلِمَۃَ الطَّیِّبَۃَ بِاَلْسِنَتِھِمْ وَقُلُوْبُھُمْ مُطْمَئِنَّۃٌ بِالْکُفْرِ وَیُضْمِرُوْنَ الْجُحُوْدَ الصِّرْفَ فِیْ اَنْفُسِھِمْ قَالَ تَعَالٰی فِیْ حَقِّھِمْ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَطَائِفَۃٌ دَخَلُوْا فِی الْاِسْلَامِ بِضُعْفٍ فَمِنْھُمْ مَنْ یَتَّبِعُوْنَ عَادَۃَ قَوْمِھِمْ وَیَقْتَادُوْنَ مُوَافَقَتَھُمْ اِنْ اٰمَنَ الْقَوْمُ اٰمَنُوْا وَاِنْ کَفَرُوْا کَفَرُوْا وَمِنْھُمْ مَنْ ھَجَمَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اِتِّبَاعُ لَذَّاتِ الدُّنْیَا الدَّنِیَّۃِ بِحَیْثُ لَمْ یَتْرُکْ فِی الْقَلْبِ مَحَلًّا لِمَحَبَّۃِ اللّٰہِ وَمَحَبَّۃِ الرَّسُوْلِ۔

کیونکہ انجیل میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے، کہ فارقلیط موعود ایک مدت تک تمہارے درمیان قیام کریگا، اور مختلف علوم کی تعلیم دیگا، لوگوں کے نفسوں کی اصلاح کریگا، اور یہ تمام باتیں سوائے پیغمبر اسلام کے کسی اور سے ظاہر نہیں ہوئیں، پیشگوئی میں جو یہ کہا گیا ہے، کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے گا، اس سے مراد یہ ہے، کہ آنے والا نبی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور رسالت کی تصدیق کرے گا، اس سے یہ مراد نہیں ہے، کہ وہ انہیں خدا یا خدا کا بیٹا کہے گا۔

منافقین کا گروہ، اور ان کے عقائد

منافقین سے مراد وہ لوگ ہیں، جو زبان سے تو اسلام کا دعوے کرتے تھے، لیکن حقیقت میں مسلمان نہیں تھے ان میں بھی دو طرح کے لوگ تھے۔

منافقین کا پہلا گروہ

منافقین کا ایک گروہ، وہ تھا، جو زبان سے تو اسلام کا کلمہ پڑھتا تھا لیکن دل میں کفر پر عقیدہ رکھتا تھا، جو کچھ زبان سے کہتا تھا، وہ اس کے عقیدہ کے بالکل خلاف تھا، انہیں لوگوں کے بارے میں قرآن مجید نے خبر دی ہے، کہ وہ جہنم کے آخری طبقہ میں جگہ پائیں گے۔"

منافقین کا دوسرا گروہ

منافقین کا دوسرا گروہ، وہ تھا، جو بڑے کمزور عقیدے کے ساتھ اسلام میں داخل ہوا تھا، یہ لوگ حقیقتاً عادات و عقائد میں اپنی قوم کے تابع تھے، جب پوری قوم مسلمان ہو گئی، تو یہ بھی مسلمان ہو گئے، اگر قوم کافر رہتی، تو یہ بھی کافر رہتے۔

اس گروہ میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو دنیا کی ادنیٰ لذت پرستیوں میں غرق تھے، اور یہ لذت پرستیاں انکے دلوں میں کچھ اس طرح گھر کر چکی تھیں کہ اللہ اور رسول کی محبت کی گنجائش نہیں رہ گئی تھی۔

یا حرص و حسد و حقد و مثل آں مالک قلب ایشاں شدہ است، کہ حلاوت مناجات، و برکات عبادات را بخاطر ایشاں جائے نگذاشت، و مثلاً اشتغال بامور معاش چنداں مشغوف خود ساخت، کہ اہتمام بامر معاد، و آں را توقع داشتن، و در فکر آں افتادن فرصت نداد، و مثلاً در رسالت حضرت پیغمبر ما ظنون واہیہ و شبہات رکیکہ بخاطر ایشاں میگذرد ہر چند تا آنجا نمے رسند کہ خلع ربقہ اسلام کنند و ازاں باب بکلی بر آیند، و منشا آں شکوک جریان احکام بشریت است، بر حضرت پیغمبر، و ظہور ملت اسلامیہ در صورت غلبہ ملوک بر اطراف ممالک و مانند آں۔

أَوْ تَمَلَّكَ قَلْبَهُمُ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحَسَدُ وَالْحِقْدُ وَنَحْوُ ذٰلِكَ حَتّٰى لَا يَخْطُرَ بِبَالِهِمْ حَلَاوَةُ الْمُنَاجَاتِ وَلَا بَرَكَاتُ الْعِبَادَاتِ. وَمِنْهُمْ مَنْ شَغَفُوا بِأُمُورِ الْمَعَاشِ وَاشْتَغَلُوا بِهَا حَتّٰى لَمْ يَبْقَ فُرْصَةٌ لِلْاهْتِمَامِ بِأَمْرِ الْمَعَادِ وَتَوَقُّعِهِ وَتَفَكُّرِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَخْطُرُ بِبَالِهِمْ ظُنُونٌ وَاهِيَةٌ وَشُبُهَاتٌ رَكِيكَةٌ فِي رِسَالَةِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَبْلُغُوا دَرَجَةً يَخْلَعُونَ بِهَا رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ وَيَخْرُجُونَ مِنْهُ بِالْكُلِّيَّةِ وَمَنْشَأُ تِلْكَ الشُّكُوكِ جَرَيَانُ الْأَحْكَامِ الْبَشَرِيَّةِ عَلٰى حَضْرَةِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَظُهُورُ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ فِي صُورَةِ غَلَبَةِ الْمُلُوكِ عَلٰى أَطْرَافِ الْمَمَالِكِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ۔

ایسے لوگ بھی اس گروہ میں تھے، جن کے دلوں میں حرص، حسد، کینہ اور اسی طرح کے دوسرے مذموم اخلاق اس طرح راسخ ہو چکے تھے، کہ ان میں اس کی صلاحیت ہی نہیں رہ گئی تھی، کہ وہ عبادت اور مناجات کی لذت اور شیرینی کا احساس کر سکیں، اور ان کے اور اللہ تعالے کے درمیان کوئی رشتہ قائم ہو سکے۔

منافقین کے اس گروہ میں، وہ لوگ بھی شامل تھے، جو معاش، روزی، اور دنیا کے معاملات میں اس حد تک غرق ہو چکے تھے، کہ روز آخرت کی تیاری اور اس کی فکروں میں الجھنے کی فرصت ہی نہیں رکھتے تھے، جس کی وجہ سے اصول وعقائد کے بارے میں، مثلاً خود رسالت سرور کائنات کے متعلق ان کے دل میں فضول اور بے معنی شبہات اور بدگمانیاں پیدا ہوتی رہتی تھیں، لیکن یہ شبہات وشکوک اس حد تک نہیں پہنچے تھے، کہ وہ اسلام کا حلقہ ہی گلے سے نکال دیتے، اور کھلم کھلا اسلام کا انکار کر دیتے۔

منافقین کے شبہات اور انکے اسباب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارے میں منافقین کے شکوک وشبہات کی مختلف وجوہات تھیں، سب سے بڑی وجہ یہ تھی، کہ ایک بشر کی حیثیت سے آپ کی احتیاج اور ضروریات بھی وہی تھیں، جو دوسرے انسانوں کی تھیں، اس وجہ سے عام انسانوں سے علٰحدہ آپ کی کسی حیثیت کا تصور ان کے لئے مشکل تھا، اس کے علاوہ اسلام بھی اسی طرح پھیل رہا تھا اور دوسرے علاقوں پر مسلمانوں کا قبضہ بھی اسی انداز سے ہو رہا تھا جس انداز سے دنیاوی ملوک اور سلاطین ممالک فتح کرتے ہیں، اور اپنے اثر واقتدار میں اضافہ کرتے ہیں، اور ان کے لئے یہ دشوار تھا، کہ وہ ایک رسول کے عمل، اور ایک بادشاہ کے عمل میں امتیاز کر سکیں، اس وجہ سے ان کے ذہن میں رسول کا تصور بھی کچھ بادشاہوں ہی جیسا تھا لہٰذا رسالت پر عقیدہ مضبوط ہونے کے بجائے شکوک وشبہات میں اضافہ ہوتا رہتا تھا۔

ومثلاً محبت قبائل وعشائر ایشان ماہر آں داشت در نصرت ایشان وتقویت وتائید ایشان ہرچند خلاف اہل اسلام باشد سعی بلیغ بہ تقدیم رسانند ودریں مقابلہ امر اسلام را سست کنند، وایں قسم نفاق عمل ونفاق اخلاق ست، ونفاق اول بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نتواں دانست، کہ از قبیل علم غیب ست ودر مرکوز قلب اطلاع نتواں یافت، ونفاق ثانی کثیر الوقوع لاسیما در زمان ما، واشارہ بہمیں نفاق ست آنچہ در حدیث آمدہ ثلاث من کن فیہ کان منافقا خالصًا اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا خاصم فجر۔ وھم المنافق بطنہ وھم المؤمن فرسہ الی غیر ذلک من الاحادیث۔

وَمِنْهُمْ مَنْ حَمَلَهُمْ مَحَبَّةُ الْقَبَائِلِ وَالْعَشَائِرِ عَلَى أَنْ يَبْذُلُوا الْجُهْدَ الْبَلِيغَ فِي نُصْرَتِهِمْ وَتَقْوِيَتِهِمْ وَتَائِيدِهِمْ وَإِنْ كَانَ فِيهِ عَلَى خِلَافِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ وَيَتَهَاوَنُونَ فِي أَمْرِ الْإِسْلَامِ عِنْدَ هٰذِهِ الْمُقَابَلَةِ وَهٰذَا الْقِسْمُ مِنْ نِفَاقِ الْعَمَلِ وَنِفَاقِ الْأَخْلَاقِ وَلَا يُمْكِنُ الْاِطِّلَاعُ عَلَى النِّفَاقِ الْأَوَّلِ بَعْدَ حَضْرَةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ قَبِيلِ عِلْمِ الْغَيْبِ وَلَا يُمْكِنُ الْاِطِّلَاعُ عَلَى مَا ارْتَكَزَ فِي الْقُلُوبِ وَالنِّفَاقُ الثَّانِي كَثِيرُ الْوُقُوعِ لَا سِيَّمَا فِي زَمَانِنَا وَإِلَيْهِ الْإِشَارَةُ فِي الْحَدِيثِ ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ وَهَمُّ الْمُنَافِقِ بَطْنُهُ وَهَمُّ الْمُؤْمِنِ فَرَسُهُ إِلَى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْأَحَادِيثِ۔

منافقین کے کچھ اور ساتھی

ان منافقوں میں وہ لوگ بھی شامل تھے، جو اگرچہ مسلمان ہو چکے تھے لیکن ان کے دلوں میں اپنے قبیلہ اور خاندان کے ان لوگوں کی محبت بدستور موجود تھی، جو ابھی تک کفر پر قائم تھے، قبیلہ اور خاندان کی یہ محبت انہیں مجبور کرتی تھی، کہ وہ اپنے کافر اور مشرک رشتہ داروں کی مدد کریں، اور ان کے مقاصد کو تقویت پہنچائیں، وہ اس سلسلہ میں اس امر کی پروا قطعی نہیں کرتے تھے، کہ ان کی اس حرکت سے اسلام اور اس کے مقاصد کو کتنا صدمہ پہنچے گا، بلکہ وہ اپنے قبیلہ اور خاندان کی نصرت اور حمایت کے جوش میں دیدہ ودانستہ اسلام کو نقصان پہنچانے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔

نفاق کی قسمیں

اس اعتبار سے نفاق کی دو قسمیں قرار پاتی ہیں، عقیدہ کا نفاق، اور عمل واخلاق کا نفاق، نفاق کی پہلی قسم یعنی عقیدہ کا نفاق، اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سمجھنا اور پہچاننا ناممکن ہے کیونکہ اس کا تعلق علم غیب سے ہے، اور دل کے حالات سے واقف ہونا کسی کے لئے ممکن نہیں، البتہ نفاق کی دوسری قسم یعنی عملی اور اخلاقی نفاق بہت عام ہے، اور اسے بہت آسانی کے ساتھ پہچانا بھی جا سکتا ہے، ہمارے زمانہ میں خاص طور سے اس طرح کے منافق بہت کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

ایک حدیث

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث میں حقیقتاً ایسے ہی نفاق کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے، کہ آپ نے فرمایا ہے، کہ:۔

"تین باتیں ایسی ہیں جو جس شخص میں بھی ہونگی، وہ یقینی طور پر منافق ہوگا، ایک تو یہ کہ جب باتیں کرے تو جھوٹ بولے، دوسرے جب وعدہ کرے، تو اس کو پورا نہ کرے، اور جب مباحثہ کرے، تو گالی گلوچ پر اتر آئے، یہ لوگ بظاہر مومن لیکن بباطن منافق ہیں،"

اسی مفہوم کی اور بھی بہت سی حدیثیں موجود ہیں۔

خدائے تعالیٰ اعمال و اخلاق ایشاں را در قرآن عظیم آشکارا ساخت، و از احوال ایں دو گروہ چیزے بسیار بیان فرمود، تا ہمہ امت ازاں احتراز نمایند، و اگر خواہی از منافقاں نمونہ بہ بینی رو در مجلس امراء و مصاحبانِ ایشاں را بہ بیں کہ مرضی ایشاں را بر مرضی شارع ترجیح می دہند در انصاف ہیچ فرق نیست درمیان آنانکہ کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بے واسطہ شنیدہ نفاق ورزیدند و درمیان آنانکہ الحال پیدا شدہ اند، و بطریق یقین حکم شارع معلوم کردہ اند، بعد ازاں بایثار خلاف آں اقدام مے نمایند، وعلیٰ ہذا القیاس جماعہ از معقولیاں کہ شکوک و شبہات بسیار بخاطر دارند، و معاد را نسیاً منسیاً ساختہ اند نمونہ آں گروہ اند، بالجملہ چوں قرآن بخوانی گمان مکن کہ مخاطبہ با قومی بود، کہ بودند و درگذشتند، بلکہ بحکم حدیث لتتبعن سنن من قبلکم۔

وَقَدْ بَيَّنَ اللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ أَعْمَالَهُمْ وَأَخْلَاقَهُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَقَدْ ذَكَرَ مِنْ أَحْوَالِ الْفَرِيقَيْنِ أَشْيَاءَ كَثِيرَةً لِتَحْتَرِزَ الْأُمَّةُ مِنْهَا وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَرَى أُنْمُوذَجًا مِنَ الْمُنَافِقِينَ فَانْطَلِقْ إِلَىٰ مَجْلِسِ الْأُمَرَاءِ وَانْظُرْ إِلَىٰ مُصَاحِبِيهِمْ يُرَجِّحُونَ مَرْضِيَّهُمْ عَلَىٰ مَرْضِيِّ الشَّارِعِ. لَا نَرَىٰ عِنْدَ الْإِنْصَافِ بَيْنَ مَنْ سَمِعَ كَلَامَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَا وَاسِطَةٍ وَسَلَكَ مَسْلَكَ النِّفَاقِ، وَبَيْنَ مَنْ حَدَثُوا فِي هٰذَا الزَّمَنِ وَعَلِمُوا حُكْمَ الشَّارِعِ بِطَرِيقِ الْيَقِينِ ثُمَّ آثَرُوا خِلَافَ ذٰلِكَ وَأَقْدَمُوا عَلَىٰ مُخَالَفَتِهِ وَعَلَىٰ هٰذَا الْقِيَاسِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمَعْقُولِيِّينَ تَمَكَّنَتْ فِي خَاطِرِهِمْ شُكُوكٌ وَشُبُهَاتٌ حَتَّىٰ جَعَلُوا الْمَعَادَ نَسْيًا مَنْسِيًّا فَهُمْ أَيْضًا أُنْمُوذَجُ الْمُنَافِقِينَ وَبِالْجُمْلَةِ إِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَلَا تَحْسَبْ أَنَّ الْمُخَاصَمَةَ كَانَتْ مَعَ قَوْمٍ انْقَرَضُوا بَلِ الْوَاقِعُ أَنَّهُ مَا مِنْ بَلَاءٍ فِيمَا سَبَقَ مِنَ الزَّمَانِ إِلَّا وَهُوَ مَوْجُودٌ الْيَوْمَ بِطَرِيقِ الْأُنْمُوذَجِ بِحُكْمِ الْحَدِيثِ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں منافقوں کے اعمال اور اخلاق کی حقیقت کھول کے رکھ دی ہے، اور منافقوں کے ان دونوں گروہوں کے بارے میں بہت سی باتیں بیان کی ہیں، تاکہ امت باخبر رہے، اور ان لوگوں سے پرہیز کرے۔

منافقین کا نمونہ اگر آپ منافقوں کے نمونے اس زمانہ میں دیکھنا چاہتے ہیں، تو امیروں اور رئیسوں کی محفل میں تشریف لے جائیے، اور ان کے حوالیوں، موالیوں اور مصاحبوں کا تماشہ دیکھئے، کہ وہ لوگ کس طرح اپنے آقاؤں کی رائے اور مرضی کو پیغمبر اسلام صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کی رائے و مرضی اور شریعت کے حکم پر فوقیت دیتے ہیں، انصاف کی بات تو یہ ہے، کہ اس زمانہ کے منافق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں براہ راست سنتے تھے، اور نفاق برتتے تھے، اور اس زمانہ کے منافقین ہیں، جو قطعی طور سے شارع علیہ السلام کی مرضی اور اس کا حکم معلوم ہو چکنے کے بعد اس کے خلاف اقدام کرتے ہیں، کوئی فرق نہیں ہے۔

منافقین کا ایک اور نمونہ اسی طرح علوم عقلی سے تعلق رکھنے والوں کا ایک گروہ ہے، جن کے دلوں میں بے شمار شکوک اور شبہات بھرے ہوئے ہیں، اور ان لوگوں نے روز آخرت کے عقیدہ کو حرف غلط کی طرح مٹا کے رکھ دیا ہے، یہ لوگ بھی منافقوں سے کم نہیں ہیں۔

ہمارا فریضہ منافقین کی اس حالت کے پیش نظر آپ کا فریضہ یہ ہے، کہ جب قرآن مجید کی تلاوت کرنے بیٹھئے تو یہ ہرگز مت سمجھئے، کہ یہ سب کچھ کسی ایسی قوم سے خطاب ہے، جو کسی زمانہ میں موجود تھی، اور اب فنا ہو گئی ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سامنے رکھئے، کہ تم بھی گذشتہ لوگوں کے راستہ پر چلو گے۔

ہیچ بلائے نبود گرام وز نمونہ آں موجود ست پس مقصود اصلی بیان کلیات آن مقاصد ست، نہ خصوصیات آں حکایات این ست، آنچہ دریں کتاب از بیان عقائد ایں فرق ضالہ و تقریر اجوبہ آنہا میسر شد، وآں در فہم معانی آیات مخاصمہ انشاء اللہ کافی ست۔

فَاِنَّ الْمَقْصِدُ الْاَصْلِیُّ بَیَانُ کُلِّیَّاتِ تِلْکَ الْمَفَاسِدِ لَا خُصُوْصُ تِلْکَ الْحِکَایَاتِ. ھٰذَا مَا تَیَسَّرَ لِیْ فِیْ ھٰذَا الْکِتَابِ مِنْ بَیَانِ عَقَائِدِ الْفِرَقِ الضَّالَّۃِ الْمَذْکُوْرَۃِ وَتَقْرِیْرِ اَجْوِبَتِھَا وَھٰذَا الْقَدْرُ کَافٍ فِیْ فَھْمِ مَعَانِیْ اٰیَاتِ الْمُخَاصَمَۃِ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی

فصل

در بقیہ مباحث علوم پنجگانہ

باید دانست، کہ نزول قرآن برائے تہذیب طوائف ناس ست، از عرب و عجم و حضر و بدو، پس حکمت الٰہی مقتضی آن باشد، کہ در تذکیر بآلاء اللہ، زیادہ از آنچہ معلوم اکثر افراد بنی آدم بود خطاب نہ کرد، وزیادہ ازاں بحث و تفتیش بکار نیاورد۔

فَصْلٌ

فِیْ بَقِیَّۃِ مَبَاحِثِ الْعُلُوْمِ الْخَمْسَۃِ

لِیُعْلَمْ اَنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنْ نُزُوْلِ الْقُرْاٰنِ تَھْذِیْبُ طَوَائِفِ النَّاسِ مِنَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ وَالْحَضَرِ وَالْبَدْوِ فَاقْتَضَتِ الْحِکْمَۃُ الْاِلٰھِیَّۃُ اَنْ لَّا یُخَاطَبَ فِی التَّذْکِیْرِ بِاٰلَاءِ اللّٰہِ بِاَکْثَرِ مِمَّا یَعْلَمُہٗ اَکْثَرُ اَفْرَادِ بَنِیْ اٰدَمَ وَلَمْ یُبَالِغْ فِی الْبَحْثِ وَالتَّفْتِیْشِ مُبَالَغَۃً زَائِدَۃً۔

اور یقین کیجیے، کہ آج دین میں ایسی کوئی آفت نہیں ہے، جس کا نمونہ پہلے ہی سے موجود نہ ہو، لہٰذا جو باتیں کل کہی گئی تھیں، ان کی حقیقت آج بھی اسی طرح موجود ہے، لہٰذا تفسیر قرآن کا اصل مقصد یہ ہونا چاہیے، کہ اصل اصول اور ان کے حقیقی مقاصد کو بیان کیا جائے، ورنہ ان حکایات پارینہ کے دہرانے سے کچھ حاصل نہیں۔

بہر حال ان صفحات میں چاروں گمراہ فرقوں یعنی مشرکین، یہود، عیسائی اور منافقین کے عقائد کا مختصر سا خاکہ اور ان کے عقائد کا بقدر امکان جواب پیش کیا گیا ہے، اور اس سے انشاء اللہ تعالےٰ آیات مخاصمات کو سمجھنے میں بڑی سہولت ہوگی،

فصل دوم

علوم پنجگانہ کے بقیہ مباحث

تذکیر بآلاء اللہ یہ حقیقت ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہیے، کہ قرآن مجید تمام لوگوں کی تہذیب اور اصلاح نفوس کے لئے نازل ہوا ہے، اس میں عربی و عجمی یا شہری و دیہاتی کسی کا کوئی امتیاز نہیں، لہٰذا حکمت الٰہی کا تقاضا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی یاد دہانی کے سلسلہ میں صرف انہیں امور کا تذکرہ کیا جائے جس سے عوام الناس کی اکثریت واقف ہو، چنانچہ آلاء اللہ کے سلسلہ میں بحث اور جستجو کو قرآن میں صرف اسی حد کے اندر محدود رکھا گیا ہے اور

وسخن در اسماء الله وصفات الله بوجہی مسوق ساخت کہ بادراک وفطانتی کہ افراد انسان در اصل فطرت بر آں مخلوق اند بدون ممارست حکمت الٰہیہ وبدون مزاولت علم کلام آن را توانند احاطہ نمود، وتفہیم آن توانند رسید پس اثبات ذات مبدأ اجمالاً فرمود کہ این علم ساری ست در افراد بنی آدم ہیچ طائفہ ازیں جماعہ در اقالیم صالحہ واکنہ قریبہ بہ اعتدال نہ بینی، کہ منکر آں باشد و چوں باثبات صفات بطریق امعان وتحقیق حقائق بہ نسبت ایشاں ممتنع بود، اگر اصلا بر صفات الٰہی مطلع نہ شوند بمعرفت ربوبیت کہ انفع اشیاء در تہذیب نفوس ہماں ست نرسند، حکمت الٰہی مقتضی آن شد کہ از صفات کاملۂ بشر کہ آں را مے دانند، وبوجود آں تمدح میان ایشاں جاری ست چند برگزیدہ وآنرا بازاء معانی غامضہ کہ عقول بشر را بساحت جلال او راہ نیست استعمال فرمود، نکتہ لیس کمثلہ شئی تریاق داء عضال جہل مرکب ساخت۔

وَسِيْقَ الْكَلَامُ فِيْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهٖ عَزَّ وَجَلَّ بِوَجْهٍ يُمْكِنُ فَهْمُهٗ وَالْإِحَاطَةُ بِهٖ بِإِدْرَاكٍ وَفَطَانَةٍ تَخَلَّقَ أَفْرَادُ الْإِنْسَانِ فِيْ أَصْلِ الْفِطْرَةِ عَلَيْهِمَا بِدُوْنِ مُمَارَسَةِ الْحِكْمَةِ الْإِلٰهِيَّةِ وَبِدُوْنِ مُزَاوَلَةِ عِلْمِ الْكَلَامِ فَأَثْبَتَ ذٰلِكَ الْمَبْدَأَ إِجْمَالًا لِأَنَّ هٰذَا الْعِلْمَ سَارٍ فِيْ جَمِيْعِ أَفْرَادِ بَنِيْ آدَمَ لَا تَرٰى طَائِفَةً مِنْهُمْ فِي الْأَقَالِيْمِ الصَّالِحَةِ وَالْأَمْكِنَةِ الْقَرِيْبَةِ مِنَ الْاِعْتِدَالِ يُنْكِرُوْنَ ذٰلِكَ وَلَمَّا امْتَنَعَ بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِمْ إِثْبَاتُ الصِّفَاتِ بِطَرِيْقِ تَحْقِيْقِ الْحَقَائِقِ مَعَ أَنَّهُمْ إِنْ لَمْ يَطَّلِعُوْا عَلَى الصِّفَاتِ الْإِلٰهِيَّةِ فَلَمْ يَنَالُوْا مَعْرِفَةَ الرُّبُوْبِيَّةِ الَّتِيْ هِيَ أَنْفَعُ الْأَشْيَاءِ فِيْ تَهْذِيْبِ النُّفُوْسِ اقْتَضَتِ الْحِكْمَةُ الْإِلٰهِيَّةُ أَنْ يُخْتَارَ شَيْءٌ مِنَ الصِّفَاتِ الْبَشَرِيَّةِ الْكَامِلَةِ مِمَّا يَعْلَمُوْنَهَا وَيَجْرِي التَّمَدُّحُ بِهَا فِيْمَا بَيْنَهُمْ فَتُسْتَعْمَلُ بِإِزَاءِ الْمَعَانِي الْغَامِضَةِ الَّتِيْ لَا مَدْخَلَ لِلْعُقُوْلِ الْبَشَرِيَّةِ فِيْ سَاحَةِ جَلَالِهَا وَجُعِلَ نُكْتَةُ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ تِرْيَاقًا لِلدَّاءِ الْعُضَالِ مِنَ الْجَهْلِ الْمُرَكَّبِ۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے بارے میں اسی انداز سے گفتگو کی گئی ہے جسے معمولی قسم کی فطری فہم اور ذہانت سے سمجھ لیا جائے، اور اس سلسلہ میں علم کلام کی مہارت اور حکمت الٰہیہ کے مطالعہ کی عادت کی ضرورت پیش نہ آئے۔

وجود باری تعالیٰ

چنانچہ کلام پاک میں اللہ تعالیٰ کے وجود کا تذکرہ بڑے اجمالی طور پر کیا گیا ہے، اور ثبوت کے لئے تفصیلات میں جانے کی کوشش نہیں کی گئی ہے، کیونکہ وجود باری تعالیٰ کا علم لوگوں میں عام ہے دنیا کے صحتمند اور اعتدال پسند ممالک میں سے ایک ملک بھی ایسا نہ ملے گا جس کے باشندے وجود باری تعالیٰ کے منکر ہوں

صفات باری تعالیٰ

البتہ صفات باری تعالیٰ کا مسئلہ اتنا صاف وسادہ اور اتنا آسان نہیں ہے، کہ اسے غور وفکر اور تعمق وتحقیق کے بغیر سمجھا جاسکے، سچ پوچھئے، تو اس کی حقیقت کا سمجھنا اور سمجھانا دونوں ناممکن ہیں، لیکن سب سے بڑی مشکل یہ ہے، کہ ذہنوں میں اگر اللہ تعالیٰ کی صفات کا کوئی تصور ہی نہ ہو، تو اس کی معرفت ناممکن ہے، اور تہذیب واصلاح نفوس کے سلسلہ میں معرفت ہی حصول مقصد کا واحد ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ کی حکمت نے اس دشواری کو اس طرح حل کیا، کہ انسانی صفات میں سے چند ایسی صفتیں منتخب کیں جن سے لوگ عام طور سے واقف تھے، اور ان سے متصف ہونے کو فخر ومباہات کا ذریعہ سمجھتے تھے، اور ان صفات کو صفات باری تعالیٰ کے ایسے باریک اور دقیق حقائق کے بجائے پیش کیا، کہ بارگاہ جلال تک عقل انسانی کی رسائی ناممکن تھی، ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہہ دیا، کہ اس کے مثل کوئی چیز بھی نہیں ہوسکتی، تاکہ انسانی صفات کے انتساب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں لوگ غلط فہمی اور جہل مرکب کا شکار نہ ہونے پائیں۔

دچندے از صفات بشریہ کہ در اثبات مثل آں توران اوہام بجانب عقائد باطلہ حاصل می شد مثل اثبات ولد و بکا، و جزع منع فرمود، اگر نیک بشگافی جریان بر سطر علوم توعیہ انسان غیر مکتبہ ایشاں و تمیز صفاتی کہ اثبات آں مے تواں کرد، و در آنہا خللے نمی آید از صفاتی کہ توران اوہام باطلہ می نماید، امرے دقیق ست، کہ اذہان عامہ بآں نتواں رسید لاجرم ایں علم توقیفی آمد، و رخصت تکلم بآنچہ خواہند دادہ نشد، و از آلاء اللہ، و آیات قدرت او جل و علا آں را اختیار فرمود، کہ حضر و بدو، و عرب و عجم یکساں فہم کنند، لہذا ذکر نعم نفسانیہ کہ مخصوص علماء و اولیاء باشد، درمیان نیامد، و از نعمتہائے ارتفاقیہ مخصوصہ بملوک خبر نہ داد، پس آنچہ ذکر آں می بایست کرد، مثل خلق سموات و ارض ست و انزال ماء از سحاب و جاری ساختن آں از ارض، و برآوردن انواع اثمار و حبوب و ازہار بواسطہ آب و الہام صناعات ضروریہ و اقدار بر فعل آنہاست

وَمَنَعَ مِنَ الصِّفَاتِ الْبَشَرِيَّةِ الَّتِي تُثِيرُ الْأَوْهَامَ بِجَانِبِ الْعَقَائِدِ الْبَاطِلَةِ فِي إِثْبَاتِ مِثْلِهَا كَإِثْبَاتِ الْوَلَدِ وَالْبُكَاءِ وَالْجَزَعِ وَإِنْ تَأَمَّلْتَ بِتَعَمُّقِ النَّظَرِ وَجَدْتَ الْجَرَيَانَ عَلَى مِسْطَرِ الْعُلُومِ الْإِنْسَانِيَّةِ غَيْرِ الْمُكْتَسَبَةِ وَتَمْيِيزَ صِفَاتٍ يُمْكِنُ إِثْبَاتُهَا وَلَا يَقَعُ بِهَا خَلَلٌ مِنَ الصِّفَاتِ الَّتِي تُثِيرُهَا الْأَوْهَامُ الْبَاطِلَةُ أَمْرًا دَقِيقًا لَا تُدْرِكُهُ أَذْهَانُ الْعَامَّةِ لَا جَرَمَ كَانَ هَذَا الْعِلْمُ تَوْقِيفِيًّا وَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُمْ فِي التَّكَلُّمِ بِكُلِّ مَا يَشْتَهُونَ وَاخْتَارَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى مِنْ آلَائِهِ وَآيَاتِ قُدْرَتِهِ جَلَّ وَعَلَا مَا تَسَاوَتْ فِي فَهْمِهِ الْحَضَرُ وَالْبَدْوُ وَالْعَرَبُ وَالْعَجَمُ وَلِهَذَا لَمْ يَذْكُرِ النِّعَمَ النَّفْسَانِيَّةَ الْمَخْصُوصَةَ بِالْأَوْلِيَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَلَمْ يُخْبِرْ بِالنِّعَمِ الْارْتِفَاقِيَّةِ الْمَخْصُوصَةِ بِالْمُلُوكِ وَإِنَّمَا ذَكَرَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى مَا يَنْبَغِي ذِكْرُهُ كَخَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرَضِيْنَ وَإِنْزَالِ الْمَاءِ مِنَ السَّحَابِ وَإِخْرَاجِهِ مِنَ الْأَرْضِ وَإِخْرَاجِ أَنْوَاعِ الثِّمَارِ وَالْحُبُوبِ وَالْأَزْهَارِ بِوَاسِطَةِ الْمَاءِ وَإِلْهَامِ الصِّنَاعَاتِ الضَّرُورِيَّةِ وَالْقُدْرَةِ عَلَى فِعْلِهَا۔

کچھ ایسی انسانی صفات بھی ہیں، جو صرف یہی نہیں، کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں ہیں، بلکہ اگر انہیں اللہ تعالیٰ سے منسوب کیا جائے تو انسان اوہام باطلہ اور غلط عقاید کا شکار ہو جائے مثلاً بچوں کا پیدا ہونا، رونا دھونا، اور حزن و بیقراری وغیرہ، لہذا ان صفات کے اللہ تعالیٰ کی طرف انتساب کو ممنوع قرار دیدیا گیا، البتہ ایسے صفات جن سے عقائد میں کسی قسم کا خلل نہیں پڑ سکتا، اور ایسے صفات جو غلط اوہام کا باعث ہو سکتے ہیں، دونوں کے درمیان امتیاز کا مسئلہ اتنا نازک اور دقیق ہے، کہ ذہن و عقل کا وہاں تک پہنچنا ناممکن ہے، یہ علم یقیناً توقیفی ہے، لہذا اس مسئلہ میں اپنی رائے اور مرضی سے گفتگو بھی ممنوع قرار دیدی گئی۔

اللہ تعالیٰ کی نشانیاں

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں اور اس کی نعمتوں میں سے بھی صرف انہیں چیزوں کو منتخب کیا گیا جنہیں شہری و دیہاتی، اور عربی و عجمی بھی یکساں طور سے سمجھ سکتے تھے، یہی وجہ ہے، کہ وہ روحانی نعمتیں جو صرف علماء اور اولیاء اللہ سے مخصوص ہیں، انکا تذکرہ نہیں کیا گیا یا وہ ارتفاقی نعمتیں جو شاہان اور سلاطین سے خاص ہیں انہیں بھی بیان نہیں کیا گیا، لہذا جو چیزیں بیان کرنے کے لئے منتخب کی گئی ہیں، ان میں زمین اور آسمان کی تخلیق، بادلوں سے پانی کا برسنا، اور ان کا نہر و دریا کی صورت میں زمین پر جاری ہونا، اور اس پانی سے طرح طرح کے پھل بیج اور پھولوں وغیرہ کا پیدا ہونا ہے، یا ضروری صنعتوں کی تعلیم، اور ان پر قدرت و طاقت عطا کرنے کا ذکر بھی اسی ذیل میں شامل ہے۔

و در مواضع بسیار تنبیه بر اختلاف احوال مردمان در وقت ہجوم مصائب و انکشاف آنہا تقریر کردہ آمد از امراض نفسانیہ کثیرۃ الوقوع ست، و از ایام اللہ یعنی وقائعی کہ آنرا احداث فرمودہ است از مثل انعام مطیعین و تعذیب عصاۃ آن را اختیار فرمودہ کہ بگوش ایشان رسیدہ باشد و اجمالاً ذکر آن شنیدہ باشد، مثل قصص قوم نوح و عاد و ثمود کہ عرب آن را ابًا عن جد تلقی نمودہ بودند، و مثل قصص حضرت ابراہیم و انبیائے بنی اسرائیل کہ بسبب یہود با اعراب در قرون بسیار مانوس بسماع ایشان شدہ بود، نہ قصص شاذہ غیر مانوسہ ایراد فرمودند اخبار مجازات فارس و ہنود را ذکر نمود و از قصص مشہورہ جامعی چند انتزاع فرمودہ کہ در تذکیر ایشان بکار آیدنہ سرد تمام قصص بجمیع خصوصیات آنکہ و حکمت در ینجا آنست کہ چون عوام قصہ نادرہ غایت ندرت شنوند یا پیش ایشان استقصا در ذکر خصوصیات قصص کردہ شود۔

وَقَدْ قُرِّرَ فِي مَوَاضِعَ كَثِيرَةٍ مِنَ التَّنْبِيهِ عَلَى اخْتِلَافِ أَحْوَالِ النَّاسِ عِنْدَ هُجُومِ الْمَصَائِبِ وَانْكِشَافِهَا مَا كَانَ كَثِيرُ الْوُقُوعِ مِنَ الْأَمْرَاضِ النَّفْسَانِيَّةِ وَاخْتَارَ مِنْ أَيَّامِ اللهِ يَعْنِي الْوَقَائِعَ الَّتِي أَحْدَثَهَا اللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى كَتَنْعِيمِ الْمُطِيعِينَ وَتَعْذِيبِ الْعُصَاةِ مَا قَرَعَ سَمْعَهُمْ ذِكْرُهَا إِجْمَالًا مِثْلَ قَصَصِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَتَلَقَّاهَا أَبًا عَنْ جَدٍّ، وَمِثْلَ قَصَصِ إِبْرَاهِيمَ وَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَإِنَّهَا كَانَتْ مَأْلُوفَةً لِأَسْمَاعِهِمْ لِمُخَالَطَةِ الْيَهُودِ الْعَرَبَ فِي قُرُونٍ كَثِيرَةٍ لَا الْقَصَصُ الشَّاذَّةُ غَيْرُ الْمَأْلُوفَةِ وَلَا أَخْبَارُ الْمُجَازَاةِ بَيْنَ فَارِسَ وَالْهُنُودِ، وَانْتَزَعَ مِنَ الْقَصَصِ الْمَشْهُورَةِ جُمَلًا تَنْفَعُ فِي تَذْكِيرِهِمْ، وَلَمْ يَسْرُدِ الْقَصَصَ بِتَمَامِهَا مَعَ خُصُوصِيَّاتِهَا. وَالْحِكْمَةُ فِي ذَلِكَ أَنَّ الْعَوَامَّ إِذَا سَمِعُوا الْقَصَصَ النَّادِرَةَ غَايَةَ النُّدْرَةِ أَوِ اسْتُقْصِيَ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ ذِكْرُ الْخُصُوصِيَّاتِ۔

اس طرح بہت سے مقامات پر انسان کی ایک مخصوص روحانی اور اخلاقی برائی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور تنبیہ کی گئی ہے، اور وہ روحانی برائی یہ ہے، کہ رنج و خوشی میں لوگوں کے اعمال و افعال میں ہمواری اور یکرنگی نہیں ہوتی جب ان پر مصیبتوں کا ہجوم ہوتا ہے تو ان کی حالت کچھ اور ہو جاتی ہے لیکن جب یہ مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں، تو وہ پھر بدل جاتے ہیں۔

تذکیر بایام اللہ اسی طرح ایام اللہ یعنی وہ واقعات، و حادثات جو فرمانبردار کے انعام اور نافرمان بندوں پر عذاب کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے رونما ہوئے تھے، ان میں سے بھی قرآن مجید میں بیان کرنے کے لئے صرف انہیں واقعات کو منتخب کیا گیا ہے جن سے لوگ گوش آشنا تھے اور جن کا ذکر اجمالی طور سے وہ پہلے بھی سُن چکے تھے، مثلاً قوم نوح، قوم عاد، اور قوم ثمود کے واقعات جنہیں وہ اپنے باپ دادا سے سنتے آئے تھے، یا حضرت ابراہیم اور انبیائے بنی اسرائیل کے قصے جن سے اہل عرب، یہودیوں کے ساتھ صدیوں کی ہمسائگی کی بدولت واقف تھے، چنانچہ قرآن مجید میں انہیں واقعات کا ذکر بار بار آیا ہے، ایسے واقعات جنہیں اہل عرب نے بہت کم سنا تھا، یا ایران اور ہندوستان کے تاریخی قصص جن سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا، ان کے ذکر سے پرہیز کیا گیا۔

قرآن کی داستاں نگاری جس طرح قرآن مجید میں کوئی نیا اور انوکھا واقعہ نہیں بیان کیا گیا اسی طرح مکمل قصہ اور قصہ کی تمام جزئیات بیان کرنے سے بھی گریز کیا گیا ہے بلکہ قصوں کے صرف انہیں پہلوؤں کو منتخب کیا گیا ہے جن کا بیان کرنا حصول مقصد کے لئے ضروری تھا، اس انداز سے واقعات کے بیان کرنے میں حکمت اور مصلحت یہ تھی، کہ عوام جب کوئی نیا اور عجیب و غریب قصہ سنتے ہیں، یا ان کے سامنے قصے کی تمام تفصیلات پیش کی جاتی ہیں،

بہ نفس آن قصص میل نمایند، واز تذکرہ غرض اصلی ہمان ست درمانند، واین سخن بداں ماند کہ عارفے گفتہ است کہ ازاں باز کہ قواعد تجوید امردماں یاد گرفتند از خشوع در تلاوت باز ماندند، وازاں باز کہ مفسران در وجوہ بعیدہ تفسیر سخن راندند علم تفسیر نادر کالعدم شد، پس ازاں قصص کہ مکرر در قرآن مے آید، قصۂ خلق آدم از ارض ست، وسجدہ کردن فرشتگان وسر باز زدن شیطان وملعون شدن او، وسعی کردن او ازاں بعد در اغوائے بنی آدم ست، وقصہ مخاصمہ حضرت نوح ؑ وہود ؑ وصالح ؑ ولوط ؑ وشعیب ؑ باقوام خودہا، در باب توحید، وامر معروف، ونہی منکر، وسر باز زدن آن اقوام وشبہات رکیکہ آوردن ایشاں، وجواب دادن حضرات انبیاء وعقوبت الٰہی آن اشقیاء را، وظہور نصرت او تعالیٰ بہ نسبت انبیاء وتابعان ایشاں، وقصص حضرت موسیٰ ؑ با فرعون وفرعونیان وباسفہاء بنی اسرائیل۔

يَمِيلُونَ إِلَى الْقَصَصِ نَفْسِهَا وَيَفُوتُهُمُ التَّذَكُّرُ الَّذِي هُوَ الْغَرَضُ الْأَصْلِيُّ مِنْهَا. وَنَظِيرُ هٰذَا الْكَلَامِ مَا قَالَهُ بَعْضُ الْعَارِفِينَ إِنَّ النَّاسَ لَمَّا حَفِظُوا قَوَاعِدَ التَّجْوِيدِ شُغِلُوا عَنِ الْخُشُوعِ فِي التِّلَاوَةِ وَلَمَّا سَاقَ الْمُفَسِّرُونَ الْوُجُوهَ الْبَعِيدَةَ فِي التَّفْسِيرِ صَارَ عِلْمُ التَّفْسِيرِ نَادِرًا كَالْمَعْدُومِ وَمِمَّا تَكَرَّرَ مِنَ الْقَصَصِ قِصَّةُ خَلْقِ آدَمَ مِنَ الْأَرْضِ وَسُجُودِ الْمَلَائِكَةِ لَهُ وَامْتِنَاعِ الشَّيْطَانِ مِنْهُ وَكَوْنِهِ مَلْعُونًا وَسَعْيِهِ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي إِغْوَاءِ بَنِي آدَمَ وَقِصَّةُ مُخَاصَمَةِ نُوحٍ وَهُودٍ وَصَالِحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَلُوطٍ وَشُعَيْبٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَأَقْوَامِهِمْ فِي بَابِ التَّوْحِيدِ وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَامْتِنَاعِ الْأَقْوَامِ مِنَ الْاِمْتِثَالِ بِشُبُهَاتٍ رَكِيكَةٍ مَعَ ذِكْرِ جَوَابِ الْأَنْبِيَاءِ وَابْتِلَاءِ الْأَقْوَامِ بِالْعُقُوبَةِ الْإِلٰهِيَّةِ وَظُهُورِ نُصْرَتِهِ عَزَّ وَجَلَّ لِلْأَنْبِيَاءِ وَتَابِعِيهِمْ وَقِصَّةُ مُوسٰى مَعَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ وَمَعَ سُفَهَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ۔

تو وہ قصہ کی دلچسپیوں میں کھو جاتے ہیں، اور ان قصوں کے بیان کرنے کی اصل غرض فوت ہو جاتی ہے

ایک مشہور عارف نے کہا ہے، کہ جب سے لوگوں نے علم تجوید سیکھا ہے، تلاوت قرآن میں خضوع وخشوع ختم ہو گیا ہے اور جب سے قرآن کے مفسرین نے قرآن کی تفسیر میں باریک نکات، اور بعید ترین امکانات کا تذکرہ شروع کیا ہے علم تفسیر تقریباً ختم ہو گیا ہے، یہی حقیقت قرآن مجید میں بھی واقعات کے نقل کے سلسلہ میں سامنے رکھی گئی ہے۔ کیونکہ جب لوگ قصہ کی دلچسپیوں سے لطف اندوز ہونے لگتے ہیں تو اس کی اصل غایت نظر انداز ہو جاتی ہے۔ مندرجہ ذیل واقعات اور قصص ایسے ہیں جنہیں قرآن مجید میں متعدد بار اور مختلف طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام کی زمین سے پیدائش کا قصہ فرشتوں کے سجدے اور شیطان کے متکبرانہ انکار اور اس کے ملعون قرار دیئے جانے کا واقعہ، اس کے بعد بنی آدم کی گمراہی کے سلسلہ میں شیطان کی کوششوں کے واقعات، یہ ایک سلسلہ کی داستانیں ہیں۔

۲۔ حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح حضرت لوط اور حضرت شعیب کے توحید باری تعالیٰ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق اپنی اپنی قوموں سے مناظرہ اور مخاصمہ کے واقعات، ان قوموں کے طرح طرح کے رکیک شبہات پیدا کرنے اور ان کی نافرمانی کے واقعات، انبیاء علیہم السلام کی جانب سے ان کے شبہات کا جواب دینے کی حکایتیں، ان بدبختوں پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے عذاب نازل ہونے کی داستانیں، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء علیہم السلام اور ان کے فرمانبرداروں کے لئے نصرت وحمایت کے ظہور کے قصے، یہ سب ایک سلسلہ کے قصے ہیں۔

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون اور فرعون کے ساتھیوں کے درمیان پیش آنے والے واقعات حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل

ومکابرہ این جماعت با حضرت ایشاں، وقیام خدائے تعالیٰ بعقوبت آں اشقیاء وظہور نصرت او مرۃ بعد مرۃ بہ نسبت جناب اعلیٰ وقصہ خلافت داؤد وسلیمان وآیات وکرامات ایشاں، ومحنت ایوب، ویونس وظہور رحمت الٰہی بر ایشاں واستجابت دعائے زکریا، وقصص عجیبہ حضرت عیسیٰ و تولد ایشاں بے پدر وتکلم ایشاں در مہد، وظہور خوارق عادات از ایشاں پس ایں قصص باطوار مختلفہ اجمالاً وتفصیلاً بحسب مقتضائے اسلوب سور مذکور شد، وازاں قصص کہ دریک جا یا دو جا فقط مذکور شد، رفع حضرت ادریس است و مناظرہ حضرت ابراہیم با نمرود، ورویت احیاء طیر، و ذبح فرزند، وقصہ حضرت یوسف، وقصۂ تولد حضرت موسیٰ والقائے ایشاں در یم، وقتل ایشاں قبطی را وگریختن بمدین وتزوج آنجا ودیدن نار بر شجرہ وسخن شنیدن ازاں وقصہ ذبح بقرہ وقصہ ملاقات حضرت موسیٰ با خضر وقصہ طالوت وجالوت۔

وَمُكَابَرَةُ هٰذِهِ الْجَمَاعَةِ حَضْرَتَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقِيَامُ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى بِعُقُوْبَةِ الْاَشْقِيَاءِ وَظُهُوْرُ نُصْرَةِ نَبِيِّهٖ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ وَقِصَّةُ خِلَافَةِ دَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ وَاٰيَاتُهُمَا وَكَرَامَاتُهُمَا وَمِحْنَةُ اَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَظُهُوْرُ رَحْمَةِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ لَهُمَا وَاسْتِجَابَةُ دُعَاءِ زَكَرِيَّا وَقِصَصُ سَيِّدِنَا عِيْسٰى الْعَجِيْبَةُ مِنْ تَوَلُّدِهٖ بِلَا اَبٍ وَتَكَلُّمِهٖ فِي الْمَهْدِ وَظُهُوْرِ الْخَوَارِقِ مِنْهُ فَذُكِرَتْ هٰذِهِ الْقِصَصُ بِاَطْوَارٍ مُخْتَلِفَةٍ اِجْمَالًا وَتَفْصِيْلًا بِحَسْبِ مَا تَقْتَضِيْهِ اُسْلُوْبُ السُّوَرِ، وَمِنَ الْقِصَصِ الَّتِيْ ذُكِرَتْ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ فَقَطْ رَفْعُ سَيِّدِنَا اِدْرِيْسَ وَمُنَاظَرَةُ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ لِنُمْرُوْدَ وَرُؤْيَتُهٗ اِحْيَاءَ الطَّيْرِ وَذَبْحُ وَلَدِهٖ وَقِصَّةُ سَيِّدِنَا يُوْسُفَ وَقِصَّةُ وِلَادَةِ سَيِّدِنَا مُوْسٰى وَاِلْقَائِهٖ فِي الْيَمِّ وَقَتْلِهِ الْقِبْطِيَّ وَخُرُوْجِهٖ اِلٰى مَدْيَنَ وَتَزَوُّجِهٖ هُنَاكَ وَرُؤْيَتِهِ النَّارَ عَلَى الشَّجَرَةِ وَسَمَاعِ الْكَلَامِ مِنْهَا وَقِصَّةُ ذَبْحِ الْبَقَرَةِ وَقِصَّةُ الْتِقَاءِ مُوْسٰى وَالْخَضِرِ وَقِصَّةُ طَالُوْتَ وَجَالُوْتَ۔

کے درمیان معاملات، اس قوم کی حضرت موسیٰ کے ساتھ زیادتیاں اور زبردستیاں، اللہ تعالیٰ کا ان بدبختوں پر عذاب نازل کرنے کے لئے آمادہ ہونا، اور حضرت موسیٰ کی متعدد بار اور مختلف اوقات میں نصرت وحمایت کرنا، یہ سب ایک سلسلہ کے واقعات ہیں،

۴۔ حضرت داؤد اور جناب سلیمان علیہما السلام کے قصے، ان کی بزرگیوں اور نشانیوں کے تذکرے، حضرت ایوب اور حضرت یونس کی مصیبتیں اور پھر ان کے اوپر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ظہور، جناب زکریا کی دعا، کا بارگاہ خداوندی میں مقبول ہونا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا عجیب وغریب واقعہ، ان کا بغیر باپ کے پیدا ہونا، ان کا گہوارے ہی میں گفتگو کرنا، اور ان سے مختلف قسم کے معجزات کا ظہور میں آنا، وغیرہ، یہ تمام قصے ایسے ہیں جنہیں حسب حال کبھی اجمالی طور سے کبھی مفصل طریقہ سے مختلف مقامات پر مختلف انداز سے بیان کیا گیا ہے۔

مندرجہ ذیل قصے ایسے ہیں جنہیں قرآن مجید میں صرف دو ایک بار بیان کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

۱۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا واقعہ

۲۔ حضرت ابراہیم کا نمرود کے ساتھ مناظرہ، ذبح کئے جانے کے بعد طائروں کے دوبارہ زندہ ہونے کا منظر، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح ہونے کا واقعہ۔

۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ۔

۴۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت، ان کا دریائے نیل میں ڈالا جانا، ان کا ایک قبطی کو قتل کر ڈالنا، مدین کی طرف سفر، مدین میں شادی، درخت پر آگ کی روشنی دیکھنا، اس روشنی سے باتیں سننا، گائے کے ذبح کا قصہ، موسیٰ اور خضر کی ملاقات، طالوت وجالوت کا قصہ،

وقصہ بلقیس وقصہ ذو القرنین، وقصہ اصحاب کہف وقصہ
دو مرد کہ محاورہ کردند با یک دیگر، وقصہ اصحاب جنت،
وقصہ رسل ثلاثہ حضرت عیسیٰ ایشان را کفار شہید ساختند
وقصہ اصحاب الفیل، پس مقصود ازیں قصص نہ معرفت
نفس آنہاست، بلکہ مقصود انتقال ذہن سامع است
بوخامت شرک ومعاصی وعقوبت خدائے تعالیٰ برآنہا
ومطمئن شدن بنصرت خدائے تعالیٰ وظہور عنایت او
درباب مخلصین واز ذکر موت، وما بعد آں کیفیت موت انسان
وبیچارگی او دراں ساعت، وعرض جنت ونار بعد از موت
ظہور ملائکہ عذاب بیان فرمود، واشراط قیامت از نزول حضرت
عیسیٰ ؑ وخروج دجال، ویاجوج وماجوج ونفخہ صعق ونفخہ
قیام وحشر ونشر وسوال وجواب ومیزان ویافتن نامہائے
اعمال بہ یمین وشمال ودر آمدن مؤمنین بہ بہشت، ودر آمدن
کفار بدوزخ۔

وَقِصَّةُ بِلْقِيسَ وَقِصَّةُ ذِي الْقَرْنَيْنِ وَقِصَّةُ أَصْحَابِ الْكَهْفِ
وَقِصَّةُ رَجُلَيْنِ تَحَاوَرَا فِيمَا بَيْنَهُمَا وَقِصَّةُ أَصْحَابِ الْجَنَّةِ وَ
قِصَّةُ رُسُلِ عِيسَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ قَتَلَهُمُ الْكُفَّارُ
شَهِيدًا وَقِصَّةُ أَصْحَابِ الْفِيلِ فَلَيْسَ الْمَقْصُودُ مِنْ هٰذِهِ
الْقِصَصِ مَعْرِفَتَهَا بِأَنْفُسِهَا بَلِ الْمَقْصُودُ انْتِقَالُ ذِهْنِ السَّامِعِ
إِلَى وَخَامَةِ الشِّرْكِ وَالْمَعَاصِي وَعُقُوبَةِ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهَا وَ
اطْمِئْنَانُ الْمُخْلِصِينَ بِنُصْرَةِ اللهِ تَعَالَى وَظُهُورِ عِنَايَتِهِ عَزَّ
وَجَلَّ بِهِمْ وَقَدْ ذَكَرَ جَلَّ شَانُهُ مِنَ الْمَوْتِ وَمَا بَعْدَهُ كَيْفِيَّةَ
مَوْتِ الْإِنْسَانِ وَعَجْزَهُ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ وَعَرْضَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ
عَلَيْهِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَظُهُورَ مَلَائِكَةِ الْعَذَابِ وَقَدْ ذَكَرَ أَشْرَاطَ
السَّاعَةِ مِنْ نُزُولِ عِيسَى وَخُرُوجِ الدَّجَّالِ وَخُرُوجِ دَابَّةِ الْأَرْضِ
وَخُرُوجِ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ وَنَفْخَةِ الصَّعْقِ وَنَفْخَةِ الْقِيَامِ وَالْحَشْرِ وَ
النَّشْرِ وَالسُّؤَالِ وَالْجَوَابِ وَالْمِيزَانِ وَأَخْذِ صُحُفِ الْأَعْمَالِ بِالْيَمِينِ
وَالشِّمَالِ وَدُخُولِ الْمُؤْمِنِينَ الْجَنَّةَ وَدُخُولِ الْكُفَّارِ النَّارَ۔

۵۔ قصہ جناب بلقیس، قصہ ذو القرنین، قصہ اصحاب کہف، دو ایسے آدمیوں کا قصہ جو ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھے، اصحاب جنت کا قصہ حضرت عیسیٰ کے ان تین قاصدوں کا قصہ جنہیں کفار نے شہید کر ڈالا تھا، اور اصحاب فیل کا قصہ، یہ سب واقعات ایسے ہیں جنہیں ایک یا زیادہ سے زیادہ دو بار سے زیادہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

مقصد حکایت

ان قصص وحکایات کے بیان کا مقصد قصہ گوئی یا لوگوں کو اصل قصہ سے آگاہ کرنا نہیں ہے، بلکہ ان قصوں کے ذکر کا اصل مقصد یہ ہے، کہ لوگوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی جائے، کہ شرک اور نافرمانی کا کتنا دردناک انجام ہوتا ہے، اور ان باتوں پر کس طرح عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے، اور انہیں اس کا اطمینان ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص اور اطاعت گذار بندوں کی ہمیشہ نصرت اور حمایت کرتا ہے۔

علم تذکیر بموت

قرآن مجید اس باب میں موت اور موت کے بعد کے حالات و واقعات کا ذکر کیا گیا ہے، اور یہ بتایا گیا ہے، کہ موت کے وقت انسان کی بے بسی اور بے چارگی کا کیا عالم ہوتا ہے موت کے بعد کس طرح جنت یا جہنم سے سابقہ ہوتا ہے، اور عذاب کے فرشتے کس طرح تشریف لاتے ہیں، اس کے علاوہ قیامت کی علامات، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول اور دجال اور یاجوج وماجوج کے خروج کے واقعات بیان کئے گئے ہیں، اسی سلسلہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے، کہ کس طرح قیامت کا صور پھونکا جائے گا، حشر ونشر کی کیفیت کیا ہوگی، کس طرح سے سوال وجواب ہوگا، میزان عدل کس طرح قائم کی جائے گی، نامہ اعمال کس طرح دائیں اور بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے، پھر مومنین کے جنت میں جانے اور کافروں کے جہنم میں بھیجے جانے کا ذکر کیا گیا ہے۔

واختصام اہل نار تابعان و تبوعان با یک دیگر و منکر یک دیگر شدن و یک دیگر را لعن کردن و اختصاص اہل ایمان برویت خدائے تعالیٰ و تعداد و انواع تعذیب از سلاسل و اغلال و حمیم و غساق و زقوم و انواع تنعیم از حور و قصور و انہار و مطاعم ہنیہ و ملابس ناعمہ و زنان جمیلہ و صحبتہائے دلکشائے اہل جنت با یکدیگر پس ازین قصص را در سور مختلفہ باجمال و تفصیل بحسب اقتضائے اسلوب آن سور متفرق گردانیدہ شد

وکلیہ در مباحث احکام آن ست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ملت حنیفیہ مبعوث شدند پس لازم آمد کہ شرائع آن ملت را باقی گذارند و ہیچ تغیرے باُمہات آں مسائل راہ نیابد مگر تخصیص عموم و زیادت توقیتات و تحدیدات و مانند آں و خدائے تعالیٰ خواست، کہ بدست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرب را پاک کند، و بدست عرب سائر اقالیم را پس لازم آمد کہ مادہ شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برسوم و

وَاخْتِصَامِ أَهْلِ النَّارِ مِنَ التَّابِعِينَ وَالْمَتْبُوعِينَ فِيمَا بَيْنَهُمْ وَإِنْكَارِ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ وَلَعْنِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا وَاخْتِصَاصِ أَهْلِ الْإِيمَانِ بِرُؤْيَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَتَلَوُّنِ أَنْوَاعِ التَّعْذِيبِ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْأَغْلَالِ وَالْحَمِيمِ وَالْغَسَّاقِ وَالزَّقُّومِ وَأَنْوَاعِ التَّنَعُّمِ مِنَ الْحُورِ وَالْقُصُورِ وَالْأَنْهَارِ وَالْمَطَاعِمِ الرَّفِيعَةِ وَالْمَلَابِسِ النَّاعِمَةِ وَالنِّسَاءِ الْجَمِيلَةِ وَصُحْبَةِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا بَيْنَهُمْ صُحْبَةً طَيِّبَةً مُفْرِحَةً لِلْقُلُوبِ تَفَرَّقَتْ هٰذِهِ الْقِصَصُ فِي سُوَرٍ مُخْتَلِفَةٍ بِإِجْمَالٍ وَتَفْصِيلٍ بِحَسَبِ اقْتِضَاءِ أُسْلُوبِهَا وَالْكُلِّيَّةُ فِي مَبَاحِثِ الْأَحْكَامِ أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثَ بِالْمِلَّةِ الْحَنِيفِيَّةِ فَلَزِمَ بَقَاءُ شَرَائِعِ تِلْكَ الْمِلَّةِ وَعَدَمُ التَّغْيِيرِ فِي أُمَّهَاتِ تِلْكَ الْمَسَائِلِ سِوَى تَخْصِيصِ الْعُمُومِ وَزِيَادَةِ التَّوْقِيتَاتِ وَالتَّحْدِيدَاتِ وَنَحْوِهَا وَأَرَادَ اللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَنْ يُزَكِّيَ الْعَرَبَ بِحَضْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُزَكِّيَ سَائِرَ الْأَقَالِيمِ بِالْعَرَبِ فَلَزِمَ أَنْ تَكُونَ مَادَّةُ شَرِيعَتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رُسُومِ

اور یہ بتایا گیا ہے، کہ جہنم میں عام لوگوں اور ان کے پیشواؤں کے درمیان کس طرح جھگڑا ہوگا، اور وہ ایک دوسرے کو کس طرح ملزم قرار دیں گے، اور کس طرح ایک دوسرے کو برا بھلا کہیں گے، مومنین کو کس طرح اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا، اور کافروں پر کس انداز سے عذاب کیا جائیگا، اس کے ذیل میں عذاب کے آتشیں طوق و زنجیر اور عذاب کی مختلف صورتوں حمیم، غساق اور زقوم وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے جنت اور اس کی نعمتوں اور راحتوں کے سلسلہ میں حور و قصور، دودھ اور پانی کی نہروں، عمدہ اور لذیذ غذاؤں، نفیس اور خوشنما پوشاکوں اور حسین و خوش جمال عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے اور اہل جنت کی باہمی دلکش صحبتوں اور دلچسپ باتوں کی تصویر کشی کی گئی ہے، اور ان تمام قصوں کو مختلف سورتوں میں مختلف مقامات پر کہیں مسلسل اور کہیں منتشر طریقے سے بیان کیا گیا ہے، اور سورتوں کے مزاج اور ساخت کے اعتبار سے کہیں اجمال اور کہیں تفصیل سے کام لیا گیا ہے، اور ہر مقام پر ایک نیا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

احکام کے مباحث کے بنیادی نکات

احکام کی بحث کا سب سے پہلا نکتہ یہ ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملت ابراہیمی میں مبعوث ہوئے تھے، لہٰذا یہ ضروری تھا، کہ آپ حضرت ابراہیم کی شریعت اور اس کے احکام کو باقی رکھیں، البتہ یہ ممکن تھا، کہ تعمیم کی جگہ تخصیص کردی جائے یا احکام اور حدود میں کچھ اضافہ کردیا جائے۔

دوسرا نکتہ یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ تھی، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اہل عرب کو پاک کرے، اور پھر اہل عرب کے ذریعہ دوسرے تمام ممالک کی اصلاح کرے لہٰذا یہ ضروری تھا، کہ شریعت اسلامیہ کے احکام کی بنیاد عربوں ہی کے رسوم اور عادات پر رکھی جائے۔

چون جمیع شرائع ملت حنیفیہ ورسوم وعادات عرب را ملاحظہ کنی، وتشریع آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ بمنزلہ اصلاح وتسویہ آن ست، تامل نمائے ہر حکمے را سببے دانستہ باشی، وہر امر ونہی را مصلحتے فہم کردہ باشی، وتفصیل این سخن دراز است، بالجملہ در عبادات از طہارت وصلوٰۃ وصوم وزکوٰۃ وحج وذکر فتورے عظیم راہ یافتہ بود، از جہت تساہل در اقامت آن واختلاف مردم دراں بسبب عدم معرفت بودن اکثر آن ودخول تحریفات اہل جاہلیت دراں قرآن عظیم آں ہمہ بے نسقی ہا برانداخت وہموارہ ومسوی نمود وتدبیر منزل رسوم ضارہ وتعدیہا وسرکشیہا بسیار راہ یافتہ بود واحکام سیاست مدنیہ نیز مہمل شدہ بود قرآن عظیم ضبط اصول آں وتحدید وتوقیت آں فرمود، ازیں باب انواع کبائر وبسیارے از صغائر مذکور شد۔

وَإِذَا نَظَرْتَ إِلَى مَجْمُوعِ شَرَائِعِ الْمِلَّةِ الْحَنِيْفِيَّةِ وَلَاحَظْتَ رُسُوْمَ الْعَرَبِ وَعَادَاتِهِمْ وَتَأَمَّلْتَ تَشْرِيْعَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي بِمَنْزِلَةِ الْإِصْلَاحِ وَالتَّسْوِيَةِ تَحَقَّقْتَ لِكُلِّ حُكْمٍ سَبَبًا وَعَلِمْتَ لِكُلِّ أَمْرٍ وَنَهْيٍ مَصْلَحَةً وَتَفْصِيْلُ الْكَلَامِ طَوِيْلٌ وَبِالْجُمْلَةِ فَقَدْ وَقَعَ فِي الْعِبَادَاتِ مِنَ الطَّهَارَةِ وَالصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَالذِّكْرِ فُتُوْرٌ عَظِيْمٌ مِنَ التَّسَاهُلِ فِي إِقَامَتِهَا وَاخْتِلَافِ النَّاسِ فِيْهَا بِسَبَبِ عَدَمِ الْمَعْرِفَةِ فِي أَكْثَرِهَا وَدُخُوْلِ تَحْرِيْفَاتِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ فِيْهَا فَأَسْقَطَ الْقُرْآنُ عَدَمَ التَّسْوِيَةِ مِنْهَا وَسَوَّاهَا حَتّٰى اسْتَقَامَ أَمْرُهَا وَأَمَّا تَدْبِيْرُ الْمَنْزِلِ فَقَدْ كَانَ وَقَعَ فِيْهِ رُسُوْمٌ ضَارَّةٌ وَأَنْوَاعُ تَعَدٍّ وَعُتُوٍّ وَكَذٰلِكَ أَحْكَامُ السِّيَاسَةِ الْمَدَنِيَّةِ كَانَتْ مُخْتَلِفَةً فَضَبَطَ الْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ أُصُوْلَهَا وَحُدُوْدَهَا وَوَقَّتَهَا وَذَكَرَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ أَنْوَاعَ الْكَبَائِرِ وَكَثِيْرًا مِنَ الصَّغَائِرِ۔

چنانچہ اگر دین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے احکام، اور اہل عرب کے رسوم وعادات کو پیش نظر رکھا جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے احکام کا بغور مطالعہ کیا جائے، جن کی حیثیت اہل عرب کے رسوم وعادات اور دین ابراہیم علیہ السلام کے احکام کی اصلاح اور تعدیل کی ہے، تو ہر حکم کا ایک واضح سبب اور ہر امر ونہی میں ایک نمایاں حکمت موجود ملے گی۔

اس نکتہ کی وضاحت بہت تفصیل طلب ہے، مختصر طریقہ سے یوں سمجھا جا سکتا ہے، کہ ملت ابراہیم ؑ کے جن احکام عبادت، طہارت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کے مسائل میں حد درجہ کے نقائص پیدا ہو گئے تھے، اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ لوگ ان احکام پر عمل کے سلسلہ میں بڑی لاپروائی برتتے تھے، دوسری وجہ یہ تھی، کہ صحیح علم ومعرفت کے فقدان کی وجہ سے ان احکام کے متعلق عربوں میں بڑے اختلافات پیدا ہو گئے تھے، اور بہت سی جاہلیت کی تحریفات بھی ان میں شامل ہو گئی تھیں۔

قرآن کی راہ نمائی

قرآن مجید نے اس طرح کی تمام بے راہ رویوں کو ختم کر کے احکام میں ہمواری اور اعتدال پیدا کر دیا، اسی طرح نظام خانہ داری میں بھی بہت سی نقصان دہ رسمیں، اور بہت سی سرکشی اور نافرمانی کی عادتیں شامل ہو گئی تھیں، شہری نظم ونسق کے احکام اور قوانین میں بھی بڑی خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں، قرآن مجید نے ان اصول کو نئے سرے سے منضبط کیا اور احکام وحدود کی از سر نو تعیین کی، اور اسی سلسلہ میں مختلف قسم کے گناہ کبیرہ اور بہت سے گناہ صغیرہ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

ومسائل صلوٰۃ بطریق اجمال مذکور کرده شد، و بلفظ اقامت صلوٰۃ گفته آمد، که آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اذان بنائے مساجد، وجماعت واوقات ہمہ تفصیل آں کردند ومسائل زکوٰۃ نیز باختصار فرموده شد، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تفصیل آں فرمودند، وصوم در سوره بقره وحج نیز ذکر کرده شد، وجہاد در سوره بقره و انفال وجاہائے متفرق، وحدود در مائده ونور، ومیراث در نساء، ونکاح وطلاق در سوره بقره ونساء وطلاق وغیره، آں چوں ازیں قسم که فائده آں عام است، جمیع امت را گذشتی، قسمے دیگر است، که سوال را پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آورده باشند، جواب فرمود یا در حادثہ اہل ایمان بذل نفس واموال نمودند ومنافقان خویشتن آرائے وامساک ورزیدند، پس خدائے تعالےٰ مدح مؤمنان ونکوہش وتہدید منافقان فرمود یا حادثہ واقع شد از قبیل تقریر اعداء وکف ضرر ایشاں۔

وَذُكِرَ مَسَائِلُ الصَّلٰوةِ بِطَرِيْقِ الْإِجْمَالِ وَذُكِرَ فِيْهَا لَفْظُ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ فَفَصَّلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَذَانَ وَبِنَاءَ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَةَ وَالْأَوْقَاتَ وَذُكِرَ مَسَائِلُ الزَّكٰوةِ اَيْضًا بِالْاِخْتِصَارِ فَفَصَّلَهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَفْصِيْلًا وَذُكِرَ الصَّوْمُ فِيْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَالْحَجُّ فِيْهَا وَفِيْ سُوْرَةِ الْحَجِّ وَالْجِهَادُ فِيْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَالْاَنْفَالِ وَفِيْ مَوَاضِعَ مُتَفَرِّقَةٍ وَالْحُدُوْدُ فِي الْمَائِدَةِ وَالنُّوْرِ وَالْمِيْرَاثُ فِيْ سُوْرَةِ النِّسَاءِ وَالنِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ فِيْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَالنِّسَاءِ وَالطَّلَاقِ وَغَيْرِهَا وَاِذَا عَرَفْتَ الْقِسْمَ الَّذِيْ تَعُمُّ فَائِدَتُهُ جَمِيْعَ الْاُمَّةِ فَهُنَالِكَ قِسْمٌ اٰخَرُ وَذٰلِكَ مِثْلُ اَنَّهُ كَانَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُؤَالٌ فَيُجِيْبُ اَوْ بَذَلَ الْاَنْفُسَ وَالْاَمْوَالَ مِنْ اَهْلِ الْاِيْمَانِ فِيْ حَادِثَةٍ وَاِمْسَاكُ الْمُنَافِقِيْنَ وَاتِّبَاعُهُمُ الْهَوٰى فَمَدَحَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذَمَّ الْمُنَافِقِيْنَ مَعَ تَهْدِيْدِهِمْ اَوْ وَقَعَتْ حَادِثَةٌ مِنْ قَبِيْلِ نُصْرَةٍ عَلَى الْاَعْدَاءِ وَكَفِّ ضَرَرِهِمْ۔

دوسرے مسائل قرآن میں نماز کے مسائل کا بھی اجمالی تذکرہ کیا گیا ہے نماز کے لئے قرآن میں "اقامت صلوٰۃ" کا حکم دیا گیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اجمالی حکم کی روشنی میں مساجد کی تعمیر، نماز با جماعت اور اوقات نماز وغیرہ کے احکام مرتب کئے، اسی طرح زکوٰۃ کے مسائل کا ذکر بھی مختصر طریقہ سے کیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفصیلات مقرر کی ہیں، اسی طرح قرآن کی مختلف سورتوں میں مختلف امور کے لئے الگ الگ احکام آئے ہیں، مثلاً سورہ بقرہ میں روزے اور حج کا حکم آیا ہے، جہاد کا حکم سورہ بقرہ، سورہ انفال، اس کے علاوہ بعض دوسرے مقامات پر بھی ذکر کیا گیا ہے، حدود کا ذکر سورہ مائدہ اور سورہ نور میں ہے میراث کا ذکر سورہ نساء میں ہے نکاح اور طلاق کا ذکر سورہ بقرہ، سورہ نساء اور سورہ طلاق وغیرہ میں ہے۔

یہ اس طرح کے مسائل اور احکام ہیں جن کا فائدہ عام ہے اور ان کا تعلق تمام امت سے ہے، ان سے آگے بڑھا جائے، تو پھر ان سوالات کے جوابات ہیں جو مختلف اوقات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کئے گئے تھے، یا پھر ایسے واقعات ہیں جن سے مومنین کے ایثار، ان کی جانی ومالی قربانی، اور منافقین کی خود بینی اور بخل وغیرہ کا پتہ چلتا ہے، انہیں واقعات کے سلسلہ میں اللہ تعالےٰ نے مومنین کی مدح، اور منافقین کی مذمت بھی فرمائی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اس طرح کے واقعات بھی پیش آئے ہیں، جب اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا ہے۔

خدائے تعالیٰ منت بر مسلمانان نہاد، وآں نعمتہا را یاد ایشاں داد حالتے پیش آمد کہ درانجا تنبیہے و زجرے یا تعریضے، و ایمائے یا امرے و نہیے درکار می شود، خدائے تعالیٰ درآں باب نازل ساخت، آنچہ ازیں قبیل ست لابد ذکر آں قصص بطریق اجمال مفسر را می باید کرد تعریضات بقصہ بدر در انفال و احد در آل عمران و خندق در احزاب و حدیبیہ در فتح و بنی نضیر در حشر کردہ شدہ است، و حث بر فتح مکہ و غزوہ تبوک در براۃ، و اشارات بہ حجۃ الوداع در مائدہ، و اشارہ بقصہ نکاح زینب در احزاب و تحریم سریہ در سورہ تحریم و قصہ افک در سورہ نور، و استماع جن تلاوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را در سورہ جن و احقاف، و قصہ مسجد ضرار در سورہ براۃ، و قصہ اسرا در اول بنی اسرائیل کردہ آمد و ایں قسم نیز بحقیقت از باب تذکیر بایام اللہ است، لیکن چوں حل تعریضات او موقوف بر سماع قصہ است از سائر اقسام او ممتاز کردہ شدہ

فَمَنَّ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَذَکَّرَھُمْ تِلْکَ النِّعَمَ اَوْ عَرَضَتْ حَالَۃٌ تَحْتَاجُ اِلیٰ تَنْبِیْہٍ وَزَجْرٍ اَوْ تَعْرِیْضٍ اَوْ اِیْمَاءٍ اَوْ اَمْرٍ اَوْ نَہْیٍ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ فِیْ ذٰلِکَ الْبَابِ فَمَا کَانَ مِنْ ھٰذَا الْقَبِیْلِ فَلَابُدَّ لِلْمُفَسِّرِیْنَ مِنْ ذِکْرِ تِلْکَ الْقِصَصِ بِطَرِیْقِ الْاِجْمَالِ وَقَدْ جَاءَتْ تَعْرِیْضَاتٌ بِقِصَّۃِ بَدْرٍ فِی الْاَنْفَالِ، وَبِقِصَّۃِ اُحُدٍ فِیْ اٰلِ عِمْرَانَ وَبِالْخَنْدَقِ فِی الْاَحْزَابِ وَ بِالْحُدَیْبِیَۃِ فِی الْفَتْحِ وَبِبَنِی النَّضِیْرِ فِی الْحَشْرِ وَجَاءَ الْحَثُّ عَلیٰ فَتْحِ مَکَّۃَ وَغَزْوَۃِ تَبُوْکَ فِیْ بَرَاءَۃَ وَالْاِشَارَۃُ اِلیٰ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ فِی الْمَائِدَۃِ وَالْاِشَارَۃُ اِلیٰ قِصَّۃِ نِکَاحِ زَیْنَبَ فِی الْاَحْزَابِ وَتَحْرِیْمِ السُّرِّیَّۃِ فِیْ سُوْرَۃِ التَّحْرِیْمِ وَقِصَّۃُ الْاِفْکِ فِیْ سُوْرَۃِ النُّوْرِ وَاسْتِمَاعُ الْجِنِّ تِلَاوَتَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سُوْرَۃِ الْجِنِّ وَ الْاَحْقَافِ وَمَسْجِدُ الضِّرَارِ فِیْ بَرَاءَۃَ وَاُشِیْرَ اِلیٰ قِصَّۃِ الْاِسْرَاءِ فِیْ اَوَّلِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَھٰذَا الْقِسْمُ اَیْضًا فِی الْحَقِیْقَۃِ مِنْ بَابِ التَّذْکِیْرِ بِاَیَّامِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ لَمَّا تَوَقَّفَ حَلُّ التَّعْرِیْضَاتِ فِیْہِ عَلیٰ سَمَاعِ الْقِصَّۃِ مُیِّزَ مِنْ سَائِرِ الْاَقْسَامِ۔

اللہ تعالیٰ نے ان مواقع کا ذکر کرتے ہوئے اپنی نعمتوں اور مسلمانوں پر اپنے احسان کا بھی اظہار کیا ہے، اس طرح کے حالات بھی پیش آئے ہیں، جب مسلمانوں کو زجر و تنبیہ کی گئی ہے، یا تعریضًا اور اشارتًا کچھ کہا گیا ہے، یا کہیں پر امر یا نہی کی ضرورت لاحق ہوئی ہے، اور اس سلسلہ میں آیات نازل ہوئی ہیں۔ مفسر کا فرض ہے، کہ اس طرح کے موقعوں پر متعلقہ واقعات کو بھی اجمالی طور سے بیان کرے۔

قرآن اور غزوات النبی ﷺ عہد نبوی کے خاص خاص غزوات کے متعلق بھی قرآن مجید میں اشارات آئے ہیں چنانچہ غزوہ بدر کے متعلق اشارات سورہ انفال میں، غزوہ احد کا ذکر سورہ آل عمران میں، غزوہ خندق کا ذکر سورہ احزاب میں، صلح حدیبیہ کا ذکر سورہ فتح اور غزوہ بنی نضیر کا ذکر سورہ حشر میں کیا گیا ہے فتح مکہ اور غزوہ تبوک کا ذکر سورہ براۃ میں، اور حجۃ الوداع کے متعلق اشارات سورہ مائدہ میں ہیں، زینب رضؓ کے نکاح کے قصہ کی طرف اشارات سورہ احزاب اور سورہ تحریم میں ہیں قصہ افک کا تذکرہ سورہ نور میں ہے جنوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت سننے کا حال سورہ جن اور احقاف میں ہے مسجد ضرار کا ذکر سورہ براۃ میں اور معراج کا واقعہ سورہ بنی اسرائیل میں بیان کیا گیا ہے، یہ واقعات بھی حقیقۃً ایام اللہ میں شامل ہیں لیکن چونکہ انکے اشارات کا سمجھنا اصل قصہ کے علم پر موقوف ہے۔ لہذا ان کو ایک علیحدہ قسم کی حیثیت سے بیان کیا گیا ہے۔

مفسر کی ذمہ داری مفسر کی یہ ذمہ داری ہے، کہ اس طرح کی آیات کی تفسیر میں بقدر ضرورت متعلقہ واقعات کا تذکرہ ضرور کرے۔

باب دوم

دربیان وجوہ خفائے معانی نظمِ قرآن بہ نسبت اذہان اہل زمان وازالۂ آں باوضح بیان

باید دانست کہ قرآن بلغت عرب راست بغیر تفاوت نازل شد، وایشاں بسلیقہ کہ داشتند فہم معنی منطوق آن می کردند کما قال والکتاب المبین وقال قرانا عربیا لعلکم تعقلون وقال احکمت ایاتہ ثم فصلت، مرضی شارع عدم خوض بود در تاویل متشابہ قرآن وتصویر حقائق صفات الٰہیہ وتسمیہ مبہم واستقصائے قصص ومانند آں ولہذا باآں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کم سوال مے کردند وازیں باب اندک چیزے مرفوع شد اما چون آن طبقہ درگذشت وعجم مداخلت کردند وآن لغت اول متروک گشت، ودر بعض مواضع صعوبت فہم مراد حاصل شد واحتیاج بہ تفتیش لغت ونحو افتاد۔

اَلبَابُ الثَّانِیْ

فِیْ بَیَانِ وُجُوْہِ الْخَفَاءِ فِیْ مَعَانِیْ نَظْمِ الْقُرْاٰنِ بِالنِّسْبَۃِ اِلٰی اَذْہَانِ اَہْلِ الزَّمَانِ وَاِزَالَۃِ تِلْکَ الْخَفَاءِ بِاَوْضَحِ بَیَانٍ

لِیُعْلَمْ اَنَّ الْقُرْاٰنَ قَدْ نَزَلَ بِلُغَۃِ الْعَرَبِ سَوِیًّا بِغَیْرِ تَفَاوُتٍ وَہُمْ فَہِمُوْا مَعْنٰی مَنْطُوْقِہٖ بِقَرِیْحَۃٍ جُبِلُوْا عَلَیْہَا کَمَا قَالَ وَالْکِتَابِ الْمُبِیْنِ وَقَالَ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ وَقَالَ اُحْکِمَتْ اٰیَاتُہٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ وَکَانَ مِنْ مَرْضِیِّ الشَّارِعِ عَدَمُ الْخَوْضِ فِیْ تَاْوِیْلِ مُتَشَابِہِ الْقُرْاٰنِ وَتَصْوِیْرِ حَقَائِقِ الصِّفَاتِ الْاِلٰہِیَّۃِ وَتَسْمِیَۃِ الْمُبْہَمِ وَاسْتِقْصَاءِ الْقَصَصِ وَمَا اَشْبَہَ ذٰلِکَ وَلِہٰذَا مَا کَانُوْا یَسْاَلُوْنَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ شَیْءٍ مِّنْ ذٰلِکَ وَالَّذِیْ یُرْفَعُ اِلَیْہِ فِیْ ہٰذَا شَیْءٌ قَلِیْلٌ وَلٰکِنْ لَّمَّا مَضَتْ تِلْکَ الطَّبَقَۃُ وَدَاخَلَہُمُ الْعَجَمُ وَتُرِکَتْ تِلْکَ اللُّغَۃُ اسْتُصْعِبَ فَہْمُ الْمُرَادِ فِیْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ وَاُحْتِیْجَ اِلٰی تَفْتِیْشِ اللُّغَۃِ وَالنَّحْوِ۔

باب دوم

دورِ حاضر میں فہم قرآن میں دشواریوں کے اسباب اور اُن کا حل

یہ امر ملحوظ رکھنا چاہیئے، کہ قرآن مجید عربی زبان میں عین عربوں کے محاورے کے مطابق نازل ہوا ہے اور قرآن کی خود اپنی تصریح کے مطابق مسائل اور احکام کا ذکر بڑی صاف وسادہ اور آسان زبان میں کیا گیا ہے لہذا اہل عرب اپنے سلیقہ اور فطری مناسبت کی وجہ سے قرآن کے سب مطالب کو آسانی کے ساتھ سمجھ لیتے تھے، اور چونکہ شارع علیہ السلام کی مرضی یہ تھی کہ متشابہ آیات کی تاویل کی گہرائیوں میں جانے کی کوشش نہ کی جائے، صفات باری تعالیٰ کے باریک اور دقیق حقائق سے بحث نہ ہو اور مکمل قصوں کا مطالبہ نہ کیا جائے، لہذا ان مسائل کے بارے میں بہت کم سوالات کئے گئے، اور بہت کم چیزیں بیان کی گئیں لیکن جب یہ طبقہ گذر گیا اور اسلام میں عجمی عناصر کا اضافہ ہوا جن کی مادری زبان عربی نہیں تھی تو قدرتی طور پر اکثر مقامات پر قرآن کا صحیح مفہوم سمجھنے میں دشواریاں پیش آنے لگیں، اور اس کی ضرورت آن پڑی، کہ لغت اور قواعد کی چھان بین کی جائے۔

وسوال وجواب درمیان آمده، وکتب تفسیر تصنیف شد لازم آمد کہ اجمالاً مواضع صعوبت را یاد کنیم و امثلہ آں را بیان نمائیم تا عند الخوض بزیادت بیان حاجت نہ افتد، ومبالغہ در کشف آں مواضع اضطرار نہ شود پس عدم وصول بمراد لفظ گاہے بسبب استعمال لفظ غریب است، و علاج آن نقل معنے لفظ از صحابہ وتابعین وسائر اہل معانی وگاہے بسبب ندانستن منسوخ از ناسخ وگاہے بسبب یاد نہ داشتن اسباب نزول، وگاہے بسبب حذف مضاف یا موصوف یا غیر آں وگاہے بابدال چیزے بجائے چیزے یا ابدال حرفے بجائے حرفے. یا اسمے بجائے اسمی یا فعلے بجائے فعلے یا جمع بجائے مفرد وبالعکس

وَجَاءَ السُّؤَالُ وَالْجَوَابُ بَيْنَ ذٰلِكَ وَصُنِّفَتْ كُتُبُ التَّفْسِيْرِ فَلَزِمَ اَنْ نَذْكُرَ مَوَاضِعَ الصُّعُوْبَةِ اِجْمَالًا وَنُوْرِدَ اَمْثِلَةً فِيْهَا لِئَلَّا يُحْتَاجَ عِنْدَ الْخَوْضِ اِلٰى زِيَادَةِ بَيَانٍ وَيَقَعَ الْاِضْطِرَارُ اِلَى الْمُبَالَغَةِ فِى الْكَشْفِ عَنْ تِلْكَ الْمَوَاضِعِ فَنَقُوْلُ اِنَّ عَدَمَ الْوُصُوْلِ اِلٰى فَهْمِ الْمُرَادِ بِاللَّفْظِ يَكُوْنُ تَارَةً بِسَبَبِ اسْتِعْمَالِ لَفْظٍ غَرِيْبٍ وَعِلَاجُهٗ نَقْلُ مَعْنَى اللَّفْظِ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَسَائِرِ اَهْلِ الْمَعَانِىْ وَتَارَةً يَكُوْنُ ذٰلِكَ لِعَدَمِ تَمْيِيْزِ الْمَنْسُوْخِ مِنَ النَّاسِخِ وَتَارَةً يَكُوْنُ لِغَفْلَةٍ عَنْ سَبَبِ النُّزُوْلِ، وَتَارَةً يَكُوْنُ بِسَبَبِ حَذْفِ الْمُضَافِ اَوِ الْمَوْصُوْفِ اَوْ غَيْرِهِمَا وَتَارَةً لِاِبْدَالِ شَيْءٍ مَكَانَ شَيْءٍ اَوْ اِبْدَالِ حَرْفٍ بِحَرْفٍ اَوْ اِسْمٍ بِاِسْمٍ اَوْ فِعْلٍ بِفِعْلٍ اَوْ لِذِكْرِ الْجَمْعِ مَوْضِعَ الْمُفْرَدِ وَبِالْعَكْسِ ـ

چنانچہ اس بارے میں سوالات اور جوابات کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا، اور تفسیر کی کتابیں لکھی جانے لگیں، لہذا ضرورت اس کی ہے کہ قرآن کے ان مقامات کو بیان کیا جائے، جن کے سمجھنے میں دشواری ہوسکتی ہے، پھران کی مثالیں پیش کی جائیں، تاکہ جب اصل موضوع پر غور وفکر کا موقعہ آئے، تو طول کلام کی ضرورت نہ پڑے، اور ان مقامات کے سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔

دشواری کا بنیادی سبب

قرآن مجید کی آیت یا کسی مقام کا مفہوم سمجھنے میں دشواری اس وجہ سے ہوتی ہے، کہ اس مقام پر استعمال ہونے والا کوئی لفظ غریب اور نامانوس ہوتا ہے، اور چونکہ اس لفظ کا مفہوم واضح نہیں ہوتا، اس وجہ سے پوری آیت کا مطلب سمجھنا دشوار ہوجاتا ہے، اس دشواری کا علاج یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ صحابہ، تابعین اور گذشتہ علماء نے اس لفظ کے کیا معنی کئے ہیں، اس طرح اس کا صحیح مفہوم سمجھنا آسان ہوجائے گا۔

ایک دوسرا سبب

کبھی قرآن کا مطلب سمجھنے میں دشواری اس لئے بھی پیش آتی ہے، کہ یہی نہیں معلوم ہوتا، کہ کونسی آیت ناسخ ہے، اور کون سی منسوخ، لہذا جو مطالب سامنے ہوتے ہیں، ان میں تضاد نظر آتا ہے اور صحیح مطلب تک پہنچنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی، اسی طرح اسباب نزول پر نظر نہ ہونے کی وجہ سے بھی کسی آیت کا صحیح مفہوم اور اس کے حقیقی مخاطب کے متعین کرنے میں دشواری ہوجاتی ہے۔

بعض دوسرے اسباب

بعض اسباب ایسے ہیں، جن کا تعلق اصول وقواعد اور بیان وزبان کے علم سے ہے ان سے بے خبری بھی فہم قرآن کو دشوار بنادیتی ہے، چنانچہ بعض آیات ایسی ہیں جن میں مضاف یا موصوف محذوف ہوتا ہے، بعض آیات ایسی ہیں، جن میں بعض مصالح کے پیش نظر تھوڑی بہت تبدیلی عمل میں آئی ہوتی ہے، کہیں لفظ کو لفظ سے بدلا گیا ہوتا ہے، کبھی حرف کو حرف سے، کبھی فعل کی جگہ دوسرا فعل اور اسم کی جگہ دوسرا اسم استعمال کیا گیا ہوتا ہے، کبھی واحد کی جگہ جمع، اور جمع کی جگہ واحد کا استعمال ہوتا ہے۔

یا اسلوب غیبت بجائے خطاب، وگاہے بہ تقدیم حقہ التاخیر وبالعکس، وگاہے بہ سبب انتشار ضمیر وتعدد مراد از لفظ واحد وگاہے بہ سبب تکرار واطناب وگاہے بہ سبب اختصار وایجاز وگاہے بہ سبب استعمال کنایہ وتعریض ومتشابہ ومجاز عقلی یاران سعادت مند را باید کہ در مبدا، کلام بر حقیقت ایں امور وبعض امثلہ آں مطلع شوند ودر موضع تفصیل باشارتے ورمزے اکتفا نمایند

اَوْ لِاسْتِعْمَالِ الْغَيْبَةِ مَكَانَ الْخِطَابِ وَتَارَةً بِتَقْدِيْمِ مَا حَقُّهُ التَّاخِيْرُ وَبِالْعَكْسِ وَتَارَةً بِسَبَبِ اِنْتِشَارِ الضَّمَائِرِ وَتَعَدُّدِ الْمُرَادِ مِنْ لَفْظٍ وَاحِدٍ وَتَارَةً بِسَبَبِ التَّكْرَارِ وَالْاِطْنَابِ فِيْ تَارَةٍ بِسَبَبِ الْاِخْتِصَارِ وَالْاِيْجَازِ وَمَرَّةً بِسَبَبِ اِسْتِعْمَالِ الْكِنَايَةِ وَالتَّعْرِيْضِ وَالْمُتَشَابِهِ وَالْمَجَازِ الْعَقْلِيِّ فَيَنْبَغِيْ لِاَهْلِ السَّعَادَةِ مِنَ الْاَحْبَابِ اَنْ يَطَّلِعُوْا فِيْ مَبْدَاِ الْكَلَامِ عَلٰى حَقِيْقَةِ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ وَشَيْئٍ مِنْ اَمْثِلَتِهَا وَيَكْتَفُوْا فِيْ مَوْضِعِ التَّفْسِيْرِ بِاِشَارَةٍ وَرَمْزٍ

فصل اول

در شرح غریب قرآن وبہترین شرح غریب آن است، کہ اول از ترجمان القرآن عبد اللہ بن عباس رض الطریق ابن ابی طلحہ صحیح شدہ است، وبخاری در صحیح خود غالبا بر ہمیں طریق اعتماد کردہ است،

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

فِيْ شَرْحِ غَرِيْبِ الْقُرْاٰنِ وَاَحْسَنُ الطُّرُقِ فِيْ شَرْحِ الْغَرِيْبِ مَا صَحَّ عَنْ تَرْجُمَانِ الْقُرْاٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رض مِنْ طَرِيْقِ ابْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ وَاعْتَمَدَهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ غَالِبًا

اور کبھی غیبت کی جگہ خطاب، اور خطاب کی جگہ غیبت کا اسلوب اختیار کیا جاتا ہے، کسی مقام پر مقدم کو مؤخر اور کہیں مؤخر کو مقدم کر دیا جاتا ہے کبھی ضمیر غیر معین ہوتی ہے کبھی ایک ہی لفظ سے مختلف معانی مراد ہو سکتے ہیں، کہیں تکرار اور تفصیل سے کام لیا گیا ہوتا ہے کہیں ایجاز اور اختصار سے۔ اگر ان چیزوں پر نظر نہ ہو، تو صحیح مفہوم کا متعین کرنا دشوار ہو جاتا ہے اسی طرح قرآن میں بعض صنائع اور بدائع سے بھی کام لیا گیا ہے، اور جگہ جگہ کنائے، اشارے، تشابہ، مجاز مرسل وغیرہ کے قسم کی صنعتیں استعمال کی گئی ہیں، ان امور پر نظر ہونی بھی ضروری ہے، لہٰذا جو لوگ تفسیر قرآن جیسے نازک مقام میں داخل ہونا چاہتے ہوں، اور قرآن میں تدبر کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہوں، ان کے لئے ضروری ہے، کہ ابتداء ہی میں ان تمام باتوں کو سمجھ لیں، اور ان کی مثالیں دیکھ لیں، تاکہ جب اس قسم کے مواقع آئیں، تو طول طویل تفصیلی بیان کی جگہ اشاروں اور کنایوں سے کام چلایا جا سکے۔

فصل اول

قرآن مجید کے غریب الفاظ کی شرح

قرآن مجید کے غریب مقامات کی بہترین شرح وہ ہے جسے مفسر اول یعنی حضرت عبد اللہ بن عباس رض سے ابن ابی طلحہ رض نے نقل کیا ہے، اور بخاری نے اپنی مشہور کتاب صحیح بخاری میں غالباً اسی طریقہ پر اعتماد کیا ہے۔

وبعدازاں بطریق ضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وجواب ابن عباس رضی اللہ عنہ از سوالات نافع ابن الازرق وایں ہر سہ طریق را سیوطی در اتقان ذکر کردہ است۔ بعدازاں شرح غریبے کہ بخاری از ائمہ تفسیر نقل کردہ است، بعدازاں شرح غریبے کہ سائر مفسرین اصحاب وتابعین وتبع تابعین روایت کردہ اند، ومرا مناسب مے نماید، کہ در باب پنجم ازیں رسالہ جملہ صالحہ از شرح غریب قرآن باشان نزول جمع کنم وآں را رسالہ مستقلہ سازم، تا اگر کسی خواہد، داخل ایں رسالہ سازد، واگر کسے خواہد جداگانہ یاد گیرد وللناس فیما یعشقون مذاہب، درینجا می باید دانست کہ صحابہ وتابعین گاہے تفسیر مے کردند لفظ را بلازم معنی او وگاہے متاخرین تعقب مے کنند آں تفسیر قدیم را از جہت تتبع لغت وتفحص موارد استعمال وغرض دریں رسالہ سرد آں تفسیرات سلف ست بعینہا وتنقیح ونقد آں را موضعے ست غیر ایں موضع ہر سخن وقتے وہر نکتہ مکانے دارد،

ثم طريق الضحاك عن ابن عباس وجواب ابن عباس رضي الله عنه عن أسئلة نافع بن الأزرق وقد ذكر السيوطي هذه الطرق الثلاث في الإتقان ثم ما نقله البخاري من شرح الغريب عن أئمة التفسير ثم ما رواه سائر المفسرين من الصحابة والتابعين وأتباع التابعين من شرح الغريب ومن المستحسن عندي أن أجمع في الباب الخامس من الرسالة جملة صالحة من شرح غريب القرآن مع أسباب النزول، فأجعلها رسالة منفصلة فمن شاء أدخلها في هذه الرسالة ومن شاء أفردها على حدة وللناس فيما يعشقون مذاهب ومما ينبغي أن يعلم ههنا أن الصحابة والتابعين ربما يفسرون اللفظ بلازم معناه وقد يتعقب المتأخرون التفسير القديم من جهة تتبع اللغة وتفحص موارد الاستعمال والغرض من هذه الرسالة سرد تفسيرات السلف بعينها والتنقيح ونقدها موضع غير هذا الموضع ولكل مقام مقال۔

دوسری شرح وہ ہے جسے ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، تیسری شرح وہ ہے جو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نافع ابن ازرق کے سوالات کے جواب میں بیان کی ہے، ان تینوں شرحوں کو علامہ سیوطی نے اپنی مشہور کتاب اتقان میں ذکر کیا ہے، اس کے علاوہ غرائب قرآن کی ایک شرح وہ بھی ہے، جسے امام بخاری نے ائمہ تفسیر سے نقل کیا ہے، ایک شرح وہ بھی ہے، جسے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے مفسروں سے نقل کیا گیا ہے،

یہ مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ اس رسالہ کے پانچویں اور آخری باب میں اس قسم کی تمام شرحوں کو مع ان آیات کے شان نزول کے جمع کردوں، اور اس باب کو ایک مستقل رسالہ کی حیثیت دے دوں، تاکہ جس کا جی چاہے، وہ اسے زیر نظر رسالہ ہی میں شامل کرلے، اور جو چاہے علیحدہ سے اس کا مطالعہ کرے لوگ بہرحال اپنے اپنے ذوق کے مطابق الگ الگ طریقے اختیار کرنا زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔

اس مقام پر اتنا اور سمجھ لینا چاہیئے، کہ طبقہ صحابہ اور طبقہ تابعین کے مفسرین آیات کی تفسیر لفظ کے قریب ترین معنی کے اعتبار سے کیا کرتے تھے، متاخرین نے ان کی تفسیر دل پر تحقیق اور الفاظ کے مختلف مواقع استعمال کے اعتبار سے اصل تفسیر میں اضافہ کرکے اس فن کو بہت وسعت دے دی ہے اس رسالہ میں صرف گذشتہ تفاسیر کا احاطہ کرنا مقصود ہے، ان پر نقد وتجزیہ کے لئے یہ مقام مناسب نہیں ہے، اور ہر بات اپنے صحیح مقام پر ہی ٹھیک معلوم ہوتی ہے۔

فصل دوم

از مواضع صعبہ در فن تفسیر کہ مباحث آں بسیار است، و اختلاف در یجا بے شمار معرفت ناسخ و منسوخ است، و اقوای وجوہ صعبہ اختلاف اصطلاح متقدمین و متاخرین است. و دریں باب آنچہ از استقرار کلام صحابہ و تابعین معلوم مے شود آن ست کہ ایشاں نسخ را استعمال می کردند، بازاء معنی لغوی کہ ازالہ چیزے ست بہ چیزے نہ بازائے مصطلح اصولیان پس معنی نسخ نزدیک ایشاں ازالہ بعض اوصاف آیتے است، بآیت دیگر خواہ انتہائے مدت عمل باشد، یا صرف کلام از معنی تبادر بغیر تبادر۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

مِنَ الْمَوَاضِعِ الصَّعْبَۃِ فِیْ فَنِّ التَّفْسِیْرِ الَّتِیْ سَاحَتُہَا وَاسِعَۃٌ جِدًّا وَالْاِخْتِلَافُ فِیْہَا کَثِیْرٌ مَعْرِفَۃُ النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ وَاَقْوَی الْوُجُوْہِ الصَّعْبَۃِ اِخْتِلَافُ اِصْطِلَاحِ الْمُتَقَدِّمِیْنَ وَالْمُتَاَخِّرِیْنَ وَمَا عُلِمَ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ مِنْ اِسْتِقْرَاءِ کَلَامِ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ اَنَّھُمْ کَانُوْا یَسْتَعْمِلُوْنَ النَّسْخَ بِاِزَاءِ الْمَعْنَی اللُّغَوِیِّ الَّذِیْ ھُوَ اِزَالَۃُ شَیْءٍ بِشَیْءٍ لَا بِاِزَاءِ مُصْطَلَحِ الْاُصُوْلِیِّیْنَ فَمَعْنَی النَّسْخِ اِزَالَۃُ بَعْضِ الْاَوْصَافِ مِنَ الْاٰیَۃِ بِاٰیَۃٍ اُخْرٰی اِمَّا بِاِنْتِہَاءِ مُدَّۃِ الْعَمَلِ اَوْ بِصَرْفِ الْکَلَامِ عَنِ الْمَعْنَی الْمُتَبَادِرِ اِلٰی غَیْرِ الْمُتَبَادِرِ۔

فصل دوم

فہم قرآن کے دوسرے موانعات فہم قرآن کے دشوار مقامات میں سے جن کے متعلق بحثیں بھی بہت ہوتی ہیں، اور جن کے بارے میں اختلافات بھی بہت کثرت سے پائے جاتے ہیں، ناسخ اور منسوخ آیات کی معرفت ہے۔

ناسخ اور منسوخ آیات ناسخ اور منسوخ آیات کی تعیین کے سلسلہ میں سب سے بڑی دشواری قدمائے مفسرین اور متاخرین کی اصطلاحات کا اختلاف ہے، صحابہ اور تابعین نسخ کا لفظ جن معنے میں استعمال کرتے ہیں، متاخرین اس معنی میں استعمال نہیں کرتے۔

متقدمین کی اصطلاح اس سلسلہ میں صحابہ رضہ اور تابعین کے تمام اقوال کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ لفظ نسخ کو اس کے اصلی اور لغوی معنے ہی میں استعمال کرتے تھے یعنی "ایک چیز کو کسی دوسری چیز کے ذریعہ مٹا دینا" اور یہ استعمال اس استعمال کے بالکل خلاف ہے۔ جسے علمائے اصول نے اصطلاح کے طور پر اختیار کیا ہے، علمائے اصول کے نزدیک نسخ کے معنی ہیں آیت کے بعض احکام کو کسی دوسری آیت کے ذریعہ ختم کر دینا، چنانچہ اہل اصول کے نزدیک نسخ کے مختلف طریقے ہو سکتے ہیں، ایک طریقہ تو یہ ہے کہ کسی عمل کی انتہائی مدت عمل مقرر کر دی جائے، اس مدت کے بعد اس عمل کا حکم خود بخود ختم ہو جائیگا دوسرا طریقہ یہ بھی ہے، کہ بعض تصریحات کے ذریعہ ذہن کو سامنے کے مفہوم سے کسی دوسرے مفہوم کی طرف موڑ دیا جائے، اس صورت میں بھی پہلا مفہوم منسوخ ہی سمجھا جائے گا۔

یا بیان اتفاقی بودن قیدی یا تخصیص عامی، یا بیان فارق درمیان منصوص وآنچہ مقیس برآن ست ظاہراً یا ازالہ عادت جاہلیت یا شریعت سابقہ، باب نسخ نزدیک ایشاں باب واسع آمد وعقل را دراینجا جولانی شد، واختلاف را گنجائش ولہذا عدد آیات منسوخہ بپانصد رسانیدہ اند واگر نیک بنگری غیر محصور ست، اما آنچہ باصطلاح متاخرین منسوخ ست عدد قلیل بیش نیست، لاسیما بحسب توجیہی کہ ما اختیار کردہ ایم شیخ جلال الدین سیوطی در کتاب اتقان بعد ازاں از بعض علماء آنچہ مذکور شد بہ بسط لائق تقریر نمود وآنچہ برائے متاخرین منسوخ است بروفق شیخ ابن العربی تحریر کردہ قریب بست آیت شمردہ، فقیر را در اکثر آں بست نظر است۔

اَوْ بَيَانَ كَوْنِ قَيْدٍ مِنَ الْقُيُوْدِ اِتِّفَاقِيًّا اَوْ تَخْصِيْصَ عَامٍّ اَوْ بَيَانَ الْفَارِقِ بَيْنَ الْمَنْصُوْصِ وَمَا قِيْسَ عَلَيْهِ ظَاهِرًا اَوْ اِزَالَةَ عَادَةِ الْجَاهِلِيَّةِ اَوِ الشَّرِيْعَةِ السَّابِقَةِ فَاتَّسَعَ بَابُ النَّسْخِ عِنْدَهُمْ وَكَثُرَ جَوْلَانُ الْعَقْلِ هُنَالِكَ وَاتَّسَعَتْ دَائِرَةُ الْاِخْتِلَافِ وَلِهٰذَا بَلَغَ عَدَدُ الْاٰيَاتِ الْمَنْسُوْخَةِ خَمْسَ مِائَةٍ وَاِنْ تَاَمَّلْتَ مُتَعَمِّقًا فَهِيَ غَيْرُ مَحْصُوْرَةٍ وَالْمَنْسُوْخُ بِاصْطِلَاحِ الْمُتَاَخِّرِيْنَ عَدَدٌ قَلِيْلٌ لَا سِيَّمَا بِحَسْبِ مَا اخْتَرْنَا مِنَ التَّوْجِيْهِ وَقَدْ ذَكَرَ الشَّيْخُ جَلَالُ الدِّيْنِ السُّيُوْطِيُّ فِيْ كِتَابِ الْاِتْقَانِ بِتَقْرِيْرٍ مَبْسُوْطٍ كَمَا يَنْبَغِيْ بَعْضَ مَا ذَكَرَهُ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ حَرَّرَهُ الْمَنْسُوْخُ الَّذِيْ فِيْهِ رَأْيُ الْمُتَاَخِّرِيْنَ عَلٰى وَفْقِ الشَّيْخِ ابْنِ الْعَرَبِيِّ نَعُدُّهُ قَرِيْبًا مِنْ عِشْرِيْنَ اٰيَةً وَلِلْفَقِيْرِ فِيْ اَكْثَرِ تِلْكَ الْعِشْرِيْنَ نَظَرٌ

ان کے نزدیک نسخ کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ آیت میں بیان کی ہوئی کسی قید یا شرط کے متعلق یہ وضاحت کردی جائے، کہ یہ شرط لازمی اور ضروری نہیں ہے، اتفاقی ہے، یا کسی حکم عام کو خاص کردیا جائے، یا کوئی ایسا نکتہ بیان کردیا جائے جس سے حکم اصلی اور مفروضہ حکم کے درمیان امتیاز پیدا ہوجائے، یا جاہلیت کی کسی عادت یا شریعت سابقہ کے کسی حکم کو ختم کردیا جائے ان تمام صورتوں میں سابقہ احکام منسوخ سمجھے جائیں گے۔

صحابہ رضؓ وتابعین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد

متقدمین نے نسخ کے لفظ کو جن مختلف مواقع پر استعمال کیا ہے، اس کے اعتبار سے یہ مبحث بہت وسیع ہوجاتا ہے، اور اسی اعتبار سے عقل آرائی کے مواقع بھی بڑھ جاتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ اختلافات کی کثرت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، چنانچہ ان کے سارے اختلافات کو اگر پیش نظر رکھا جائے، تو منسوخ آیات کی تعداد پانچ سو سے بھی بڑھ جاتی ہے، بلکہ ان اختلافات کا اگر ذرا زیادہ دقت نظر کے ساتھ جائزہ لیا جائے، تو پتہ چلے گا، کہ منسوخ آیات کا کوئی شمار ہی نہیں۔

متاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد

متاخرین نے نسخ کا لفظ جس معنی میں استعمال کیا ہے اس کے اعتبار سے البتہ منسوخ آیات کی تعداد بہت کم رہ جاتی ہے، خاص طور سے جس توجیہ کو ہم نے اختیار کیا ہے، اس کے اعتبار سے ان کی تعداد چند آیات سے آگے نہیں بڑھتی، شیخ جلال الدین سیوطی نے اپنی مشہور کتاب اتقان میں بعض علمائے تفسیر کے مختار کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد متاخرین کے اعتبار سے منسوخ شدہ آیات کو بیان کرنے میں ابن عربی کا اتباع کیا ہے، اور اس طرح کی تقریباً بیس آیات نقل کی ہیں لیکن میرے نزدیک ان آیات میں بھی بہت سی آیات ایسی ہیں جن کا منسوخ قرار دینا محل نظر ہے۔

فلنورد کلامہ مع تعقب فمن البقرۃ کُتِبَ عَلَیْکُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَکُمُ الْمَوْتُ الآیۃ منسوخۃ قیل بآیات المواریث وقیل بحدیث لا وصیۃ لوارث وقیل بالاجماع حکاہ ابن العربی. قلت بل ھی منسوخۃ بآیۃ یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِی أَوْلَادِکُمْ وحدیث لا وصیۃ مبین للنسخ. قولہ تعالی وَعَلَی الَّذِینَ یُطِیقُونَہُ فِدْیَۃٌ. قیل منسوخۃ بقولہ فَمَنْ شَہِدَ مِنْکُمُ الشَّہْرَ فَلْیَصُمْہُ. وقیل محکمۃ ولا مقدرۃ قلت عندی وجہ آخر وھو ان المعنی وعلی الذین یطیقون الطعام فدیۃ ھی طعام مسکین فاضمر قبل الذکر لانہ متقدم رتبۃ وذکر الضمیر لان المراد من الفدیۃ ھو الطعام

فَلْنُورِدْ کَلَامَہُ مَعَ التَّعَقُّبِ فَمِنَ الْبَقَرَۃِ قَوْلُہُ تَعَالَی کُتِبَ عَلَیْکُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَکُمُ الْمَوْتُ مَنْسُوخَۃٌ قِیلَ بِآیَاتِ الْمَوَارِیثِ وَقِیلَ بِحَدِیثِ لَا وَصِیَّۃَ لِوَارِثٍ وَقِیلَ بِالْإِجْمَاعِ حَکَاہُ ابْنُ الْعَرَبِیِّ قُلْتُ بَلْ مَنْسُوخَۃٌ بِآیَۃِ یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِی أَوْلَادِکُمْ وَحَدِیثُ لَا وَصِیَّۃَ مُبَیِّنٌ لِلنَّسْخِ قَوْلُہُ تَعَالَی وَعَلَی الَّذِینَ یُطِیقُونَہُ فِدْیَۃٌ. قِیلَ مَنْسُوخَۃٌ بِقَوْلِہِ فَمَنْ شَہِدَ مِنْکُمُ الشَّہْرَ فَلْیَصُمْہُ وَقِیلَ مُحْکَمَۃٌ وَلَا مُقَدَّرَۃَ قُلْتُ وَعِنْدِی وَجْہٌ آخَرُ وَھُوَ أَنَّ الْمَعْنَی وَعَلَی الَّذِینَ یُطِیقُونَ الطَّعَامَ فِدْیَۃٌ ھِیَ طَعَامُ مِسْکِینٍ فَأَضْمَرَ قَبْلَ الذِّکْرِ لِأَنَّہُ مُتَقَدِّمٌ رُتْبَۃً وَذَکَّرَ الضَّمِیرَ لِأَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْفِدْیَۃِ ھُوَ الطَّعَامُ

ابن العربی اور مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ

ذیل میں ابن العربی کی تحریر کا اقتباس مع تبصرہ کے پیش کیا جاتا ہے۔

سورہ بقرہ

سورہ بقرہ کی مندرجہ ذیل آیت منسوخ ہے:۔

(۱) کُتِبَ عَلَیْکُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَکُمُ الْمَوْتُ .... الخ

ایک قول کے اعتبار سے مندرجہ بالا آیت "آیات مواریث" کے ذریعہ منسوخ ہوتی ہے، دوسرے قول کے مطابق وارث کے لئے وصیت کے متعلق حدیث نے اس آیت کو منسوخ کیا ہے، تیسرا قول یہ بھی ہے، کہ یہ آیت اجماع کے ذریعہ منسوخ ہوئی ہے، یہ سارے قول ابن عربی کے نقل کئے ہیں، میرے نزدیک اس آیت کی ناسخ مندرجہ ذیل آیت ہے۔

یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِی أَوْلَادِکُمْ .... الخ

حدیث وصیت اس آیت کو منسوخ نہیں کرتی۔ بلکہ اس نسخ کی وضاحت کرتی ہے۔

(۲) سورہ بقرہ کی دوسری آیت:۔

وَعَلَی الَّذِینَ یُطِیقُونَہُ فِدْیَۃٌ .... الخ

ایک قول تو یہ ہے، کہ اس آیت کو ذیل کی آیت نے منسوخ کیا ہے:۔

فَمَنْ شَہِدَ مِنْکُمُ الشَّہْرَ فَلْیَصُمْہُ .... الخ

لیکن ایک قول یہ بھی ہے، کہ یہ آیت محکم ہے۔

اور میرے نزدیک اس کی ایک دوسری صورت بھی ہے، وہ یہ کہ اس آیت میں "جو لوگ کھانا کھلانے کی قدرت رکھتے ہیں، ان پر فدیہ واجب ہے" فدیہ سے مراد مساکین کو کھانا کھلانا ہے، مرجع سے پہلے ضمیر اس لئے لائی گئی ہے، کہ وہ رتبۃً مقدم ہے، اور ضمیر کو اس لئے مذکر لائے، کہ فدیہ سے مراد طعام ہے۔

والمراد منه صدقة الفطر عقب الله تعالى الامر بالصيام
في هذه الاية بصدقة الفطر كما عقب الاية الثانية
بتكبيرات العيد۔ قوله تعالى احل لكم ليلة الصيام
الرفث ناسخة لقوله كما كتب على الذين من قبلكم
لان مقتضاه الموافقة فيما كان عليهم من تحريم
الاكل والوطى بعد النوم ذكره ابن العربي وحكى
قولا اخر انه نسخ لما كان بالسنة قلت معنى ما
كتب التشبيه في نفس الوجوب فلا نسخ انما
هو تغيير لما كان عندهم قبل الشرع ولم نجد دليلا
على ان النبي صلى الله عليه وسلم شرع لهم ذلك
ولو سلم فانما كان ذلك بالسنة۔

وَالْمُرَادُ مِنْهُ صَدَقَةُ الْفِطْرِ عَقَّبَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْاَمْرَ بِالصِّيَامِ
فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ كَمَا عَقَّبَ الْاٰيَةَ الثَّانِيَةَ
بِتَكْبِيْرَاتِ الْعِيْدِ۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰى اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ
الرَّفَثُ الْاٰيَةَ نَاسِخَةٌ لِقَوْلِهٖ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِكُمْ لِاَنَّ مُقْتَضَاهُ الْمُوَافَقَةُ فِيْمَا كَانَ عَلَيْهِمْ مِنْ تَحْرِيْمِ
الْاَكْلِ وَالْوَطْیِ بَعْدَ النَّوْمِ ذَكَرَهُ ابْنُ الْعَرَبِيِّ وَحَكٰى قَوْلًا
اٰخَرَ اَنَّهٗ نُسِخَ لِمَا كَانَ بِالسُّنَّةِ قُلْتُ مَعْنٰى كَمَا كُتِبَ
التَّشْبِيْهُ فِيْ نَفْسِ الْوُجُوْبِ فَلَا نَسْخَ اِنَّمَا هُوَ تَغْيِيْرٌ
لِمَا كَانَ عِنْدَهُمْ قَبْلَ الشَّرْعِ وَلَمْ نَجِدْ دَلِيْلًا عَلٰى اَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَعَ لَهُمْ ذٰلِكَ وَلَوْ سُلِّمَ
فَاِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ بِالسُّنَّةِ۔

اور طعام سے صدقہ فطر مراد ہے کیونکہ روزہ کے حکم کے فوراً بعد ہی صدقہ فطر کا حکم دیا گیا ہے، بالکل اسی طرح، جیسے اس کے فوراً بعد ایک دوسری آیت (ولتکبروا اللہ علی ما ہداکم) میں نماز عید کی تکبیروں کا ذکر ہے۔

(۳) سورہ بقرہ کی تیسری آیت:۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ .... الخ

یہ آیت مندرجہ ذیل آیت کی ناسخ ہے۔

كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ..... الخ

کیونکہ اس آیت میں تمثیل ہے، اس کا مقتضا ہی یہ ہے، کہ وجوب کے ساتھ ساتھ، احکام صیام میں بھی گذشتہ شریعتوں کی مطابقت کی جائے، اور جو امور گذشتہ شریعتوں میں حرام قرار دیئے گئے تھے، انہیں حرام سمجھا جائے، مثلاً سونے کے بعد کھانے اور مباشرت کی حرمت، لہٰذا اس آیت کے ذریعہ پہلی آیت جس میں ماہ صیام میں رات کے وقت عورتوں سے نزدیکی کی اجازت ہے، منسوخ ہوگئی، یہ ابن عربی نے ذکر کیا ہے، اور ابن عربی ہی نے ایک دوسرا قول یہ ذکر کیا ہے، کہ اس آیت کی تنسیخ سنت کے ذریعہ عمل میں آئی ہے۔

لیکن میرے نزدیک ایسا نہیں ہے کیونکہ آیت میں گذشتہ شریعتوں میں روزہ کے واجب ہونے کے حکم سے جو تشبیہ دی گئی ہے، اس کا تعلق صرف نفس وجوب سے ہے (یعنی جس طرح روزہ اگلی شریعتوں میں واجب کیا گیا تھا، اسی طرح اسلام میں بھی واجب ہے) بس، اس سے احکام صیام میں تشابہ مراد نہیں ہے، لہٰذا اسے پہلی آیت کا ناسخ قرار نہیں دیا جاسکتا، اس سے صرف اس طریقہ کی تبدیلی مراد ہے، جو عربوں میں نزول شریعت سے قبل رائج تھا، اور ہم تلاش کے باوجود کوئی ایسی دلیل نہ پاسکے جس سے یہ ثابت ہوتا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کا بھی کوئی حکم دیا تھا، اور اگر اس طرح کے کسی حکم کا وجود تسلیم بھی کرلیا جائے، تو اس کا تعلق زیادہ سے زیادہ سنت سے قرار دیا جاسکتا ہے

وقوله تعالی یسئلونك عن الشهر الحرام الآیۃ منسوخۃ بقوله وقاتلوا المشرکین کافۃ اخرجه ابن جریر عن عطاء بن میسرۃ قلت هذه الآیۃ لا تدل علی تحریم القتال بل تدل علی تجویزہ وهی من قبیل تسلیم العلۃ واظهار المانع فالمعنی ان القتال فی الشهر الحرام کبیر شدید ولکن الفتنۃ اشد منه فجاز فی مقابلها وهذا التوجیه ظاهر من سیاقها کما لا یخفی وقوله تعالی والذین یتوفون الی قوله متاعا الی الحول منسوخۃ بآیۃ اربعۃ اشهر وعشرا والوصیۃ منسوخۃ بالمیراث والسکنی باقیۃ عند قوم منسوخۃ عند آخرین بحدیث ولا سکنی قلت هی کما قال منسوخۃ عند جمهور المفسرین ویمکن ان یقال یستحب او یجوز للمیت الوصیۃ۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّہْرِ الْحَرَامِ الْاٰیَۃَ مَنْسُوْخَۃٌ بِقَوْلِہٖ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِکِیْنَ کَافَّۃً الْاٰیَۃَ اَخْرَجَہُ ابْنُ جَرِیْرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مَیْسَرَۃَ قُلْتُ ہٰذِہِ الْاٰیَۃُ لَا تَدُلُّ عَلٰی تَحْرِیْمِ الْقِتَالِ بَلْ تَدُلُّ عَلٰی تَجْوِیْزِہٖ وَہِیَ مِنْ قَبِیْلِ تَسْلِیْمِ الْعِلَّۃِ وَاِظْہَارِ الْمَانِعِ فَالْمَعْنٰی اَنَّ الْقِتَالَ فِی الشَّہْرِ الْحَرَامِ کَبِیْرٌ شَدِیْدٌ وَلٰکِنَّ الْفِتْنَۃَ اَشَدُّ مِنْہُ فَجَازَ فِیْ مُقَابَلَتِہَا وَہٰذَا التَّوْجِیْہُ ظَاہِرٌ مِّنْ سِیَاقِہَا کَمَا لَا یَخْفٰی وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ اِلٰی قَوْلِہٖ مَتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ الْاٰیَۃَ مَنْسُوْخَۃٌ بِاٰیَۃِ اَرْبَعَۃِ اَشْہُرٍ وَّعَشْرًا وَالْوَصِیَّۃُ مَنْسُوْخَۃٌ بِالْمِیْرَاثِ وَالسُّکْنٰی بَاقِیَۃٌ عِنْدَ قَوْمٍ مَنْسُوْخَۃٌ عِنْدَ اٰخَرِیْنَ بِحَدِیْثِ وَلَا سُکْنٰی قُلْتُ ہِیَ کَمَا قَالَ مَنْسُوْخَۃٌ عِنْدَ جُمْہُوْرِ الْمُفَسِّرِیْنَ وَیُمْکِنُ اَنْ یُّقَالَ یُسْتَحَبُّ اَوْ یَجُوْزُ لِلْمَیِّتِ الْوَصِیَّۃُ۔

---

(۴) سورہ بقرہ کی ایک اور آیت:۔

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّہْرِ الْحَرَامِ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

اس آیت کو ذیل کی آیت نے منسوخ کیا ہے۔

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِکِیْنَ کَافَّۃً ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

یہ قول ابن جریر نے عطاء بن میسرہ سے نقل کیا ہے لیکن میری رائے میں آیت تحریم قتال کے بجائے تجویز قتال پر دلالت کرتی ہے، اس کا بالکل ویسا ہی انداز ہے، جیسے کسی سبب کو تسلیم کر لیا جائے، پھر اس سلسلہ میں جو رکاوٹ پیش آسکتی ہے اس کا اظہار کیا جائے، لہٰذا آیت کے معنی یہ ہوں گے، کہ حرام مہینوں میں قتال اور خونریزی بہت بڑا گناہ ہے، لیکن فتنہ برپا کرنا اس سے بھی زیادہ سخت جرم ہے، لہٰذا فتنہ کے انسداد کے لئے حرام مہینوں میں بھی قتال جائز ہے، اور یہ توجیہ آیت کے سیاق سے بھی درست نظر آتی ہے۔

(۵) سورہ بقرہ کی ایک اور آیت:۔

وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مَتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ۔

یہ آیت اس آیت کے ذریعہ منسوخ قرار دی گئی ہے جس میں چار ماہ اور دس دن کی عدت مقرر کی گئی ہے، اور وصیت کا حکم میراث کے حکم کے ذریعہ منسوخ کیا گیا ہے، البتہ قیام کا حکم ایک گروہ کے نزدیک منسوخ ہو چکا ہے، اور دوسروں کے نزدیک منسوخ نہیں ہے جو لوگ منسوخ قرار دیتے ہیں وہ حدیث لا سکنٰی کو اس کا ناسخ کہتے ہیں میرے نزدیک بھی جیسا کہ تمام مفسرین متفق ہیں یہ آیت منسوخ ہی ہے لیکن یہ بھی کہا جا سکتا ہے، کہ آیت میت کے لئے وصیت کے جواز اور استحباب پر

ولا یجب علی المرأة ان تسکن فی وصیة وعلیه ابن عباس وھذا التوجیه ظاھر من الآیة. وقوله تعالی وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم به الله منسوخة بقوله لا یکلف الله نفسا الا وسعھا قلت ھو من باب تخصیص العام بینت الآیة المتاخرة ان ما فی انفسکم من الاخلاص والنفاق لا من احادیث النفس التی لا اختیار فیھا فان التکلیف لا یکون الا ما ھو فی وسع الانسان. ومن آل عمران اتقوا الله حق تقاته قیل انه منسوخة بقوله فاتقوا الله ما استطعتم وقیل لا بل ھو محکم ولیس فیھا آیة یصح فیھا دعوی النسخ غیر ھذه الآیة قلت حق تقاته فی الشرک والکفر وما یرجع الی الاعتقاد

وَلَا یَجِبُ عَلَی الْمَرْأَةِ اَنْ تَسْکُنَ فِیْ وَصِیَّةٍ، وَعَلَیْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهٰذَا التَّوْجِیْهُ ظَاهِرٌ مِّنَ الْاٰیَةِ. قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ الْاٰیَةَ مَنْسُوْخَةٌ بِقَوْلِهٖ لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا قُلْتُ هُوَ مِنْ بَابِ تَخْصِیْصِ الْعَامِّ بَیَّنَتِ الْاٰیَةُ الْمُتَاَخِّرَةُ اِنَّ الْمُرَادَ مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ مِنَ الْاِخْلَاصِ وَالنِّفَاقِ لَا مِنْ اَحَادِیْثِ النَّفْسِ الَّتِیْ لَا اِخْتِیَارَ فِیْهَا فَاِنَّ التَّکْلِیْفَ لَا یَکُوْنُ اِلَّا فِیْمَا هُوَ فِیْ وُسْعِ الْاِنْسَانِ. وَمِنْ اٰلِ عِمْرَانَ اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ قِیْلَ اِنَّهَا مَنْسُوْخَةٌ بِقَوْلِهٖ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَقِیْلَ لَا بَلْ هِیَ مُحْکَمَةٌ وَلَیْسَ فِیْهَا اٰیَةٌ یَصِحُّ فِیْهَا دَعْوَی النَّسْخِ غَیْرُ هٰذِهِ الْاٰیَةِ قُلْتُ حَقَّ تُقَاتِهٖ فِی الشِّرْکِ وَالْکُفْرِ وَمَا یَرْجِعُ اِلَی الْاِعْتِقَادِ۔

دلالت کرتی ہے، اور عورت کے لئے اس آیت کی پابندی ضروری نہیں یہ نظریہ ابن عباس کا ہے اور یہی توجیہ آیت سے بھی درست نظر آتی ہے

(۶) سورہ بقرہ کی ایک اور آیت:۔

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ الخ

اس آیت کی ناسخ ذیل کی آیت قرار دی گئی ہے:۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔

لیکن میرے نزدیک پہلی آیت کا تعلق ایک عام حکم سے ہے، اور دوسری آیت کے ذریعہ اس کی تخصیص کی گئی ہے، کیونکہ پہلی آیت میں "مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ" سے مراد دل کا اخلاص یا دل کا نفاق ہے، جو بہر حال مستقل کیفیتوں کا نام ہے یہاں اس سے دل میں بے اختیارانہ طور پر گذرنے والے خیالات مراد نہیں ہیں کیونکہ جن باتوں پر انسان کو اختیار ہی نہ ہو، اس سے کسی تکلیف یا فریضہ کا تعلق ہی نہیں ہو سکتا۔

۲۔ سورہ آل عمران

(۷) سورہ آل عمران کی مندرجہ ذیل آیت:۔

اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ .... الخ

کہا جاتا ہے، کہ اسے ذیل کی آیت نے منسوخ کر دیا ہے:۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ .... الخ

ایک قول یہ بھی ہے، کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ محکم ہے یہ اور بات ہے کہ پورے سورہ آل عمران میں اگر کسی آیت کو منسوخ کہا جا سکتا ہے تو وہ یہی آیت ہے۔ میرے نزدیک پہلی آیت میں "حق تقاته" سے مراد شرک، کفر اور اسی طرح کے دوسرے عقائد ہیں مطلب یہ ہے، کہ عقائد کے سلسلہ میں کسی قسم کی گنجائش نہیں ہے۔

ومااستطعتم فی الاعمال من لم یستطع الوضوء یتیمم ومن لم یستطع القیام یصلی قاعدا وھذا التوجیہ ظاہر من سیاق الآیۃ وھو قولہ تعالیٰ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ ومن النساء والذین عقدت ایمانکم فاٰتوھم نصیبھم منسوخۃ بقولہ واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض قلت ظاہر الآیۃ ان المیراث للموالی والبر والصلۃ لمولی الموالاۃ فلا نسخ وقولہ تعالیٰ واذا حضر القسمۃ الآیۃ قیل منسوخۃ وقیل لا ولکن تھاون الناس فی العمل بھا قلت قال ابن عباس ھی محکمۃ والامر الاستحباب وھذا الظھر۔ وقولہ تعالیٰ۔

وَمَا اسْتَطَعْتُمْ فِي الْأَعْمَالِ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الْوُضُوْءَ يَتَيَمَّمُ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الْقِيَامَ يُصَلِّي قَاعِدًا وَهٰذَا الْوَجْهُ ظَاهِرٌ مِنْ سِيَاقِ الْآيَةِ وَهُوَ قَوْلُهٗ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ وَمِنَ النِّسَاءِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ قَدْ الْآيَةُ مَنْسُوْخَةٌ بِقَوْلِهٖ وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلٰى بِبَعْضٍ قُلْتُ ظَاهِرُ الْآيَةِ إِنَّ الْمِيْرَاثَ لِلْمَوَالِيْ وَالْبِرَّ وَالصِّلَةَ لِمَوْلَى الْمُوَالَاةِ فَلَا نَسْخَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ الْآيَةَ قِيْلَ مَنْسُوْخَةٌ وَقِيْلَ لَا وَلٰكِنْ تَهَاوَنَ النَّاسُ فِي الْعَمَلِ بِهَا قُلْتُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هِيَ مُحْكَمَةٌ وَالْأَمْرُ لِلْاِسْتِحْبَابِ وَهٰذَا الظَّاهِرُ۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰى۔

اور دوسری آیت میں جو مَا اسْتَطَعْتُمْ آیا ہے، اس کا تعلق اعمال سے ہے عقائد سے نہیں یعنی قدرت واستطاعت کا تعلق عقائد سے نہیں اعمال سے ہے مثلاً جو وضو نہ کرسکتا ہو، وہ تیمم کرلے اور جو کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکتا ہو، وہ بیٹھ کر پڑھ لے، اور یہ ایک ایسی توجیہ ہے جس کی تائید مندرجہ ذیل آیت سے بھی ہوتی ہے:۔

وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ۔

لہٰذا دونوں آیات اپنی اپنی جگہ مستقل حیثیت رکھتی ہیں، ان میں سے نہ کوئی ناسخ ہے، نہ منسوخ۔

۳۔ سورۂ نساء

(۸) سورہ نساء کی مندرجہ ذیل آیت:۔

وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ

ذیل کی آیت کی وجہ سے منسوخ ہوگئی ہے:۔

وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلٰى بِبَعْضٍ

میرے نزدیک ظاہر آیت کے اعتبار سے میراث صرف حقیقی موالی کے لئے ہے لیکن وہ لوگ جو موالات کے معاہدہ کے ذریعہ موالی میں شامل ہوتے ہیں، وہ میراث کے بجائے انعام اور احسان کے مستحق ہیں لہٰذا یہاں نسخ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(۹) سورہ نساء کی ایک اور آیت:۔

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ . . . . الخ

اس آیت کے بارے میں ایک قول تو یہ ہے کہ منسوخ ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ منسوخ نہیں ہے مگر لوگ اس پر عمل کرنے میں سستی کرتے ہیں، ابن عباس کی رائے ہے کہ یہ آیت منسوخ تو نہیں ہے، البتہ وجوب کے بجائے استحباب پر دلالت کرتی ہے، اور میرے نزدیک ابن عباس ہی کی رائے درست ہے۔

(۱۰) اسی سورہ کی ایک اور آیت:۔

والّٰتی یأتین الفاحشة الآیة منسوخة بآیة النور قلت لا نسخ فی ذٰلک بل ھو ممتدّ الی الغایة فلما جاءت الغایة بین النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان السبیل الموعود کذا وکذا فلا نسخ ومن المائدة ولا الشھر الحرام منسوخة باباحة القتال فیہ قلت لا نجد فی القراٰن ناسخاله ولا فی السنة الصحیحة ولکن المعنی ان القتال المحرم یکون فی الشھر الحرام اشد تغلیظا کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الخطبة دمائکم واموالکم حرام علیکم کحرمة یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا وقولہ تعالٰی فان جاؤک فاحکم بینھم او اعرض عنھم منسوخة بقولہ

وَالّٰتِی یَأْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ الْاٰیَۃُ مَنْسُوْخَۃٌ بِاٰیَۃِ النُّوْرِ قُلْتُ لَا نَسْخَ فِیْ ذٰلِکَ بَلْ ھُوَ مُمْتَدٌّ اِلَی الْغَایَۃِ فَلَمَّا جَاءَتِ الْغَایَۃُ بَیَّنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ السَّبِیْلَ الْمَوْعُوْدَ کَذَا وَکَذَا فَلَا نَسْخَ مِنَ الْمَائِدَۃِ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَلَا الشَّھْرَ الْحَرَامَ الْاٰیَۃُ مَنْسُوْخَۃٌ بِاِبَاحَۃِ الْقِتَالِ فِیْہِ قُلْتُ لَا نَجِدُ فِی الْقُرْاٰنِ نَاسِخَالَہٗ وَلَا فِی السُّنَّۃِ الصَّحِیْحَۃِ وَلٰکِنَّ الْمَعْنٰی اِنَّ الْقِتَالَ الْمُحَرَّمَ یَکُوْنُ فِی الشَّھْرِ الْحَرَامِ اَشَدَّ تَغْلِیْظًا کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْخُطْبَۃِ اَلَا اِنَّ دِمَائَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ حَرَامٌ عَلَیْکُمْ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی فَاِنْ جَاءُوْکَ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْھُمْ مَنْسُوْخَۃٌ بِقَوْلِہٖ۔

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَۃَ ۔۔۔۔۔۔ الخ

کہا جاتا ہے، کہ مندرجہ بالا آیت، آیت نور کے ذریعہ منسوخ ہوگئی ہے لیکن میرے نزدیک یہ آیت بھی منسوخ نہیں ہے بلکہ اس میں ایک خاص حد تک کے لئے امتداد اور وسعت ہے، چنانچہ جب وہ حد آگئی، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصل حکم کی وضاحت فرمادی، اور یہ ظاہر ہے، کہ اسے نسخ نہیں کہا جاسکتا۔

۴۔ سورہ مائدہ

(۹) سورہ مائدہ کی مندرجہ ذیل آیت :۔

وَلَا الشَّھْرَ الْحَرَامَ ۔۔۔۔ الخ

کہا جاتا ہے، کہ یہ آیت، اس آیت کے ذریعہ منسوخ ہوگئی ہے جس میں حرام مہینوں کے اندر بھی قتال کے جواز کا حکم موجود ہے لیکن میرے نزدیک نہ تو قرآن مجید ہی میں کوئی ایسا حکم موجود ہے جس نے مندرجہ بالا آیت کو منسوخ کیا ہو، اور نہ سنت اور حدیث صحیح میں ہی کوئی ایسی وضاحت کی گئی ہے، لہذا اس آیت کے معنی یہ ہیں، کہ ایسی خونریزی جو ممنوع ہو، وہ اگر حرام مہینوں میں واقع ہو، تو اس کی شدت اور بھی بڑھ جاتی ہے، جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے، کہ تمہارا مال اور تمہارا خون اسی طرح محترم ہے جس طرح آج کا دن اس مہینہ اور اس شہر میں محترم ہے۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے، کہ دوسرے دنوں میں، یا دوسرے مقامات پر مسلمانوں کی جان اور مال محترم نہیں ہے مطلب یہ ہے، کہ محترم تو ہر حال میں ہے لیکن ان دنوں اور اس شہر میں ان کی حرمت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

(۱۱) سورہ مائدہ کی ایک اور آیت :۔

فَاِنْ جَآءُوْکَ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْھُمْ ۔۔۔۔ الخ

ذیل کی آیت کی وجہ سے منسوخ ہوگئی ہے :۔

وان احکم بینھم بما انزل اللہ قلت معناہ ان اخترت
الحکم فاحکم بما انزل اللہ ولا تتبع اھوائھم فالحاصل
انہ لنا ان نترک اھل الذمۃ ان یرفعوا القضیۃ الی
زعمائھم فیحکموا بما عندھم ولنا ان نحکم بینھم بما
انزل اللہ علینا وقولہ تعالی او اخران من غیرکم
منسوخ بقولہ واشھدوا ذوی عدل منکم قلت قال
احمد بظاھر الآیۃ ومعناھا عند غیرہ او اخران من
غیر اقاربکم فیکونون من سائر المسلمین ومن الانفال
ان یکن عشرون صابرون الآیۃ منسوخۃ بالآیۃ
بعدھا قلت کما قال منسوخۃ۔

وَاَنِ احْکُمْ بَیْنَھُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قُلْتُ مَعْنَاہُ اَنِ اخْتَرْتَ
الْحُکْمَ فَاحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَھُمْ فَالْحَاصِلُ
اِنَّہٗ لَنَآ اَنْ نَّتْرُکَ اَھْلَ الذِّمَّۃِ اَنْ یَّرْفَعُوا الْقَضِیَّۃَ اِلٰی
زُعَمَآئِھِمْ فَیَحْکُمُوْا بِمَا عِنْدَھُمْ وَلَنَآ اَنْ نَّحْکُمَ بَیْنَھُمْ بِمَآ اَنْزَلَ
اللّٰہُ عَلَیْنَا قَوْلُہٗ تَعَالٰی اَوْ اٰخَرَانِ مِنْ غَیْرِکُمْ مَنْسُوْخٌ بِقَوْلِہٖ
وَاَشْھِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ قُلْتُ قَالَ اَحْمَدُ بِظَاھِرِ
الْاٰیَۃِ وَمَعْنَاہُ عِنْدَ غَیْرِہٖ اَوْ اٰخَرَانِ مِنْ غَیْرِ اَقَارِبِکُمْ
فَیَکُوْنُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ مِنَ الْاَنْفَالِ اِنْ
یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ الْاٰیَۃَ مَنْسُوْخَۃٌ بِالْاٰیَۃِ
بَعْدَھَا قُلْتُ ھِیَ کَمَا قَالَ مَنْسُوْخَۃٌ۔

وَاَنِ احْکُمْ بَیْنَھُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

لیکن میرے نزدیک دوسری آیت کا مطلب یہ ہے، کہ جب آپ ذمیوں کے کسی معاملہ میں فیصلہ کرنے کا ارادہ کرلیں، تو آپ کے لئے ضروری ہے، کہ آپ کتاب خدا کے مطابق فیصلہ کریں، اور اس کی قطعی پروا نہ کریں، کہ وہ لوگ کیا چاہتے ہیں، حاصل کلام یہ ہے، کہ غیر مسلموں کے معاملات کو یا تو ہم ان کے رؤسا پر چھوڑ دیں، کہ وہ اپنے قانون کے مطابق اس کا فیصلہ کرلیں، اور اگر ہم فیصلہ کریں، تو پھر کتاب خدا کے مطابق فیصلہ کریں، لہٰذا دونوں میں نہ کوئی آیت ناسخ ہے، نہ منسوخ، بلکہ دونوں دو مختلف احکام کی حامل ہیں۔

(۱۲) اسی سورہ کی ایک اور آیت:-

اَوْ اٰخَرَانِ مِنْ غَیْرِکُمْ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

کو مندرجہ ذیل آیت نے منسوخ کردیا ہے۔

وَاَشْھِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

میرے نزدیک اصل حقیقت یہ ہے، کہ امام احمد نے جو کچھ کہا ہے محض آیت کے ظاہری الفاظ کے اعتبار سے کہا ہے کیونکہ دوسرے ان کی اس رائے سے متفق نہیں ہیں، ان کے نزدیک دونوں آیات ایک دوسرے کی توضیح کرتی ہیں، پہلی آیت کا مطلب یہ ہے، کہ دو ایسے آدمی ہوں، جو تمہارے رشتہ دار نہ ہوں لہٰذا تمام مسلمانوں میں سے کوئی بھی دو آدمی ہوسکتے ہیں، اور دوسری آیت میں "منکم" سے تمام مسلمان مراد ہیں، لہٰذا دونوں آیتوں میں کسی قسم کا بھی تضاد نہیں ہے، لہٰذا یہاں بھی نسخ کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

۵۔ سورۃ انفال

(۱۳) سورہ انفال کی مندرجہ ذیل آیت:-

اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

اس کے بعد آنیوالی دوسری آیت کے ذریعہ منسوخ ہوگئی، اور اس آیت کے متعلق میں بھی وہی کہتا ہوں، جو انہوں نے کہا ہے

ومن البراۃ انفر واخفافا وثقالا منسوخۃ بآیات العذر وھو قولہ لیس علی الاعمی حرج الآیۃ وقولہ لیس علی الضعفاء الآیتین قلت خفافا ای مع اقل ما یتاتی بہ الجہاد من مرکوب وعبد للخدمۃ ونفقۃ یقنع بہا وثقالا مع الخدم الکثیر والمرکوب الکثیرۃ فلا نسخ او نقول لیس النسخ متعینا ومن سورۃ النور الزانی لا ینکح الا زانیۃ الآیۃ منسوخۃ بقولہ وانکحوا الایامی منکم قلت قال احمد بظاہر الآیۃ ومعناہا عند غیرہ ان مرتکب الکبیرۃ لیس بکفو الا للزانیۃ او لا یستحب اختیار الزانیۃ وقولہ تعالی وحرم ذلک اشارۃ الی الزنا والشرک فلا نسخ

وَمِنَ الْبَرَاءَةِ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا مَنْسُوْخَةٌ بِاٰیَاتِ الْعُذْرِ وَهُوَ قَوْلُهٗ لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ الْاٰیَةَ وَقَوْلُهٗ لَیْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ الْاٰیَتَیْنِ قُلْتُ خِفَافًا اَیْ مَعَ اَقَلِّ مَا یَتَاَتّٰى بِهِ الْجِهَادُ مِنْ مَرْکُوْبٍ وَعَبْدٍ لِلْخِدْمَةِ وَنَفَقَةٍ یَقْنَعُ بِهَا وَثِقَالًا مَعَ الْخَدَمِ الْکَثِیْرِ وَالْمَرَاکِبِ الْکَثِیْرَةِ فَلَا نَسْخَ اَوْ نَقُوْلُ لَیْسَ النَّسْخُ مُتَعَیِّنًا۔ وَمِنْ سُوْرَةِ النُّوْرِ اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً الْاٰیَةَ مَنْسُوْخَةٌ بِقَوْلِهٖ وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰى مِنْکُمْ قُلْتُ قَالَ اَحْمَدُ بِظَاهِرِ الْاٰیَةِ وَمَعْنَاهَا عِنْدَ غَیْرِهٖ اِنَّ مُرْتَکِبَ الْکَبِیْرَةِ لَیْسَ بِکُفْوٍ اِلَّا لِلزَّانِیَةِ اَوْ لَا یُسْتَحَبُّ لَهُ اخْتِیَارُ الزَّانِیَةِ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَحُرِّمَ ذٰلِکَ اِشَارَةٌ اِلَى الزِّنَا وَالشِّرْکِ فَلَا نَسْخَ

۶۔ سورہ براۃ

(۱۴) سورۃ براءت کی مندرجہ ذیل آیت :۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا ..... الخ

اس کی ناسخ ذیل کی دو آیات ہیں :۔

(ا) لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ ..... الخ (ب) لَیْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ ..... الخ

یہ دونوں آیات ان لوگوں کو مستثنےٰ کر دیتی ہیں، جو کسی وجہ سے معذور ہیں، لہٰذا مندرجہ بالا آیت منسوخ ہوگئی لیکن میرے نزدیک اس آیت کو منسوخ سمجھنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس کا تعلق سامان جہاد سے ہے، افراد سے نہیں چنانچہ خفافا کے معنی کم سے کم سامان جہاد جو ممکن ہو سکے، اس کا تعلق خواہ سواری سے ہو، خدمت گار سے ہو یا سامان رسد ہو، اور ثقالا سے زیادہ سے زیادہ آدمی اور زیادہ سے زیادہ سواریاں مراد ہیں۔

اور جن دو آیات کو ناسخ قرار دیا جاتا ہے، ان دونوں کا تعلق معذور افراد سے ہے، لہٰذا یہ آیتیں پہلی آیت کی ناسخ نہیں ہو سکتیں، یا کم سے کم یہ کہا جا سکتا ہے، کہ یہاں نسخ متعین نہیں ہے۔

۷۔ سورہ نور

(۱۵) سورہ نور کی مندرجہ ذیل آیت :۔

اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً ..... الخ

ابن عربی کے نزدیک اسے ذیل کی آیت نے منسوخ کر دیا ہے :۔

وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰى مِنْکُمْ ..... الخ

میرے نزدیک یہاں بھی امام احمد نے محض آیت کے الفاظ کے ظاہری مفہوم پر اعتماد کیا ہے، دوسروں کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں ہے، کیونکہ یہ مسلمہ ہے، کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب زانیہ کا ہی کفو ہو سکتا ہے، یا اس کے لئے زانیہ کا اختیار کرنا بہتر ہے دوسری آیت جس میں حرام کا لفظ آیا ہے، اس کا تعلق زنا اور شرک دونوں سے ہے، لہٰذا یہ آیت بھی ناسخ نہیں ہو سکتی۔

وا ما قوله وانکحوا الایامی نعام لا ینسخ الخاص وقوله تعالی لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم الایۃ قیل منسوخۃ وقیل لا ولکن تہاون الناس فی العمل بھا قلت مذھب ابن عباس انھا لیست بمنسوخۃ وھذا اوجہ واولی بالاعتماد۔ ومن الاحزاب لا یحل لک النساء من بعد الایۃ منسوخۃ بقولہ انا احللنا لک ازواجک اللاتی قلت یحتمل ان یکون الناسخ مقدما فی التلاوۃ وھو الاظھر عندی۔ ومن المجادلۃ اذا ناجیتم الرسول فقدموا الایۃ منسوخۃ بالایۃ بعدھا قلت ھذا کما قال۔ ومن الممتحنۃ فاتوا الذین ذھبت ازواجھم مثل ما انفقوا

وَاَمَّا قَوْلُهٗ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى نَعَامٌ لَا يَنْسَخُ الْخَاصَّ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ الْاٰيَةَ قِيْلَ مَنْسُوْخَةٌ وَقِيْلَ لَا وَلٰكِنْ تَهَاوَنَ النَّاسُ فِي الْعَمَلِ بِهَا قُلْتُ مَذْهَبُ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِمَنْسُوْخَةٍ وَهٰذَا اَوْجَهُ وَاَوْلٰى بِالْاِعْتِمَادِ مِنَ الْاَحْزَابِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ الْاٰيَةَ مَنْسُوْخَةٌ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّا اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ اللّٰتِيْ قُلْتُ يُحْتَمَلُ اَنْ يَكُوْنَ النَّاسِخُ مُقَدَّمًا فِي التِّلَاوَةِ وَهُوَ الْاَظْهَرُ عِنْدِيْ۔ وَمِنَ الْمُجَادَلَةِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوا الْاٰيَةَ مَنْسُوْخَةٌ بِالْاٰيَةِ بَعْدَهَا قُلْتُ هٰذَا كَمَا قَالَ۔ وَمِنْ سُوْرَةِ الْمُمْتَحَنَةِ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَا اَنْفَقُوْا

اس کے علاوہ جس آیت کو اصل ناسخ قرار دیا جاتا ہے یعنی وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی ... الخ اس کا تعلق حکم عام سے ہے، اور کسی حکم عام کے ذریعہ حکم خاص کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا لہٰذا اس اعتبار سے بھی نسخ نہیں ہے۔

(۶) اسی سورۃ کی ایک اور آیت :۔

لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ...... الخ

اس آیت کے بارے میں اختلافات ہیں، کچھ لوگ اسے منسوخ سمجھتے ہیں اور کچھ لوگ منسوخ نہیں سمجھتے، بلکہ لوگوں نے اس پر عمل کرنے میں سستی برتی ہے، ابن عباس اسے منسوخ نہیں سمجھتے، اور ابن عباس رض کا قول ہی زیادہ صحیح ہے، کیونکہ اس کی تائید میں مضبوط ترین وجوہات موجود ہیں، لہٰذا اس قول پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

۸۔ سورہ احزاب

سورہ احزاب کی مندرجہ ذیل آیت :۔

لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ ..... الخ

کو ذیل کی آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔

اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ اللّٰتِیْ ...... الخ

میرے نزدیک زیر بحث آیت کے متعلق اس کا بھی احتمال ہے، کہ اس کی تلاوت ہی منسوخ ہو گئی ہو، اور یہی درست بھی ہے۔

۹۔ سورہ مجادلہ

(۱۵) سورہ مجادلہ کی مندرجہ ذیل آیت :۔

اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا ...... الخ

ابن عربی کے نزدیک اسے بعد والی آیت نے منسوخ کر دیا ہے، یہاں مجھے بھی ابن عربی سے اتفاق ہے۔

۱۰۔ سورہ ممتحنہ

(۱۶) سورہ ممتحنہ کی یہ آیت :۔

فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ..... الخ

قیل منسوخ بآیۃ السیف وقیل بآیۃ الغنیمۃ و
قیل محکم قلت الاظہر محکم ولکن الحکم فی المہاونۃ
وعند قوۃ الکفار. ومن المزمل قم اللیل الا قلیلا
منسوخ باخر السورۃ ثم نسخ الاخر بالصلوۃ الخمس
قلت دعوی النسخ بالصلوۃ الخمس غیر متجہۃ
بل الحق ان اول السورۃ فی تاکید الندب الی
قیام اللیل واخرھا نسخ التاکید الی مجرد الندب
قال السیوطی موافقا لابن العربی فھذہ احدی
وعشرون آیۃ منسوخۃ علی خلاف فی بعضھا
ولا یصح دعوی النسخ فی غیرھا والاصح فی آیۃ
الاستیذان والقسمۃ والاحکام عدم النسخ
فصارت تسعۃ عشر قلت وعلی ما حررنا لا
یتعین النسخ الا فی خمس آیات۔

قِیْلَ مَنْسُوْخَۃٌ بِاٰیَۃِ السَّیْفِ وَقِیْلَ بِاٰیَۃِ الْغَنِیْمَۃِ وَ
قِیْلَ مُحْکَمَۃٌ قُلْتُ الْاَظْہَرُ مُحْکَمٌ وَلٰکِنَّ الْحُکْمَ فِی
الْمُہَاوَنَۃِ وَعِنْدَ قُوَّۃِ الْکُفَّارِ. وَمِنْ سُوْرَۃِ الْمُزَّمِّلِ قُمِ اللَّیْلَ
اِلَّا قَلِیْلًا مَنْسُوْخٌ بِاٰخِرِ السُّوْرَۃِ ثُمَّ نُسِخَ الْاٰخِرُ بِالصَّلٰوۃِ
الْخَمْسِ قُلْتُ دَعْوَی النَّسْخِ بِالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ غَیْرُ
مُتَّجِہَۃٍ بَلِ الْحَقُّ اَنَّ اَوَّلَ السُّوْرَۃِ فِیْ تَاْکِیْدِ النَّدْبِ اِلٰی
قِیَامِ اللَّیْلِ وَاٰخِرُھَا نَسْخُ التَّاْکِیْدِ اِلٰی مُجَرَّدِ النَّدْبِ
قَالَ السُّیُوْطِیُّ مُوَافِقًا لِابْنِ الْعَرَبِیِّ فَھٰذِہٖ اِحْدٰی
وَعِشْرُوْنَ اٰیَۃً مَنْسُوْخَۃً عَلٰی خِلَافٍ فِیْ بَعْضِھَا
وَلَا یَصِحُّ النَّسْخُ فِیْ غَیْرِھَا وَالْاَصَحُّ فِیْ اٰیَۃِ
الْاِسْتِیْذَانِ وَالْقِسْمَۃِ الْاَحْکَامِ عَدَمُ النَّسْخِ
فَصَارَتْ تِسْعَ عَشَرَۃَ وَعَلٰی مَا حَرَّرْنَا لَا یَتَعَیَّنُ
النَّسْخُ اِلَّا فِیْ خَمْسِ اٰیَاتٍ۔

ایک قول کے مطابق یہ آیت، آیت سیف کے ذریعہ منسوخ ہوگئی ہے، دوسرے قول کے مطابق آیت غنیمت کے ذریعہ منسوخ ہوئی ہے، ایک دوسرے گروہ کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں ہے محکم ہے، میرے نزدیک یہ آیت محکم تو ہے لیکن اس کا حکم عام نہیں ہے۔ اس کا تعلق اس وقت سے ہے، جب مسلمان کمزور ہوں، اور کافروں کو قوت وغلبہ حاصل ہو۔

۱۱۔ سورہ مزمل | (۲۰) سورہ مزمل کی یہ آیت :۔
قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۔ ۔ ۔ الخ

اس آیت کو اسی سورہ کی آخری آیتوں نے منسوخ کر دیا ہے، اور انہیں نماز پنجگانہ کے حکم نے منسوخ کیا ہے لیکن میرے نزدیک نماز پنجگانہ کے ذریعہ اسے منسوخ قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے، کہ اول سورہ میں قیام لیل کا جو حکم ہے اس میں استحباب تاکیدی ہے، آخری آیات کی وجہ سے صرف تاکید منسوخ ہوئی ہے، استحباب باقی رہا۔

علامہ سیوطی نے بھی ابن عربی کے مختار سے اتفاق کرتے ہوئے یہ کہا ہے، کہ صرف مندرجہ بالا آیات ہی منسوخ ہیں، اگرچہ ان میں سے بھی بعض آیات کی تنسیخ میں اختلاف ہے لیکن ان آیات کے علاوہ کسی اور آیت کے متعلق نسخ کا دعوی قطعی بے بنیاد ہے، زیادہ صحیح تو یہ ہے، کہ استیذان، قسمت اور احکام کے متعلق جو آیات ہیں، وہ بھی منسوخ نہیں ہیں، اس اعتبار سے منسوخ آیات کی تعداد اور کم رہ جاتی ہے۔

لیکن جیسا کہ مندرجہ بالا بحث سے واضح ہے، میرے نزدیک پانچ سے زیادہ آیات کا منسوخ ہونا ثابت نہیں ہے لہٰذا صرف انہیں پانچ آیات کے متعلق جن کی تصریح گذر چکی ہے قطعی طور سے نسخ کا دعوی کیا جا سکتا ہے

دیگر از مواضع صعبہ معرفت اسباب نزول است وجہ صعوبت دراں باب نیز اختلاف متقدمین و متاخرین ست آنچہ از استقرار کلام صحابہ و تابعین معلوم می شود، آن ست کہ نزلت فی کذا مخصوص برائے قصہ کہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودہ و سبب نزول آیت گشتہ استعمال کنند بلکہ گاہے بعضی از ما صدق علیہ آیت را کہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودہ است، یا بعد از آں حضرت ذکر کنند و گویند نزلت فی کذا و دریں جا انطباق جمیع قیود لازم نیست، بلکہ اصل حکم مے باید کہ منطبق باشد و گاہے سوالے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آوردہ باشند یا حادثہ کہ دراں ایام نیک فرجام متحقق شدہ باشد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم آں را از آیتے استنباط کردہ باشد و آں آیت را دراں باب تلاوت نمودہ باشد تقریر نماید و گوید نزلت فی کذا۔

وَاَيْضًا مِنَ الْمَوَاضِعِ الصَّعْبَةِ مَعْرِفَةُ اَسْبَابِ النُّزُوْلِ وَوَجْهُ الصُّعُوْبَةِ فِيْهَا اَيْضًا اِخْتِلَافُ الْمُتَقَدِّمِيْنَ وَالْمُتَاَخِّرِيْنَ وَالَّذِيْ يَظْهَرُ لِيْ مِنْ اِسْتِقْرَاءِ كَلَامِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَعْمِلُوْنَ نَزَلَتْ فِيْ كَذَا لِمَحْضِ قِصَّةٍ كَانَتْ فِيْ زَمَنِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ سَبَبُ نُزُوْلِ الْاٰيَةِ بَلْ رُبَّمَا يَذْكُرُوْنَ بَعْضَ مَا صَدَقَتْ عَلَيْهِ الْاٰيَةُ مِمَّا كَانَ فِيْ زَمَنِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ بَعْدَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُوْلُوْنَ نَزَلَتْ فِيْ كَذَا۔ وَلَا يَلْزَمُ هُنَالِكَ انْطِبَاقُ جَمِيْعِ الْقُيُوْدِ بَلْ يَكْفِيْ انْطِبَاقُ اَصْلِ الْحُكْمِ فَقَطْ وَقَدْ يُقَرِّرُوْنَ حَادِثَةً تَحَقَّقَتْ فِيْ تِلْكَ الْاَيَّامِ الْمُبَارَكَةِ وَاسْتَنْبَطَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُكْمَهَا مِنْ اٰيَةٍ وَتَلَاهَا فِيْ ذٰلِكَ الْبَابِ وَيَقُوْلُوْنَ نَزَلَتْ فِيْ كَذَا۔

اسباب نزول فہم قرآن اور فن تفسیر کی دوسری دشواری، اسباب نزول کی معرفت یعنی صحیح طریقہ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ کون سی آیت کب اور کس موقع پر نازل ہوئی ہے، اس دشواری کی وجہ بھی یہی ہے کہ اسباب نزول کے بیان کے لئے جو اصطلاح استعمال کی گئی ہے، اس میں متقدمین اور متاخرین کے درمیان اختلاف ہے۔

متقدمین کی اصطلاح شان نزول کے بیان کے لئے "نزلت فی کذا" (اس بارے میں نازل ہوئی) کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے لیکن صحابہ اور تابعین کے تمام اقوال کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے، کہ اس طبقہ میں یہ اصطلاح اسباب نزول کے علاوہ دوسرے مواقع پر بھی استعمال کی جاتی تھی یعنی وہ اس اصطلاح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں واقع ہونے والے کسی ایسے واقعہ ہی کے لئے استعمال نہیں کرتے جو کسی آیت کے نزول کا سبب ہو، بلکہ وہ یہی اصطلاح ان واقعات کیلئے بھی استعمال کیا کرتے تھے جن پر آیت صادق آتی ہو، وہ واقعہ خواہ آنحضرت کے عہد مبارک میں ہی پیش آیا ہو، یا آپ کے بعد، اس طرح کے استعمال میں اس کا لحاظ نہیں رکھا جاتا تھا، کہ تمام قیود و شروط میں مطابقت ہو، بلکہ صرف اصل حکم کا لحاظ رکھا جاتا تھا، جہاں جہاں اس حکم کا اطلاق ہو سکتا تھا۔ ان تمام مقامات پر وہ یہی اصطلاح استعمال کیا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ ایسا بھی ہوا ہے، کہ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی قسم کا سوال پیش کیا گیا۔ یا آپ کے عہد مبارک میں کبھی کوئی خاص واقعہ پیش آیا، ایسے موقعوں پر آپ نے قرآن کی کسی آیت سے کوئی حکم مستنبط فرمایا، ساتھ ہی اس آیت کی تلاوت بھی فرما دی، صحابہ اس طرح کے مواقع پر بھی وہی اصطلاح استعمال کرتے تھے، اور آیت کے سلسلہ میں اس قسم کے واقعات بیان کرنے کے بعد کہا کرتے تھے، کہ "نزلت فی کذا"

دگاہے دریں صورت ہا گویند فانزل اللہ تعالیٰ قولہ کذا یا فنزلت گویند، وگویا ایں اشارت بآنست کہ استنباط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازاں آیت والقائے آں آیت دراں ساعت بخاطر مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نیز نوعی از وحی ونفث فی الروع ست ازیں جہت میتواں گفت فانزلت واگر کسے درینجا بتکرار نزول تعبیر کند نیز می تواند شد، ومحدثین در ذیل آیات قرآن چیزہائے بسیار تقریر مے کنند، کہ بہ حقیقت نہ از قسم سبب نزول باشد مثل استشہاد، صحابہ در مناظرات خود بآیات یا تمثیل ایشاں بآیت، یا تلاوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آیت را برائے استشہاد کلام خود، یا روایت حدیثے، کہ موافق آیت باشد

وَرُبَّمَا يَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الصُّوْرَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ قَوْلَهٗ كَذَا فَكَاَنَّهٗ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّهٗ اِسْتِنْبَاطُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِلْقَاؤُهَا فِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ بِخَاطِرِهِ الْمُبَارَكِ اَيْضًا نَوْعٌ مِنَ الْوَحْيِ وَالنَّفْثِ فِي الرَّوْعِ فَلِذٰلِكَ يُمْكِنُ اَنْ يُقَالَ فَاُنْزِلَتْ وَيُمْكِنُ اَيْضًا اَنْ يُعَبَّرَ فِيْ هٰذِهِ الصُّوْرَةِ بِتَكْرَارِ النُّزُوْلِ وَيَذْكُرُ الْمُحَدِّثُوْنَ فِيْ ذَيْلِ اٰيَاتِ الْقُرْاٰنِ كَثِيْرًا مِنَ الْاَشْيَاءِ لَيْسَتْ مِنْ قِسْمِ سَبَبِ النُّزُوْلِ فِي الْحَقِيْقَةِ مِثْلَ اِسْتِشْهَادِ الصَّحَابَةِ فِيْ مُنَاظَرَاتِهِمْ بِاٰيَةٍ اَوْ تَمْثِيْلِهِمْ بِاٰيَةٍ اَوْ تِلَاوَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةً لِلْاِسْتِشْهَادِ فِيْ كَلَامِهِ الشَّرِيْفِ اَوْ رِوَايَةِ حَدِيْثٍ وَافَقَ الْاٰيَةَ۔

اس طرح کے مواقع پر "نزلت فی کذا" کے علاوہ، ایک دوسرا فقرہ "فانزل اللہ تعالیٰ قولہ" (پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی) بھی استعمال کیا کرتے تھے کبھی کبھی صرف "فنزلت" (پس نازل ہوئی) بھی استعمال کیا کرتے تھے اس سے ان کی مراد صرف یہ ہوا کرتی تھی، کہ ان موقعوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت سے استنباط فرمایا تھا۔

اس کے علاوہ یہ بھی ممکن ہے، کہ وہ جن جن مقامات پر یہ اصطلاح استعمال کیا کرتے تھے، ان تمام مواقع پر وہ اس کے حقیقی معنی ہی مراد لیا کرتے تھے، کیونکہ آپ کا کسی آیت سے کسی حکم کا استنباط کرنا، یا کسی موقع پر آپ کے ذہن مبارک کا کسی آیت کی جانب متوجہ ہو جانا، اصل میں خدا کی طرف سے القاء ہے، اور القاء بھی وحی کا ہی ایک دوسرا انداز ہے، لہٰذا ان تمام مواقع پر "نزلت فی کذا" کا استعمال ہر اعتبار سے صحیح ہے، اس طرح کے القاء یا وحی کے اعتبار سے اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے، کہ جن جن مقامات پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی آیت تلاوت فرمائی، ان تمام مقامات پر وہ آیت اللہ کی طرف سے نازل بھی ہوتی رہی ہے، تو یہ بھی صحیح ہو سکتا ہے، بہرحال وجوہات جو کچھ بھی ہوں یہ حقیقت اپنی جگہ پر ہے، کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی مخصوص اصطلاح "نزلت فی کذا" اصل سبب نزول کے علاوہ، دوسرے مواقع پر بھی استعمال کیا کرتے تھے۔

محدثین کا انداز محدثین آیات قرآنی کے ذیل میں ایسی بہت سی اشیاء بیان کر جاتے ہیں جو حقیقۃً اسباب نزول میں داخل نہیں ہوتیں، مثلاً بعض اوقات صحابہؓ آپس کے مناظرات میں قرآن کی آیتیں بطور ثبوت کے پیش کیا کرتے تھے، کبھی کبھی وہ کسی آیت کو تمثیلاً بھی استعمال کرتے تھے، یا اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لئے وہ کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی خاص موقع پر تلاوت کا حوالہ بھی دیا کرتے تھے کبھی کبھی ایسی حدیثیں بھی نقل کیا کرتے تھے جو آیت سے مناسبت رکھتی تھیں، محدثین ان تمام چیزوں کو کسی آیت کی تفسیر کے ذیل میں بیان کیا کرتے ہیں

در اصل غرض یا بعین موضع نزول یا تعین اسماء مذکورین بطریق ابہام یا طریق تلفظ کلمہ قرآنیہ، یا فصل سور وآیات قرآن یا صورت امتثال آنحضرت بامرے از اوامر قرآن واین ہمہ در حقیقت از اسباب نزول نیست، وشرط مفسر احاطہ بآن نیست، شرط مفسر معرفت دو چیز است، یکے قصصے کہ آیات تعریض بآں مے کنند پس فہم ایماء این آیات بغیر معرفت آن قصص میسر نہ مے شود، ودیگر قصہ کہ تخصیص عام یا مثل آں از وجوہ صرف از ظاہر نماید، پس فہم مقصد آیات بدول آن قصص میسر نہ شود ودرینجا میباید دانست کہ قصص انبیائے سابقین در حدیث کم مذکور شدہ اند، این قصص طویلہ عریضہ کہ مفسرین تصدیع روایت آن مے کشند ہم منقول از علمائے اہل کتاب است الا ماشاء اللہ تعالیٰ، در صحیح بخاری آمدہ مرفوعاً

فِي أَصْلِ الْغَرَضِ، أَوْ تَعْيِينُ مَوْضِعِ النُّزُولِ أَوْ تَعْيِينُ أَسْمَاءِ الْمَذْكُورِينَ بِطَرِيقِ الْإِبْهَامِ أَوْ بِطَرِيقِ التَّلَفُّظِ بِكَلِمَةٍ قُرْآنِيَّةٍ أَوْ فَصْلِ سُوَرٍ وَآيَاتٍ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ صُورَةِ امْتِثَالِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَمْرٍ مِنْ أَوَامِرِ الْقُرْآنِ وَنَحْوِ ذَلِكَ، وَلَيْسَ شَيْءٌ مِنْ هَذَا فِي الْحَقِيقَةِ مِنْ أَسْبَابِ النُّزُولِ وَلَا يُشْتَرَطُ إِحَاطَةُ الْمُفَسِّرِ بِهَذِهِ الْأَشْيَاءِ إِنَّمَا شَرْطُ الْمُفَسِّرِ أَمْرَانِ الْأَوَّلُ مَا تَعَرَّضَ بِهِ الْآيَاتُ مِنَ الْقَصَصِ فَلَا يَتَيَسَّرُ فَهْمُ الْإِيمَاءِ بِتِلْكَ الْآيَاتِ إِلَّا بِمَعْرِفَةِ تِلْكَ الْقَصَصِ وَالثَّانِي مَا يُخَصِّصُ الْعَامَّ مِنَ الْقِصَّةِ أَوْ مِثْلُ ذَلِكَ مِنْ وُجُوهِ صَرْفِ الْكَلَامِ عَنِ الظَّاهِرِ فَلَا يَتَيَسَّرُ فَهْمُ الْمَقْصُودِ مِنَ الْآيَاتِ بِدُونِهِمَا وَمِمَّا يَنْبَغِي أَنْ يُعْلَمَ أَنَّ قَصَصَ الْأَنْبِيَاءِ السَّابِقِينَ لَا تُذْكَرُ فِي الْحَدِيثِ إِلَّا عَلَى سَبِيلِ الْقِلَّةِ، وَالْقَصَصُ الطَّوِيلَةُ الْعَرِيضَةُ الَّتِي تَكَلَّفَ الْمُفَسِّرُونَ رِوَايَتَهَا كُلُّهَا مَنْقُولَةٌ عَنْ عُلَمَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا مَا شَاءَ

اور اس کا مقصد کبھی تو موقع نزول کا بیان کرنا ہوتا ہے، کبھی مبہم طریقہ سے ان لوگوں کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے، جن کے بارے میں آیت نازل ہوئی تھی کبھی کبھی قرآن کے الفاظ کا صحیح تلفظ ظاہر کرنا بھی مقصد ہوتا ہے، کبھی قرآن کی سورتوں اور آیات کے درمیان فصل پیدا کرنا مقصد ہوتا تھا، اور کبھی یہ بیان کرنا مقصود ہوتا تھا، کہ قرآن مجید کے کسی حکم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح سے عمل فرمایا تھا۔

مفسر کی ذمہ داری

محدثین آیت کے ذیل میں جو چیزیں بیان کرتے ہیں وہ نہ تو اسباب نزول سے تعلق رکھتی ہیں، اور نہ ان تمام چیزوں کو بیان کرنا مفسر کے لئے ضروری ہے مفسر کے لئے صرف دو چیزوں کا علم ضروری ہے ایک تو وہ واقعات جن کی طرف آیات میں اشارہ کیا گیا ہو، کیونکہ ان آیات کا صحیح مفہوم سمجھنا بغیر ان واقعات کے علم کے ناممکن ہے دوسرے وہ واقعات جن کی وجہ سے کسی عام حکم میں کسی طرح کی تخصیص ہوئی ہو، یا جو آیات کے مفہوم میں تبدیلی کر دیتے ہوں، اور انہیں ظاہری مفہوم کی طرف سے کسی دوسری طرف موڑ دیتے ہوں، کیونکہ ان واقعات کے علم کے بغیر بھی آیات کا صحیح مفہوم، اور مقصد متعین کرنا ناممکن ہے، ان دونوں قسم کے واقعات کے علاوہ بقیہ تمام چیزیں مفسر کے لئے غیر ضروری ہیں۔

قصص انبیاء علیہم السلام

اسی ذیل میں گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے قصے اور واقعات بھی آتے ہیں، کیونکہ اکثر قصے مشتبہ اور غیر ضروری ہوتے ہیں یہی وجہ ہے، کہ گذشتہ انبیاء کے واقعات احادیث میں بہت ہی کم بیان کئے گئے، وہ لمبے چوڑے قصے مفسرین جن کے بیان کی زحمت گوارا فرمایا کرتے ہیں، وہ احادیث کے بجائے علمائے اہل کتاب سے منقول ہوتے ہیں، اور یہ واقعات عام طور پر مشتبہ اور غیر یقینی ہوا کرتے ہیں، لہٰذا ان کے متعلق صحیح بخاری کی ایک روایت کے مطابق ہمیں یہ ہدایت کی گئی ہے، کہ:-

لا تصدقوا اهل الکتاب ولا تکذبوهم ونیز باید دانست کہ صحابہ وتابعین برائے مذاہب مشرکین ویہود، وعادات جہالات ایشاں قصص جزئیہ ذکر می کردند تا آں عقائد وآں عادات روشن تر شود ومی گفتند نزلت الآیۃ فی کذا وارادہ ایشاں آں بود، کہ دریں قبیل نازل شد ایں باشد یا مانند آں ویا نزدیک بایں، واظہار آں صورت نہ مقصد خصوص آں صورت می کردند، بلکہ بنا بر آنکہ تصویر صالح است آں امور کلیہ را، ولہذا بسیار ست، کہ اقوال ایشان مختلف شود، وہر یکے بجانبے کشد، وفی الحقیقت مطلب یکی باشد ابو درداء رضؓ ہمانا بہمیں نکتہ اشارت کردہ است، آنجا کہ گفتہ کسے فقیہ نمیشود، تا آنکہ یک آیہ را بر محامل متعددہ نہ نہد وعلی ہذا اسلوب بسیار است کہ در قرآن عظیم دو صورت مبین شود

لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ وَلْيَعْلَمْ أَنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِيْنَ رُبَّمَا كَانُوا يَذْكُرُونَ قِصَصًا جُزْئِيَّةً لِمَذَاهِبِ الْمُشْرِكِيْنَ وَالْيَهُودِ وَعَادَاتِهِمْ مِنَ الْجَهَالَاتِ لِتَتَّضِحَ تِلْكَ الْعَقَائِدُ وَالْعَادَاتُ وَيَقُولُونَ نَزَلَتِ الْآيَةُ فِي كَذَا وَيُرِيدُونَ بِذٰلِكَ إِنَّهَا نَزَلَتْ فِي هٰذَا الْقَبِيلِ سَوَاءٌ كَانَ هٰذَا أَوْ مَا أَشْبَهَهُ أَوْ مَا قَارَبَهُ وَيَقْصِدُونَ إِظْهَارَ تِلْكَ الصُّوْرَةِ لَا خُصُوصَهَا بَلْ لِأَجْلِ أَنَّ التَّصْوِيرَ صَالِحٌ لِتِلْكَ الْأُمُورِ الْكُلِّيَّةِ وَلِهٰذَا تَخْتَلِفُ أَقْوَالُهُمْ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْمَوَاضِعِ وَكُلٌّ يَجُرُّ الْكَلَامَ إِلٰى جَانِبٍ وَفِي الْحَقِيْقَةِ الْمَطَالِبُ مُتَّحِدَةٌ وَإِلٰى هٰذِهِ النُّكْتَةِ أَشَارَ أَبُو الدَّرْدَاءِ حَيْثُ قَالَ لَا يَكُونُ أَحَدٌ فَقِيْهًا حَتّٰى يَحْمِلَ الْآيَةَ الْوَاحِدَةَ عَلٰى مَحَامِلَ مُتَعَدِّدَةٍ وَعَلٰى هٰذَا الْأُسْلُوبِ كَثِيرًا مَا يُذْكَرُ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ صُورَتَانِ۔

نہ تو ہم ان کی تصدیق کریں، اور نہ تکذیب کریں، جس کے صاف معنی یہ ہیں، کہ ہمیں اہل کتاب کے بیان کئے ہوئے قصوں کی طرف توجہ ہی نہ دینا چاہیے، اس صورت میں ان واقعات کو تفسیر قرآن کے ذیل میں نقل کرنے اور ان سے استفادہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

عادات و رسوم جاہلیت

اس کے علاوہ طبقہ صحابہ اور طبقہ تابعین کے مشرکوں اور یہودیوں کے عقائد اور ان کے عادات اور ان کی جاہلانہ رسموں کی وضاحت کے لئے ایسے بہت سے جزوی اور چھوٹے چھوٹے واقعات بھی بیان کئے ہیں جن سے انکے عقائد اور عادات پر روشنی پڑ سکے، اور انہیں آسانی کے ساتھ سمجھا جا سکے، ان واقعات کے سلسلہ میں بھی وہ اپنی مشہور اصطلاح استعمال کیا کرتے تھے، اور کہا کرتے تھے "نزلت فی کذا" (اس بارہ میں نازل ہوئی) حالانکہ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی ایسے ہی موقع پر نازل ہوئی تھی یعنی جس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی تھی وہ موقع بھی ایسا ہی، یا تقریباً ایسا ہی تھا۔

صحابہ و تابعین، یہودیوں اور مشرکوں کے عقائد اور عادات کے متعلق جو واقعات بیان کرتے تھے، اس کا مقصد اصل میں قصہ بیان کرنا نہیں ہوتا تھا، بلکہ وہ واقعات اس لئے بیان کئے جاتے تھے کہ وہ قرآن کی آیتوں میں بیان کئے جانے والے حقائق، اور کلیات کی سچی تصویر ہوا کرتے تھے، یہی وجہ ہے، کہ اکثر مقامات پر ان کے اقوال میں اختلاف پایا جاتا ہے، اور ہر قول ایک نئے مفہوم کی طرف راہ نمائی کرتا ہے، لیکن حقیقت میں ان تمام مختلف اقوال سے ان کا مقصد ایک ہی ہوتا ہے۔

مشہور صحابی حضرت ابو درداء نے ایک مقام پر یہ کہا ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک فقیہ نہیں ہو سکتا جب تک اس کے اندر اس کی صلاحیت نہ پیدا ہو جائے، کہ وہ ایک ہی آیت کو متعدد اور مختلف مواقع پر پیش کر سکے، اور ان سے فائدہ اٹھا سکے، انہوں نے اپنے اس قول میں اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے جس کی مندرجہ بالا سطور میں وضاحت کی گئی ہے۔

آیات کا ایک اسلوب خاص

قرآن مجید میں، اسی انداز کے بہت سے مقامات ایسے ہیں جن سے بیک وقت دو مختلف صورتوں کا اظہار ہوتا ہے۔

یکے صورت سعید، و در آنجا بعض اوصاف سعادت بیان کردہ شود، و دیگر صورت شقی، و در آنجا اوصاف شقاوت اظہار نمودہ آید، و غرض ازیں بیان احکام آن اوصاف و اعمال باشد نہ تعریض بشخصے معین چنانچہ فرمود (س ۲۶-۲) ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ امہ کرھا ووضعتہ کرھا۔ بعد ازاں دو صورت ذکر نمود، صورت سعید و صورت شقی و مانند این و آیت (س ۱۴-۹) واذا قیل لھم ماذا انزل ربکم قالوا اساطیر الاولین (س ۱۴-۱۰) وقیل للذین اتقوا ماذا انزل ربکم قالوا خیرا و ہمیں طور حمل باید کرد آیت ضرب اللہ مثلا قریۃ کانت امنۃ مطمئنۃ و آیت (س ۹-۱۴) ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منہا زوجہا لیسکن الیہا فلما تغشاھا الآیۃ۔

صُوْرَۃُ سَعِیْدٍ یُذْکَرُ فِیْھَا بَعْضُ اَوْصَافِ السَّعَادَۃِ وَصُوْرَۃُ شَقِیٍّ یُذْکَرُ فِیْھَا بَعْضُ اَوْصَافِ الشَّقَاوَۃِ وَیَکُوْنُ الْغَرَضُ مِنْ ذٰلِکَ بَیَانُ اَحْکَامِ تِلْکَ الْاَوْصَافِ وَالْاَعْمَالِ لَا التَّعْرِیْضُ بِشَخْصٍ مُعَیَّنٍ کَمَا قَالَ سُبْحَانَہٗ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسَانًا حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کُرْھًا وَّوَضَعَتْہُ کُرْھًا ثُمَّ ذَکَرَ صُوْرَتَیْنِ صُوْرَۃَ سَعِیْدٍ وَصُوْرَۃَ شَقِیٍّ۔ وَمِثْلُ ذٰلِکَ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ مَاذَا اَنْزَلَ رَبُّکُمْ قَالُوْا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ۔ وَقِیْلَ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا مَاذَا اَنْزَلَ رَبُّکُمْ قَالُوْا خَیْرًا۔ وَعَلٰی مِثْلِ ھٰذَا الْمَحْمَلِ اٰیَۃُ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا قَرْیَۃً کَانَتْ اٰمِنَۃً مُّطْمَئِنَّۃً وَاٰیَۃُ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّجَعَلَ مِنْھَا زَوْجَھَا لِیَسْکُنَ اِلَیْھَا فَلَمَّا تَغَشّٰھَا الْاٰیَۃَ۔

ایک صورت سعید اور نیک بخت کی ہوتی ہے، اور دوسری صورت شقی اور بد بخت کی، سعید کی صورت کے ساتھ ہی کچھ اوصاف سعادت بیان کئے جاتے ہیں، اور شقی یا اور بدبخت صورت کے ساتھ کچھ اوصاف شقاوت اور بدبختی کے بیان کئے جاتے ہیں لیکن ان دونوں صورتوں میں کسی معین فرد، یا کسی خاص شخص کی طرف اشارہ مقصود نہیں ہوتا، بلکہ اس طرح کے اعمال، اور اوصاف کے بارے میں احکام بیان کرنا مقصود ہوتا ہے، مثلاً

۱۔ ذیل کی آیت:۔

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسَانًا حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کُرْھًا وَّوَضَعَتْہُ کُرْھًا

اس آیت کے بعد جیسا کہ کہا جا چکا ہے، سعید اور شقی کی دونوں صورتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۲۔ ایسی ہی ذیل کی آیت بھی ہے:۔

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ مَاذَا اَنْزَلَ رَبُّکُمْ قَالُوْا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ

۳۔ اور ذیل کی آیت:۔

وَقِیْلَ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا مَاذَا اَنْزَلَ رَبُّکُمْ قَالُوْا خَیْرًا

ان دونوں آیات کے بعد بھی سعید و شقی دونوں کی صورتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

مندرجہ ذیل آیات کو بھی انہی آیات پر حمل کرنا چاہیئے:۔

۱۔ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا قَرْیَۃً کَانَتْ اٰمِنَۃً مُّطْمَئِنَّۃً

۲۔ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّجَعَلَ مِنْھَا زَوْجَھَا لِیَسْکُنَ اِلَیْھَا فَلَمَّا تَغَشّٰھَا الخ

قد افلح المؤمنون الذین هم فی صلوتهم خاشعون
ولا تطع کل حلاف مہین و دریں صورت لازم نیست
کہ آں خصوصیات بعینہا در شخصے یافتہ شود، چنانکہ در
آیت کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل
سنبلۃ مائۃ حبۃ لازم نیست، کہ حبہ بدیں صفت یافتہ
شود، مقصود تصویر زیادت اجر ست لاغیر اگر صورتے موافق
آں حد اکثر خصوصیات یا کل آں یافتہ شود از قبیل لزوم
ما لا یلزم خواہد بود، وگاہے شبہ ظاہر الورود را دفع کردہ
شود، یا سوالے قریب الفہم را جواب گفتہ آید بقصد ایضاح
کلام سابق، نہ آنکہ کسے دراں عصر سوال کردہ باشد و
شبہہ رسانیدہ بود بسیار ست، کہ صحابہ در تقریر آں مقام
سوالے فرض کنند، و مطلب را در صورت جواب و سوال تقریر نمایند

وَاٰيَةُ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ
وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ وَلَا يَلْزَمُ فِيْ هٰذِهِ الصُّوْرَةِ
اَنْ تُوْجَدَ تِلْكَ الْخُصُوْصِيَّاتُ بِعَيْنِهَا فِيْ شَخْصٍ كَمَا
لَا يَلْزَمُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ
فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ اَنْ تُوْجَدَ حَبَّةٌ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ
اِنَّمَا مَقْصُوْدُ تَصْوِيْرِ زِيَادَةِ الْاَجْرِ لَا غَيْرُ فَاِنْ وُجِدَتْ
صُوْرَةٌ تُوَافِقُ الْمَذْكُوْرَ فِي اَكْثَرِ الْخُصُوْصِيَّاتِ اَوْ كُلِّهَا كَانَ مِنْ
قَبِيْلِ لُزُوْمِ مَا لَا يَلْزَمُ وَرُبَّمَا تُدْفَعُ شُبْهَةٌ ظَاهِرَةُ الْوُرُوْدِ
اَوْ يُجَابُ عَنْ سُؤَالٍ قَرِيْبِ الْفَهْمِ لِقَصْدِ الْاِيْضَاحِ لِلْكَلَامِ السَّابِقِ
لَا لِاَجْلِ سُؤَالِ سَائِلٍ وَقَعَ فِيْ ذٰلِكَ الْعَصْرِ وَشُبْهَةٍ حَدَثَتْ
بِالْفِعْلِ وَكَثِيْرًا مَا يَفْرِضُ الصَّحَابَةُ فِيْ تَقْرِيْرِ ذٰلِكَ الْمَقَامِ
سُؤَالًا فَيُقَرِّرُوْنَ الْمَطْلَبَ فِيْ صُوْرَةِ الْجَوَابِ وَالسُّؤَالِ۔

۳۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ
۴۔ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ .... الخ

اس صورت میں یہ ضروری نہیں ہے، کہ آیت میں جن خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے، وہ بعینہ کسی خاص شخص میں پائی بھی جائیں، جیسا کہ ذیل کی آیت میں ہے:۔

كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ۔

اس آیت میں مثال کے لئے ایک ایسے دانے کا ذکر کیا گیا ہے، جس سے سات بالیاں پیدا ہوتی ہیں، اور ہر بالی میں سو دانے ہوتے ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے، کہ اس طرح کا کوئی دانہ موجود ہی ہو، یہاں صرف اجر و ثواب کی زیادتی کا تصور دلانا مقصود ہے، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں، اس طرح کے مقامات پر تمام خصوصیات یا اکثر و بیشتر خصوصیات کے وجود کی شرط ایک ایسی غیر ضروری قید ہوتی ہے، جس کا حاصل کچھ نہیں ہے۔

ایک دوسرا اسلوب بیان

قرآن مجید میں کہیں کہیں ایک اور انداز بھی اختیار کیا گیا ہے، یعنی بیان احکام کے سلسلہ میں اگر کوئی ایسا مقام آگیا، جہاں کوئی شبہ پیدا ہو سکتا ہو، تو اسی مقام پر اس شبہ کو دور بھی کر دیا گیا ہے، یا اگر بیان کردہ احکام کے سلسلہ میں کوئی سوال آسانی سے ذہنوں میں پیدا ہو سکتا ہو، تو اسی سلسلہ میں اس کا جواب بھی دے دیا گیا ہے، اس انداز بیان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے، کہ گذشتہ کلام کی وضاحت کر دی جائے، ایسا نہیں ہوتا کہ اس موقعہ پر جب یہ آیت نازل ہوئی تھی، کسی نے واقعی سوال کیا ہو، یا حقیقۃً کسی نے کسی شبہ کا اظہار کیا ہو، لیکن صحابہ کی عادت یہ تھی، کہ جب وہ اس قسم کی آیات سے بحث کرتے تھے، تو پہلے سوال فرض کر لیا کرتے تھے، اور آیت کا مطلب اس سوال اور اس کے جواب کی شکل میں بیان کیا کرتے تھے۔

واگر بنظر تحقیق تفحص نمائیم آن همه یک کلام ست نسق نزول بعضے بعد بعضے گنجائش نه دارد، یک جمله الست منتظم فک قیود آں بر قاعده نه باشد، گاہے صحابه ذکر تقدم و تاخر کنند، ومراد ایشاں تقدم وتاخر رتبے باشد چنانکه ابن عمر رض در آیت والذین یکنزون الذهب والفضة گفته است هذا قبل ان ینزل الزکوة فلما انزلت جعلها الله تعالی طهرة الاموال معلوم است که سوره برأت آخرین سورت ست واین آیت در تضاعیف قصص متاخره است، وفرضیت زکوة پیش ازیں سالها بود، لیکن مراد ابن عمر تقدم اجمال است مُنبہ از تفصیل بالجمله آنچه شرط مفسر ست ازیں انواع از دو نوع بیش نیست، یکے قصص غزوات وغیرآں که در آیات ایماء بخصوصیات آں قصص واقع میشود۔

وَاِنْ نَظَرْنَا بِالتَّحْقِيْقِ وَالتَّفَحُّصِ فَالْكُلُّ كَلَامٌ وَاحِدٌ مُتَّسِقٌ لَا يَسَعُ نُزُوْلَ بَعْضٍ عَقِيْبَ بَعْضٍ جُمْلَةً وَاحِدَةً مُنْتَظِمَةً وَلَا يَتَأَتّٰى فَكُّ الْقُيُوْدِ عَلٰى قَاعِدَةٍ وَقَدْ يَذْكُرُ الصَّحَابَةُ تَقَدُّمًا وَتَاَخُّرًا وَالْمُرَادُ بِذٰلِكَ التَّقَدُّمُ وَالتَّاَخُّرُ الرُّتْبِيُّ كَمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فِيْ اٰيَةِ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ هٰذَا قَبْلَ اَنْ تُنْزَلَ الزَّكٰوةُ فَلَمَّا نَزَلَتْ جَعَلَهَا اللّٰهُ طُهْرَةً لِلْاَمْوَالِ وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ اَنَّ سُوْرَةَ بَرَاءَةَ مُتَاَخِّرَةٌ فِي السُّوَرِ وَهٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ تَضَاعِيْفِ الْقِصَصِ الْمُتَاَخِّرَةِ وَكَانَتْ فَرْضِيَّةُ الزَّكٰوةِ مُتَقَدِّمَةً بِسِنِيْنَ وَلٰكِنْ مُرَادُ ابْنِ عُمَرَ تَقَدُّمُ الْاِجْمَالِ رُتْبَةً عَلَى التَّفْصِيْلِ وَبِالْجُمْلَةِ فَشَرْطُ الْمُفَسِّرِ لَا يَزِيْدُ عَلٰى نَوْعَيْنِ مِنْ هٰذِهِ الْاَنْوَاعِ الْاَوَّلُ قِصَصُ الْغَزَوَاتِ وَغَيْرِهَا مِمَّا وَقَعَ فِي الْاٰيَاتِ الْاِيْمَاءُ اِلٰى خُصُوْصِيَّاتِهَا۔

چنانچہ اگر ان مقامات کو بنظر تحقیق غور سے دیکھا جائے، تو پتہ چلے گا، کہ پورا کلام حقیقت میں ایک ہی کلام ہے اور اس کی گنجائش قطعی نہیں ہے، کہ نزولی ترتیب کے لحاظ سے آیات کو مقدم یا مؤخر کیا جائے، پورے سلسلہ کی حیثیت ایک مرتب اور منظم جملہ کی سی ہے، جن کی قیود کو توڑنا، اور ترتیب کو بدلنا خلاف قاعدہ ہوگا۔

آیات کی تقدیم وتاخیر

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک طریقہ یہ بھی تھا، کہ وہ قرآن کی آیات کا مطلب بیان کرتے ہوئے الفرقان کی ترتیب بدل کے مقدم آیات کو مؤخر، اور مؤخر آیات کو مقدم کر لیا کرتے تھے، اس کے معنی یہ نہیں ہوتے، کہ وہ حقیقۃً نزولی اعتبار سے اسی ترتیب پر عقیدہ رکھتے تھے، بلکہ یہ ترتیب وہ آیات کے رتبے کے اعتبار سے قائم کرتے تھے، جیسا کہ ابن عمر رض نے مندرجہ ذیل آیت کے متعلق:۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

کہا ہے، کہ یہ آیت، آیت زکوٰۃ سے پہلے نازل ہوئی تھی، چنانچہ اس وقت تک سونے اور چاندی کی ذخیرہ اندوزی ممنوع تھی لیکن جب آیت زکوٰۃ نازل ہوئی، تو اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو مال واسباب کا مطہر قرار دیدیا، لہٰذا سونے چاندی کی ذخیرہ اندوزی جائز ہوگئی، حالانکہ یہ ہر شخص کو معلوم ہے، کہ سورت براۃ، جس سے مندرجہ بالا آیت کا تعلق ہے، سب سے آخر میں نازل ہوئی ہے، اور یہ آیت قصص متاخرہ سے تعلق رکھتی ہے، اور آیت زکوٰۃ اس سے سالوں پیشتر نازل ہوچکی تھی لیکن ابن عمر رض نے یہاں جس تقدیم وتاخیر کا اظہار کیا ہے، اس سے مراد تفصیل پر اجمال کا تقدم ہے۔

مفسر کی ذمہ داری

مختصر یہ کہ مفسر کی ذمہ داری اتنی ہے، کہ وہ ان مختلف صورت حالات میں سے صرف دو امور کا خیال رکھے، ایک تو ایسے غزوات اور واقعات جن کی طرف آیات میں اشارہ موجود ہو

تا آں قصص نہ دانند بفہم حقیقت آں نہ رسند، دیگر فوائد بعض قیود و سبب تشدد، و در بعض مواضع موقوف بر معرفت حال نزول باشد، و ایں بحث اخیر بحقیقت فنے است از فنون توجیہ، و معنی توجیہ بیان وجہ کلام ست و حاصل ایں کلمہ آں ست، کہ گاہے در آیتے شبہ ظاہرہ مے آید، از استبعاد آں صورت کہ مدلول آیت است، یا تناقض دو آیت باہم یا تصور ماصدق آیت بر ذہن مبتدی مشکل مے شود، یا فائدہ قیدے بذہن او نمے نشیند، چوں مفسر حل ایں اشکال نماید آں حل را توجیہ خوانند چنانکہ در آیت یا اخت ہارون سوال کردند کہ میان حضرت موسٰی و حضرت عیسٰے مدت بسیار بود، پس ہارون چگونہ برادر مریم باشد۔

وَمَا لَمْ نَعْلَمْ تِلْكَ الْقَصَصَ لَا يَتَأَتَّى فَهْمُ حَقِيقَتِهَا. وَالثَّانِي فَوَائِدُ بَعْضِ الْقُيُودِ وَسَبَبُ التَّشَدُّدِ فِي بَعْضِ الْمَوَاضِعِ مِمَّا يَتَوَقَّفُ عَلَى مَعْرِفَةِ حَالِ النُّزُولِ. وَهٰذَا الْمَبْحَثُ الْأَخِيرُ فِي الْحَقِيقَةِ فَنٌّ مِنْ فُنُونِ التَّوْجِيهِ وَمَعْنَى التَّوْجِيهِ بَيَانُ وَجْهِ الْكَلَامِ وَحَاصِلُ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ أَنَّهُ قَدْ يَكُونُ فِي آيَةٍ مِنَ الْآيَاتِ شُبْهَةٌ ظَاهِرَةٌ مِنِ اسْتِبْعَادِ صُورَةٍ هِيَ مَدْلُولُ الْآيَةِ أَوْ تَنَاقُضٌ بَيْنَ الْآيَتَيْنِ أَوْ إِشْكَالُ تَصَوُّرِ مِصْدَاقِ الْآيَةِ عَلَى ذِهْنِ الْمُبْتَدِي، أَوْ خَفَاءُ فَائِدَةِ قَيْدٍ مِنَ الْقُيُودِ عَلَيْهِ، فَإِذَا حَلَّ الْمُفَسِّرُ هٰذَا الْإِشْكَالَ سُمِّيَ ذٰلِكَ الْحَلُّ تَوْجِيهًا كَمَا فِي آيَةِ يَا أُخْتَ هَارُونَ فَلَهُمْ سَأَلُوا عَمَّا اسْتَشْكَلُوهُ مِنْ أَنَّهُ كَانَ بَيْنَ مُوسَى وَعِيسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مُدَّةٌ كَثِيرَةٌ فَكَيْفَ يَكُونُ هَارُونُ أَخَا لِمَرْيَمَ۔

اور ان آیات کے مفہوم سمجھنے کا انحصار ان واقعات کے علم پر ہو، انہیں بیان کر دے، دوسرے یہ کہ اگر آیات میں کوئی قید، یا شرط ہو، یا کسی خاص نکتہ پر زور دیا گیا ہو، جن کا سمجھنا شان نزول کے علم پر موقوف ہو، تو ان آیات کی تفسیر لکھتے وقت شان نزول بھی بیان کرے۔

اگرچہ اس دوسری شرط کا تعلق براہ راست فن تفسیر کے بجائے فن توجیہ سے ہے، اور فن توجیہ اپنی جگہ پر ایک مستقل فن ہے جس کے معنی یہ ہیں، کہ کسی کلام کی کوئی ایسی وجہ بیان کی جائے جس سے کلام کے متعلق ہر قسم کا اشتباہ رفع ہو جائے، لیکن چونکہ فن تفسیر میں اس کی ضرورت اکثر پیش آتی ہے، لہذا اس کا علم بھی مفسر کے فرائض میں بھی داخل ہو جاتا ہے۔

حاصل کلام

اس ساری گفتگو کا حاصل یہ ہے، کہ آیات کے سلسلہ میں کبھی کبھی کچھ اس قسم کا اشتباہ ہو جاتا ہے جس سے وہ امر محال نظر آنے لگتا ہے جو بظاہر آیت کا براہ راست مدلول یا مدعا ہوتا ہے کبھی کبھی آیات کے درمیان تناقض نظر آتا ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے، کہ آیت کے مفہوم کا صحیح تصور کرنا ایک مبتدی کے لئے دشوار ہوتا ہے، یا کسی قید اور شرط کا فائدہ اس کے ذہن میں نہیں آتا، مفسر جب ان مقامات سے بحث کرتا ہے، اور ان دشواریوں کا حل نکالتا ہے تو اسے توجیہ کرنا کہتے ہیں، مثلاً ذیل کی آیت :۔

یَا أُخْتَ هَارُونَ . . . . الخ

یعنی ہارون کی بہن، اس خطاب سے اہل فلسطین نے جناب مریم کو حضرت عیسٰی کی ولادت کے بعد مخاطب کیا تھا۔

اس آیت کے متعلق سوال کیا جاتا تھا، کہ حضرت موسٰی اور حضرت عیسٰی علیہما السلام کے درمیان تو ہزاروں سال کا فاصلہ حائل ہے، پھر ہارون، جناب مریم علیہا السلام کے بھائی کس طرح ہو سکتے ہیں۔

گویا سائل در خاطر مضمر کردہ بود کہ ایں ہارون ہماں ہارون برادر حضرت موسیٰ است، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جواب دادند کہ بنی اسرائیل تسمیہ می کردند باسماء صالحین کہ پیش از ایشاں گذشتہ بودند چنانچہ سوال مے کردند کہ آدمی روز محشر بر روئے خود چگونہ مشی کند، فرمودند ان الذی امشاہ فی الدنیا علی رجلیہ لقادر ان یمشیہ علی وجہہ، وچنانکہ از ابن عباس رض سوال کردند، در یک آیت آمدہ ولا یتساءلون ودر آیت دیگر واقبل بعضہم علی بعض یتساءلون آمدہ، وجہ تطبیق چیست، ایشاں گفتند عدم تساؤل در روز حشر ست، وتساؤل بعد دخول در جنت، واز حضرت عائشہ رض سوال کردند کہ سعی بین الصفا والمروہ اگر واجب ست چرا لا جناح گفتہ شد

كَانَ السَّائِلُ أَضْمَرَ فِي خَاطِرِهٖ أَنَّ هَارُوْنَ هُنَا هُوَ هَارُوْنُ أَخُوْ مُوْسٰى فَأَجَابَ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنَّ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ كَانُوْا يُسَمُّوْنَ بِأَسْمَاءِ الصَّالِحِيْنَ مِنَ السَّلَفِ وَكَمَا سَأَلُوْا كَيْفَ يَمْشِي الْإِنْسَانُ يَوْمَ الْحَشْرِ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَالَ إِنَّ الَّذِيْ أَمْشَاهُ فِي الدُّنْيَا عَلٰى رِجْلَيْهِ لَقَادِرٌ أَنْ يُمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ، وَكَمَا سَأَلُوْا ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ وَجْهِ التَّطْبِيْقِ بَيْنَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا يَتَسَاءَلُوْنَ وَبَيْنَ آيَةٍ أُخْرٰى وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُوْنَ فَقَالَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَدَمُ التَّسَاؤُلِ يَوْمَ الْحَشْرِ وَالتَّسَاؤُلُ بَعْدَ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ، وَسَأَلُوْا عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالُوْا إِنْ كَانَ السَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاجِبًا فَمَا وَجْهُ لَا جُنَاحَ۔

اس سوال کا پس منظر یہ ہے، کہ سوال کرنے والا اس ہارون کو بھی وہی ہارون سمجھتا تھا، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے، اور حضرت موسیٰ کے بھائی تھے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کا جواب یہ دیا تھا، کہ اس سے وہ ہارون مراد نہیں ہیں، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے، بلکہ اس نام کا ایک شخص جناب مریم ؑ کے زمانہ میں بھی موجود تھا، اور اس کی وجہ یہ تھی، کہ بنی اسرائیل میں بزرگوں کے نام پر نام رکھنے کا رواج عام تھا، لہذا اس شخص کا نام حضرت ہارون علیہ السلام کے نام پر بھی رکھ لیا گیا تھا۔

اسی طرح ایک آیت کے سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا تھا، کہ لوگ قیامت کے دن منہ کے بل کس طرح چلیں گے؟ آپ نے جواب میں فرمایا، کہ جس ذات نے انسان کو دنیا میں پیروں کے بل چلایا، وہ اس کی بھی قدرت رکھتا ہے، کہ انہیں منہ کے بل بھی چلا دے۔

ایک مرتبہ مفسر اول حضرت عبداللہ بن عباس رض سے دو آیتوں کے درمیان ظاہری تناقض کے متعلق سوال کیا گیا تھا کہ ایک آیت میں تو یہ کہا گیا ہے، کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال نہیں کریں گے" اور دوسری آیت میں ہے کہ "وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں گے" ان دونوں آیتوں میں مطابقت کیسے ہو سکتی ہے؟

آپ نے اس کے جواب میں فرمایا، کہ پہلی آیت کا تعلق محشر کے دن سے ہے، اور دوسری کا جنت سے یعنی وہ محشر میں تو ایک دوسرے سے سوالات کرنے کا ہوش نہ رکھتے ہوں گے لیکن جب جنت میں پہنچیں گے، تو ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے، اور سوالات بھی کریں گے

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رض سے سوال کیا گیا، کہ اگر کوہ صفا اور کوہ مروہ کے درمیان سعی واجب ہے، تو قرآن میں اس کے لئے "لا جناح" (کوئی مضائقہ نہیں) کا فقرہ کیوں استعمال کیا گیا ہے؟

ایشاں جواب دادند، کہ قومے ازاں تجنب می کردند، باین سبب لاجناح گفتہ شد، وحضرت عمرؓ از آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوال کردند، کہ قید ان خفتم چہ معنے دارد فرمودند صدقۃ تصدق اللہ بہا، یعنی کرما در صدقہ مضائقہ نمی کنند، ہم چنین خدائے تعالےٰ ایں قید برائے مضائقہ ذکر نہ فرمودہ است، قید اتفاقی ست، ومثالہائے توجیہ بسیارست، ومقصود تنبیہ است بر معنے آں، و مارا مناسب می نماید، کہ در باب پنجم آنچہ بخاری و ترمذی وحاکم در تفسیرہائے خود از اسباب نزول و توجیہ مشکل ذکر کردہ اند بسند درست تا صحابہ یا تا حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بطریق تنقیح واختصار نقل کنیم، برائے دو فائدہ، یکے آنکہ حفظ ایں قدر آثار مفسر را ضروری است، چنانکہ شرح غریب قرآن قدرے کہ ذکر کردیم ضروری ست، دیگر آنکہ دانستہ شود کہ اکثر اسباب نزول در فہم معانی آیات دخل ندارد اللہم الا شئ قلیل۔

فَاَجَابَتْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِاَنَّ قَوْمًا كَانُوْا يَتَجَنَّبُوْنَهُ وَبِهٰذَا السَّبَبِ قَالَ عَزَّوَجَلَّ لَاجُنَاحَ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَيْدِ اِنْ خِفْتُمْ مَا مَعْنَاهُ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا يَعْنِيْ لَا يَكُوْنُ عِنْدَ الْكُرَمَاءِ فِي الصَّدَقَةِ مُضَايَقَةٌ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى هٰذَا الْقَيْدَ لِلْمُضَايَقَةِ بَلِ الْقَيْدُ اِتِّفَاقِيٌّ وَاَمْثِلَةُ التَّوْجِيْهِ كَثِيْرَةٌ وَالْمَقْصُوْدُ التَّنْبِيْهُ عَلَى الْمَعْنٰى وَمِمَّا يَنْبَغِيْ عِنْدِيْ اَنْ اَذْكُرَ فِي الْبَابِ الْخَامِسِ مَا نَقَلَ الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ فِيْ تَفَاسِيْرِهِمْ مِنْ اَسْبَابِ النُّزُوْلِ وَتَوْجِيْهِ الْمُشْكِلِ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ اِلَى الصَّحَابَةِ اَوْ اِلٰى حَضْرَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَرِيْقِ التَّنْقِيْحِ وَالْاِخْتِصَارِ لِفَائِدَتَيْنِ الْاُوْلٰى اَنَّ حِفْظَ هٰذَا الْقَدْرِ مِنَ الْاٰثَارِ لَابُدَّ مِنْهُ لِلْمُفَسِّرِ كَمَا لَابُدَّ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ مِنْ شَرْحِ غَرِيْبِ الْقُرْاٰنِ وَالْاُخْرٰى اَنْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اَكْثَرَ اَسْبَابِ النُّزُوْلِ لَا مَدْخَلَ لَهَا فِيْ فَهْمِ مَعَانِي الْاٰيَاتِ اَللّٰهُمَّ اِلَّا شَيْءٌ قَلِيْلٌ۔

آپ نے جواب دیا، کہ وجوب کے باوجود ایک گروہ ایسا تھا جو سعی کرنے سے گریز کرتا تھا، چنانچہ انہیں سے یہ کہا گیا تھا، کہ اگر حج کے سلسلہ میں اس وجوب پر بھی عمل کر لیا جائے، تو کوئی گناہ نہیں

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، کہ صدقہ کے حکم کے ساتھ اِنْ خِفْتُمْ (اگر تمہیں خوف ہو) کی شرط کیوں رکھی گئی ہے؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا، کہ کریم اور سخی لوگ صدقہ دینے میں کوئی تکلف، یا زحمت محسوس نہیں کرتے، بلکہ وہ دل سے صدقہ دینے کی خواہش رکھتے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ شرط کسی خاص مقصد سے نہیں رکھی ہے، بلکہ یہ محض اتفاقی شرط ہے، مختصر یہ کہ اگر توجیہ کی مثالیں تلاش کی جائیں، تو بے شمار مثالیں مل جائیں گی یہاں ہمارا مقصد صرف یہ تھا، کہ توجیہ کے صحیح مفہوم کی وضاحت کر دی جائے۔

اس سلسلہ میں ہمیں مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ بخاری، ترمذی اور حاکم نے اپنی اپنی تفسیروں میں، شان نزول اور مشکل آیات کی توجیہ کے سلسلہ میں جو کچھ لکھا ہے، انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ تک، ان کے صحیح سلسلہ کے ساتھ، پانچویں باب میں مختصر طریقے سے بیان کر دیں، اس سے دو طرح کے فائدے مقصود ہیں، ایک تو یہ کہ اس سلسلہ میں کم از کم اتنا جاننا ہر مفسر کے لئے ضروری ہے، جیسا کہ غریب قرآن کی شرح کے سلسلہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے، اس کا جاننا ایک مفسر کے لئے ضروری تھا، دوسرے اس سے یہ بات بھی واضح ہو جائے، کہ اکثر مقامات پر آیات کا مفہوم سمجھنے کے لئے اسباب نزول جاننے کی ضرورت پیش نہیں آتی چنانچہ اس سلسلہ میں بہت کم واقعات بیان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

از قصص مذکور مے شود، دریں تفاسیر ثلاثہ کہ اصح تفاسیر ست نزدیک محدثین، وآنچہ محمد بن اسحاق وواقدی وکلبی دریں باب افراط کردہ اند، زیر ہر آیتے قصہ آوردہ اند نزدیک محدثین اکثر غیر صحیح است، ودر اسناد آں نظر ست آں را شرط تفسیر داشتن خطائے بین ست، ودر حفظ آں تدبیر کتاب اللہ را موقوف داشتن حظ خود را از کتاب اللہ فوت کردن ست وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم۔

مِنَ الْقَصَصِ يُذْكَرُ فِيْ هٰذِهِ التَّفَاسِيْرِ الثَّلَاثَةِ الَّتِيْ هِيَ أَصَحُّ التَّفَاسِيْرِ عِنْدَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَأَمَّا إِفْرَاطُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ وَالْوَاقِدِيِّ وَالْكَلْبِيِّ وَمَا ذَكَرُوْا تَحْتَ كُلِّ آيَةٍ قِصَّةً فَأَكْثَرُهُ غَيْرُ صَحِيْحٍ عِنْدَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَفِيْ إِسْنَادِهِ نَظَرٌ وَمِنَ الْخَطَإِ الْبَيِّنِ أَنْ يُعَدَّ ذٰلِكَ مِنْ شُرُوْطِ التَّفْسِيْرِ وَالَّذِيْ يَرٰى أَنَّ تَدَبُّرَ كِتَابِ اللّٰهِ مُتَوَقِّفٌ عَلٰى حِفْظِهٖ فَمَنْ فَاتَهٗ فَقَدْ فَاتَ حَظُّهٗ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔

فصل

در بقیہ مباحث ایں باب

حذف بعض اجزاء یا ادوات کلام، کہ اخفاء آرد وہم چنیں ابدال چیزے از چیزے وتقدیم ماحقہ التاخیر وتاخیر ماحقہ التقدیم واستعمال متشابہات وتعریضات وکنایات،

فَصْلٌ

فِيْ بَقِيَّةِ مَبَاحِثِ الْبَابِ

حَذْفُ بَعْضِ الْأَجْزَاءِ أَوْ أَدَوَاتِ الْكَلَامِ مِمَّا يُوْجِبُ الْخَفَاءَ وَكَذٰلِكَ إِبْدَالُ الشَّيْءِ بِشَيْءٍ وَتَقْدِيْمُ مَا حَقُّهُ التَّأْخِيْرُ وَتَأْخِيْرُ مَا حَقُّهُ التَّقْدِيْمُ وَاسْتِعْمَالُ الْمُتَشَابِهَاتِ وَالتَّعْرِيْضَاتِ

یہی وجہ ہے، کہ تفسیر کی مندرجہ بالا تینوں کتابوں میں جو فن تفسیر کی صحیح ترین کتابیں سمجھی جاتی ہیں، بہت کم واقعات بیان کئے گئے ہیں، اس کے برخلاف محمد بن اسحاق، اور واقدی اور کلبی نے اس معاملہ میں بڑی فراخدلی سے کام لیا ہے، اور ہر آیت کے سلسلہ میں کوئی نہ کوئی قصہ ضرور بیان کردیا ہے، لیکن ان میں سے اکثر وبیشتر قصے محدثین کے نزدیک صحیح نہیں ہیں، یا ان کے اسناد مشتبہ ہیں، اس طرح کی غلط اور مشتبہ حکایات کو تفسیر کی شرط قرار دینا کھلی ہوئی غلطی ہے، اور ان واقعات کے علم پر قرآن فہمی کو موقوف سمجھنا حقیقت میں اپنے آپ کو علم قرآن سے محروم کردینا ہے۔

فصل سوم

اس باب کے بقیہ مباحث

اس باب میں چند قابل بحث چیزیں اور بھی ہیں، جن کا علم قرآن فہمی کے لئے ضروری ہے، ان میں ایک تو حذف ہے یعنی کلام کے کسی جزو، یا کسی رکن کو بیان نہ کرنا، یا اسے حذف کردینا جس سے مفہوم میں ابہام پیدا ہوجائے، دوسرے ابدال، یعنی ایک چیز کو کسی دوسری چیز سے بدل دینا ہے، تیسرے تقدیم وتاخیر یعنی کسی مقدم کو مؤخر کردینا، اور مؤخر کو مقدم کردینا، چوتھے متشابہات اور تعریض وکنایے کا استعمال ہے۔

خصوص تصویر معنی مراد بصورت محسوسہ کہ لازم آں معنے باشد، در عادت استعارہ مکنیہ و مجاز عقلی است، پس بطریق اختصار بر بعضے امثلہ ایں اشیاء مطلع سازیم تا بصیرتے حاصل شود، اما حذف پس آن چند قسمت دارد، حذف مضاف و موصوف، و متعلق و غیر آں (س ٢-٩) ولکن البر من امن۔ ای بر من امن (س ١٥-٦) واتینا ثمود الناقۃ مبصرۃ۔ ای اٰیۃ مبصرۃ لا انہا مبصرۃ غیر عمیاء (س ١-١١) واشربوا فی قلوبہم العجل۔ ای حب العجل (س ١٥-٢٢) اقتلت نفسا زکیۃ بغیر نفس۔ ای بغیر قتل نفس او فساد ای بغیر فساد

خُصُوصًا تَصْوِيرُ الْمَعْنَى الْمُرَادِ بِصُورَةٍ مَحْسُوسَةٍ لِذٰلِكَ الْمَعْنٰى فِي الْعَادَةِ وَالْاِسْتِعَارَةِ الْمَكْنِيَّةِ وَالْمَجَازِ الْعَقْلِيِّ فَلْنَذْكُرْ شَيْئًا مِنْ هٰذِهِ الْاَمْثِلَةِ بِطَرِيْقِ الْاِخْتِصَارِ لِتَكُوْنَ عَلٰى بَصِيْرَةٍ. اَمَّا الْحَذْفُ فَعَلٰى اَقْسَامٍ حَذْفُ الْمُضَافِ وَالْمَوْصُوْفِ وَالْمُتَعَلِّقِ وَغَيْرِهَا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ. اَیْ بِرُّ مَنْ اٰمَنَ۔ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً اَیْ اٰيَةً مُبْصِرَةً لَا اَنَّهَا مُبْصِرَةٌ غَيْرُ عَمْيَاءَ. وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ اَیْ حُبَّ الْعِجْلِ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ اَیْ بِغَيْرِ قَتْلِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ اَیْ بِغَيْرِ فَسَادٍ۔

یعنی معانی وحقائق اور حقیقی مقصد کی تصویر کو کسی ایسی مادی اور محسوس تصویر کے ذریعہ بیان کرنا جو اس مقصد کی اصل تصویر سے مناسبت رکھتی ہو جسے اصطلاح میں استعارہ بالکنایہ یا مجاز عقلی کہا جاتا ہے، یہ تمام امور ایسے ہیں جن سے کبھی کبھی اصل مفہوم سمجھنے میں دشواری پیش آتی ہے، ذیل میں ان تمام امور کی الگ الگ مثالیں پیش کیجاتی ہیں، تاکہ دشواریوں کا حل اور فہم قرآن میں سہولت ہوجائے

١۔ حذف حذف کی چند صورتیں ہیں:۔
(ا) مضاف کا محذوف ہونا (ب) موصوف کا محذوف ہونا (ج) متعلقات کا محذوف ہونا (د) اسی طرح کی بعض دوسری چیزوں کا حذف ہونا۔

اب اس طرح کے محذوفات کی مثالیں دیکھئے:۔

آیت ١ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ . . . . . الخ

اس آیت میں "مَنْ اٰمَنَ" سے پہلے "بِرُّ" محذوف ہے، اصل میں جملہ یوں ہے:۔

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ۔ بِرُّ مَنْ اٰمَنَ۔

آیت ٢ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً . . . . . الخ

اس آیت میں "مُبْصِرَة" سے پہلے "اٰیۃ" محذوف ہے مبصرۃ کا تعلق اسی محذوف سے ہے، ناقہ سے نہیں ہے، یعنی یہ مراد نہیں ہے کہ ناقہ آنکھوں والی تھی، بلکہ مراد یہ ہے، کہ وہ ناقہ آنکھیں کھول دینے والی نشانی تھی۔

آیت ٣ وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ . . . . . الخ

اس آیت میں "العجل" (بچھڑے) سے پہلے "حب" (محبت) کا لفظ محذوف ہے کہ انکے دلوں میں بچھڑے کی محبت بیٹھ گئی تھی

آیت ٤۔ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ . . . . الخ

اس آیت میں دو لفظ محذوف ہیں، ایک تو "نفس" سے پہلے "قتل" کا لفظ، دوسرے "فساد" سے پہلے "بغیر" کا لفظ محذوف ہے یعنی اس نے نہ تو کسی کو قتل کیا تھا نہ کوئی فساد برپا کیا تھا، پھر بھی تم نے اس بے گناہ آدمی کو قتل کر دیا۔

من فی السموات والارض۔ ای من فی السموات و ومن فی الارض لان شیئا واحدا هو فی السموات والارض (س ۱۵-۸) ضعف الحیاۃ وضعف الممات ای ضعف عذاب الحیات وضعف عذاب الممات (س ۱۳-۴) واسئل القریۃ۔ ای اهل القریۃ (س ۱۳-۷) بدلوا نعمۃ اللہ کفرا ای نعلوا مکان شکر نعمت اللہ کُفرًا (س ۱۵-۱) یهدی للتی هی اقوم ای للخصلۃ التی هی اقوم (س ۲۲-۱۹) بالتی هی احسن ای بالخصلۃ التی هی احسن۔

مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَیْ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ لِاَنَّ شَیْئًا وَاحِدًا هُوَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ ضِعْفَ الْحَیٰوۃِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ اَیْ ضِعْفَ عَذَابِ الْحَیٰوۃِ وَضِعْفَ عَذَابِ الْمَمَاتِ۔ وَاسْاَلِ الْقَرْیَۃَ اَیْ اَهْلَ الْقَرْیَۃِ۔ بَدَّلُوْا نِعْمَۃَ اللّٰهِ کُفْرًا اَیْ نَعَلُوْا مَکَانَ شُکْرِ نِعْمَۃِ اللّٰهِ کُفْرًا۔ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ اَیْ اَلْخَصْلَۃُ الَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔ اَیْ بِالْخَصْلَۃِ الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔

آیت ۵۔ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ . . . . . الخ

اس آیت کا ترجمہ ہوا، وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے لیکن ایسی کوئی چیز نہیں، جو آسمان اور زمین دونوں میں ہو لہذا یہاں "وَالْاَرْضِ" سے پہلے "وَمَنْ فِی" کا لفظ محذوف ہے یعنی جو کچھ آسمان میں ہے، وہ بھی، اور جو کچھ زمین میں ہے، وہ بھی۔

آیت ۶۔ ضِعْفَ الْحَیٰوۃِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ الخ

اس آیت میں "حیات" اور "ممات" دونوں الفاظ سے پہلے "عذاب" کا لفظ محذوف ہے یعنی زندگی کے عذاب میں بھی اضافہ، اور موت کے عذاب میں بھی۔

آیت ۷۔ وَاسْئَلِ الْقَرْیَۃَ

"قریہ سے سوال کرو، لیکن قریہ ان چیزوں میں سے نہیں ہے، جس سے سوال کیا جاسکے، لہذا یہاں قریہ سے پہلے "اھل" کا لفظ محذوف ہے، یعنی اہل قریہ سے سوال کرو۔

آیت ۸۔ بَدَّلُوْا نِعْمَۃَ اللّٰهِ کُفْرًا الخ

"انہوں نے اللہ کی نعمتوں کو کفر سے بدل دیا، مراد یہ کہ فَعَلُوْا مَکَانَ شُکْرِ نِعْمَۃِ اللّٰهِ کُفْرًا، یعنے ان لوگوں نے اللہ تعالے کی نعمتوں پر شکر بجالانے کے بجائے کفر اختیار کیا،

آیت ۹۔ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ . . . . الخ

یعنی اس چیز کی طرف ہدایت کرتا ہے، جو زیادہ مناسب اور بہتر ہوتی ہے، یہاں "اَلَّتِیْ" سے پہلے "خصلۃ" کا لفظ محذوف ہے، یعنی اس خصلت کی طرف ہدایت کرتا ہے جو زیادہ مناسب اور بہتر ہوتی ہے۔

آیت ۱۰۔ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ . . . . . الخ

یہاں بھی "الَّتی" سے پہلے "خصلۃ" کا لفظ محذوف ہے یعنی بِالْخَصْلَۃِ الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (اس خصلت سے جو زیادہ درست ہو)۔

(س ۱۷ - ۷) سبقت لهم منا الحسنى اى الكلمة الحسنى والعدة الحسنى (س ۱ - ۱۲) على ملك سليمان اى على عهد ملك سليمان (س ۳ - ۱۱) وعدتنا على رسلك ۔ اى على السنة رسلك ۔ انا انزلناه فى ليلة القدر ۔ اى انزلنا القران وان لم يبق له ذكر (س ۲۳ - ۱۲) حتى توارت بالحجاب اى توارت الشمس (س ۲۴ - ۱۹) وما يلقاها اى خصلة الصبر (س ۶ - ۱۳) وعبد الطاغوت فيمن قرأ بالنصب اى جعل منهم من عبد الطاغوت ۔ فجعله نسبا وصهرا ۔ اى جعل له نسبا وصهرا ۔

سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰى اَىِ الْكَلِمَةُ الْحُسْنٰى وَالْعِدَةُ الْحُسْنٰى ۔ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ اَىْ عَلٰى عَهْدِ مُلْكِ سُلَيْمَانَ ۔ وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ اَىْ عَلٰى اَلْسِنَةِ رُسُلِكَ ۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ اَىْ اَنْزَلْنَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ لَّمْ يَبْقَ لَهٗ ذِكْرٌ ۔ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۔ اَىْ تَوَارَتِ الشَّمْسُ ۔ وَمَا يُلَقَّاهَا اَىْ خَصْلَةُ الصَّبْرِ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ فِيْمَنْ قَرَأَ بِالنَّصَبِ اَىْ جَعَلَ مِنْهُمْ مَنْ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۔ وَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۔ اَىْ جَعَلَ لَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۔

آیت ۱۱ ۔ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰى ۔

اس آیت میں "الحسنیٰ" سے پہلے "الکلمۃ" یا "العدۃ" کا لفظ محذوف ہے یعنی "الکلمۃ الحسنیٰ" یا "العدۃ الحسنیٰ"

آیت ۱۲ ۔ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ ۔

اس آیت میں "ملک" سے پہلے "عہد" کا لفظ محذوف ہے یعنی "علیٰ عہد ملک سلیمان"

آیت ۱۳ ۔ وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ ۔

تو نے اپنے رسولوں پر وعدہ کیا، یہاں "رسلک" سے پہلے "السنۃ" کا لفظ محذوف ہے یعنی تو نے اپنے رسولوں کی زبانی وعدہ کیا ہے ۔

آیت ۱۴ ۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۔

ہم نے اسے شب قدر میں نازل کیا یعنی قرآن کو شب قدر میں نازل کیا، چنانچہ اس آیت میں ضمیر "ہ" کی جگہ لفظ "القرآن" ہونا چاہیئے کیونکہ اس سے پہلے قرآن کا ذکر نہیں ہے اور وہی اس ضمیر کا مرجع ہے ۔

آیت ۱۵ ۔ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ

یہاں تک کہ پردہ میں چھپ گیا، یہاں "بالحجاب" سے پہلے "الشمس" کا لفظ محذوف ہے یعنی آفتاب پردہ میں چھپ گیا ۔

آیت ۱۶ ۔ وَمَا يُلَقَّاهَا ۔

اس آیت میں ضمیر "ھا" اصل میں "خصلۃ الصبر" کی جگہ استعمال ہوئی ہے ۔

آیت ۱۷ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۔ فیمن قرأ بالنصب

اس آیت میں "عَبَدَ الطَّاغُوْتَ" سے پہلے "جَعَلَ مِنْهُمْ" کا فقرہ محذوف ہے ۔

آیت ۱۸ ۔ فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا

اس آیت میں "فَجَعَلَهٗ" اصل میں "فَجَعَلَ لَهٗ" ہے

(س ۹-۹) واختار موسی قومہ ای من قومہ (س ۱۲
ہ) الا ان عادا کفروا ربھم ای کفروا نعمۃ ربھم
او کفروا بربھم بنزع الخافض (س ۱۳-۴) تفتؤ
ای لا تفتؤ ومعناہ لا تزال (س ۲۳-۱۵) ما نعبدھم
الا لیقربونا الی اللہ زلفی ای یقولون ما نعبدھم
(س ۹-۹) ان الذین اتخذوا العجل ای الذین اتخذوا
العجل الٰھا (س ۲۳-۵) تاتوننا عن الیمین ای وعن
الشمال (س ۲۷-۱۵) فظلتم تفکھون انا لمغرمون
ای تقولون انا لمغرمون (س ۲۵-۲) لو نشاء لجعلنا
منکم ملائکۃ ای بدلا منکم۔

وَاخْتَارَ مُوسٰی قَوْمَہٗ اَیْ مِنْ قَوْمِہٖ۔ اَلَا اِنَّ عَادًا کَفَرُوْا
رَبَّھُمْ۔ اَیْ کَفَرُوْا نِعْمَۃَ رَبِّھِمْ اَوْ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ
بِنَزْعِ الْخَافِضِ۔ تَفْتَؤُا اَیْ لَا تَفْتَؤُا وَمَعْنَاہُ لَا تَزَالُ
مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی۔ اَیْ
یَقُوْلُوْنَ مَا نَعْبُدُھُمْ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا
الْعِجْلَ۔ اَیْ اِتَّخَذُوا الْعِجْلَ اِلٰھًا۔ تَاْتُوْنَنَا عَنِ
الْیَمِیْنِ اَیْ وَعَنِ الشِّمَالِ۔ فَظَلْتُمْ تَفَکَّھُوْنَ
اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ۔ اَیْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ
لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْکُمْ مَلٰٓئِکَۃً۔ اَیْ
بَدَلًا مِنْکُمْ۔

آیت ۱۹۔ وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَہٗ۔

موسیٰ نے اپنی قوم کو منتخب کیا۔ یہاں "قومہ" سے پہلے "من" کا لفظ محذوف ہے یعنی موسیٰ نے اپنی قوم میں سے کچھ لوگوں کو منتخب کیا۔

آیت ۲۰۔ اَلَآ اِنَّ عَادًا کَفَرُوْا رَبَّھُمْ۔

انہوں نے اپنے رب کا انکار کیا۔ یہاں "ربھم" سے پہلے "نعمۃ" کا لفظ محذوف ہے یعنی اپنے رب کی نعمتوں کا انکار کیا۔

آیت ۲۱۔ تَفْتَؤُا۔

اس آیت کا یہ لفظ اصل میں "لا تفتؤ" ہے۔ جس کے معنی "ہمیشہ" کے ہیں

آیت ۲۲۔ مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی

اس آیت میں "مَا نَعْبُدُھُمْ" سے پہلے یعنی آیت کے شروع میں "یقولون" محذوف ہے یعنی وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم بتوں کی عبادت صرف اللہ کے تقرب کے لئے کرتے ہیں

آیت ۲۳۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ۔

یعنی وہ لوگ جنہوں نے بچھڑے کو بنالیا یعنی بچھڑے کو معبود بنالیا۔ یہاں "العجل" کے بعد "اِلٰھًا" کا لفظ محذوف ہے۔

آیت ۲۴۔ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْیَمِیْنِ۔

اس آیت میں "عن الیمین" کے بعد "عن الشمال" محذوف ہے یعنی دائیں اور بائیں دونوں طرف سے۔

آیت ۲۵۔ فَظَلْتُمْ تَفَکَّھُوْنَ۔ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ۔

اس آیت میں "اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ" سے پہلے "تَقُوْلُوْنَ" محذوف ہے یعنی تم لوگ کہتے ہو۔

آیت ۲۶۔ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْکُمْ مَّلٰٓئِکَۃً۔

یعنی اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتے مقرر کرتے یعنی تمہاری جگہ پر یا تمہارے بدلے میں فرشتے مقرر کرتے چنانچہ اس آیت میں "مِنْکُمْ" سے پہلے "بَدَلًا" محذوف ہے۔

(س ۹-۵) کما اخرجک ربک. ای امض باید دانست کہ حذف خبر انّ یا جزائے شرط یا مفعول فعل یا مبتدائے جملہ و مانند آں و تنبیہ بابعد دلالت می کند بر حذف آں در قرآن مطرد ست (س ۸-۵) فلو شاء لھدٰکم اجمعین. ای لو شاء ھدایتکم لھدٰکم (س ۲-۱۵) الحق من ربک ای ھذا الحق من ربک (س ۲۷-۱۷) لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولٰئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا ای لا یستوی من انفق من قبل الفتح ومن انفق من بعد الفتح فحذف الثانی لدلالۃ قولہ اولٰئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد۔

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ اَیْ اِمْضِ وَنَعْلَمُ اَنَّ حَذْفَ خَبَرِ اَنَّ اَوْ جَزَاءِ الشَّرْطِ اَوْ مَفْعُوْلِ الْفِعْلِ اَوْ مُبْتَدَاءِ الْجُمْلَۃِ وَمَا اَشْبَہُ ذٰلِکَ مُطَّرِدٌ فِی الْقُرْاٰنِ اِذَا کَانَ فِیْمَا بَعْدَ دَلَالَۃٌ عَلٰی حَذْفِہٖ. فَلَوْ شَاۤءَ لَھَدٰىكُمْ اَجْمَعِیْنَ اَیْ لَوْ شَاۤءَ ھِدَایَتَکُمْ لَھَدٰىكُمْ. اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ اَیْ ھٰذَا الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ. لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا اَیْ لَا یَسْتَوِیْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَمَنْ اَنْفَقَ مِنْ بَعْدِ الْفَتْحِ فَحَذَفَ الثَّانِیْ لِدَلَالَۃِ قَوْلِہٖ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ۔

آیت ۲۷ - كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ

اس آیت میں "اخرج" اصل میں "امض" کی جگہ استعمال ہوا ہے۔

حذف کی بعض دوسری مثالیں

اس کے علاوہ اجزائے شرط میں سے اِنّ کی خبر کا حذف کرنا یا کسی فعل کے مفعول کو حذف کرنا، یا کسی جملہ کے مبتدا کو حذف کر دینا، یا ان کے علاوہ جملہ کے دوسرے اجزاء کا حذف کر دینا بشرطیکہ محذوف کلمات کے بعد آنے والے کلمات اس کے حذف ہونے پر دلالت بھی کرتے ہوں، قرآن مجید میں عام ہے، مثالیں حسب ذیل ہیں:-

آیت ۱: فَلَوْ شَاۤءَ لَھَدٰىكُمْ اَجْمَعِیْنَ

"اگر اللہ چاہتا، تو سب لوگوں کو سیدھی راہ پر لگا دیتا" یہاں "لَھَدٰىكُمْ" سے پہلے "ھِدَایَتَكُمْ" محذوف ہے یعنی اگر اللہ تعالےٰ تمہیں ہدایت دینا چاہتا تو تم سب لوگوں کو سیدھی راہ پر لگا دیتا۔

آیت ۲: اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ

یہاں شروع آیت میں "ھذا" محذوف ہے یعنی یہ تمہارے رب کی طرف سے برحق ہے۔

آیت ۳: لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا

"تم میں سے وہ لوگ برابر نہیں ہیں جنہوں نے فتح سے پہلے مال خرچ کیا، اور قتال کیا، یہ لوگ ان لوگوں سے زیادہ عظیم درجہ کے مالک ہیں جنہوں نے فتح کے بعد مال خرچ کیا، اور قتال کیا"

اس آیت میں مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ" کے بعد "وَمَنْ اَنْفَقَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ" بھی ہونا چاہیے تھا یعنی جن لوگوں نے فتح سے پہلے مال خرچ کیا، اور قتال کیا، اور وہ لوگ جنہوں نے فتح کے بعد مال خرچ کیا اور قتال کیا، دونوں برابر نہیں ہو سکتے لیکن دوسرا جملہ اس لئے حذف کر دیا گیا ہے کہ آیت کے آخر میں اس طرح کا فقرہ موجود ہے جو اس کی وضاحت کر دیتا ہے۔

(س ۲۲-۲) واذا قیل لهم اتقوا ما بین ایدیکم وما خلفکم لعلکم ترحمون وما تاتیهم من ایة من ایات ربهم الا کانوا عنها معرضین ای اذا قیل لهم اتقوا ما بین ایدیکم وما خلفکم اعرضوا۔ ونیز باید دانست، کہ اصل در مثل واذ قال ربک للملائکۃ۔ واذ قال موسیٰ آن ست کہ اذ ظرف فعلے باشد لیکن این را نقل کردند بمعنی تہویل وتخویف پس مانند آن ست، کہ کسے مواضع ہائلہ را یا وقائع ہائلہ را یاد مے کند بغیر ترکیب جملہ وبے وقوع در حیز اعراب بلکہ مقصود ذکر آنہا ست، تا صورت آن در ذہن مخاطب مرتسم شود، از آں حادثہ خوفے بر ضمیر او مستولی گردد پس تحقیق آن است، کہ در امثال این مواضع تفتیش عامل او ضرور نیست، واللہ اعلم۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَمَا خَلْفَکُمْ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ وَمَا تَاْتِیْهِمْ مِنْ اٰیَةٍ مِنْ اٰیَاتِ رَبِّهِمْ اِلَّا کَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ اَیْ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَمَا خَلْفَکُمْ اَعْرَضُوْا۔ وَلْیَعْلَمْ اَیْضًا اِنَّ الْاَصْلَ فِیْ مِثْلِ وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَةِ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی. اَنْ یَکُوْنَ اِذْ ظَرْفًا لِفِعْلٍ مِنَ الْاَفْعَالِ وَلٰکِنَّهٗ نُقِلَ هٰهُنَا لِمَعْنَی التَّهْوِیْلِ وَالتَّخْوِیْفِ فَمَثَلُ ذٰلِکَ مَثَلُ مَنْ یَذْکُرُ الْمَوَاضِعَ الْهَائِلَةَ اَوِ الْوَقَائِعَ الْهَائِلَةَ عَلٰی سَبِیْلِ التَّعْدَادِ مِنْ غَیْرِ تَرْکِیْبِ جُمْلَةٍ وَمِنْ غَیْرِ وُقُوْعِهَا فِیْ حَیِّزِ الْاِعْرَابِ بَلِ الْمَقْصُوْدُ مِنْ ذِکْرِهَا اَنْ تَرْتَسِمَ صُوْرَتُهَا فِیْ ذِهْنِ الْمُخَاطَبِ وَیَسْتَوْلِیَ مِنْ تِلْکَ الْحَادِثَةِ خَوْفٌ عَلٰی ضَمِیْرِهٖ فَالتَّحْقِیْقُ اَنَّهٗ لَا یَلْزَمُ فِیْ مِثْلِ هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ تَفْتِیْشُ الْعَامِلِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

آیت ۴۵۔ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَمَا خَلْفَکُمْ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ وَمَا تَاْتِیْهِمْ مِنْ اٰیَةٍ مِنْ اٰیَاتِ رَبِّهِمْ اِلَّا کَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ۔

اور جب ان سے کہا گیا، کہ اپنے پس و پیش سے بچو، تاکہ تم رحمت باری کے مستحق قرار پاؤ، اور ان کے پاس جب خدا کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی آتی ہے، تو اس کی طرف سے منہ موڑ لیتے ہیں۔

اس آیت میں وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَمَا خَلْفَکُمْ" کے بعد اَعْرَضُوْا محذوف ہے۔

قرآن کا ایک اور اسلوب

اسی انداز سے ملتا جلتا قرآن مجید کا ایک اور اسلوب ہے، جو ذہن میں رکھنا چاہیے بعض ایسی آیات جن کا آغاز "اِذْ" سے ہوتا ہے، مثلاً:۔

(ا) وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ . . . . . الخ

"اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا"

(ب) وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی . . . . . الخ "اور جب موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔"

اس طرح کی آیات میں "اِذْ" ایک ایسا ظرف ہے جو فعل کے معنی دیتا ہے، لیکن اس طرح کے موقعوں پر اسے اصل معنی سے نقل کر کے تخویف اور ہول دلانے کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، اس وقت "اذ" کا لفظ یہ فائدہ دیتا ہے، کہ بغیر کسی ایسی ترکیب یا بناء ایسے فقرہ کو استعمال کئے ہوئے جو کسی ہولناک موقع یا ہولناک واقعہ کی طرف اشارہ کرے، ہولناک واقعات بیان کر دیئے جاتے ہیں، ذہن ان سے متاثر ہوتا ہے، اور اس کے دل میں خوف بیٹھ جاتا ہے، اور یہ سارا فائدہ محض ایک لفظ "اذ" کے استعمال سے اٹھایا جاتا ہے۔ لہٰذا اس طرح کے مقامات پر عامل کی تلاش ضروری نہیں ہوتی۔

ونیز باید دانست کہ حذف جار از سر اَنْ مصدریہ در کلام عرب مطرد ست و معنی لان باشد او بان او وقت ان ونیز باید دانست ولو تری اذ الظلمون فی غمرات الموت۔ ولو یری الذین ظلموا اذ یرون العذاب اصل آن ست کہ جواب شرط محذوف باشد۔ اما ایں ترکیب را نقل کردہ اند بہ معنی تعجب پس حاجت تفتیش محذوف نماندہ است، واللہ اعلم، واما ابدال تصرفے است کثیر الفنون گاہے باشد کہ فعلے را بجائے فعلے ذکر نمایند برائے اغراض شتّٰی کہ استقصاء در ذکر آں اغراض وظیفہ ایں کتاب نیست (س ۱۷-۱۳) ھذا الذی یذکر الہتکم ای یسب الہتکم ——— اصل کلام آں بود کہ اھذا الذی یسب لیکن ذکر سب کردہ

ولیعلم ایضا ان حذف الجار من ان المصدریۃ مطرد فی کلام العرب والمعنی لان او بان او وقت ان۔ ولیعلم ایضا ان الاصل فی مثل ولو تری اذ الظلمون فی غمرات الموت۔ ولو یری الذین ظلموا اذ یرون العذاب ان یحذف جواب الشرط ولکن صار ھذا الترکیب منقولا لمعنی التعجیب فلا حاجۃ الی تفتیش المحذوف واللہ اعلم اما الابدال فانہ تصرف کثیر الفنون قد یذکر فعل مکان فعل لاغراض شتی ولیس استقصاء ذکر تلک الاغراض من وظیفۃ ھذا الکتاب۔ اھذا الذی یذکر الھتکم ای یسب الھتکم کان اصل الکلام اھذا الذی یسب ولکن کرہ ذکر السب۔

حذف کا ایک اور انداز

اہل عرب میں حذف کا ایک عام انداز یہ بھی ہے کہ وہ "ان" مصدریہ سے پہلے حرف جار کو حذف کر دیتے ہیں، اور اسے "لان" کے معنی میں استعمال کرتے ہیں قرآن مجید میں بھی بعض مقامات پر یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

جواب شرط کا محذوف ہونا

قرآن مجید میں کبھی کبھی جواب شرط محذوف ہوتا ہے، مثلاً

(ا) وَلَوْ تَرٰى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ الخ

(ب) وَلَوْ یَرَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ الخ

اس طرح کی آیات میں جواب شرط محذوف ہوتا ہے لیکن اس ترکیب کو اصل معنی میں استعمال کرنے کے بجائے تعجب کے معنی میں استعمال کیا گیا ہوتا ہے۔ لہذا یہاں بھی محذوف شدہ کلمہ یا نقرہ کی تلاش غیر ضروری ہوتی ہے۔

۲- ابدال

یعنی ایک کلمہ کو کسی دوسرے کلمہ سے تبدیل کرنے کا اسلوب بھی قرآن مجید میں اکثر اختیار کیا گیا ہے۔ البتہ اس کی صورتیں بہت سی ہیں، کبھی فعل کو فعل سے بدلا جاتا ہے کبھی اسم کو اسم سے کبھی حرف کو حرف سے، اور کبھی پورے جملہ کو جملہ سے بدل دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ معرفہ کو نکرہ، مذکر مونث اور مفرد کو جمع سے بھی تبدیل کیا جاتا ہے تفصیل درج ذیل ہے

فعل کی فعل سے تبدیلی

فعل کو فعل سے بدلنا عام ہے، اس تبدیلی کے اغراض مختلف اور متعدد ہیں لیکن ان مقاصد کا بیان اس کتاب کے موضوع سے تعلق نہیں رکھتا، قرآن مجید میں اس طرح کے استعمال کی مثالیں حسب ذیل ہیں۔

آیت ۱ اَھٰذَا الَّذِیْ یَذْکُرُ اٰلِھَتَکُمْ الخ

"کیا یہ وہی ہے جو تمہارے معبود کا ذکر کرتا تھا" اس آیت میں "یذکر" کی جگہ "یسب" تھا یعنی تمہارے معبود کو دشنام دیتا تھا لیکن چونکہ

داشتند وآن را بدل کردند بذکرِ وازیں قبیل است آنچہ در عرف می گویند کہ بدشمنان فلاں کس عارض شدہ است دمے گویند کہ بندگان حضرت دریں جا تشریف آوردہ اند یا بندگان جناب عالی ایں مقدمہ را مے دانند، ومراد آں است کہ جناب عالی آمدہ اند وجناب عالی ایں را مے دانند (س ۱۷۔۴) منا لا یصحبون ای منا لا ینصرون چوں نصرت بدوں اجتماع وصحبت صورت نمی بندد لا یصحبون بدل آں آوردند (س ۹۔۱۳) ثقلت فی السموات والارض ای خفیت لان الشیٔ اذا خفی علمہ ثقل علی اھل السموات والارض (س ۴۔۱۲) فان طبن لکم عن شیٔ منہ نفسا ای عفون لکم من شیٔ من طیبۃ من نفوسھن وگاہے اسمے بجائے اسمے۔ (س ۹ (۵)) فظلت اعناقھم لھا خاضعین۔

فابدل بالتذکر من ھذا القبیل ما یقال فی العرف عرض الشیٔ لاعداء فلان والمراد لفلان ویقولون شرفنا بالمجیٔ عبیدۃ الحضرۃ او عبید الجناب العالی مطلعون علی ھذہ المقدمۃ والمراد تشریف الجناب العالی واطلاع الجناب العالی۔ ومنا لا یصحبون ای منا لا ینصرون لما کانت النصرۃ لا تتصور بدون الاجتماع والصحبۃ ذکر یصحبون بدلہ ثقلت فی السموات والارض ای خفیت لان الشیٔ اذا خفی علمہ ثقل علی اھل السموات والارض فان طبن لکم عن شیٔ منہ نفسا ای عفون لکم عن شیٔ عن طیبۃ من نفوسھن وقد یذکر اسم مکان اسم فظلت اعناقھم لھا خاضعین۔

دشنام کا تذکرہ ناپسندیدہ تھا اس وجہ سے "یسب" کی جگہ "ینکر" استعمال کیا گیا ہے۔

اس طرح کا انداز بیان ہمارے روزمرہ اور محاورہ میں بھی عام ہے مثلاً کسی کی طبیعت خراب ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ دشمنوں کی طبیعت خراب ہے کبھی اس انداز سے بھی کہتے ہیں کہ "بندگان حضرت تشریف لا چکے ہیں" یا "بندگان جناب عالی اس امر سے واقف ہیں" اور مراد یہ ہوتی ہے کہ "آپ تشریف لا چکے ہیں" اور "آپ اس امر سے واقف ہیں" چنانچہ قرآن مجید میں بھی اس قسم کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

آیت ۲۔ منا لا یصحبون۔

اس آیت میں "لا یصحبون" اصل میں "لا ینصرون" کی جگہ پر استعمال کیا گیا ہے چونکہ نصرت اور مدد کے لئے اجتماع یا ملاقات ضروری ہے اس کے بغیر نصرت کا امکان ہی پیدا نہیں ہوتا لہٰذا آیت میں نصرت کی جگہ صحبت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے

آیت ۳۔ ثقلت فی السموات والارض الخ

اس آیت میں ثقلت "خفیت" کے معنی میں استعمال ہوا ہے کیونکہ ہر وہ چیز جس کا علم آسمان اور زمین والوں پر پوشیدہ ہوتا ہے، وہ چیز سب کے لئے گراں اہم اور دشوار ہو جاتی ہے لہٰذا یہ تبدیلی عمل میں لائی گئی اور یہ ایک ایسی تبدیلی ہے جس میں اصل لفظ کے اشارات موجود ہیں۔

آیت ۴۔ فان طبن لکم عن شیٔ منہ نفسا

یہ اصل میں "عفون لکم من شیٔ من طیبۃ من نفوسھن" تھا

اسم کی اسم سے تبدیلی

کبھی ایک اسم کو دوسرے اسم سے بدلا گیا ہوتا ہے مثلاً:۔

فظلت اعناقھم لھا خاضعین الخ

ای خاضعة ش (۲۰) وکانت من القانتین ای من القانتات
(ش ۲۱ - ۲) فما لھم من ناصرین ای من ناصر (ش ۲۲)
(۶) فما منکم من احد عنہ حاجزین ای من حاجز
والعصر ان الانسان لفی خسر ای افراد بنی ادم
افرد اللفظ لانہ اسم جنس. یا ایہا الانسان انک
کادح الی ربک کدحا المعنی بنی ادم انکم افرد
اللفظ لانہ اسم جنس. وحملہا الانسان یعنی
افراد الناس. کذبت قوم نوح المرسلین ای

اَیْ خَاضِعَۃً. وَکَانَتْ مِنَ الْقَانِتِیْنَ اَیْ مِنَ الْقَانِتَاتِ
فَمَا لَھُمْ مِنْ نَاصِرِیْنَ اَیْ مِنْ نَاصِرٍ. فَمَا مِنْکُمْ
مِنْ اَحَدٍ عَنْہُ حَاجِزِیْنَ. اَیْ عَنْہُ حَاجِزٌ. وَالْعَصْرِ
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ. اَیْ اَفْرَادُ بَنِیْ اٰدَمَ اَفْرَدَ
اللَّفْظَ لِاَنَّہٗ اِسْمُ جِنْسٍ. یٰاَیُّھَا الْاِنْسَانُ اِنَّکَ
کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدْحًا. اَلْمَعْنٰی یَا بَنِیْ اٰدَمَ اِنَّکُمْ
اَفْرَدَ اللَّفْظَ لِاَنَّہٗ اِسْمُ جِنْسٍ. وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ یَعْنِیْ
اَفْرَادُ النَّاسِ. کَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ نِ الْمُرْسَلِیْنَ اَیْ

"مارے ہیبت کے ان کی گردنیں اس کے سامنے خم ہوگئیں" اس آیت میں "خَاضِعِیْنَ" "خَاضِعَۃً" کی جگہ استعمال ہوا ہے۔

آیت ۲۔ وَکَانَتْ مِنَ الْقَانِتِیْنَ الخ

"اور وہ ایمان ویقین والوں میں تھی" اس آیت میں فاعل مؤنث ہے لہٰذا اس کی مناسبت سے "القانتات" ہونا چاہیے تھا لیکن اس کی جگہ "الْقَانِتِیْنَ" استعمال ہوا ہے۔

آیت ۳۔ فَمَا لَھُمْ مِنْ نَاصِرِیْنَ الخ

"پس ان کا کوئی مددگار نہیں ہے" جملہ کی ساخت کے اعتبار سے یہاں لفظ مفرد "نَاصِرٌ" ہونا چاہیے تھا لیکن اس کی جگہ پر جمع "نَاصِرِیْنَ" لایا گیا ہے۔

آیت ۴۔ فَمَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ عَنْہُ حَاجِزِیْنَ

اس آیت میں بھی "حَاجِزِیْنَ" جمع کی شکل میں استعمال ہوا ہے لیکن یہاں بھی "حاجز" مفرد کی شکل میں ہونا چاہیے تھا۔

آیت ۵۔ وَالْعَصْرِ۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ

"عصر کی قسم بیشک انسان گھاٹے میں ہے" انسان اس آیت میں بنی آدم کی جگہ پر استعمال ہوا ہے مفرد ہونے کے باوجود اسے بنی آدم کے بجائے اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ وہ اسم جنس ہے اور اس کے مفہوم میں تمام بنی آدم شامل ہیں

آیت ۶۔ یٰاَیُّھَا الْاِنْسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدْحًا

اس آیت میں بھی انسان، بنی آدم کے بجائے استعمال ہوا ہے اور یہاں بھی تبدیلی کی وہی وجہ ہے جو مندرجہ بالا آیت کے سلسلہ میں بیان کی گئی ہے۔

آیت ۷۔ وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ الخ

"اور انسان نے اسے اٹھایا" یہاں بھی انسان بنی آدم ہی کے بجائے استعمال ہوا ہے، اور یہاں بھی اس استعمال کی وجہ وہی ہے جو پہلے گذر چکی۔

آیت ۸۔ کَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ نِ الْمُرْسَلِیْنَ

"قوم نوح نے رسولوں کو جھٹلایا" یہاں "اَلْمُرْسَلِیْنَ" اصل میں "نُوْحًا" کی جگہ استعمال ہوا ہے، کیونکہ

نوحا وحدہ۔ انا فتحنا لك ای انی فتحت (س ۲۹-۸) انا القادرون
ای انی لقادر (س ۲۲-۴) ولکن اللہ یسلط رسلہ
ای یسلط محمدا صلی اللہ علیہ وسلم (س ۴-۹)
الذین قال لہم الناس ای عروۃ الثقفی وحدہ
(س ۴-۱۲) فاذاقہا اللہ لباس الجوع ای طعم الجوع
ابدل الطعم باللباس ایذانا بان الجوع لہ اثر من
الفحول والذبول یعم البدن ویشملہ کاللباس
(س ۱-۱۶) صبغۃ اللہ ای دین اللہ ای ابدل بالصبغۃ
ایذانا بانہ کالصبغ یتلون بہ النفس او مشاکلۃ
بقول النصاری فی العمودیۃ۔

نُوحًا وَحْدَہٗ۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ اَیْ اِنِّیْ فَتَحْتُ لَكَ۔ اِنَّا
لَقَادِرُوْنَ اَیْ اِنِّیْ لَقَادِرٌ۔ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ
اَیْ یُسَلِّطُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اَلَّذِیْنَ
قَالَ لَہُمُ النَّاسُ اَیْ عُرْوَۃُ الثَّقَفِیُّ وَحْدَہٗ۔ فَاَذَاقَہَا
اللّٰہُ لِبَاسَ الْجُوْعِ اَیْ طَعْمَ الْجُوْعِ اَبْدَلَ الطَّعْمَ
بِاللِّبَاسِ اِیْذَانًا بِاَنَّ الْجُوْعَ لَہٗ اَثَرٌ مِنَ الْفُحُوْلِ
وَالذُّبُوْلِ یَعُمُّ الْبَدَنَ وَیَشْمَلُہٗ کَاللِّبَاسِ۔ صِبْغَۃَ
اللّٰہِ اَیْ دِیْنَ اللّٰہِ اَبْدَلَ بِالصِّبْغَۃِ اِیْذَانًا بِاَنَّہٗ
کَالصِّبْغِ تَتَلَوَّنُ بِہِ النَّفْسُ اَوْ لِمُشَاکَلَتِہٖ بِقَوْلِ
النَّصَارٰی فِی الْعَمُوْدِیَّۃِ۔

• المرسلین " اگرچہ عام اور جمع کی صورت میں ہے لیکن اس سے مراد جناب نوح علیہ السلام ہی ہیں۔

آیت ۹۔ اِنَّا لَقَادِرُوْنَ۔

• "ہم قدرت رکھتا ہوں" اس آیت میں "اِنَّا" واحد متکلم ہے، اس کی مناسبت سے دوسرا اسم بھی واحد یعنی "لَقَادِرٌ" ہونا چاہیے تھا لیکن اس کی جگہ جمع کا لفظ یعنی "لَقَادِرُوْنَ" استعمال کیا گیا ہے۔

آیت ۱۰۔ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ

• "لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو غالب کر دیتا ہے" یہاں بھی "رُسُلَہٗ" جمع کا ——— لایا گیا ہے، حالانکہ یہاں بھی مراد فرد واحد یعنی رسول اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

آیت ۱۱۔ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَہُمُ النَّاسُ

• وہ لوگ جن سے لوگوں نے کہا" اس آیت میں "النَّاسُ" اصل میں عروہ ثقفی کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔

آیت ۱۲۔ فَاَذَاقَہَا اللّٰہُ لِبَاسَ الْجُوْعِ۔

• "پس اللہ تعالیٰ نے اسے بھوک کا مزہ چکھا دیا" اس آیت میں بھی "لباس" اصل میں "طعم" یعنی مزے کی جگہ استعمال ہوا ہے اس تبدیلی کی وجہ یہ ہے کہ دونوں میں ایک مخصوص قسم کی مناسبت اور مشابہت پائی جاتی ہے یعنی بھوک بھی جسم کو نحیف و لاغر کر کے لباس ہی کی طرح پورے جسم پر مسلط ہو جاتی ہے۔

آیت ۱۳۔ صِبْغَۃَ اللّٰہِ

• "اللہ کا رنگ" یہاں "صِبْغَۃَ اللّٰہِ" اصل میں "دِیْنَ اللّٰہِ" کی جگہ استعمال کیا گیا ہے "دین" کو "صبغۃ" سے بدلنے کی ایک وجہ تو یہ ہے، کہ جس طرح کپڑے پر رنگ چڑھتا ہے اسی طرح نفس اور باطن پر بھی دین کا رنگ چڑھ جاتا ہے، یہاں ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے، کہ بعض مصلحتوں کی بنا پر عیسائیوں کی مخصوص اصطلاح سے مشابہت پیدا کرنی بھی مقصود تھی۔

وطور سینین ای طور سینا. سلام علی الیاسین ای علی الیاس تلب الاسمان للازدواج. وگاہے حرفی بجائے حرفے دیگر آرند (س ۹ - ۷) فلما تجلی ربہ للجبل ای علی الجبل کما تجلی فی المرۃ الاولی علی الشجرہ هو لہا سابقون ای الیہا سابقون (س ۱۹ - ۱۶) لا یخاف لدی المرسلون الامن ظلم ای لکن من ظلم استیناف. لاصلبنکم فی جذوع النخل ای علی جذوع النخل (س ۲۷ - ۴) ام لہم سلم یستمعون فیہ ای یستمعون علیہ السماء منفطر بہ ای منفطر فیہ ۔

وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ اَیْ طُوْرِ سَیْنَاءَ سَلَامٌ عَلٰی اِلْیَاسِیْنَ اَیْ عَلٰی اِلْیَاسَ قَلْبَ الْاَسْمَانِ لِلْاِزْدِوَاجِ وَقَدْ یُذْکَرُ حَرْفٌ مَکَانَ حَرْفٍ. فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ اَیْ عَلَی الْجَبَلِ کَمَا تَجَلّٰی فِی الْمَرَّۃِ الْاُوْلٰی عَلَی الشَّجَرَۃِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُوْنَ اَیْ اِلَیْهَا سَابِقُوْنَ. لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ اَیْ لٰکِنْ مَنْ ظَلَمَ اِسْتِئْنَافًا. لَاُصَلِّبَنَّکُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ. اَیْ عَلٰی جُذُوْعِ النَّخْلِ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ یَّسْتَمِعُوْنَ فِیْهِ. اَیْ یَسْتَمِعُوْنَ عَلَیْهِ اَلسَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِہٖ اَیْ مُنْفَطِرٌ فِیْهِ.

آیت ۱۴ ۔ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ آیت ۱۵ ۔ سَلَامٌ عَلٰی اِلْیَاسِیْنَ

پہلی آیت میں "سینین" "سیناء" کی جگہ اور دوسری آیت میں "الیاسین" "الیاس" کی جگہ استعمال ہوا ہے، ان دونوں مقامات پر تبدیلی کی وجہ وہ یکسانیت ہے، جو مبدل اور مبدل منہ کے درمیان واضح طور پر موجود ہے، اس سے ایک فائدہ تو یہی اٹھایا گیا ہے، کہ بیان میں روانی پیدا ہو گئی ہے۔

حرف کی حرف سے تبدیلی

بعض آیات میں ایک حرف کو بدل کر اس کی جگہ پر دوسرا حرف لایا گیا ہے، مثلاً:۔

آیت ۱ ۔ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ ۔

"پس جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی کی" اس آیت میں "جبل" کے ساتھ حرف جار "ل" آیا ہے، یہ "ل" "علی" کی جگہ استعمال ہوا ہے یعنی جس طرح درخت پر پہلی بار تجلی ہوئی تھی۔

آیت ۲ ۔ هُمْ لَهَا سَابِقُوْنَ ۔

"وہ لوگ اس کی طرف سبقت کرنے لگے" اس آیت میں "لہا" "الیہا" کی جگہ استعمال ہوا ہے۔

آیت ۳ ۔ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۔ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ

اس آیت میں "اِلَّا" "لٰکِنْ" کی جگہ استعمال ہوا ہے۔

آیت ۴ ۔ لَاُصَلِّبَنَّکُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۔

"ہم تمہیں کھجور کی ٹہنیوں میں پھانسی دیں گے" اس آیت میں "فی" "علی" کی جگہ استعمال کیا گیا ہے یعنی کھجور کی ٹہنیوں پر . . . .

آیت ۵ ۔ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ یَّسْتَمِعُوْنَ فِیْهِ

"کیا ان کے پاس سیڑھیاں ہیں جس پر چڑھ کر وہ سنتے ہیں" اس آیت میں "فیہ" "علیہ" کی جگہ استعمال ہوا ہے۔

آیت ۶ ۔ اَلسَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِہٖ

یہاں "بہ" "فیہ" کی جگہ استعمال ہوا ہے۔

مستکبرین بہ ای عنہ (س ۲-۹) اخذتہ العزة بالاثم
ای حملتہ العزة علی الاثم (س ۱۹-۳) فاسأل بہ خبیرًا
ای فاسئل عنہ۔ لا تاکلوا اموالھم الی اموالکم ای
مع اموالکم۔ الی المرافق ای مع المرافق (س ۲۹-۱۹)
یشرب بہا عباد اللہ ای یشرب منہا (س ۷-۵) وما
قدروا اللہ حق قدرہ اذ قالوا ما انزل اللہ علی بشر من
شئی۔ ای ان قالوا جملہ بجائے جملہ ایراد کنند مثلاً یک جملہ
دلالت می کنند بر حاصل مضمون جملہ ثانیہ وسبب وجود آن،
پس بدل کردہ می شود باآں جملہ۔

مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ اَیْ عَنْهُ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ اَیْ
حَمَلَتْهُ الْعِزَّةُ عَلَی الْاِثْمِ فَاسْاَلْ بِهٖ خَبِيْرًا اَیْ
فَاسْاَلْ عَنْهُ۔ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓی اَمْوَالِكُمْ اَیْ مَعَ
اَمْوَالِكُمْ۔ اِلَی الْمَرَافِقِ اَیْ مَعَ الْمَرَافِقِ۔ يَشْرَبُ
بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ اَیْ يَشْرَبُ مِنْهَا۔ وَمَا قَدَرُوا
اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَشَرٍ
مِّنْ شَیْءٍ اَیْ اَنْ قَالُوْا۔ وَقَدْ يُوْرِدُوْنَ جُمْلَةً مَكَانَ
جُمْلَةٍ مَثَلًا اِذَا دَلَّتْ جُمْلَةٌ عَلٰی حَاصِلِ مَضْمُوْنِ
جُمْلَةٍ ثَانِيَةٍ وَسَبَبِ وُجُوْدِهَا اُبْدِلَتْ مِنْهَا۔

آیت ۷۔ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ الخ
اس آیت میں "بہ" "عنہ" کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔
آیت ۸۔ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ۔
"اسے عزت واقتدار نے گناہ میں پکڑ لیا" اس آیت میں "اَخَذَتْهُ" "حَمَلَتْهُ" کی جگہ اور "با" "علیٰ" کی جگہ پر استعمال کیا گیا ہے یعنی اسے عزت واقتدار نے گناہ پر آمادہ کر لیا۔
آیت ۹۔ فَاسْاَلْ بِهٖ خَبِيْرًا
"پس اس کے بارے میں کسی واقف کار سے پوچھو" یہاں بھی "بہ" "عنہ" کی جگہ استعمال ہوا ہے۔
آیت ۱۰۔ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓی اَمْوَالِكُمْ۔
"ان کے اموال کو اپنے اموال تک نہ کھا جاؤ" اس آیت میں "اِلٰی" "مَعَ" کی جگہ استعمال کیا گیا ہے یعنی ان کے اموال کو اپنے اموال کے ساتھ ملا کے نہ کھا جاؤ۔
آیت ۱۱ اِلَی الْمَرَافِقِ۔
یہ آیت وضو کا ایک ٹکڑا ہے اس میں "اِلٰی" اصل میں "مَعَ" کی جگہ استعمال کیا گیا ہے، ترجمہ یہ ہوگا "ہاتھ کہنیوں تک دھوؤ" لیکن اصل یہ ہے، کہ "ہاتھ کہنیوں سمیت دھوؤ"۔
آیت ۱۲۔ يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ۔
"اس سے اللہ کے بندے سیراب ہوں گے" اس آیت میں "بہا" "منہا" کی جگہ استعمال ہوا یعنی اس میں سے سیراب ہوں گے
آیت ۱۳ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ۔
اس آیت میں "اِذْ" "اَنْ" کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔

جملہ کی جملہ سے تبدیلی

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے، کہ ایک پورا جملہ حذف کر کے دوسرا جملہ اس کا قائم مقام بنا دیا جاتا ہے ایسا اس وقت کیا جاتا ہے جب دوسرا جملہ پہلے جملہ کے مفہوم کو بھی ادا کرتا ہوتا ہے اور

(س ۲ (۱۱) وان تخالطوهم فاخوانکم ای ان تخالطوهم لا باس
بذلك لانهم اخوانکم وشان الاخ ان یخالط اخاه
(س ۱-۱۲) لمثوبة من عند الله خیر ای لوجدوا ثوابا
ومثوبة من عند الله خیر (س ۱۳-۳) ان یسرق فقد
سرق اخ له من قبل ای ان سرق فلا عجب لانه سرق
اخ له من قبل (س ۱-۱۲) من کان عدوا لجبریل فانه
نزله علی قلبك باذن الله ای من کان عدوا لجبریل
فان الله عدو له فانه نزله علی قلبك فعدوه لا یستحق
ان یعادیه الله تعالیٰ فحذف فان الله عدو له۔

وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ اَیْ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ لَا بَاْسَ
بِذٰلِكَ لِاَنَّهُمْ اِخْوَانُكُمْ وَشَانُ الْاَخِ اَنْ یُخَالِطَ اَخَاهُ
لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ اَیْ لَوَجَدُوْا ثَوَابًا وَمَثُوْبَةٌ
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَیْرٌ اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ
قَبْلُ اَیْ اِنْ سَرَقَ فَلَا عَجَبَ لِاَنَّهٗ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ
مِنْ قَبْلُ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی
قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ اَیْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ فَاِنَّ
اللّٰهَ عَدُوٌّ لَّهٗ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِهٖ فَعَدُوُّهٗ
یَسْتَحِقُّ اَنْ یُّعَادِیَهُ اللّٰهُ فَحُذِفَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لَّهٗ۔

اس کے وجود پر بھی دلالت کرتا ہے، یہ تبدیلی مفہوم کو تو علیٰ حالہ باقی رکھتی ہے لیکن عبارت میں اختصار پیدا کر دیتی ہے، مثلاً :۔

آیت ۱۔ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ۔

"اگر تم اپنے بھائیوں سے ملو، تو وہ تمہارے بھائی ہی ہیں" اصل مفہوم یہ ہے کہ اگر تم ان لوگوں سے ملو، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ وہ تمہارے بھائی ہیں، اور بھائی کی شان یہی ہے، کہ وہ بھائی سے ملتا ہے، یعنی اصل جملہ یوں تھا۔

اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ لِاَنَّهُمْ اِخْوَانُكُمْ وَشَانُ الْاَخِ اَنْ یُّخَالِطَ اَخَاهُ

لیکن مندرجہ بالا ٹکڑے کے علاوہ، بقیہ عبارت حذف کر دی گئی ہے، کیونکہ اتنا ہی جملہ پوری عبارت کے مفہوم کو ظاہر کر دیتا ہے

آیت ۲۔ لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَیْرٌ الخ

"اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والا ثواب بہتر ہے، پورا مفہوم یہ ہے، کہ انہوں نے ثواب پایا، اور اللہ کی طرف سے ملنے والا ثواب بہتر ہے" اصل جملہ یوں ہے :۔ لَوَجَدُوْا ثَوَابًا وَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَیْرٌ۔

چنانچہ پہلے جملہ کو حذف کر دیا گیا، اور دوسرے جملہ کو پہلے جملہ کا قائم مقام کر دیا گیا، کیونکہ یہ اس کے مفہوم کو بھی ادا کر دیتا ہے

آیت ۳۔ اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ۔

"اگر اس نے چوری کی، تو اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی" مفہوم یہ کہ اگر اس نے چوری کی ہے، تو تعجب کی بات نہیں ہے، کیونکہ اس سے پہلے اس کا بھائی بھی چوری کر چکا ہے" یعنی پوری عبارت یوں ہے :۔

اِنْ سَرَقَ فَلَا عَجَبَ لِاَنَّهٗ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ۔

لیکن مندرجہ بالا جملہ کے علاوہ بقیہ عبارت حذف کر دی گئی ہے۔

آیت ۴۔ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔

"پس جو جبریل کا دشمن ہے، تو اللہ ہی نے اسے آپ کے قلب پر نازل کیا ہے" مفہوم یہ ہے کہ جو شخص جبریل کا دشمن ہے اللہ اس کا دشمن ہے، کیونکہ اسی نے انکو آپ کے قلب پر نازل کیا ہے، پس انکا دشمن اس کا سزاوار ہے، کہ اللہ اس سے دشمنی کرے، گویا اصل جملہ یوں تھا۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لَّهٗ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِهٖ فَعَدُوُّهٗ یَسْتَحِقُّ اَنْ یُّعَادِیَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی

بدلیل الایۃ التالیۃ وابدل منہ فانہ نزلہ علی قلبک دگاہے اصل کلام مقتضے تنکیر است، ودراں کلام بادخال واوصافت تصرف کنند ومعنی برہماں تنکیر اولی باشد (س ۲۵۔ ۱۳) وقیلہ یا رب۔ قیل لہ یا رب۔ فابدل بقیلہ لانہ اخصر فی اللفظ۔ حق الیقین ای حق یقین اضیف لیکون ایسر فی اللفظ وگاہے سنن طبیعی کلام تذکیر ضمیر ست یا تانیث آں یا افراد آں، پس از سنن طبیعی بر آرند و مذکر را مؤنث کنند، ومؤنث را مذکر سازند و مفرد را جمع نمایند بسبب میل معنی (س ۷، ۱۵) فلما رای الشمس بازغۃ قال ھذا ربی ھذا اکبر ——— (س ۱۔ ۲) مثلھم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ما حولہ ذھب اللہ بنورھم۔

بِدَلِيلِ الْآيَةِ التَّالِيَةِ وَأُبْدِلَ مِنْهُ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ وَرُبَّمَا يَقْتَضِي أَصْلُ الْكَلَامِ التَّنْكِيرَ فَيُتَصَرَّفُ فِيهِ بِإِدْخَالِ اللَّامِ وَالْأَوْصَافِ وَالْمَعْنَى عَلَى التَّنْكِيرِ الْأَوَّلِ وَقِيلِهِ يَا رَبِّ أَيْ قِيلَ لَهُ يَا رَبِّ فَأُبْدِلَ بِقِيلِهِ لِأَنَّهُ أَخْصَرُ فِي اللَّفْظِ حَقُّ الْيَقِينِ أَيْ حَقٌّ يَقِينٌ أُضِيفَ لِيَكُونَ أَيْسَرَ فِي اللَّفْظِ وَقَدْ يَكُونُ سُنَنُ الْكَلَامِ الطَّبِيعِيِّ تَذْكِيرَ الضَّمِيرِ أَوْ تَأْنِيثَهُ أَوْ إِفْرَادَهُ فَيُخْرِجُونَ الْكَلَامَ مِنْ ذٰلِكَ السُّنَنِ الطَّبِيعِيِّ وَيُذَكِّرُونَ الْمُؤَنَّثَ وَبِالْعَكْسِ وَيَجْمَعُونَ الْمُفْرَدَ لِمَيْلِ الْمَعْنَى۔ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّي هٰذَا أَكْبَرُ ——— مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ۔

لیکن مندرجہ بالا مختصر سے جملہ کو اس طویل جملہ کا قائم مقام بنا دیا گیا ہے۔

نکرہ کی معرفہ سے تبدیلی

کبھی کبھی سلسلہ کلام کا تقاضہ یہ ہوتا ہے، کہ کسی مخصوص لفظ کو نکرہ کی حیثیت سے استعمال کیا جائے، لیکن اس پر "ال" اور اوصاف کا اضافہ کر کے اسے معرفہ بنا دیا جاتا ہے، مگر وہ کلام اپنی اسی سابق تنکیر پر رہتا ہے، مثلاً:۔

آیت ۱ وَقِيلِهِ يَا رَبِّ۔

"اور اس سے کہا کہ اے رب" "قیلہ" اصل میں "قیل لہ" تھا لیکن اسے "قیلہ" سے بدل دینے کی وجہ سے کلام میں اختصار پیدا ہو گیا۔

آیت ۲۔ حَقُّ الْيَقِينِ۔

"جیسا یقین کا حق ہے" یہ اصل میں "حقٌ یقینٌ" تھا لیکن یقین پر "ال" کا اضافہ اس لئے کیا گیا ہے، تاکہ تلفظ میں سہولت پیدا ہو جائے۔

جنس اور عدد کی تبدیلی

کبھی کبھی کلام کی فطری ساخت اور ترتیب کا تقاضا یہ ہوتا ہے، کہ ضمیر مذکر استعمال کی جائے کبھی کلام کی ساخت ضمیر مؤنث کا مطالبہ کرتی ہے کبھی جملہ کی ترتیب کے لحاظ سے مفرد کے استعمال کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ان تمام صورتوں میں عمل اس کے خلاف کیا جاتا ہے یعنی ضمیر مذکر کی جگہ مؤنث اور ضمیر مؤنث کی جگہ ضمیر مذکر استعمال کی جاتی ہے، اور لفظ مفرد کے بجائے جمع کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہوتی ہے، کہ یہ تبدیلی جملہ کے اصل مفہوم سے مناسبت رکھتی ہے، مثلاً:۔

آیت ۱ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّي هٰذَا أَكْبَرُ (اس آیت میں اسم اشارہ مذکر بجائے مؤنث کے استعمال ہوا ہے۔

آیت ۲ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ۔

(اس آیت میں ضمیر جمع بجائے ضمیر مفرد لائے ہیں)

وگاہے بجائے تثنیہ مفرد ذکر کنند رس ۱۰-۱۶) الا ان اغنهم الله ورسوله من فضله رس ۳۰۲) ان کنت علی بینة من ربی واتانی رحمة من عنده نعمیت علیکم والاصل نعمیتا فافرده کانهما کشئ واحد ومثله الله ورسوله اعلم وگاہے مقتضائے طبیعت کلام آن ست، کہ جزا را درصورت جزا آرند وشرط را درصورت شرط وجواب قسم را درصورت جواب قسم پس درکلام تصرفے کنند وآن جز جملہ مستقلہ مستانفہ سازند تامیل کنند بہ معنے و اقامت چیزے نمایند کہ دلالتے دارد برآں بوجہ من الوجوہ والنازعات غرقا والناشطات نشطا والسابحات سبحا فالسابقات سبقا فالمدبرات امرا۔ یوم ترجف الراجفة۔

وَقَدْ يُذْكَرُ الْمُفْرَدُ مَكَانَ التَّثْنِيَةِ مَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ۔ إِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَآتَانِي رَحْمَةً مِنْ عِنْدِهِ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ وَالْأَصْلُ نعميتا فَأَفْرَدَهُ كَأَنَّهُمَا شَيْءٌ وَاحِدٌ وَمِثْلُهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ وَقَدْ تَقْتَضِي طَبِيعَةُ الْكَلَامِ أَنْ يُذْكَرَ الْجَزَاءُ فِي صُورَةِ الْجَزَاءِ وَالشَّرْطُ فِي صُورَةِ الشَّرْطِ وَجَوَابُ الْقَسَمِ فِي صُورَةِ جَوَابِ الْقَسَمِ فَيَتَصَرَّفُونَ فِي الْكَلَامِ وَيَجْعَلُونَ ذٰلِكَ الْجَزَاءَ مِنَ الْجُمْلَةِ جُمْلَةً مُسْتَقِلَّةً مُسْتَأْنَفَةً مَيْلًا إِلَى الْمَعْنٰى وَيُقِيمُونَ شَيْئًا يَدُلُّ عَلَيْهِ بِوَجْهٍ مِنَ الْوُجُوهِ وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطًا وَالسَّابِحَاتِ سَبْحًا فَالسَّابِقَاتِ سَبْقًا فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ۔

اسی طرح کبھی کبھی تثنیہ کی جگہ بھی مفرد استعمال کیا جاتا ہے:۔

آیت ۱ اِلَّا اَنْ اَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔

اس آیت میں "اغنی" فعل مفرد ہے، اس کے فاعل اللہ اور رسول دونوں ہیں، اس اعتبار سے فعل مفرد کے بجائے تثنیہ ہونا چاہیے تھا، یہی حال "فضلہ" کی ضمیر کا بھی ہے جو مفرد ہے، حالانکہ اس کا مرجع اللہ ورسول دونوں ہیں، اس لحاظ سے ضمیر بھی تثنیہ ہی ہونی چاہیئے تھی، لیکن چونکہ اللہ اور رسول دونوں کی ایک ہی حیثیت ہے اس وجہ سے فعل اور ضمیر دونوں کو مفرد ہی استعمال کیا گیا ہے۔

آیت ۲ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتَانِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ۔

"عُمِّيَتْ" کا تعلق یہاں بھی "بَيِّنَةٌ" اور "رَحْمَةٌ" دونوں سے ہے لہٰذا لفظ مفرد کے بجائے تثنیہ یعنی عُمِّيَتَا ہونا چاہیے تھا لیکن چونکہ "بینۃ" اور "رحمۃ" دونوں کی حیثیت ایک ہی ہے، لہٰذا یہاں بھی مفرد ہی استعمال کیا گیا۔

اجزائے جملہ کی تبدیلی

کبھی جملہ کی ساخت اور مزاج کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ جزاء، شرط، اور جواب قسم وغیرہ کو جملہ میں ان کی اپنی اصلی شکل میں استعمال کیا جائے لیکن انہیں ایک دوسرا مستقل جملہ بنا دیا جاتا ہے، کیونکہ یہ تبدیلی جملہ سابقہ کے اصل مفہوم سے مناسبت رکھتی ہے، البتہ کوئی ایسا قرینہ ضرور قائم کر دیا جاتا ہے، جو کسی نہ کسی حیثیت سے اس تبدیلی پر دلالت کرتا رہتا ہے مثلاً:۔

آیت ۱ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ۔

اس آیت میں شروع سے آخر تک قسمیں کھائی گئی ہیں لیکن جواب قسم کا ذکر نہیں کیا گیا مطلب یہ ہے کہ حشر ونشر

المعنی البعث والحشر حق یدل علیه یوم ترجف
والسماء ذات البروج والیوم الموعود وشاهد و
مشهود قتل اصحاب الاخدود والمعنی المجازاة
علی الاعمال حق اذا السماء انشقت واذنت لربها
وحقت واذا الارض مدت والقت ما فیها و
تخلت واذنت لربها وحقت یا ایها الانسان
انك كادح المعنی الحساب والجزاء كائن، وگاہے
قلب در اسلوب کلام کنند، کہ اسلوب کلام مقتضی خطاب
باشد و غائب آرند (س ۱۱-۸) حتی اذا کنتم فی الفلك
وجرین بهم بریح طیبة، انشاء را بجائے اخبار گیرند و
اخبار را بجائے انشاء (س ۲۹-۵) فامشوا فی مناکبها ای لتمشوا

المعنی البعث والحشر حق یدل علیه یوم ترجف۔ و
السماء ذات البروج والیوم الموعود وشاهد ومشهود
قتل اصحاب الاخدود والمعنی المجازاة علی الاعمال
حق اذا السماء انشقت واذنت لربها وحقت
واذا الارض مدت والقت ما فیها وتخلت و
اذنت لربها وحقت یا ایها الانسان انك كادح
المعنی الحساب والجزاء كائن وقد یقع فی اسلوب
الکلام قلب فیقتضی اسلوب الکلام خطابا ویورد فی سورة الغائب حتی اذا کنتم
فی الفلك وجرین بهم بریح طیبة وقد یذکر
الانشاء مکان الاخبار والاخبار مکان الانشاء
فامشوا فی مناکبها ای لتمشوا۔

برحق ہے" اور جواب قسم بھی یہی تھا، لیکن اس کے بجائے ایک دوسرا جملہ "یوم ترجف الراجفة" لایا گیا ہے اور یہی جملہ اصل مفہوم کی وضاحت بھی کرتا ہے۔

آیت ۲ والسماء ذات البروج والیوم الموعود وشاهد ومشهود قتل اصحاب الاخدود

اس آیت میں بھی پہلی آیت کی طرح جواب قسم کا ذکر نہیں ہے مطلب یہ ہے، کہ اعمال کی جزا برحق ہے،

آیت ۳ اذا السماء انشقت واذنت لربها وحقت واذا الارض مدت والقت ما فیها وتخلت واذنت لربها وحقت۔ یا ایها الانسان انك كادح

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اعمال کی جزا اور حساب یقینی ہے لیکن یہاں بھی شرط ہی کا ذکر کیا ہے، اور جزاء کا ذکر نہیں ہے۔

اسلوب کی تبدیلی کبھی کبھی کلام کے اسلوب میں بھی تبدیلی کی گئی ہوتی ہے لیکن کلام کے اسلوب کا تقاضا یہ ہوتا ہے، کہ خطاب کی حیثیت سے کلام کیا جائے لیکن غائب کی حیثیت سے کلام کیا جاتا ہے:۔

آیت ۱ حتی اذا کنتم فی الفلك وجرین بهم بریح طیبة۔

کنتم میں جمع مخاطب کی ضمیر ہے، اس کا تقاضا یہ ہے، کہ پورا جملہ مخاطب ہی کی حیثیت سے مکمل کیا جاتا ہے لیکن اسلوب بدل دیا گیا ہے، اور غائب کا صیغہ یعنی "جرین" استعمال کیا گیا۔

اسی طرح کبھی اسلوب بدل کے خبر کو انشاء اور انشاء کو خبر بنا دیا جاتا ہے، اور جملہ خبریہ انشائیہ اور جملہ انشائیہ خبریہ بن جاتا ہے، مثلاً:۔

آیت ۱ فامشوا فی مناکبها۔

۱۔ "امشوا" امر کا صیغہ ہے، جو انشاء کی ایک قسم ہے، اس کے استعمال کی وجہ سے جملہ انشائیہ ہو گیا، حالانکہ مفہوم کے اعتبار سے جملہ خبریہ تھا، اور "امشوا" اصل میں "لتمشوا" تھا جو مضارع کا صیغہ ہے۔

ان کنتم مؤمنین۔ ای ایمانکم یقتضی ھذا من
اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل المعنی علی
قیاس حال ابن ادم کتبنا او علی مثال حال ابن ادم
فابدل منہ من اجل ذلک لان القیاس لا یکون الا
بملاحظۃ العلۃ فکان القیاس نوع من التعلیل
ارأیت در اصل بہ معنے استفہام از رویت ست و
این جا نقل کردہ اند تا تنبیہ باشد بر استماع کلام آئندہ
چنانکہ در عرف گویند ہیچ می بینی و ہیچ می شنوی و تقدیم و تاخیر
نیز صعوبت فہم مراد ہم مے رساند چنانکہ در شعر مشہور
بثینۃ شانہا سلبت فوادی ۔ بلا جرم اتیت بہ سلاما

إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ اَیْ إِيْمَانُكُمْ يَقْتَضِيْ هٰذَا مِنْ اَجْلِ
ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ الْمَعْنٰى عَلٰى قِيَاسِ
حَالِ ابْنِ اٰدَمَ كَتَبْنَا اَیْ عَلٰى مِثَالِ حَالِ ابْنِ اٰدَمَ فَاُبْدِلَ
مِنْهُ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ لِاَنَّ الْقِيَاسَ لَا يَكُوْنُ اِلَّا بِمُلَاحَظَةِ
الْعِلَّةِ فَكَانَ الْقِيَاسُ نَوْعٌ مِنَ التَّعْلِيْلِ۔ اَرَاَيْتَ فِي
الْاَصْلِ بِمَعْنَى الْاِسْتِفْهَامِ مِنَ الرُّؤْيَةِ ثُمَّ نُقِلَ هٰهُنَا
لِيَكُوْنَ تَنْبِيْهًا عَلٰى اِسْتِمَاعِ مَا يَاْتِيْ بَعْدَهٗ كَمَا يُقَالُ
فِي الْعُرْفِ هَلْ تَرٰى شَيْئًا هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا وَقَدْ يُوْجِبُ
التَّقْدِيْمُ وَالتَّاْخِيْرُ اَيْضًا صُعُوْبَةً فِيْ فَهْمِ الْمُرَادِ كَمَا فِي الشِّعْرِ الْمَشْهُوْرِ
بُثَيْنَةُ شَانُهَا سَلَبَتْ فُؤَادِيْ ۔ بِلَا جُرْمٍ اَتَيْتُ بِهٖ سَلَامًا

آیت ۲۔ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ

"اگر تم مومن ہو" "ان" حرف شرط ہے، شرط بھی انشاء ہی کی ایک قسم ہے جس کی وجہ سے یہ جملہ انشائیہ ہوگیا، حالانکہ اصل جملہ، خبریہ ہے:۔

اِيْمَانُكُمْ يَقْتَضِيْ هٰذَا یعنی تمہارے ایمان کا یہی تقاضہ ہے

آیت ۳۔ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ۔

"اس کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر فرض کر دیا" اس آیت کا اصل مفہوم یہ ہے کہ بنی آدم کی حالت پر قیاس کر کے بنی اسرائیل پر فرض کر دیا" یا "بنی آدم کی حالت کی مثال کی وجہ سے بنی اسرائیل پر فرض کر دیا" لیکن "بنی آدم کی حالت پر قیاس" یا "بنی آدم کی حالت کی مثال" کو "من اجل ذلک" (اس کی وجہ سے) سے بدل دیا ہے کیونکہ قیاس کسی علت یا سبب کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، لہذا اس کی حیثیت "تعلیل یا توجیہ" سے زیادہ نہیں ہوتی اسی سے بچنے کے لئے یہ تبدیلی عمل میں لائی گئی ہے۔

آیت ۴۔ اَرَاَيْتَ۔

"کیا تم نے دیکھا" یہ استفہام کا صیغہ ہے، جو "رُؤْيَتْ" سے بنایا گیا ہے، جس کے معنی دیکھنا ہیں لیکن یہاں اسے استفہام کے معنی سے نقل کر کے تنبیہ کے معنی میں استعمال کیا ہے، اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو متوجہ کیا جائے، تاکہ وہ اصل کلام سننے کے لئے آمادہ ہو جائیں، جیسا کہ ہمارے روزمرہ اور محاورہ میں بھی بولا جاتا ہے، کہ "کیا آپ نے دیکھا" "کیا آپ نے سنا" تو یہاں بھی مقصد یہی ہوتا ہے، کہ مخاطب پوری طرح متوجہ ہو جائے۔

تقدیم و تاخیر کبھی کبھی جملہ کی ترتیب میں کلمات کی تقدیم و تاخیر کی وجہ سے بھی اصل مفہوم کے سمجھنے میں دشواری ہو جاتی ہے، ذیل کے مشہور شعر سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

بُثَيْنَةُ شَانُهَا سَلَبَتْ فُؤَادِيْ   بِلَا جُرْمٍ اَتَيْتُ بِهٖ سَلَامًا

و تعلق بہ بعید نیز صعوبت می آرد و آنچہ ازیں قبیل باشد (س ۱۴ ع ۴) الا آل لوط انا لمنجوھم اجمعین الا امرأتہ ادخل الاستثناء علی الاستثناء صعب. فما یکذبک بعد بالدین متصل بقولہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (س ۱۷-۹) یدعو لمن ضرہ اقرب من نفعہ ای یدعو من ضرہ (س ۳-۱۱) لتنوء بالعصبۃ اولی القوۃ ای لتنوء العصبۃ بہا (س ۶-۶) وامسحوا برءوسکم وارجلکم ای اغسلوا ارجلکم۔

وَالتَّعَلُّقُ بِبَعِيدٍ أَيْضًا مِمَّا يُوجِبُ صُعُوبَةً وَمِنْ هٰذَا الْقَبِيلِ إِلَّا آلَ لُوطٍ إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا امْرَأَتَهُ أَدْخَلَ الْاِسْتِثْنَاءَ عَلَى الْاِسْتِثْنَاءِ فَصَعُبَ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ مُتَّصِلٌ بِقَوْلِهِ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ. يَدْعُو لَمَنْ ضَرُّهُ أَقْرَبُ مِنْ نَفْعِهِ أَيْ يَدْعُو مَنْ ضَرُّهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ أَيْ لَتَنُوءُ الْعُصْبَةُ بِهَا فَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ أَيْ اغْسِلُوا أَرْجُلَكُمْ

بعید سے تعلق کبھی ایسا ہوتا ہے لفظ کا تعلق کسی دور کے لفظ یا دور کے معنی سے ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کی طرف جلدی ذہن منتقل نہیں ہوتا اور اصل مطلب کے سمجھنے میں دشواری ہو جاتی ہے۔

بعض دوسرے اسباب اسی انداز کے اور بھی تصرفات ہیں، جو مطلب کو دشوار بناتے رہتے ہیں مثلاً مسلسل استثنار کا استعمال:۔

آیت ۱۔ اِلَّا آلَ لُوطٍ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا امْرَاَتَهُ

"سوائے آل لوط کے ہم نے تمام لوگوں کو نجات دی، سوائے ان کی بیوی کے" استثنار سے آیت کا آغاز ہوا ہے اور آخر میں دوبارہ پھر استثنار لایا گیا ہے، جس کی وجہ سے اس کا مفہوم متعین کرنا دشوار ہو جاتا ہے

آیت ۲۔ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ۔

اس آیت کا مفہوم متعین کرنے میں اس وجہ سے دشواری ہوتی ہے کہ یہ اس آیت سے بالکل متصل واقع ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ "ہم نے انسان کو بہترین کینڈے پر پیدا کیا" چونکہ دونوں آیات میں بظاہر کسی قسم کا ربط نظر نہیں آتا، اس وجہ سے پہلی آیت کا مفہوم سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے۔

آیت ۳۔ يَدْعُوْ لَمَنْ ضَرُّهُ اَقْرَبُ مِنْ نَفْعِهِ۔

ترجمہ ہوگا "اس کے لئے بلاتے ہیں جس کا ضرر اس کے نفع سے زیادہ قریب ہے" حالانکہ مفہوم یہ ہے، کہ اس کو بلاتے ہیں جس کا ضرر اس کے نفع سے زیادہ قریب ہے" یعنی آیت میں "لَمَنْ" کو "مَن" کی جگہ استعمال کیا گیا ہے، اس کی وجہ سے اصل مفہوم سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے۔

آیت ۴۔ لَتَنُوْءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ۔

اس کا صحیح مفہوم حقیقت میں یہ ہے "لَتَنُوْءُ الْعُصْبَةُ بِهَا" لیکن چونکہ اسلوب بھی بدل دیا ہے، اور الفاظ میں بھی تھوڑی سی تبدیلی ہو گئی ہے، اس وجہ سے مفہوم متعین کرنے میں دشواری ہوتی ہے۔

آیت ۵۔ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ۔

ترجمہ یہ ہوگا، کہ اپنے سروں اور قدموں پر مسح کرو" حالانکہ مفہوم یہ ہے کہ اپنے سر پر مسح کرو اور اپنے قدموں کو دھوؤ

(س ۱۶-۱۷) ولولا کلمۃ سبقت من ربک لکان لزاما واجل مسمی۔ ای ولولا کلمۃ سبقت واجل مسمی لکان لزاما (س ۱۰-۶) ان لا تفعلوہ تکن فتنۃ متصل بقولہ فعلیکم النصر (س ۲۸-۷) الا قول ابراہیم متصل بقولہ کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراہیم (س ۹-۱۳۰) یسئلونک کانک حفی عنہا ای یسئلونک عنہا کانک حفی۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّأَجَلٌ مُّسَمًّى اَیْ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى لَكَانَ لِزَامًا۔ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ مُتَّصِلٌ بِقَوْلِهٖ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ۔ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ مُتَّصِلٌ بِقَوْلِهٖ لَقَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْ اِبْرٰهِيْمَ۔ يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا اَیْ يَسْئَلُوْنَكَ عَنْهَا كَاَنَّكَ حَفِیٌّ۔

مفہوم متعین کرنے میں اس دشواری کی اصل وجہ یہ ہے، کہ اَرْجُلَکُمْ کا تعلق دور کے فعل اِغْسِلُوْا سے ہے لیکن چونکہ قریب کا فعل وَامْسَحُوْا ہے، اس وجہ سے اس کا تعلق اسی فعل سے معلوم ہوتا ہے اور مطلب سمجھنا دشوار ہو جاتا ہے۔

آیت ۶ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى

اس آیت کا مفہوم سمجھنے میں دشواری اس وجہ سے ہوتی ہے، کہ ایک تو اس کی ترتیب میں بھی تھوڑی سی تبدیلی ہوئی ہے، اور بعض الفاظ کا اضافہ بھی ہوا ہے، اصل مطلب یہ ہے، کہ:-

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى لَكَانَ لِزَامًا۔

درمیان میں "مِنْ رَّبِّكَ" کا اضافہ ہوا ہے، اور اس کے بعد کے دونوں فقروں کی ترتیب بدلی ہوئی ہے یعنی اجل مسمی کلمہ پر معطوف ہے۔

آیت ۷ - اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ

"اگر تم نے اسے نہ کیا، تو فتنہ کا باعث ہوگا" اس آیت کا صحیح مفہوم متعین کرنے میں اس وجہ سے دشواری ہوتی ہے کہ اس کے فوراً ہی بعد یہ آیت موجود ہے:-

فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ۔

"پس تمہارے اوپر مدد کرنا فرض ہے" اس آیت کا مندرجہ بالا آیت سے تعلق کیا ہے؟ یہی مسئلہ دشوار ثابت ہوتا ہے

آیت ۸ - اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ

"سوائے حضرت ابراہیم کے قول کے" اس آیت کے مفہوم میں دشواری کی وجہ یہ ہے، کہ حسب ذیل آیت سے بالکل متصل ہے

كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْ اِبْرٰهِيْمَ۔

"تمہارے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں عمل کے بہترین نمونے ہیں۔ چونکہ اس حکم اور مندرجہ بالا استثنار کے تطابق میں دشواری ہوتی ہے، اس وجہ سے مفہوم کے تعین میں دشواری ہو جاتی ہے۔

آیت ۹ - يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا۔

اس آیت کے مفہوم متعین کرنے میں دشواری کی وجہ اس کے کلمات کی ترتیب کی تبدیلی ہے۔ "عنہا" کا اصل مقام "یسئلونک" کے بعد ہے لیکن جملہ میں "حفی" کے بعد آیا ہے، اس وجہ سے اصل متعلق سے اس کا تعلق سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے، اور پورے جملہ کا مفہوم دشوار ہو جاتا ہے۔

وزیادہ از سنن طبعی نیز اقسام است گاہے بصفت باشد (س ۷-۱۰) ولا طائر یطیر بجناحیہ (س ۲۹-۷) ان الانسان خلق ھلوعًا اذا مسہ الشر جزوعًا واذا مسہ الخیر منوعا وگاہے بابدال (س ۸-۱۴) للذین استضعفوا لمن آمن منھم وگاہے بعطف تفسیرے (س ۲۶-۲) حتی اذا بلغ اشدہ وبلغ اربعین سنۃ وگاہے بتکرار (س ۱۱-۱۱) ومایتبع الذین یدعون من دون اللہ شرکاء ان یتبعون الا الظن۔

وَالزِّيَادَةُ عَلَى السُّنَنِ الطَّبِيْعِيِّ أَيْضًا عَلٰى أَقْسَامٍ وَقَدْ يَكُوْنُ ذٰلِكَ بِالصِّفَةِ وَلَا طَائِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا وَقَدْ يَكُوْنُ بِالْإِبْدَالِ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ وَقَدْ يَكُوْنُ بِالْعَطْفِ التَّفْسِيْرِيِّ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً وَقَدْ يَكُوْنُ بِالتَّكْرَارِ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَاءَ إِنْ يَّتَّبِعُوْنَ إِلَّا الظَّنَّ۔

اصول قواعد کے علاوہ کلام کی فطری ترتیب اور ساخت کے علاوہ بھی بعض چیزیں ایسی ہیں، جو مفہوم متعین کرنے میں دشواریاں پیدا کرتی رہتی ہیں:۔

(ا) ۔ کبھی یہ دشواری کسی صفت کے استعمال کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، مثلاً:۔

آیت ۱: ۔ وَلَا طَائِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ ۔

"اور نہ کوئی ایسا پرندہ جو اپنے بازوؤں پر پرواز کر رہا ہو"

آیت ۲: ۔ إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا

(ب) کبھی مطلب سمجھنے میں دشواری کسی فقرہ کی تکرار کی وجہ سے ہوتی ہے۔ مثلاً:۔

لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ

"ان لوگوں کے لئے جو کمزور سمجھے گئے، ان کے لئے جو ان لوگوں میں سے ایمان لائے"

(ج) کبھی ایک جملہ کے ساتھ دوسرا جملہ عطف تفسیری کی حیثیت سے استعمال ہوتا ہے لیکن دوسرے جملے کی حیثیت کا علم نہ ہونے کی وجہ سے پورے جملہ کا مفہوم دشوار ہو جاتا ہے۔ مثلاً:۔

حَتّٰى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۔

"یہاں تک کہ جب وہ پختگی کی عمر کو پہنچا، اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا"

اس آیت میں اصل فقرہ "حَتّٰى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ" ہے، و حرف عطف، اور دوسرا فقرہ "وَبَلَغَ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً" عطف تفسیری ہے، یعنی دوسرے فقرہ کا "چالیس سال" پہلے فقرہ کے "پختگی کی عمر" کی تفسیر اور وضاحت کرتا ہے لیکن اگر دوسرے فقرے کی اس حیثیت کا علم نہ ہو، تو پورے جملہ کا مفہوم دشوار ہوگا۔

(د) کبھی کسی لفظ یا کسی حرف کی تکرار کی وجہ سے بھی مفہوم سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے۔ مثلاً:۔

آیت ۱: وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَاءَ إِنْ يَّتَّبِعُوْنَ إِلَّا الظَّنَّ ۔

"اور نہیں پیروی کرتے وہ لوگ جو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے شریکوں کو، وہ نہیں پیروی کرتے مگر گمان کی"

اس آیت میں چونکہ "نہیں پیروی کرتے" (وَمَا يَتَّبِعُ) کی تکرار کی گئی ہے، ایک بار یہی لفظ شروع میں آیا ہے اور دوسری

اصل الکلام وما یتبع الذین یدعون من دون اللہ
شرکاء الا الظن (س ۹ - ۱۱) ولما جاءھم کتاب من عند
اللہ مصدق لما معھم وکانوا من قبل یستفتحون
علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ
(س ۲ - ۱۱) ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃ
ضعافا خافوا علیھم فلیتقوا اللہ (س ۴ - ۲) یسئلونک
عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج ای ھی مواقیت
للناس باعتبار ان اللہ شرع لھم التوقیت بھا والحج
باعتبار ان التوقیت بھا حاصل للحج ولو قیل

اَصْلُ الْکَلَامِ وَمَا یَتَّبِعُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ
شُرَکَآءَ اِلَّا الظَّنَّ فَلَمَّا جَآءَھُمْ کِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ
مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ
عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِہٖ
وَلْیَخْشَ الَّذِیْنَ لَوْ تَرَکُوْا مِنْ خَلْفِھِمْ ذُرِّیَّۃً ضِعٰفًا
خَافُوْا عَلَیْھِمْ فَلْیَتَّقُوا اللّٰہَ۔ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّۃِ
قُلْ ھِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ اَیْ ھِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ
بِاِعْتِبَارِ اَنَّ اللّٰہَ شَرَعَ لَھُمُ التَّوْقِیْتَ بِھَا وَلِلْحَجِّ
بِاِعْتِبَارِ اَنَّ التَّوْقِیْتَ بِھَا حَاصِلٌ لِّلْحَجِّ وَلَوْ قِیْلَ۔

بار آخر سے کچھ پہلے اس وجہ سے یہ سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے کہ کس کا تعلق کس سے ہے، ورنہ اصل مفہوم یہ ہے :۔

وَمَا یَتَّبِعُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ شُرَکَآءَ اِلَّا الظَّنَّ۔

اور نہیں پیروی کرتے، وہ لوگ جو اللہ کے علاوہ دوسرے شریکوں کو پکارتے ہیں، مگر اپنے ظن کی"

آیت ۲۔ وَلَمَّا جَآءَھُمْ کِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِہٖ

"اور جب ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب آئی جو ان چیزوں کی تصدیق کرنے والی تھی جو ان لوگوں کے پاس تھیں اور جس کے ذریعہ وہ کافروں پر غلبہ حاصل کیا کرتے تھے پس جب وہ انکے پاس آئی تو وہ اسے پہچان نہ سکے، اور اس کا انکار کر دیا۔"

چونکہ اس آیت میں لما جاء کی تکرار ہوتی ہے، اور اسے دوبارہ لایا گیا ہے، اس وجہ سے مفہوم متعین کرنے میں دشواری ہوتی ہے۔

آیت ۳۔ وَلْیَخْشَ الَّذِیْنَ لَوْ تَرَکُوْا مِنْ خَلْفِھِمْ ذُرِّیَّۃً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَیْھِمْ فَلْیَتَّقُوا اللّٰہَ۔

"اور وہ لوگ ڈرتے ہیں، کہ اگر وہ اپنے بعد کمزور بچے چھوڑ گئے تو انہیں ان کے حال پر خوف آتا ہے، پس چاہیئے، کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں۔"

اس آیت میں بھی خوف کا ذکر دوبارہ کیا گیا ہے، اسی تکرار کی وجہ سے آیت کا مفہوم سمجھنے میں دقت ہوتی ہے۔

آیت ۴۔ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّۃِ قُلْ ھِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ۔

آپ سے لوگ چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں، ان سے کہہ دیجئے، کہ یہ لوگوں کے لئے وقت معین کرنے اور حج کا ذریعہ ہے۔

یعنی یہ چاند لوگوں کے لئے تاریخ نما ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی کے ذریعہ اپنے کلنڈر کی درستی کا بھی حکم دیا، اور اسی کے ذریعہ حج کی تاریخیں بھی متعین کی جاتی ہیں، لیکن اس کے بجائے صرف اتنا کہہ دیا جاتا، کہ :۔

ھِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ فِی حَجِّھِمْ۔ یعنی چاند لوگوں کے لئے حج کی تاریخیں متعین کرنے کا ایک ذریعہ ہے، تو کلام مختصر ہو جاتا، لیکن اختصار کے بجائے اطناب اختیار کیا گیا ہے، اس سے یہ فائدہ ہوا کہ چاند صرف حج ہی کی تاریخیں

ھی مواقیت للناس فی حجہم کان اخصر ولکن اطنب (س ۲۵-۲) لتنذر ام القری ومن حولھا و تنذر یوم الجمع ای تنذر ام القری یوم الجمع (س ۲-۴۰) وتری الجبال تحسبھا جامدۃ ای تری الجبال جامدۃ ادخل الحسبان لان الرویۃ تجئ لمعان والمراد ہھنا معنی الحسبان (س ۲-۱۰۰) کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ما جاءتھم البینت بغیا بینھم فھدی اللہ الذین امنوا لما اختلفوا فیہ

ھِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ فِیْ حَجِّہِمْ کَانَ اَخْصَرُ وَلٰکِنْ اَطْنَبَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَھَا وَتُنْذِرَ یَوْمَ الْجَمْعِ اَیْ تُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی یَوْمَ الْجَمْعِ وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُھَا جَامِدَۃً اَیْ تَرَی الْجِبَالَ جَامِدَۃً اُدْخِلَ الْحُسْبَانَ لِاَنَّ الرُّؤْیَۃَ تَجِیْئُ لِمَعَانٍ وَالْمُرَادُ ھٰھُنَا مَعْنَی الْحُسْبَانِ کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً فَبَعَثَ اللّٰہُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ وَاَنْزَلَ مَعَھُمُ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ فِیْمَا اخْتَلَفُوْا فِیْہِ وَمَا اخْتَلَفَ فِیْہِ اِلَّا الَّذِیْنَ اُوْتُوْہُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْھُمُ الْبَیِّنٰتُ بَغْیًا بَیْنَھُمْ فَھَدَی اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِیْہِ

معین کرنے کا ذریعہ نہیں رہ گیا، بلکہ زندگی کے تمام معاملات میں وقت کا معیار قرار پاگیا۔

آیت ۵ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَھَا وَتُنْذِرَ یَوْمَ الْجَمْعِ

"تاکہ ڈرایا جائے مکہ والوں کو، اور ان کو جو مکہ کے اطراف میں ہیں، اور ڈرایا جائے اس دن سے جس دن لوگ اکٹھا ہونگے"

اس آیت کے مفہوم میں دشواری اس وجہ سے ہوتی ہے، کہ "تُنْذِرَ" کا لفظ دوبار استعمال کیا گیا ہے، ایک بار توام القری کے ساتھ اور دوسری بار یوم الجمع کے ساتھ، اس استعمال کی وجہ سے دونوں باتیں ایک دوسرے سے الگ معلوم ہوتی ہیں، حالانکہ یہ الگ نہیں ہیں، اس آیت کا اصل مفہوم یہ ہے، کہ:۔

"تُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی یَوْمَ الْجَمْعِ" مکہ والوں کو اس دن سے ڈرایا جائے جس دن تمام لوگ اکٹھا ہوتے ہیں۔

آیت ۶ - وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُھَا جَامِدَۃً

"اور تم پہاڑوں کو دیکھوگے، تو انہیں منجمد اور ٹھوس محسوس کروگے"۔

اس آیت میں "تَحْسَبُھَا" کا لفظ زیادہ ہے جس کی وجہ سے مفہوم میں الجھن پیش آتی ہے، کیونکہ اس کا مقصد صرف "تری" سے پورا ہو جاتا ہے لیکن یہ اضافہ اس لئے کیا گیا ہے، کہ تری کا اصل مادہ یعنی "رویت" مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے، اور اگر کوئی قرینہ موجود نہ ہو، تو اصل مفہوم متعین کرنا دشوار ہو جاتا ہے، اس وجہ سے "حسبان" کے مادہ سے بھی کام لیا گیا، تاکہ "رویت" کا جو مفہوم یہاں ہے، متعین ہو جائے۔

آیت ۷ کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً فَبَعَثَ اللّٰہُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ وَاَنْزَلَ مَعَھُمُ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ فِیْمَا اخْتَلَفُوْا فِیْہِ وَمَا اخْتَلَفَ فِیْہِ اِلَّا الَّذِیْنَ اُوْتُوْہُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْھُمُ الْبَیِّنٰتُ بَغْیًا بَیْنَھُمْ فَھَدَی اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِیْہِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِہٖ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

"تمام لوگ ایک ہی قوم تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان بشارت دینے والے اور ڈرانے والے انبیاء

من الحق باذنه والله یهدی من یشآء الی صراط مستقیم ادخل وما اختلف فیه الا الذین اوتوہ فی تضاعیف الکلام المنتظم بعضه ببعض بیانا لضمیر اختلفوا وایذانا بان المراد من الاختلاف ههنا هو الاختلاف الواقع فی امة الدعوة بعد نزول الکتاب بان آمن بعض وکفر بعض و گاہے بر سر فاعل یا مفعول حرف جر زیادہ کنند و آں را بواسطه حرف جر معمول فعل سازند بجہت تاکید وصلت (س ۱-۱۱) یوم یجلی ای هی (س ۶-۱۱) وقفینا علی آثارهم بعیسی ابن مریم ای قفیناهم بعیسی بن مریم۔

مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ اُدْخِلَ وَمَا اخْتَلَفَ فِیْهِ اِلَّا الَّذِیْنَ اُوْتُوْهُ فِیْ تَضَاعِیْفِ الْکَلَامِ الْمُنْتَظِمِ بَعْضُهٗ بِبَعْضٍ بَیَانًا لِضَمِیْرِ اخْتَلَفُوْا وَاِیْذَانًا بِاَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْاِخْتِلَافِ هٰهُنَا هُوَ الْاِخْتِلَافُ الْوَاقِعُ فِیْ اُمَّةِ الدَّعْوَةِ بَعْدَ نُزُوْلِ الْکِتَابِ بِاَنْ اٰمَنَ بَعْضٌ وَکَفَرَ بَعْضٌ۔ وَقَدْ یُزَادُ حَرْفُ الْجَرِّ عَلَی الْفَاعِلِ اَوِ الْمَفْعُوْلِ لِتَاْکِیْدِ الْوُصْلَةِ فَیَکُوْنُ مَعْمُوْلًا لِلْفِعْلِ بِوَاسِطَةِ حَرْفِ الْجَرِّ۔ یَوْمَ یُجَلِّیْ عَلَیْهَا اَیْ تُجَلّٰی هِیَ۔ وَقَفَّیْنَا عَلٰی اٰثَارِهِمْ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ اَیْ قَفَّیْنَاهُمْ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ۔

بھیجے، اور ان کے ہمراہ کتاب برحق بھی نازل فرمائی، تاکہ وہ لوگوں کے درمیان واقع ہونے والے اختلافات کا فیصلہ کر سکیں اور اس کے بارے میں اختلاف نہیں کرتے تھے، لیکن وہی لوگ جن کے درمیان کتاب نازل کی گئی تھی، یہ اختلاف ان کے درمیان محض سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے اس وقت پیدا ہوئے تھے، جب کہ اللہ تعالیٰ واضح آیات بھیج چکا تھا پس اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اختلافات کے سلسلہ میں ان کی حق کی طرف راہ نمائی کی، اور اللہ جسے چاہتا ہے اس کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت کر دیتا ہے۔

مندرجہ بالا سلسلہ آیات ایک ایسی عبارت ہے جس کا ہر ایک کلمہ ایک دوسرے سے پیوست اور مربوط ہے اس کے باوجود درمیان میں "وَمَا اخْتَلَفَ فِیْهِ اِلَّا الَّذِیْنَ اُوْتُوْهُ" کا اضافہ کیا گیا، تاکہ "اختلفوا" کی ضمیر کی وضاحت ہو جائے، اور یہ امر صاف ہو جائے، کہ یہ اختلاف اسی امت کے درمیان واقع ہوا تھا جس کے پاس کتاب بھیجی گئی تھی اور یہ اختلاف نزول کتاب کے بعد واقع ہوا تھا، اور اس اختلاف کی اصل وجہ یہ تھی، کہ وہ کتاب کی بعض باتوں کو مانتے تھے، اور بعض باتوں کو نہیں مانتے تھے۔

ایک اور مقام قرآن مجید میں کہیں کہیں یہ انداز بھی اختیار کیا گیا ہے، کہ فاعل یا مفعول کو ان کی اصل شکل میں استعمال کرنے کے بجائے ان پر حرف جار کا اضافہ کر دیا گیا ہے، اور اسی حرف جار کے ذریعہ اسے فعل کا معمول بنایا گیا ہے اور اس انداز کے اختیار کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے، کہ معنی وصل میں تاکید پیدا کی جائے مثلاً:۔

آیت ۱۔ یَوْمَ یُجَلِّیْ۔ یہاں "هی" کے معنی مراد ہیں۔

آیت ۲۔ وَقَفَّیْنَا عَلٰی اٰثَارِهِمْ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ

"اور ہم نے پیچھا کیا ان کا ان کے نقوش قدم پر عیسیٰ ابن مریم کے ذریعہ سے" یہاں جو کچھ کہا گیا ہے، وہ صرف اتنا ہے "قَفَّیْنَاهُمْ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ" ہم نے ان کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم کو روانہ کیا۔

ودریں مقام نکتہ باید دانست، کہ واو در مواضع بسیار برائے توکید وصلت باشد نہ برائے عطف اذا وقعت الواقعۃ۔ وکنتم ازواجا ثلثۃ۔ وفتحت ابوابہا۔ ولیمحص اللہ وہم چنیں فا نیز زائد باشد، قسطلانی در شرح کتاب الحج در باب المعتمر اذا طاف طواف العمرۃ ثم خرج ھل یجزیہ من طواف الوداع گفتہ ویجوز توسط العاطف بین الصفۃ والموصوف لتاکید لصوقہا بالموصوف نحو (س۔۱۰-۳) اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبہم مرض قال سیبویہ ھو مثل مررت بزید وصاحبک۔

وَمِمَّا يَنْبَغِيْ اَنْ يُعْلَمَ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ نُكْتَةٌ وَهِيَ اَنَّ الْوَاوَ تُسْتَعْمَلُ فِيْ كَثِيْرٍ مِنَ الْمَوَاضِعِ لِتَوْكِيْدِ الْوَصْلَةِ لَا لِلْعَطْفِ اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ وَكَذٰلِكَ تُزَادُ الْفَاءُ اَيْضًا قَالَ الْقَسْطَلَانِيُّ فِيْ شَرْحِ كِتَابِ الْحَجِّ فِيْ بَابِ الْمُعْتَمِرِ اِذَا طَافَ طَوَافَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ خَرَجَ هَلْ يُجْزِيْهِ عَنْ طَوَافِ الْوَدَاعِ قَالَ وَيَجُوْزُ تَوَسُّطُ الْعَاطِفِ بَيْنَ الصِّفَةِ وَالْمَوْصُوْفِ لِتَاكِيْدِ لُصُوْقِهَا بِالْمَوْصُوْفِ نَحْوَ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ قَالَ سِيْبَوَيْهِ هُوَ مِثْلُ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَصَاحِبِكَ۔

اس مقام پر ایک نکتہ یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیئے، کہ واو جو عام طور سے عطف کے لئے استعمال ہوتا ہے، اکثر مقامات پر معنے وصل کی تاکید کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، عطف کے لئے نہیں، مثلاً:۔

آیت ۱؎ اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ — آیت ۲؎ وَكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً

آیت ۳؎ وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا — آیت ۴؎ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ۔

مندرجہ بالا چاروں آیتوں میں واو جہاں جہاں بھی استعمال ہوا ہے، وہاں معنی وصل کی تاکید ہی کے لئے استعمال ہوا ہے، اسی طرح بعض مقامات پر فا کا بھی استعمال ہے، کہ وہ کلمہ کے ساتھ موجود تو ہوتا ہے لیکن معنی نہیں دیتا، وہ ایک حرف زائد ہوتا ہے، جس کا استعمال محض حسن کلام کے لئے کیا جاتا ہے۔

علامہ قسطلانی نے کتاب حج کی شرح میں جہاں اس امر سے بحث کی ہے، کہ عمرہ کی نیت باندھنے والا، اگر طواف عمرہ بجالانے کے بعد مکہ سے روانہ ہو جائے، تو اس کے لئے طواف وداع بجالانا بھی ضروری ہے یا نہیں، وہاں لکھا ہے کہ

"اگر صفت اور موصوف کے درمیانی رابطہ میں تاکید پیدا کرنا مقصود ہو، تو صفت اور موصوف کے درمیان حرف عطف کا استعمال جائز ہے"، مثلاً:۔

آیت ۱؎۔ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

"جب منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے کہتے ہیں"

مندرجہ بالا آیت میں حرف عطف کے استعمال کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ منافقین دوسرے ہیں، اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے، دوسرے ہیں، حالانکہ حقیقت اس کے برخلاف ہے، منافقین اور دلوں میں مرض رکھنے والے ایک ہی ہیں، دوسرا ٹکڑا اصل میں منافقین کی صفت ہے، صفت اور موصوف کے درمیان حرف عطف محض کلام میں زور پیدا کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے، مشہور نحوی سیبویہ نے اس آیت سے بحث کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ اس آیت کا انداز وہی ہے، جو مندرجہ ذیل جملہ کا ہے۔

"مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَصَاحِبِكَ" میں زید اور تمہارے دوست کے ساتھ گذرا۔

اذا اردت بصاحبك زيد اوقال الزمخشری (ص ۱۰۱) قوله تعالى وما اهلكنا من قرية الا ولها كتاب معلوم جملة واقعة صفة لقرية والقياس ان لا يتوسط الواو بينهما كما فى قوله تعالى وما اهلكنا من قرية الا لها منذرون وانما توسطت لتاكيد لصوق الصفة بالموصوف كما يقال فى الحال جاءنى زيد عليه ثوب وجاءنى وعليه ثوب انتهى وگاہے بسبب انتشار ضمیر وارادہ دو معنی از یک کلمہ صعوبت فہم مراد ہم رسد وانهم ليصدونهم عن السبيل ويحسبون انهم مهتدون

إِذَا أَرَدْتَ بِصَاحِبِكَ زَيْدًا وَقَالَ الزَّمَخْشَرِيُّ فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ جُمْلَةٌ وَاقِعَةٌ صِفَةٌ لِقَرْيَةٍ وَالْقِيَاسُ أَنْ لَا تَتَوَسَّطَ بَيْنَهُمَا كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنْذِرُونَ وَإِنَّمَا تَوَسَّطَتْ لِتَأْكِيدِ لُصُوقِ الصِّفَةِ بِالْمَوْصُوفِ كَمَا يُقَالُ فِي الْحَالِ جَاءَنِي زَيْدٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ وَجَاءَنِي وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ وَرُبَّمَا يَكُونُ الصُّعُوبَةُ فِي فَهْمِ الْمُرَادِ لِانْتِشَارِ الضَّمَائِرِ وَإِرَادَةِ الْمَعْنَيَيْنِ مِنْ كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ إِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ۔

اس جملہ میں اگر تمہارے دوست سے بھی زید ہی مراد ہو، تو اس صورت میں زید موصوف ہوگا، اور "صَاحِبِكَ" صفت حالانکہ دونوں کے درمیان حرف عطف موجود ہے یہی صورت مندرجہ بالا آیت کی بھی ہے۔

علامہ زمخشری نے مندرجہ ذیل آیت کے بارے میں لکھا ہے، کہ :-

وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ

"اور ہم نے کسی ایسے قریہ کو ہلاک نہیں کیا ہے، جس کے پاس کتاب معلوم نہ ہو۔

مندرجہ بالا آیت میں "وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ" صفت ہے، اور قریہ موصوف، دونوں کے درمیان حرف عطف محض معنے وصفی کی تاکید کے لئے استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل آیت میں یہی انداز اختیار کیا گیا ہے۔

وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنْذِرُونَ

ہم کسی قریہ کو اس وقت تک تباہ نہیں کرتے جب تک اس میں ڈرانے والے نہ پہنچ جائیں"

اس آیت میں حرف "الا" کو صفت و موصوف کے درمیان واسطہ بنایا گیا ہے، اور یہاں بھی مقصد یہی ہے، کہ صفت اور موصوف کے باہمی تعلق میں تاکید پیدا ہو جائے، ان آیات کا انداز بالکل ایسا ہے، جیسے یہ کہنا ہو، کہ :-

"جَاءَنِي زَيْدٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ" زید میرے پاس لباس پہنے ہوئے آیا، لیکن یہی جملہ یوں بھی لکھا جا سکتا ہے :-

جَاءَنِي وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ" وہ آیا اور اس کے جسم پر لباس تھا، ظاہر ہے کہ دونوں فقروں میں ظاہری حیثیت سے محض حرف عطف استعمال کرنے اور نہ کرنے کا فرق ہے، ورنہ معنی کے اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

انتشار ضمیر اور کبھی کبھی قرآن کا صحیح مفہوم سمجھنے میں دشواری اس وجہ سے ہوتی ہے کہ ضمیر متعین نہیں ہوتی، اور کبھی اس وجہ سے دشواری پیش آتی ہے، کہ ایک ہی لفظ سے دو معنی مراد ہوتے ہیں اور کسی ایک معنی کے حق میں فیصلہ دشوار ہوتا ہے مثلاً

آیت :- وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ

اس آیت کا لفظی ترجمہ یہ ہوگا" اور وہ سب انہیں صحیح راستے سے روک دیتے ہیں، اور وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ لوگ سیدھے راستے پر ہیں"

یعنی ان الشیاطین لیصدون الناس عن السبیل و یحسب الناس انہم مھتدون۔ وقال قرینہ فی موضع واحد والمراد بہ الشیطان وفی الموضع الاخر الملک (س ۲-۱۰) یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر (س ۲-۱۱) ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو فاول معناہ ای انفاق ینفقون وای نوع من الانفاق ینفقون وھو صادق بالسوال عن المصرف لان الانفاق یصیر باعتبار المصارف انواعا والثانی معناہ ای مال ینفقون وازیں قبیل ست آمدن لفظ جَعَلَ وشیٔ ومانند آن برائے معانی شتّٰی گاہے بمعنے خلق جعل الظلمات والنور۔

یَعْنِی اِنَّ الشَّیَاطِیْنَ لَیَصُدُّوْنَ النَّاسَ عَنِ السَّبِیْلِ وَ یَحْسَبُ النَّاسُ اَنَّھُمْ مُھْتَدُوْنَ۔ قَالَ قَرِیْنُہٗ فِیْ مَوْضِعٍ وَاحِدٍ وَالْمُرَادُ بِہِ الشَّیْطَانُ وَفِی الْمَوْضِعِ الْاٰخَرِ الْمَلَکُ یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ خَیْرٍ وَ یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ فَالْاَوَّلُ مَعْنَاہُ اَیُّ اِنْفَاقٍ یُنْفِقُوْنَ وَاَیُّ نَوْعٍ مِنَ الْاِنْفَاقِ یُنْفِقُوْنَ وَ ھُوَ صَادِقٌ بِالسُّؤَالِ عَنِ الْمَصْرِفِ لِاَنَّ الْاِنْفَاقَ یَصِیْرُ بِاعْتِبَارِ الْمَصَارِفِ اَنْوَاعًا وَالثَّانِیْ مَعْنَاہُ اَیُّ مَالٍ یُنْفِقُوْنَ وَمِنْ ھٰذَا الْقَبِیْلِ مَجِیْءُ لَفْظِ جَعَلَ وَشَیْئٍ وَنَحْوِھِمَا لِمَعَانٍ شَتّٰی قَدْ یَجِیْءُ جَعَلَ بِمَعْنٰی خَلَقَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ۔

اس آیت میں تین ضمیریں استعمال کی گئی ہیں، لیکن تینوں کی تینوں غیر متعین ہیں، اس کی وجہ سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ سیدھے راستے سے روکنے والے کون لوگ ہیں، اور گمراہ ہو کر اپنے آپ کو ہدایت یافتہ سمجھنے والے کون ہیں؟ اگر ضمیروں کو متعین کر دیا جائے، تو اصل عبارت یوں ہوگی:۔

اِنَّ الشَّیَاطِیْنَ لَیَصُدُّوْنَ النَّاسَ عَنِ السَّبِیْلِ وَ یَحْسَبُ النَّاسُ اَنَّھُمْ مُھْتَدُوْنَ۔

یعنی شیاطین لوگوں کو سیدھے راستہ سے بہکا دیتے ہیں لیکن لوگ یہی سمجھتے ہیں، کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں، اور سیدھی راہ پر ہیں، اور قال قرینہ میں ایک جگہ شیطان مراد ہے، اور دوسری جگہ فرشتہ، یہ مثال ایک کلمہ سے دو معنی مراد لینے کی ہے

آیت ۲ یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ خَیْرٍ

"لوگ آپ سے یہ سوال کرتے ہیں، کہ کیا صرف کریں، کہہ دیجئے، کہ جو کچھ بھی مال صرف کرو"

آیت ۳ وَیَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ

لوگ آپ سے یہ پوچھتے ہیں، کہ وہ کیا صرف کریں، کہہ دیجئے جو کچھ باقی بچے" پہلی آیت کا مفہوم یہ ہے، کہ جو کچھ بھی مال صرف کریں بہتر ہے اور یہ جواب انکے سوال کے اعتبار سے درست بھی ہے کیونکہ انہوں نے سوال مصرف کے متعلق کیا تھا، اور انفاق کی مصرف کے اعتبار سے مختلف قسمیں ہو سکتی ہیں اور انسان جس قسم کے مصرف میں بھی انفاق کرے بہتر ہی ہے، دوسری آیت کے جواب سے پتہ چلتا ہے کہ سوال براہ راست مال کی مقدار کے متعلق تھا، لہٰذا انکے لئے یہی جواب ہو سکتا تھا کہ جو کچھ انکی ضروریات سے بچے اسے راہ خدا میں خرچ کریں۔

اسی طرح کبھی کبھی بعض الفاظ کے مختلف مقامات پر مختلف معانی میں استعمال کی وجہ سے بھی صحیح مفہوم کی تعیین میں دشواری ہو جاتی ہے جعل" اور" شیٔ" اور اسی طرح کے بعض الفاظ اور بھی ہیں جو مختلف معانی میں استعمال ہوتے رہتے ہیں، مثلاً:۔

(۱)۔ جَعَلَ" کو کبھی" خلق" یعنے تخلیق اور پیدائش کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

جَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ ۔ "اس نے اندھیرے اور نور کو پیدا کیا"

وگاہے بمعنی اِعْتَقَدَ (س ۸-۳۰) وجعلوا للہ ممّا ذرأ
وشئی بجائے فاعل آید وبجائے مفعول بہ وگاہے مفعول
مطلق وغیر آں (س ۲۷-۴) ام خلقوا من غیر شئی ای من
غیر خالق (س ۱۵-۲۱) فلا تسألنی عن شئی ای عن شئی
مما یتوقف فیہ من امری امر ونباء وخطب
وگاہے مخبر عنہ ارادہ کنند ھو نبأ عظیم. اے قصہ
عجیبہ، وہم چنیں خیر وشر وآنچہ باں معنی آید، در ہر محل مختلف
شود، وازیں قبیل ست انتشار در آیات آیتے کہ مقام
اصلی آں بعد ایراد قصہ است، گاہے مبادرت کنند، و
آں را قبل از تمام قصہ ایراد نمایند باز عود کنند بقصہ وآں
را تمام فرمایند۔

وَقَدْ یَکُوْنُ بِمَعْنَی اعْتَقَدَ وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ مِمَّا ذَرَاَ وَشَیْئٌ
یَجِیْئُ مَکَانَ الْفَاعِلِ وَمَکَانَ الْمَفْعُوْلِ بِہٖ وَمَکَانَ الْمَفْعُوْلَ
الْمُطْلَقِ وَغَیْرِھَا اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْئٍ اَیْ مِنْ غَیْرِ خَالِقٍ
فَلَا تَسْاَلْنِیْ عَنْ شَیْئٍ مِمَّا تَتَوَقَّفُ فِیْہِ مِنْ اَمْرِیْ وَقَدْ
یُرِیْدُوْنَ بِالْاَمْرِ وَالنَّبَاءِ وَالْخَطْبِ الْمُخْبَرَ عَنْہُ ھُوَ نَبَاٌ
عَظِیْمٌ اَیْ قِصَّۃٌ عَجِیْبَۃٌ وَکَذٰلِکَ الْخَیْرُ وَالشَّرُّ وَمَا فِیْ
مَعْنَاھُمَا یَخْتَلِفَانِ بِحَسْبِ الْمَوَاضِعِ وَمِنْ ھٰذَا الْقَبِیْلِ
اِنْتِشَارُ الْاٰیَاتِ فَقَدْ یُبَادِرُوْنَ اِلٰی اٰیَۃٍ مَقَامُھَا
الْاَصْلِیْ بَعْدَ اِیْرَادِ الْقِصَّۃِ فَیُذْکُرُوْنَھَا
قَبْلَ تَمَامِ الْقِصَّۃِ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ اِلَی الْقِصَّۃِ
فَیُتِمُّوْنَھَا۔

(ب) اور کبھی اِعْتَقَدَ یعنی عقیدہ اور اعتقاد کے معنٰی میں استعمال کیا جاتا ہے:۔
وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ مِمَّا ذَرَاَ
"اللہ کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے، کہ اللہ بھی ان کی دیکھی ہوئی چیزوں کی طرح کی کوئی چیز ہے"
اسی طرح شئی کو بھی کبھی فاعل کی جگہ پر استعمال کیا جاتا ہے، اور کبھی مفعول بہ کے معنی میں، اور کبھی مفعول مطلق کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً:۔
آیت ۱ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْئٍ۔ "کیا وہ بغیر کسی چیز کے پیدا کئے گئے ہیں؟"
یہاں "شئی" کو "خالق" کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے یعنی "کیا وہ بغیر کسی پیدا کرنے والے کے پیدا ہو گئے ہیں۔
آیت ۲ فَلَا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْئٍ "پس مت سوال کرو تم مجھ سے کسی شئے کے بارے میں"
یعنی کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرو، جس پر میرے امور میں سے کسی امر کسی عظیم خبر، یا کسی عظیم حادثہ کا انحصار ہو،
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے، کہ خبر کا ذکر کیا جاتا ہے لیکن مراد وہ واقعہ ہوتا ہے جس سے خبر متعلق ہوتی ہے۔
نَبَاٌ عَظِیْمٌ۔
"عظیم خبر" لیکن اس سے مراد وہ عجیب وغریب قصہ ہے، جس کے متعلق یہ نقرہ استعمال کیا گیا ہے۔
اسی طرح خیر اور شر یا ایسے الفاظ جو خیر و شر کے معنی دیتے ہوں، یہ بھی مختلف مقامات پر مختلف معنوں میں استعمال ہوتے ہیں، اور دوسری مثالوں کی طرح ہر مقام پر یہ فیصلہ کرنے میں دشواری ہوتی ہے کہ یہاں کون سے معنی مراد ہیں۔

انتشار آیات

آیات کا انتشار بھی دشوار مقامات میں سے ایک ہے کیونکہ انکے جگہ سے بے جگہ ہونے کی وجہ سے مطلب الجھ کے رہ جاتا ہے مثلاً کوئی آیت اس قسم کی ہے، کہ مفہوم کے اعتبار سے اس کا صحیح مقام قصہ کا اختتام ہے لیکن اس کے ذکر میں سبقت کر کے اسے قصہ کی تکمیل سے پہلے لاتے ہیں، اسکے بعد قصہ کو نئے سر سے آگے بڑھاتے، اور اسے ختم کرتے ہیں

وگاہے در نزول متقدم باشد و در تلاوت متاخر باشد (س ۲-۱۱) قد نری تقلب وجھک در نزول مقدم ست، وسیقول السفھاء متاخر و در تلاوت بالعکس وگاہے جواب را درمیان قول کفار درج کنند (س ۳-۱۶) ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم قل ان الھدی ھدی اللہ ان یؤتی احد مثل ما اوتیتم۔ بالجملہ ایں مباحث تفصیل بسیار مے طلبد، اما در آنچہ ما گفتیم کفایت ست خوانندۂ سعادتمند چوں ایں امور را بخاطر مستحضر داشتہ باشد، در اثنائے خواندن باندک تاملے غرض سخن دریابد، غیر مذکور را، بر مذکور قیاس کند، و از یک مثال با مثلہ دیگر انتقال نماید۔

وَقَدْ تَكُوْنُ الْاٰيَةُ مُتَقَدِّمَةً فِي النُّزُوْلِ مُتَاَخِّرَةً فِي التِّلَاوَةِ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ مُتَقَدِّمَةٌ فِي النُّزُوْلِ وَسَيَقُوْلُ السُّفَهَاۤءُ مُتَاَخِّرَةٌ وَفِي التِّلَاوَةِ بِالْعَكْسِ وَقَدْ يُدْرَجُ الْجَوَابُ فِيْ اَثْنَاۤءِ قَوْلِ الْكُفَّارِ وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰۤى اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ وَبِالْجُمْلَةِ فَهٰذِهِ الْمَبَاحِثُ تَحْتَاجُ اِلٰى تَفْصِيْلٍ كَثِيْرٍ وَلٰكِنْ يَكْفِيْ هٰذَا الْقَدْرُ مِمَّا ذَكَرْنَا وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ وَاسْتَحْضَرَ هٰذِهِ الْاُمُوْرَ وَاَخْطَرَهَا بِالْبَالِ فِيْ اَثْنَاۤءِ الْمُطَالَعَةِ يُدْرِكُ الْغَرَضَ مِنَ الْكَلَامِ بِاَدْنٰى تَاَمُّلٍ وَيَقِيْسُ غَيْرَ الْمَذْكُوْرِ عَلَى الْمَذْكُوْرِ وَيَنْتَقِلُ مِنْ مِثَالٍ اِلٰۤى اَمْثِلَةٍ اُخَرَ۔

کبھی ایسا ہوتا ہے، کہ کوئی آیت نزول کے اعتبار سے تو مقدم ہوتی ہے لیکن تلاوت میں مؤخر ہوگئی ہے، اس سے بھی مفہوم میں الجھاؤ پیدا ہوتا ہے، اور مطلب سمجھنا دشوار ہوجاتا ہے، مثلاً:۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ "ہم تمہارے چہرے کا بار بار موڑنا دیکھتے ہیں"

یہ آیت نزول کے اعتبار سے مقدم ہے۔ اور:۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَاۤءُ "عنقریب احمق لوگ کہیں گے"

یہ آیت نزول کے اعتبار سے مؤخر ہے لیکن تلاوت میں دونوں کی ترتیب بدل گئی ہے یہ مقدم ہوگئی اور پہلی مؤخر ہوگئی۔

کبھی ایسا ہوتا ہے، کہ کفار کا قول نقل کیا جارہا ہوتا ہے، اور درمیان میں اس کا جواب لایا جاتا ہے، اس کے بعد ان کے اصل کلام کو مکمل کیا جاتا ہے، سوال و جواب کے اس طرح خلط ملط ہوجانے کی وجہ سے بھی مطلب سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے مثلاً

وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰۤى اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ

"اور نہ ایمان لاؤ، مگر اس پر جو تمہارے دین کی پیروی کرے، کہہ دیجئے کہ صحیح ہدایت اللہ تعالیٰ ہی کی ہدایت ہے، اور اگر کسی کو وہی دین دیا جائے، جو تمہیں دیا گیا تھا۔

اس آیت میں قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ (کہہ دیجئے کہ صحیح ہدایت اللہ ہی کی ہدایت ہے) یہ کافروں کا جواب ہے اس سے پہلے اور بعد کا ٹکڑا کافروں کا اصل کلام ہے، کلام کی اس ترتیب نے اصل مفہوم کو الجھا دیا ہے۔

مختصر یہ کہ یہ بحث بڑی تفصیل طلب ہے، تمام موانعات اور دشواریوں کا ایک ایک کرکے بیان کرنا بڑی دراز نفسی چاہتا ہے، لیکن مندرجہ بالا سطور میں جتنی باتیں بیان کی گئی ہیں مشکلات کے حل کے لئے کافی ہیں، کیونکہ ایک ذہین قاری اگر ان تمام نکات کو ذہن میں محفوظ رکھے، تو مطالعہ کے درمیان ہر قسم کے مشکلات کو معمولی سی توجہ کی مدد سے حل کرسکتا ہے، جو باتیں بیان کی جاچکی ہیں، ان کے ذریعہ سے بیان نا کردہ باتوں کا سمجھنا، اور مذکورہ بالا مثالوں کے ذریعہ غیر مذکورہ مثالوں کو حل کرلینا دشوار نہیں ہے۔

فصل

باید دانست کہ محکم آن ست، کہ دانندہ لغت از آں کلام بجز یک معنی ادراک نہ کند، و اعتبار دانستن عرب اول ست، نہ موشگافان زمان را کہ موشگافی بیجا و راے ست عضال، کہ محکم را متشابہ میسازد و معلوم را مجہول و متشابہ آن ست، کہ محتمل مر دو معنے باشد بسبب احتمال رجوع ضمیر بدو مرجع چنانکہ شخصے گفت اما ان الامیر امرنی ان العن فلانا لعنہ اللہ۔ یا اشتراک کلمہ در دو معنی مانند

فَصْلٌ

لِيَعْلَمْ اَنَّ الْمُحْكَمَ مَا لَمْ يَفْهَمْ مِنْهُ الْعَارِفُ بِاللُّغَةِ اِلَّا مَعْنًى وَاحِدًا وَالْمُعْتَبَرُ فَهْمُ الْعَرَبِ الْاَوَّلِ لَا فَهْمُ مُدَقِّقِيْ زَمَانِنَا فَاِنَّ التَّدْقِيْقَ الْفَارِغَ دَاءٌ عُضَالٌ يَجْعَلُ الْمُحْكَمَ مُتَشَابِهًا وَالْمَعْلُوْمَ مَجْهُوْلًا وَالْمُتَشَابِهُ مَا احْتَمَلَ مَعْنَيَيْنِ لِاحْتِمَالِ رُجُوْعِ ضَمِيْرٍ اِلٰى مَرْجَعَيْنِ كَمَا اِذَا قَالَ شَخْصٌ اَمَا اِنَّ الْاَمِيْرَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَلْعَنَ فُلَانًا لَعَنَهُ اللّٰهُ اَوْ لِاشْتِرَاكِ كَلِمَةٍ فِي الْمَعْنَيَيْنِ نَحْوُ

فصل چہارم

آیات محکمات اور متشابہات وغیرہ

محکم آیات قرآن مجید میں محکم آیات بھی ہیں، اور متشابہ بھی، محکم آیات سے مراد وہ آیات ہیں جن کے مفہوم کے متعلق عربی زبان کے ماہر شخص کو کسی قسم کا تردد یا تذبذب نہ ہو، اور ان کا صاف وصریح مفہوم کے سوا کوئی دوسرا مفہوم ہو ہی نہ سکے زبان دانی اور مہارت کا معیار البتہ قدیم اہل عرب ہیں، اس زمانہ کے وہ نکتہ سنج نہیں جو اپنی بے محل موشگافیوں اور قیاس آرائیوں کی بدولت محکم کو متشابہ اور صاف و واضح آیات کو گنجلک اور مبہم بنا دیتے ہیں، اور سامنے کی باتیں بھی بعید از فہم معلوم ہونے لگتی ہیں۔

متشابہ آیات متشابہ آیات سے وہ آیات مراد ہیں جن سے بیک وقت دو معنے مراد لئے جا سکتے ہوں، اور بظاہر کوئی ایسا قرینہ موجود نہ ہو جس سے کسی ایک معنی کے حق میں ہی فیصلہ کیا جا سکتا ہو۔ اس طرح کے احتمالات کی وجوہ مختلف ہو سکتی ہیں مثلاً کبھی یہ اشتباہ اس وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے، کہ ایک ہی ضمیر بیک وقت دو مختلف اسموں سے متعلق ہو سکتی ہے، اور دونوں کے مواقع مساوی ہوں، مثلاً جیسا کہ ایک شخص نے کہا تھا کہ

اَمَا اِنَّ الْاَمِیْرَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَلْعَنَ فُلَانًا۔ لَعَنَہُ اللّٰہُ

"امیر نے مجھے حکم دیا ہے، کہ فلاں شخص پر لعنت کروں، اللہ اس پر لعنت کرے"

"اللہ اس پر لعنت کرے" یہ ٹکڑا ایسا ہے جس کا تعلق حکم دینے والے یعنی امیر سے بھی ہو سکتا ہے اور اس شخص سے بھی جسے لعنت کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور حقیقتاً" اور کون ہے اس کا تمام تر انحصار کہنے والے کی نیت پر ہے بظاہر کچھ نہیں کہا جا سکتا کبھی اشتباہ اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے، کہ آیت میں کوئی ایسا لفظ استعمال کیا گیا ہو جس کے دو معنی ہو سکتے ہوں اور دونوں معانی کی حیثیت مساوی ہو۔ مثلاً:-

لامستم در جماع و لمس بید و احتمال عطف بر قریب و بعید مانند وامسحوا برؤسکم وارجلکم فی قراۃ الکسرۃ واحتمال عطف و استیناف مانند لا یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم۔ وکنایت آن ست، کہ حکمے اثبات کنند و قصد نہ ثبوت عین آن باشد، بلکہ قصد آن ست کہ انتقال کند ذہن مخاطب بلازم آن بلزوم عادی یا عقلی چنانکہ از عظیم الرماد معنی کثرت ضیافت

لَامَسْتُمْ فِي الْجِمَاعِ وَاللَّمْسِ بِالْيَدِ وَلِاحْتِمَالِ الْعَطْفِ عَلَى الْقَرِيْبِ وَالْبَعِيْدِ نَحْوَ وَامْسَحُوْا بِرُؤُسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ فِي قِرَاءَةِ الْكَسْرِ وَاحْتِمَالِ الْعَطْفِ وَالْاِسْتِيْنَافِ نَحْوَ لَا يَعْلَمُ تَاوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ وَالْكِنَايَةُ اَنْ يُثْبِتَ حُكْمٌ مِنَ الْاَحْكَامِ وَلَا يُقْصَدُ بِهٖ ثُبُوْتُ عَيْنِهٖ بَلِ الْمَقْصُوْدُ اِنْتِقَالُ ذِهْنِ الْمُخَاطَبِ اِلٰى مَا يَلْزَمُهٗ لُزُوْمًا عَادِيًّا اَوْ عَقْلِيًّا كَمَا فِي عَظِيْمِ الرَّمَادِ فَاِنَّ الْمَعْنٰى كَثْرَةُ الضِّيَافَةِ۔

لَامَسْتُمْ یعنی تم نے اسے مس کیا، لیکن یہ لفظ ایسا ہے، جو "ہمبستری" کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، اور ہاتھ سے چھونے کے معنی میں بھی، اور ان دونوں معانی کی حیثیت اتنی برابر کی ہے کہ جب تک کوئی قرینہ موجود نہ ہو یہ فیصلہ کرنا ناممکن ہوتا ہے کہ کس مقام پر کون سے معنی مراد ہیں۔

اور کبھی یہ اشتباہ اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے، کہ جملہ میں کوئی ایسا لفظ استعمال کیا گیا ہو، جسکا مختلف کلمات پر عطف ہوسکتا ہو، ایک کلمہ لفظ سے دور ہو، اور دوسرا نزدیک، لیکن ایسا قرینہ کوئی نہ ہو جس سے معلوم ہوسکے کہ دونوں کلمات میں سے کس کلمہ پر عطف کیا گیا ہے، مثلاً:۔

وَامْسَحُوْا بِرُؤُسِكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ

اگر اس آیت میں لفظ "اَرْجُلِكُمْ" کو زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ پتہ نہیں چلتا، کہ یہ قریب کے لفظ "رُؤُسِكُمْ" پر عطف کیا گیا ہے، یا دور کے لفظ "وُجُوْهَكُمْ" پر اسی وجہ سے اس میں اختلاف ہے کہ وضو میں پاؤں کا مسح کرنا چاہیئے، یا انہیں دھونا چاہیئے، اگر قریب کے لفظ پر عطف ہو، تو مسح ہونا چاہیئے، اور اگر دور کے لفظ پر عطف ہو، تو دھونا چاہیئے۔

اسی طرح اگر جملہ کے کسی لفظ یا فقرہ کے بارے میں یہ طے نہ ہوسکے کہ وہ اپنے ماقبل پر عطف کیا گیا ہے، یا اس کی حیثیت استیناف کلام کی ہے، اس وقت بھی اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے، اور بغیر قرینہ کے مفہوم متعین نہیں کیا جاسکتا، مثلاً:۔

لَا يَعْلَمُ تَاوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ۔

"اور نہیں جانتے اس کی تاویل لیکن اللہ تعالےٰ، اور وہ لوگ جو علم میں راسخ ہوچکے ہیں"

اس آیت میں "وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ" کی حیثیت جملہ میں غیر متعین ہے، جتنا احتمال اس کا ہے کہ اُسکا "اللہ" پر عطف ہے اتنا ہی احتمال اس کا بھی ہے، کہ یہاں سے پھر نئے سرے سے کلام شروع کیا گیا ہو۔

کنایہ کنایہ کے معنی یہ ہیں، کہ کوئی ایسی بات کہی جائے، جو بذات خود مراد نہ ہو، بلکہ اس کا مقصد یہ ہو، کہ سننے والے کا ذہن ایک ایسی بات کی طرف منتقل ہو جائے، جو اس بات کا لازمی نتیجہ ہے یہ لزوم عقلی بھی ہوسکتا ہے یا علوی بھی، اگر دونوں کے درمیان رشتہ محض عقلی ہو تو یہ لزوم عقلی ہوگا، اور اگر دونوں کے درمیان رشتہ اس وجہ سے ہوگیا ہو، کہ ایسی ہی رسم ہوگئی ہے تو یہ لزوم عادی ہوگا، مثلاً "عَظِيْمُ الرَّمَادِ" یعنی اس کے باورچی خانہ سے بہت زیادہ راکھ نکلتی ہے" اس کا لازمی مفہوم یہ ہے، کہ وہ بہت زیادہ مہمان نواز ہے، اور بہت زیادہ دعوتیں دیتا رہتا ہے، کیونکہ اسی صورت میں

وازید اہ مبسوطتان معنی سخاوت ادراک مے شود و تصویر معنی مراد بصورت محسوس ازہمیں قبیل است، واں بابے ست واسع در اشعار عرب وخطب ایشاں و قرآن عظیم وسنت پیغمبر ما صلے اللہ علیہ وسلم بآن مشحون ست واجلب علیہم بخیلک ورجلک تشبیہ دادہ شد برئیس دزداں چوں یاران خود را آواز میداد کہ این سو حملہ کن، وآزاں سو درآ وجعلنا من بین ایدیہم سدا ومن خلفہم سدا وجعلنا فی اعناقہم اغلالا تشبیہ دادہ شد اعراض ایشان را تدبر آیات بکسے کہ او را مغلول کردہ باشند یا بر ہر جہت او سدی بنا کردہ باشند پس اصلا نتوانند دید واضمم الیک جناحک من الرھب یعنی مجموع خاطر شود، پراگندگی نفس بگذارد،

وَيُفْهَمُ مِنْ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ مَعْنَى الْكَرَمِ وَالسَّخَاوَةِ وَمِنْ هٰذَا الْقَبِيلِ تَصْوِيرُ الْمَعْنَى الْمُرَادِ بِصُورَةِ الْمَحْسُوسِ وَذٰلِكَ بَابٌ وَاسِعٌ فِي أَشْعَارِ الْعَرَبِ وَخُطَبِهِمْ وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَسُنَّةِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشْحُونَةٌ بِهِ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ شُبِّهَ بِرَئِيْسِ السَّارِقِيْنَ حَيْثُ يُنَادِي أَصْحَابَهُ فَيَقُولُ تَعَالَوْا مِنْ هٰذِهِ الْجِهَةِ وَادْخُلُوا مِنْ تِلْكَ الْجِهَةِ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا وَجَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا شُبِّهَ إِعْرَاضُهُمْ عَنْ تَدَبُّرِ الْآيَاتِ بِمَنْ غُلَّتْ يَدَاهُ أَوْ بُنِيَ حَوَالَيْهِ سَدٌّ مِنْ كُلِّ جِهَةٍ فَلَا يَسْتَطِيْعُ الرُّؤْيَةَ أَصْلًا وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ يَعْنِي اجْمَعْ خَاطِرَكَ مِنَ الْاِنْتِشَارِ۔

زیادہ کھانا پک سکتا ہے، اور زیادہ لکڑیاں جل سکتی ہیں، اور بہت زیادہ راکھ نکل سکتی ہے، اسی طرح کا کنایہ ہے "بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ" یعنی "اس کے ہاتھ بہت کشادہ ہیں" اس سے سخاوت اور فیاضی کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔

اور یہی انداز اس وقت بھی ہوتا ہے، جب عقلی یا ذہنی چیزوں کو مادی اور محسوس چیزوں سے تشبیہ دی جاتی ہے، یعنی جب کوئی بات کہنی ہو تو بجائے اس کے کہ براہ راست وہی بات کہدی جائے، اسے کسی مادی اور محسوس چیز سے تشبیہ کے ذریعہ بیان کیا جائے لیکن اس تشبیہ کی وضاحت نہ کی جائے یا اصل میں استعارہ ہے جو اپنی حقیقت کے اعتبار سے کنایہ ہی کا ایک انداز ہے۔

اس طرح کے استعمالات اہل عرب کے اشعار اور خطبات میں بہت عام ہیں، اور قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بھی کثرت سے اس قسم کا انداز بیان اختیار کیا گیا ہے مثلاً۔

وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ "اور ان پر اپنے سواروں اور پیادوں کو چڑھا لاؤ"

اس آیت میں ڈاکوؤں کے ایک ایسے سردار سے تشبیہ دی گئی ہے جو اپنے ساتھیوں کو حکم دے رہا ہو کہ تم ادھر سے حملہ کرو، اور تم ادھر سے حملہ کرو،

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا وَجَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا۔

"اور ہم نے ان کے سامنے بھی دیوار کھینچ دی اور ان کے پیچھے بھی دیوار کھینچ دی، اور ان کی گردنوں میں طوق پہنا دیئے"

اس آیت میں منکرین کے اغراض ومقاصد کو ایسے لوگوں سے تشبیہ دی گئی ہے جن کے چاروں طرف دیوار کھینچ دی گئی ہو، اور انہیں زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہو جس کی وجہ سے نہ وہ کچھ دیکھ سکتے ہوں، نہ اپنی جگہ سے جنبش کر سکتے ہوں۔

وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ "اور خوف کے وقت تم اپنے بازوؤں کو سمیٹ لو اور اپنے جسم سے پیوست کر لو" یعنی خاطر جمع کر لو، اور ذہنی انتشار اور پراگندگی کو چھوڑ دو۔

ونظیر ایں باب در عرب آں ست، کہ چوں شجاعت کسے را تقدیر کنند بہ شمشیر اشارہ کنند کہ ایں طرف مے زند و آں طرف می زند، و مقصود جز غلبہ او بر اہل آفاق بہ صفت شجاعت نباشد، گو در تمام عمر شمشیر بدست نہ گرفتہ باشد یا گویند، فلاں می گوید، کہ در زمین کسی را نمے بینم کہ با من مبارزت تواں کرد، و یا گویند فلاں خود چنیں می کند و اشارہ کنند بہ ہیئتے کہ اہل مبارزت در وقت غلبہ بر خصم می کنند، گو کہ ایں شخص گاہے ایں کلمہ نہ گفتہ باشد و ایں فعل نہ کردہ باشد یا گویند فلاں حلق مرا خفہ کردہ است، در گلوے من انگشت انداختہ لقمہ را برکشیدہ است۔ و تعریض آں ست کہ حکم عام یا منکر گویند و مقصود تعریض حال شخص خاص باشد یا تنبیہ بر حال شخص معین و بعض خصوصیات آں شخص در کلام در آید و مخاطب را براں شخص مطلع سازد، در مثل ایں موضع خوانندہ قرآن نگران خاطر شود، و محتاج آں قصہ گردد۔

وَنَظِيرُ ذٰلِكَ فِي الْعُرْفِ أَنَّهُمْ إِذَا ذَكَرُوا شَجَاعَةَ رَجُلٍ يُشِيرُونَ بِالسَّيْفِ أَنَّهُ يَضْرِبُ هٰكَذَا أَوْ يَضْرِبُ هٰكَذَا وَلَا يَقْصِدُ بِهِ إِلَّا غَلَبَتَهُ عَلَى أَهْلِ الْآفَاقِ بِصِفَةِ الشَّجَاعَةِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَخَذَ السَّيْفَ بِيَدِهِ مَرَّةً مِنَ الدَّهْرِ، وَكَذٰلِكَ يَقُولُونَ. يَقُولُ فُلَانٌ لَا أَرَى أَحَدًا فِي الْأَرْضِ يُبَارِزُنِي أَوْ يَقُولُونَ فُلَانٌ يَفْعَلُ هٰكَذَا وَيُشِيرُونَ بِهَيْئَةِ أَهْلِ الْمُبَارَزَةِ فِي وَقْتِ مُبَالَغَةِ الْخَصْمِ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ يَفْعَلُ هٰذَا الشَّخْصُ هٰذَا الْفِعْلَ وَلَا صَدَرَ عَنْهُ هٰذَا الْقَوْلُ أَوْ يَقُولُونَ خَنَقَنِي فُلَانٌ وَجَرَّ اللُّقْمَةَ مِنْ دَاخِلِ حَلْقِي. وَالتَّعْرِيضُ أَنْ يُذْكَرَ حُكْمٌ عَامٌّ أَوْ مُنْكَرٌ وَيُقْصَدُ بِهِ تَقْرِيرُ حَالِ شَخْصٍ خَاصٍّ أَوْ لِتَنْبِيهٍ عَلَى حَالِ رَجُلٍ مُعَيَّنٍ وَرُبَّمَا يَجِيءُ فِي أَثْنَاءِ الْكَلَامِ بَعْضُ خُصُوصِيَّاتِ ذٰلِكَ الشَّخْصِ وَلَا يَطَّلِعُ الْمُخَاطَبُ عَلَى ذٰلِكَ الشَّخْصِ فَيَتَحَيَّرُ قَارِئُ الْقُرْآنِ فِي مِثْلِ هٰذَا الْمَوْضِعِ وَيَنْتَظِرُ الْقِصَّةَ وَيَحْتَاجُ إِلَيْهَا۔

اہل عرب کے کلام میں اس انداز کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں، مثلاً جب وہ کسی شخص کی شجاعت کا ذکر کرنا چاہتے ہیں، تو اپنی تلوار کی طرف اشارہ کرتے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ کبھی اس طرف مارتا ہے اور کبھی اس طرف مارتا ہے، حالانکہ مقصد صرف یہ کہنا ہوتا ہے، کہ شجاعت اور بہادری کے لحاظ سے وہ ساری دنیا پر فوقیت رکھتا ہے، اس سے کوئی غرض نہیں ہے، کہ اس نے زندگی میں کبھی قبضۂ شمشیر پر ہاتھ بھی رکھا ہے یا نہیں، کبھی یوں کہتے ہیں، کہ فلاں شخص کہتا ہے، کہ دنیا میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو اس سے مقابلہ کر سکے، یا کبھی یوں کہتے ہیں کہ فلاں شخص یوں کر رہا تھا اور یہ کہتے ہوئے وہ کچھ اس قسم کی اداکاری بھی کرتے ہیں، جیسے میدان جنگ میں کسی دشمن کو بے قابو کر رہے ہوں، خواہ اس شخص نے نہ تو کبھی اس قسم کی حرکت کی ہو اور نہ اس قسم کی بات کہی ہو، کبھی یوں کہتے ہیں، کہ فلاں شخص نے میرا گلا گھونٹ دیا ہے، اور کبھی یوں کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے میرے حلق میں انگلیاں ڈال کر لقمہ نکال لیا ہے، اور یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے، کہ اس طرح کے جملوں سے وہ مفہوم مراد نہیں ہوتا جو الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے، ہماری زبان اور محاورے میں بھی اس طرح کی ترکیبیں عام ہیں۔

تعریض

تعریض کے معنی یہ ہیں، کہ کوئی عام یا غیر معروف بات کہی جائے جو کسی بھی شخص پر صادق آ سکتی ہو، لیکن اس سے مقصد کسی خاص شخص کی طرف اشارہ کرنا ہو، یا کسی خاص شخص کی طرف توجہ دلانا ہو، ایسی صورت میں اس شخص کی بعض صفات اور خصوصیات کا بھی ذکر کر دیا جاتا ہے جس سے مخاطب اس کا مقصد سمجھ لیتا ہے۔

قرآن مجید میں جب اس طرح کے مقامات آتے ہیں جہاں اس قسم کا انداز بیان اختیار کیا گیا ہوتا ہے، تو ان کا مفہوم سمجھنے کے لئے اس قصہ یا واقعہ کے علم کی ضرورت پیش آتی ہے جس سے ان آیات کا تعلق ہوتا ہے۔

وحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوں میخواستند کہ بر شخصے انکار کنند می فرمودند ما بال اقوام یفعلون کذا وکذا چنانکہ وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا الآیۃ تعریض ست زینب وبرادر اورا ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعۃ تعریض بحضرت ابوبکر صدیق رض دریں صورتہا تا آں قصہ نہ دانند تفہیم مطلب نہ رسند ومجاز عقلی آن ست کہ اسناد کنند فعلے را بآنچہ فاعل آں نیست ومفعول بہ سازند چیزے را کہ مفعول بہ آں نیست بعلاقہ آن نیست بعلاقہ آں کہ میان ایں ہر دو مشابہتے ہست ومتکلم ادعائے آں کردہ است کہ داخل در اعداد آن ست ویکے از جنس آں مانند آنکہ گویند بنی الامیر القصر حال آں کہ بانی معماران بودند بامر او۔

وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْكَرَ عَلٰى شَخْصٍ يَقُوْلُ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَفْعَلُوْنَ كَذَا اَوْ كَذَا كَمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا الْاٰيَةَ تَعْرِيْضٌ بِقِصَّةِ زَيْنَبَ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ تَعْرِيْضٌ بِاَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَفِيْ هٰذِهِ الصُّوْرَةِ مَا لَمْ يَطَّلِعُوْا عَلٰى تِلْكَ الْقِصَّةِ لَا يُدْرِكُوْنَ مَطْلَبَ الْكَلَامِ وَالْمَجَازُ الْعَقْلِيُّ اَنْ يُسْنَدَ الْفِعْلُ اِلٰى غَيْرِ فَاعِلِهٖ اَوْ يُقَامَ مَا لَيْسَ مَفْعُوْلًا بِهٖ مَقَامَ الْمَفْعُوْلِ بِهٖ لِعَلَاقَةِ الْمُشَابَهَةِ بَيْنَهُمَا وَادِّعَاءِ الْمُتَكَلِّمِ اَنَّهٗ دَاخِلٌ فِيْ عِدَادِهٖ وَهُوَ وَاحِدٌ مِّنْ ذٰلِكَ الْجِنْسِ كَمَا يُقَالُ بَنَى الْاَمِيْرُ الْقَصْرَ مَعَ اَنَّ الْبَانِيَ بَعْضُ الْبَنَّائِيْنَ. لَا الْاَمِيْرُ وَاِنَّمَا هُوَ الْاٰمِرُ بِالْبِنَاءِ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کے متعلق ناپسندیدگی یا ناگواری کا اظہار کرنا چاہتے تھے، تو اس کا نام نہیں لیا کرتے تھے، بلکہ یوں فرمایا کرتے تھے، کہ:-

مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَفْعَلُوْنَ كَذَا وَكَذَا "ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، جو ایسی ایسی حرکتیں کیا کرتے ہیں"

یا جیسا کہ کلام پاک کی ایک آیت ہے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا۔ ۔ ۔ ۔ الخ

"اور نہیں مناسب ہے کسی مومن اور مومنہ کے لئے، کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کوئی فیصلہ کر دیں . . . الخ

اس آیت میں حضرت زینب رض اور ان کے بھائی کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور اس آیت میں:-

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ ۔ حضرت ابوبکر صدیق کی طرف اشارہ ہے۔

ان تمام صورتوں میں جب تک اصل واقعہ معلوم نہ ہو، مطلب سمجھنا ناممکن ہوتا ہے

مجاز عقلی مجاز عقلی کے معنی یہ ہیں، کہ فعل کو کسی ایسے فاعل کی طرف منسوب کیا جائے، جو حقیقت میں اس کا فاعل نہ ہو، یا کسی ایسی چیز کو مفعول قرار دے دیا جائے، جو درحقیقت اس کا مفعول نہ ہو۔ اس طرح کا انداز ایک تو اس وقت اختیار کیا جاتا ہے، جب فعل اور اس کے غیر حقیقی فاعل اور مفعول میں کسی قسم کی مناسبت پائی جاتی ہو، دوسرے اس وقت جب متکلم جس کے متعلق اس قسم کا ادعا کرتا ہے، وہ بھی اصل فاعل یا مفعول کے ساتھ شریک ہوتا ہے یا انہی میں سے ایک ہوتا ہے مثلاً جب کہ عام طور سے کہا جاتا ہے، کہ:-

بَنَى الْاَمِيْرُ الْقَصْرَ "امیر نے محل تعمیر کیا"

حالانکہ امیر خود محل تعمیر نہیں کرتا۔ بلکہ معمار اور مزدور تعمیر کرتے ہیں۔

وانبتت الربیع البقل حال آنکہ منبت حضرت حق ست در موسم ربیع۔ واللہ اعلم بالصواب۔

وَاَنْبَتَ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ مَعَ اِنَّ الْمُنْبِتَ هُوَ الْحَقُّ سُبْحَانَهٗ فِیْ مَوْسِمِ الرَّبِیْعِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

باب سوم

دربیان اسلوب بدیع قرآن

قرآن را بر روش متون مبوب و مفصل ساختہ نہ شدہ است، تا ہر مطلبے آناں در بابی یا در فصلے مذکور شود بلکہ قرآن را مانند مجموعہ مکتوبات فرض کن، چنانکہ پادشاہان برعایائے خود بحسب اقتضائے حال مثال می نویسند و بعد زمانے مثال دیگر و علے ہذا القیاس تا آنکہ امثلہ بسیار جمع شود شخصے آں امثلہ را تدوین کند و مجموعہ مرتب سازد،

اَلْبَابُ الثَّالِثُ

فِیْ بَدِیْعِ اُسْلُوْبِ الْقُرْاٰنِ

لَمْ یُجْعَلِ الْقُرْاٰنُ مُبَوَّبًا مُفَصَّلًا لِیُطْلَبَ کُلُّ مَطْلَبٍ مِنْهُ فِیْ بَابٍ اَوْ فَصْلٍ بَلْ کَانَ کَمَجْمُوْعِ الْمَکْتُوْبَاتِ فَرْضًا کَمَا یَکْتُبُ الْمُلُوْکُ اِلٰی رِعَایَاهُمْ بِحَسْبِ اِقْتِضَاءِ الْحَالِ مِثَالًا وَبَعْدَ زَمَانٍ یَکْتُبُوْنَ مِثَالًا اٰخَرَ وَعَلٰی هٰذَا الْقِیَاسِ حَتّٰی تَجْتَمِعَ اَمْثِلَةٌ کَثِیْرَةٌ فَیُدَوِّنُهَا شَخْصٌ حَتّٰی یَصِیْرَ مَجْمُوْعًا مُرَتَّبًا

اسی طرح عام طور سے یہ بھی کہا جاتا ہے، کہ:۔
اَنْبَتَ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ "بہار نے سبزہ اگایا"
حالانکہ بہار سبزہ نہیں اگاتی، بلکہ بہار کے موسم میں اللہ تعالے سبزہ اگاتا ہے۔
قرآن مجید میں یہ انداز بھی اکثر مقامات پر اختیار کیا گیا ہے۔

باب سوم

قرآن مجید کا انوکھا اور دلکش اسلوب بیان

قرآن مجید اسلوب بیان اور انداز ترتیب دونوں اعتبارات سے ایک منفرد کتاب کی حیثیت رکھتا ہے اسے موجودہ انداز تصنیف کے مطابق مطالب اور مباحث کے لحاظ سے ابواب اور فصلوں پر تقسیم نہیں کیا گیا ہے، اور نہ مختلف مباحث کو الگ الگ عناوین کے ماتحت بیان کیا گیا ہے جس سے مطالب کے تلاش میں سہولت ہوتی اور کسی خاص مبحث کو کسی مخصوص عنوان کے ذیل میں ڈھونڈھا جاسکتا، اس کے برخلاف کلام پاک کو مکتوبات اور فرامین کا مجموعہ سمجھنا چاہیئے جس طرح سے شاہان وقت اپنی رعایا کے نام مخصوص حالات میں ایک مخصوص قسم کا فرمان نافذ کرتے ہیں اور جب حالات تبدیل ہو جاتے ہیں، تو دوسرا فرمان صادر کرتے ہیں، اسی طرح مختلف قسم کے فرامین کا سلسلہ جاری رہتا ہے یہانتک کہ ایک خاص مدت میں بہت سے فرامین اکٹھے ہو جاتے ہیں، اور کوئی شخص ان فرامین کو مدون کر کے ایک مجموعہ مرتب کر لیتا ہے

ہم چنیں مالک علی الاطلاق بر پیغمبر خود صلے اللہ علیہ وسلم برائے ہدایت بندگان بحسب اقتضائی حال سورہ بعد سورہ نازل فرمودہ در زمان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر سورتے علیحدہ محفوظ و مضبوط بود اما سورتہا را تدوین نہ فرمودہ بودند و در زمان حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہمہ سورتہا را دریک مجلد بترتیب خاص جمع نمودند و این مجموعہ بہ مصحف مسمے شد، و درمیان اصحاب سورتہا را بہ چہار قسم مقسوم ساختہ بودند یکے سبع طوال سور اند، و دیگر مئین کہ ہر یکے صد آیت ست یا اندکے بیشتر، و دیگر مثانی کہ از صد کم است و دیگر مفصل، و در ترتیب مصحف دو سہ سورہ کہ از اعداد مثانی ست در مئین داخل نمودہ شد بملاحظہ مناسبت سیاق آں با سیاق مئین و علی ہذا القیاس در بعض اقسام دیگرے تصرف رفتہ است حضرت عثمان مصاحفے چند ازاں مصحف انتساخ فرمودہ باٰفاق فرستادند۔

كذلك نزل الملك على الإطلاق جل شأنه على نبيه صلى الله عليه وسلم لهداية عباده سورة بعد سورة بحسب مقتضى الحال وكان في زمانه صلى الله عليه وسلم كل سورة محفوظة ومضبوطة على حدة من غير تدوين السور ثم رتبت السور في مجلد بترتيب خاص في زمان أبي بكر وعمر رضي الله عنهما وسمي هذا المجموع بالمصحف وقد كانت السور مقسومة عند الصحابة على أربعة أقسام القسم الأول السبع الطوال التي هي أطول السور والقسم الثاني سور في كل منها مائة آية أو تزيد شيئا قليلا والقسم الثالث ما فيه أقل من المائة وهي المثاني والقسم الرابع المفصل وقد أدخل في ترتيب المصحف سورتان أو ثلاث من أعداد المثاني في المئين لمناسبة سياقها بسياق المئين وعلى هذا القياس تجاوز في بعض الأقسام أيضا تصرف ثم استنسخ عثمان من ذلك المصحف مصاحف أرسل بها إلى الآفاق۔

بالکل اسی طرح شہنشاہ مطلق یعنے اللہ تعالے نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگوں کی ہدایت کے لئے مختلف اوقات میں مقتضائے حال کے مطابق مختلف سورے بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان تمام سورتوں کو علیحدہ علیحدہ منضبط اور محفوظ کر لیا گیا لیکن ان سورتوں کو مرتب نہیں کیا گیا، حضرت ابو بکر رضا اور حضرت عمر رضا کے زمانہ میں ان سورتوں کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ ایک کتاب کی صورت میں جمع کیا گیا، اور اس کا نام "مصحف" رکھا گیا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرامی نے ان تمام سورتوں کو اپنے طور پر چار قسموں پر تقسیم کر رکھا تھا جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

۱۔ سبع طوال:۔ اس میں سات سب سے زیادہ طویل سورتیں ہیں۔
۲۔ مئین:۔ اس میں ایسی تمام سورتیں شامل ہیں جن کی آیات کی تعداد سو یا اس سے کچھ زیادہ ہے۔
۳۔ مثانی:۔ مثانی میں ایسی تمام سورتیں شامل رکھی گئی ہیں جن کی آیات کی تعداد سو سے کم تھی۔
۴۔ مفصل:۔ مذکورہ بالا سورتوں کے علاوہ جتنی سورتیں تھیں انہیں مفصل کے عنوان کے تحت رکھا گیا تھا۔

قرآن مجید کی باقاعدہ ترتیب کے زمانہ تک سورتوں کی یہی تقسیم اور ترتیب باقی رہی لیکن جب کلام پاک کو مرتب کیا گیا، تو اس تقسیم میں بھی تبدیلی ہو گئی، اور آیات کے مفہوم اور سیاق کے لحاظ سے مثانی کی تقریباً دو تہائی سورتیں مئین میں شامل ہو گئیں، اسی طرح دوسری قسموں میں بھی تھوڑا بہت تصرف ہوا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اس مصحف کی چند نقلیں کرا کے ملک کے مختلف حصوں میں بھجوا دیا۔

تا از آن مصاحف استفاده نمایند و به ترتیبے دیگر میل نہ کنند چون اسلوب سورہا اسلوب مثالہائے پادشاہان مناسبت تمام داشت در ابتدا و انتہا طریقہ مکاتیب رعایت نمودہ شد چنانکہ بعض مکاتیب را بحمد خدائے تعالیٰ شروع کنند و بعض را بہ بیان غرض املا آن و بعض را بہ بیان نام مرسل و مرسل الیہ و بعض رقعہا و شقہائے باشند بغیر عنوان، و بعض مکاتیب مطول می باشند و بعض مختصر ہم چنان خدائے تعالیٰ بعض سور را بحمد و تسبیح شروع نمودہ و بعض را بہ بیان غرض املا نمودہ چنانکہ فرمود ذلك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين سورة انزلناها وفرضناها و این قسم بدان ماند هذا ما صالح فلان وفلان وهذا ما اوصى به فلان و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در واقعہ حدیبیہ نوشتہ بودند

لِيَسْتَفِيدُوا مِنْهَا وَلَا يَمِيلُوا إِلَى تَرْتِيبٍ آخَرَ وَلَمَّا كَانَ بَيْنَ أُسْلُوبِ السُّوَرِ وَأُسْلُوبِ أَمْثِلَةِ الْمُلُوكِ مُنَاسَبَةٌ تَامَّةٌ رُوعِيَ فِي الْابْتِدَاءِ وَالْانْتِهَاءِ طَرِيقُ الْمَكَاتِيبِ كَمَا يَبْتَدِؤُونَ فِي بَعْضِ الْمَكَاتِيبِ بِحَمْدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالْبَعْضَ الْآخَرَ بِبَيَانِ غَرَضِ الْإِمْلَاءِ وَالْبَعْضَ الْآخَرَ بِاسْمِ الْمُرْسِلِ وَالْمُرْسَلِ إِلَيْهِ وَمِنْهَا مَا يَكُونُ رُقْعَةً وَشُقَّةً بِغَيْرِ عُنْوَانٍ وَبَعْضُهَا مَا يَكُونُ مُطَوَّلًا وَبَعْضُهَا مُخْتَصَرًا كَذٰلِكَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى صَدَّرَ بَعْضَ السُّوَرِ بِالْحَمْدِ وَالتَّسْبِيحِ وَبَعْضَهَا بِبَيَانِ غَرَضِ الْإِمْلَاءِ كَمَا قَالَ عَزَّ وَجَلَّ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا هٰذَا الْقِسْمُ يُشْبِهُ مَا يُكْتَبُ هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَهٰذَا مَا أَوْصَى بِهِ فُلَانٌ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

تاکہ لوگ اس سے استفادہ کریں، اور کسی دوسری ترتیب کی طرف متوجہ نہ ہوں۔

چونکہ قرآن مجید کی سورتوں کا اسلوب بالکل بادشاہوں کے فرمان جیسا تھا، اس وجہ سے ان سورتوں کی ابتداء اور انتہاء میں بھی مکاتیب ہی کا انداز اختیار کیا گیا چنانچہ جس طرح بعض مکاتیب خدا کی حمد و ثنا سے شروع کئے جاتے ہیں، اور بعض مکاتیب کی ابتداء غرض تحریر کی وضاحت سے کی جاتی ہے بعض مکاتیب کاتب اور مکتوب الیہ کے نام سے شروع کئے جاتے ہیں اور بعض رقعے اور تحریریں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کا کوئی عنوان نہیں ہوتا، بعض مکاتیب طویل ہوتے ہیں اور بعض مختصر بالکل اسی انداز سے اللہ تعالیٰ نے بھی بعض سورتوں کو حمد و ثنا سے شروع کیا ہے، اور بعض کو غرض تحریر کی وضاحت سے مثلاً:۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ

"یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں یہ ان متقین کے لئے ہدایت ہے، جو . . . الخ

سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا . . . الخ

"یہ وہ سورۃ ہے، جسے ہم نے نازل کیا، اور جسے ہم نے فرض کیا"

یہ انداز بالکل وہی ہے، جیسا کہ عام تحریروں میں اختیار کیا جاتا ہے، مثلاً:۔

هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ فُلَانٌ وَفُلَانٌ ۔

"یہ وہ تحریر ہے جس پر فلاں فلاں نے اتفاق کیا ہے"

هٰذَا مَا أَوْصَى بِهِ فُلَانٌ

"یہ وہ تحریر ہے جس کی فلاں آدمی نے وصیت کی ہے"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ پر جو عہدنامہ تحریر فرمایا تھا، اس کی ابتداء بھی اسی طرح ہوئی تھی۔

هذا ما قاضی علیه محمد، بعضے را بذکر مرسل و مرسل الیه چنانکه فرمود تنزیل الکتاب من الله العزیز الحکیم کتاب احکمت آیاته ثم فصلت من لدن حکیم خبیر و این قسم بدان ماند، که نویسند حکم حضرت خلافت صادر شد یا نویسند ساکنان فلان شهر را از حضرت خلافت اعلام آنکه و آن حضرت صلی الله علیه وسلم نوشته بودند من محمد رسول الله الی هرقل عظیم الروم را بدون رفعها و شقها بغیر عنوان چنانکه فرمود. اذا جاءك المنافقون قد سمع الله قول التی تجادلك فی زوجها

هٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیْهِ مُحَمَّدٌ وَبَعْضُهَا بِذِكْرِ الْمُرْسِلِ وَالْمُرْسَلِ اِلَیْهِ كَمَا قَالَ تَنْزِیْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ كِتَابٌ اُحْكِمَتْ اٰیَاتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ خَبِیْرٍ وَهٰذَا الْقِسْمُ یُشْبِهُ مَا یَكْتُبُوْنَ. صَدَرَ الْحُكْمُ مِنْ حَضْرَةِ الْخِلَافَةِ اَوْ یَكْتُبُوْنَ هٰذَا اِعْلَامٌ لِسُكَّانِ الْبَلَدِ فِی الْفُلَانِیَّةِ مِنْ حَضْرَةِ الْخِلَافَةِ وَقَدْ كَانَ كَتَبَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰی هِرَقْلَ عَظِیْمِ الرُّوْمِ وَبَعْضُهَا عَلٰی اُسْلُوْبِ الرِّقَاعِ وَالْحَقِّ بِغَیْرِ عُنْوَانٍ كَمَا قَالَ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا۔

هٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیْهِ مُحَمَّدٌ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ)

"یہ وہ عہد نامہ ہے، جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمایا ہے۔"

بعض آیات کی ابتداء اس انداز سے ہوئی ہے جس انداز کے وہ نامے ہوتے ہیں جن کی ابتدا کاتب اور مکتوب کے نام سے کی جاتی ہے۔ جیسے

تَنْزِیْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ

"یہ اس اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب ہے، جو عزت اور حکمت والا ہے۔"

كِتَابٌ اُحْكِمَتْ اٰیَاتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ

"یہ وہ کتاب ہے جس کی آیات کو محکم کیا گیا، پھر ان میں فصل پیدا کیا گیا۔"

مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ خَبِیْرٍ۔

"یہ اس اللہ کی طرف سے ہے، جو حکیم اور خبیر ہے۔"

ان آیات کے آغاز کا انداز ان تحریروں سے مشابہت رکھتا ہے جو اس انداز سے شروع کی جاتی ہیں۔

"حضرت خلافت کا حکم صادر ہوا۔"

یا

"فلاں شہر کے باشندوں کو حضرت خلافت کی اطلاع پہنچا دی گئی۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل شاہ روم کے پاس جو نامہ بھیجا تھا، اس کی ابتدا یوں ہوئی تھی۔

مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰی هِرَقْلَ عَظِیْمِ الرُّوْمِ۔

"اللہ کے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شاہ روم ہرقل کے نام۔"

بعض سورتیں مختصر خطاط اور تحریروں کے انداز پر بغیر کسی عنوان کے ہی نازل ہوئی ہیں:

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ "جب آپ کے پاس منافق آئیں۔"

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا۔

"اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی، جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں بحث کر رہی تھی۔"

یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ، وچوں اشہر فصاحات عرب قصائد بوده است، در مبدء قصائد تشبیب بذکر موضع عجیبه و وقائع هائله رسم قدیم ایشان بود، ایں اسلوب را در بعضے سور اختیار فرمود، چنانکه فرمود. والصافات صفا فالزاجرات زجرا والذاریات ذروا فالحاملات وقرا. اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت وچنانکه در آخر مکاتیب را بجوامع الکلم و نوادر وصایا و تاکید باحکام سابقه و تهدید کسے که مخالفت آں کند ختم مے کردند، ہماں اسلوب خدائے تعالیٰ در آخر سور را بجوامع کلم و منابع حکم و تاکید بلیغ و تهدید عظیم ختم فرمود، وگاہے شروع کرده میشود، و در اثنائے سوره کلام بلیغ عظیم الفائده مبیع الاسلوب را بنوعی از حمد و تسبیح یا بنوعی از بیان نعم و امتنان چنانکه شروع فرموده بیان تباین مراتب خالق و مخلوق۔

یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ وَلَمَّا كَانَتْ لِلْقَصَائِدِ فِي فَصَاحَةِ الْكَلَامِ شُهْرَةٌ عِنْدَ الْعَرَبِ وَكَانَ مِنْ عَادَاتِهِمْ فِي مَبْدَإِ الْقَصَائِدِ التَّشْبِيبُ بِذِكْرِ مَوَاضِعَ عَجِيبَةٍ وَوَقَائِعَ هَائِلَةٍ اخْتَارَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰذَا الْأُسْلُوبَ فِي بَعْضِ السُّوَرِ كَمَا قَالَ وَالصَّافَّاتِ صَفًّا فَالزَّاجِرَاتِ زَجْرًا. وَالذَّارِيَاتِ ذَرْوًا فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا. إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ وَكَمَا كَانُوا يَخْتِمُونَ الْمَكَاتِيبَ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنَوَادِرِ الْوَصَايَا وَتَأْكِيدِ الْأَحْكَامِ السَّابِقَةِ وَتَهْدِيدِ مَنْ يُخَالِفُهَا كَذٰلِكَ اللهُ سُبْحَانَهُ يَخْتِمُ أَوَاخِرَ السُّوَرِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَمَنَابِعِ الْحِكَمِ وَالتَّأْكِيدِ الْبَلِيغِ وَالتَّهْدِيدِ الْعَظِيمِ وَقَدْ يُصَدِّرُ فِي أَثْنَاءِ السُّوَرِ الْكَلَامَ الْبَلِيغَ الْعَظِيمَ الْفَائِدَةِ الْبَدِيعَ الْأُسْلُوبِ بِنَوْعٍ مِنَ الْحَمْدِ وَالتَّسْبِيحِ أَوْ بِنَوْعٍ مِنْ بَيَانِ النِّعَمِ وَالْامْتِنَانِ كَمَا صَدَّرَ بِبَيَانِ التَّبَايُنِ بَيْنَ مَرْتَبَةِ الْخَالِقِ وَالْمَخْلُوقِ بِهٖ۔

یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ ۔ ۔ ۔ الخ ۔ اے رسول صلعم آپ حرام کیوں قرار دیتے ہیں۔

اہل عرب کا فصیح ترین کلام قصائد کی شکل میں ہے، قصائد میں اصل مقصد سے پہلے تمہید کے طور پر تشبیب لکھی جاتی اور تشبیب میں عجیب و غریب مقامات، اور حیرت انگیز اور ہولناک واقعات کا ذکر کرنا ان کی بہت پرانی روایت ہے قرآن مجید کی بعض سورتوں میں بیان کا یہ اسلوب بھی اختیار کیا گیا ہے، مثلاً:-

وَالصَّافَّاتِ صَفًّا فَالزَّاجِرَاتِ زَجْرًا. وَالذَّارِيَاتِ ذَرْوًا فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا الخ

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ الخ

اور جس طرح بعض مکاتیب کا اختتام کبھی جامع کلمات پر کیا جاتا ہے اور کبھی اچھی اچھی وصیتوں اور نصیحتوں پر کبھی نامہ کے اختتام میں گذشتہ احکام پر تاکید کی جاتی ہے، اور کبھی ان لوگوں کو تہدید کی جاتی ہیں جو ان احکام کی مخالفت کرتے ہوتے ہیں، اسی انداز پر کلام مجید میں بھی مختلف سورتوں کو کبھی جوامع کلم پر کبھی احکام کے لواحق پر کبھی معنی خیز تہدید اور کبھی انتہائی سخت قسم کی تاکید پر تمام کیا گیا ہے، اور کبھی سورتوں کو اس انداز سے شروع بھی کیا گیا ہے۔

اس انداز سے شروع ہونے والی سورتوں کے درمیان میں کبھی کبھی ایسی آیات بھی آجاتی ہیں، جو بڑے عظیم فوائد کی حامل ہوتی ہیں، اور ان میں بڑے عمدہ اور بلیغ اسلوب میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کا ذکر کیا گیا ہے، اور کہیں کہیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات کا بھی تذکرہ بالکل اسی انداز سے کیا گیا ہے۔

مثلاً ایک سورت کی ابتدا خالق اور مخلوق کے درمیان فرق اور تضاد سے کی گئی ہے اور درمیان میں یہ آیات ہیں:-

(س ۱۹ ر ۱) قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی آللہ خیر اما یشرکون در پنج آیت این مدعا بابلغ وجوہ وابدع اسالیب بیان فرمودہ چنانکہ شروع فرمود مخاصمہ بنی اسرائیل را در اثنائے سورہ بقرہ بہ یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی بہمیں کلمہ ختم فرمود پس ابتدائے مخاصمہ باین کلام وانتہائے مخاصمہ برین محلے دارد عظیم بلاغت، وہم چنین شروع فرمود مخاصمہ اہل کتابین در آل عمران ان الدین عند اللہ الاسلام تا تصور محل نزاع باشد وتوارد قیل وقال بر آن مدعا واقع شود. واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى آللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ثُمَّ بَيَّنَ هٰذَا الْمُدَّعٰى فِيْ خَمْسِ آيَاتٍ بِاَبْلَغِ وُجُوْهٍ وَاَبْدَعِ اُسْلُوْبٍ كَمَا صَدَّرَ مُخَاصَمَةَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فِيْ اَثْنَاءِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ بِيٰبَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْ ثُمَّ خَتَمَهَا بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ اَيْضًا وَابْتِدَاءُ الْمُخَاصَمَةِ بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ وَانْتِهَاؤُهَا بِهٖ مَحَلٌّ عَظِيْمٌ فِي الْبَلَاغَةِ وَكَذٰلِكَ صَدَّرَ مُخَاصَمَةَ اَهْلِ الْكِتَابَيْنِ فِيْ آلِ عِمْرَانَ بِاِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ لِيَتَصَوَّرَ مَحَلُّ النِّزَاعِ وَيَتَوَارَدَ الْقِيْلُ وَالْقَالُ عَلٰى ذٰلِكَ الْمُدَّعٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْحَالِ۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى آللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ

"کہہ دیجیے کہ ہر طرح کی حمد وثنا اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور سلام ہو اللہ کے ان بندوں پر جنہیں اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ بنایا، وہ ان سے بہتر ہے جنہیں وہ اس کا شریک قرار دیتے ہیں۔"

اس کے بعد مسلسل پانچ آیات میں اسی مضمون کو بڑے بلیغ انداز اور بڑے عمدہ پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔

یہی انداز سورہ بقرہ میں اس مقام پر اختیار کیا گیا ہے، جہاں بنی اسرائیل سے مخاصمہ کیا گیا ہے اور اس مخاصمہ کی ابتدا اس آیت سے کی گئی ہے

يٰبَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْ . . . الخ

"اے بنی اسرائیل ہماری ان نعمتوں کو یاد کرو"

اور اس مخاصمہ کو ختم بھی اسی آیت پر کیا گیا ہے۔ بحث کا آغاز جس آیت سے کرنا، اسی آیت پر اتمام بھی کرنا یقیناً انتہائی بلاغت پر مبنی ہو سکتا ہے۔

اسی طرح سورہ آل عمران میں اہل کتاب سے مخاصمہ اور مناظرہ کا آغاز اس آیت سے کیا گیا ہے۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ

"بے شک دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف دین اسلام ہے"

چونکہ اہل کتاب سے دین کی صداقت ہی زیر بحث تھی، لہٰذا مباحثہ کا آغاز ہی دعوے سے کیا گیا ہے، تاکہ اصل نزاع ذہن میں رہے، اور اسی کی روشنی میں بحث کی جائے اور سوال وجواب میں اسی مقصد کو سامنے رکھا جائے۔

فصل دوم

در اکثر سور سنت اللہ جاری شدہ است بہ تقسیم سور بآیات چنانکہ قصائد را بابیات منقسم مے کردند غایت امر آنکہ درمیان آیات و ابیات فرقے نہادہ شدہ است، و آیات و ابیات ہر دو لشاید کہ برائے التذاذ نفس متکلم و سامع انشا کردہ مے شود الا آنکہ ابیات مقید اند بعروضے و قافیہ کہ خلیل تدوین آں کردہ است و شعرا از وے گرفتہ اند و بنائے آیات بر وزنے قافیہ است اجمالی کہ شبہ است بامر طبعی نہ بر افاعیل و تفاعیل عروضیان و قوافی معینہ ایشاں کہ امرے ست صناعی و اصطلاحی و تنقیح امرے مشترک کہ در ابیات و آیات واقع ست و لشاید بازاء آں امر عام اطلاق می نمائیم۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

قَدْ جَرَتْ سُنَّةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ اَکْثَرِ السُّوَرِ بِتَقْسِیْمِهَا اِلَی الْاٰیَاتِ کَمَا کَانُوْا یُقَسِّمُوْنَ الْقَصَائِدَ اِلَی الْاَبْیَاتِ غَایَةُ الْاَمْرِ اَنَّ بَیْنَ الْاٰیَاتِ وَالْاَبْیَاتِ فَرْقًا کُلٌّ مِنْهُمَا یُنْشَدُ لِاِلْتِذَاذِ نَفْسِ الْمُتَکَلِّمِ وَالسَّامِعِ اِلَّا اَنَّ الْاَبْیَاتَ مُقَیَّدَةٌ بِالْعُرُوْضِ وَالْقَافِیَةِ الَّتِیْ دَوَّنَهَا خَلِیْلُ بْنُ اَحْمَدَ وَحَفِظَهَا الشُّعَرَاءُ وَبِنَاءُ الْاٰیَاتِ عَلٰی وَزْنٍ وَقَافِیَةٍ اِجْمَالِیَّیْنِ یُشْبِهَانِ اَمْرًا طَبِیْعِیًّا۔ لَا عَلٰی اَفَاعِیْلِ الْعَرُوْضِیِّیْنَ تَفَاعِیْلِهِمْ وَقَوَافِیْهِمُ الْمُعَیَّنَةِ الَّتِیْ هِیَ اَمْرٌ صِنَاعِیٌّ وَاصْطِلَاحِیٌّ۔ وَتَنْقِیْحُ مَا وَقَعَ مِنَ الْاَمْرِ الْمُشْتَرَكِ بَیْنَ الْاَبْیَاتِ وَالْاٰیَاتِ وَنُطْلِقُ الشَّاعِرُ بِاِزَاءِ ذٰلِكَ الْاَمْرِ الْعَامِّ۔

فصل دوم

آیات قرآن اور ان کا وزن کلام پاک کے اسلوب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے، کہ جس طرح ایک قصیدہ مختلف اور متعدد اشعار پر منقسم ہوتا ہے، اسی طرح قرآن مجید کی سورتیں بھی مختلف اور متعدد آیات پر تقسیم کی گئی ہیں، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے، کہ قرآن کی آیات اور قصائد کے اشعار کے درمیان فرق رکھا گیا ہے۔ البتہ مقاصد کے اعتبار سے یہ امر قرآن اور قصائد دونوں میں مشترک ہے، کہ نہ تو اشعار ہی کو متکلم یا سامع کے حظ نفس اور لطف اندوزی کے لئے پڑھنا چاہیے، نہ قرآن کی آیات ہی کو۔

وزن شعر اور آیات اشعار و ابیات اور آیات قرآن میں ایک واضح فرق یہ ہے، کہ اشعار عروض و قافیہ کی ان شرائط کے پابند ہوتے ہیں، جنہیں خلیل نحوی نے مرتب کیا تھا اور دوسرے شعراء نے اس سے سیکھا تھا اس کے برخلاف قرآن کی آیات میں جس وزن و قافیہ کا التزام کیا گیا ہے وہ وزن و قافیہ کے شعری تصور سے مختلف اور طبیعت کے فطری انداز سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے، شعراء کی معینہ بحروں اور اوزان سے اس کا کوئی تعلق نہیں، کیونکہ ان کا تمام تر انحصار مصنوعی اور اصطلاحی امور پر ہے۔

ایسے امور جو اشعار اور آیات کے درمیان مشترک ہیں، ان کی حیثیت ایک امر عام اور مطلق سے زیادہ نہیں ہے

باز ضبط امورے کہ در آیات التزام آنہا واقع شد
و آن بمنزلہ فصل است تفصیل مے طلبد واللہ ولی التوفیق
تفصیل این اجمال آنکہ فطرۂ سلیمہ در قصائد موزونہ مقفاة
و اراجیز رائقہ و امثال آن لطفے ادراک مے کنند و
حلاوتے ذوق مے نماید، چوں در سبب ادراک آن
لطف تامل مے کنند مے باید کہ در دو کلامے کہ بعض
اجزائے او بعض موافقت دارد نفس مخاطب را لذتے
دادہ است، و انتظار مثل آن بخشیدہ، بعد ازاں چوں
بیت دیگر بہماں توافق اجزاء بر نفس مخاطب واقع شد
و آں منتظر بوجود آمد لذت دوبالا شد، وچوں ہر دو بیت
در قافیہ اشتراک دارند لذت آن سہ چند گشت
پس التذاذ بابیات بسبب این سر فطرت قدیمہ درمیان
نست و ہمہ امزجۂ سلیمہ از اقالیم معتدلہ بر آن متفق اند
بعد ازاں در توافق اجزاء در ہر بیتے و در شروط قافیہ مشترکہ
در ابیات مذاہب مختلفہ و رسوم متبائنہ واقع شد۔

الفصل يحتاج إلى تفصيل والله ولي التوفيق تفصيل
هذا الإجمال أن الفطرة السليمة تدرك في القصائد
الموزونة المقفاة والأراجيز الرائقة وأمثالها لطفا
وحلاوة بالذوق وإذا تأملت سبب إدراك اللطف
المذكور فليكن توارد الكلامين بحيث بعض أجزائه يوافق
بعضا مفيدا للذة في نفس المخاطب مع انتظار
مثله حتى إذا وقع في نفسه بيت آخر بتوافق الأجزاء
المعلوم وتحقق الأمر المنتظر تضاعفت اللذة عنده
فحسب كان البيتين بينهما اشتراك في القافية
تتضاعف اللذة ثلاثة فالالتذاذ بالأبيات
بهذا السر فطرة قديمة للناس والأمزجة السليمة
من أهل الأقاليم المعتدلة متفقة على ذلك ثم
وقعت في توافق الأجزاء من كل بيت وفي شرط القافية
المشتركة بين الأبيات مذاهب مختلفة ورسوم متباينة

ان کا تجزیہ اور ان سے بحث لاحاصل ہے، البتہ وہ امور جو آیات کو ابیات سے الگ کرتے ہیں، اور جن کا قرآن مجید میں بطور خاص التزام کیا گیا ہے، ان سے بحث اور ان کی وضاحت ضروری ہے۔

وزن سے فطری مناسبت

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے، کہ موزون و مقفٰی قصائد اور اشعار سے ہر مذاق سلیم رکھنے والا لطف اندوز ہوتا ہے، اور اس میں ایک خاص قسم کی شیرینی اور دلکشی محسوس کرتا ہے اگر اس لطف اندوزی و حلاوت اور دلکشی کا سبب تلاش کیا جائے، تو پتہ چلے گا، کہ ہر ایسے دو جملے جن کے اجزا ایک دوسرے سے مناسبت اور مطابقت رکھتے ہوں، فطری طور پر ہر سننے والے کو محظوظ اور متاثر کر دیتے ہیں ساتھ ہی ساتھ اشتیاق بھی بڑھا دیتے ہیں، اور سننے والا ویسے ہی مزید کلام کا متمنی ہو جاتا ہے، اس تمنا اور انتظار کے عالم میں جب اسی انداز کا دوسرا شعر سامنے آتا ہے، تو طبیعت پھڑک اٹھتی ہے، اگر کہیں یہ اشعار وزن کے ساتھ ساتھ قافیہ کے اعتبار سے بھی یکساں نکلتے ہیں، تو لطف سہ آتشہ بن جاتا ہے پس اشعار سے دلچسپی اور لطف اندوزی کا راز انسانی فطرت کے اسی گوشہ میں پوشیدہ ہے، جو ابتدائے آفرینش ہی سے انسانی خصائص میں شامل ہے چنانچہ کسی ملک اور کسی قوم کا باشندہ ہو، اگر ذوق صحیح اور فطرت سلیم کا مالک ہے، تو اشعار سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہے گا۔

وزن و قافیہ اعتباری ہے

وزن اور قافیہ سے اس فطری اور ہمہ گیر ربط کے باوجود ہر علاقہ میں وزن اور قافیہ کا تصور یکساں نہیں ہے، بلکہ وزن کے اجزاء اور قافیہ کے شرائط کے سلسلہ میں

عرب قانونی دارند، کہ خلیل ابن احمد آن کرد، و ہنود رسمی دارند
کہ سلیقہ ایشاں بآں حاکم ست و ہم چنیں اہل زمان مضے
اختیار کردہ اند و راہے سلوک نمودہ اند چوں ازیں ہمہ
رسوم و مذاہب مختلفہ امر جامع انتزاع کنیم و سر مشترک
تأمل نمائیم، موافقت تخمینی باشد لا غیر مثلاً عرب بجائے
مستفعلن، مفاعلن و مفتعلن مے آرند و بجائے
فاعلاتن، فعلاتن و فاعلاتن بر قاعدہ مے شمارند،
و موافقت ضرب بیت با ضرب بیت دیگر، عروض
بیت با عروض بیت دیگر مہم مے دارند، و در حشو زحافات
بسیار تجویز مے کنند بخلاف شعرائے فارس کہ زحافات
پیش ایشاں مستہجن ہست و ہم چنیں شعرائے عرب اگر در
یک بیت قافیہ "قبور" باشد و در بیت دیگر "منیر"
احسن انگارند، برخلاف شعرائے عجم و ہم چنیں شعرائے عرب
حاصل و داخل و نازل را از یک قسم گیرند،

فَاخْتَارَ الْعَرَبُ قَانُوْنًا وَضَعَهُ الْخَلِيْلُ بْنُ أَحْمَدَ وَأَوْضَحَهُ أَيْضًا
وَالْهُنُوْدُ يَتَّبِعُوْنَ رَسْمًا يَحْكُمُ بِهِ ذَوْقُهُمْ وَتَجْرِبَتُهُمْ وَكَذٰلِكَ
اخْتَارَ أَهْلُ كُلِّ زَمَانٍ وَضْعًا وَسَلَكُوْا طَرِيْقًا فَإِذَا انْتَزَعْنَا
مِنْ هٰذِهِ الرُّسُوْمِ وَالْمَذَاهِبِ الْمُخْتَلِفَةِ أَمْرًا جَامِعًا وَقَدْرًا
تَأَمَّلْنَا السِّرَّ الْمُشْتَرَكَ وَجَدْنَا الْمُوَافَقَةَ أَمْرًا تَخْمِيْنِيًّا لَا غَيْرَ
مَثَلًا يَذْكُرُ الْعَرَبُ مَقَامَ مُسْتَفْعِلُنْ مَفَاعِلُنْ وَمُفْتَعِلُنْ وَ
يَعُدُّوْنَ مَقَامَ فَاعِلَاتُنْ فَعِلَاتُنْ وَفَاعِلَاتُنْ عَلَى الْقَاعِدَةِ
وَيَجْعَلُوْنَ مُوَافَقَةَ ضَرْبِ بَيْتٍ بِضَرْبِ بَيْتٍ آخَرَ وَمُوَافَقَةَ
عَرُوْضِ بَيْتٍ بِعَرُوْضِ بَيْتٍ آخَرَ مِنَ الْمُهِمَّاتِ وَيُجَوِّزُوْنَ
فِي الْحَشْوِ كَثِيْرًا مِنَ الزِّحَافَاتِ بِخِلَافِ شُعَرَاءِ الْفُرْسِ كَانَ
الزِّحَافَاتُ عِنْدَهُمْ مُسْتَهْجَنَةٌ وَكَذٰلِكَ تَسْتَحْسِنُ
الْعَرَبُ إِنْ كَانَتِ الْقَافِيَةُ فِيْ بَيْتٍ قُبُوْرًا أَنْ يَكُوْنَ فِيْ بَيْتٍ
آخَرَ مُنِيْرًا بِخِلَافِ شُعَرَاءِ الْعَجَمِ وَكَذٰلِكَ شُعَرَاءُ الْعَرَبِ
يَعُدُّوْنَ حَاصِلٌ وَدَاخِلٌ وَنَازِلٌ مِنْ قِسْمٍ وَاحِدٍ۔

ہر قوم کے اپنے اپنے تصورات اور نظریات ہیں، اسی وجہ سے ہر زبان کی شاعری کے اصول و قواعد الگ اور مختلف ہیں، اہل عرب اس قانون شعر کے پابند ہیں جسے خلیل نے وضع کیا تھا، اہل ہند اس سے بالکل مختلف ایک ایسے اصول کے تابع ہیں، جسے ان کے اپنے سلیقہ اور اپنے ذوق نے ترتیب دیا ہے، صرف یہی نہیں بلکہ زمانہ کے اختلاف کے ساتھ ساتھ بھی شعر کے وزن اور قافیہ کے اصول میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں، جب وزن و قافیہ کے تمام اصول اور قواعد کو سامنے رکھا جائے گا، اور ان کے درمیان کسی مشترک نکتہ کو تلاش کیا جائے گا تو ان کے درمیان ایک تخمینی اور اعتباری اشتراک کے علاوہ اور کچھ نہ ملے گا۔

عربی اور ایرانی اصول

مثلاً اہل عرب وزن و قافیہ کے معاملہ میں جتنی آزادی برتتے ہیں، اہل ایران اتنے ہی زیادہ اس معاملہ میں سخت ہیں، عربوں کے نزدیک شعر کے وزن میں تھوڑی بہت تبدیلی غیر مستحسن نہیں ہے، مثال کے طور پر اہل عرب وزن شعر میں "مستفعلن" کی جگہ "مفاعلن" اور "مفتعلن" کا استعمال بھی جائز سمجھتے ہیں، اور بڑی بے تکلفی کے ساتھ اس قسم کے تصرفات کرتے رہتے ہیں، اور "فاعلاتن" اور "فعلاتن" کو ہم وزن قرار دینے میں تکلف نہیں برتتے، اس کے علاوہ اور بھی بہت سے حشو اور زحافات کو جائز قرار دیتے ہیں، اور اشعار میں بے تکلفی کے ساتھ انہیں استعمال کرتے رہتے ہیں، اس کے برخلاف اہل ایران نہ تو وزن میں اس طرح کی تبدیلی کو مستحسن سمجھتے ہیں نہ اس طرح کے زحافات وغیرہ کو جائز قرار دیتے ہیں، یہی حال قافیہ کا بھی ہے، اہل عرب کے نزدیک "قبور" کا قافیہ "منیر" بھی ہو سکتا ہے لیکن اہل ایران کے نزدیک اس طرح کے قوافی ناجائز ہیں، شعرائے عرب حاصل، داخل، نازل وغیرہ الفاظ کو ایک

بخلاف شعرائے عجم وہم چنیں وقوع یک کلمہ در مصراعین
بوجہے کہ نصف آن از مصراعے باشد ونصف از مصراعی
پیش عرب صحیح بود نہ پیش عجم۔ بالجملہ امر مشترک موافقت
تخمینے ست نہ موافقت حقیقی، وہنود وزان اشعار خود را
برعدد حروف نہادہ اند بغیر ملاحظہ حرکات وسکنات
وآن نیز لذت دہندہ است۔ وبعضے اہل بدو را شنیدہ
ایم کہ در تغریدات خود کہ بجہت التذاذ مے کنند کلامے
متوافی باہم توافق تخمینے یارد لیفے کہ کلمہ باشد یا زیادہ
تر از کلمہ اختیار کردہ اند مثل قصائد آں را انشاء مے کنند
وازاں لذتے برمے گیرند وہر قومے را صنعتے خاص ست
در نظم خود ہا وعلی ہذا القیاس اتفاق امم در التذاذ بلحون ونغمات واقع است
واختلاف ایشاں در رسوم تغرید وقواعد متحقق است۔

بِخِلَافِ شُعَرَاءِ الْعَجَمِ وَكَذَلِكَ وُقُوعُ كَلِمَةٍ فِي الْمِصْرَاعَيْنِ
بِحَيْثُ يَكُونُ نِصْفُهُ فِي مِصْرَاعٍ وَنِصْفُهُ الْآخَرُ فِي مِصْرَاعٍ
آخَرَ صَحِيحٌ عِنْدَ الْعَرَبِ لَا عِنْدَ الْعَجَمِ وَبِالْجُمْلَةِ فَالْأَمْرُ
الْأَمْرُ مُشْتَرَكٌ مُوَافَقَةٌ تَخْمِينِيَّةٌ لَا مُوَافَقَةٌ حَقِيقِيَّةٌ وَمَبْنَى
أَوْزَانِ الْأَشْعَارِ عِنْدَ الْهُنُودِ عَلَى عَدَدِ الْحُرُوفِ بِغَيْرِ مُلَاحَظَةِ
الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ وَهُوَ أَيْضًا مِمَّا يُتَلَذَّذُ بِهِ وَقَدْ سَمِعْنَا
بَعْضَ أَهْلِ الْبَدْوِ مَنْ يَتَلَذَّذُ بِتَغْرِيدَاتٍ يَخْتَارُونَ كَلَامًا
مُتَوَافِقًا بِتَوَافُقٍ تَخْمِينِيٍّ بِرَدِيفٍ يَكُونُ تَارَةً كَلِمَةً وَاحِدَةً
وَأُخْرَى يَزِيدُ عَلَيْهَا وَيُنْشِدُونَ تَغْرِيدَاتِهِمْ مِثْلَ الْقَصَائِدِ
فَيَتَلَذَّذُونَ بِهَا وَلِكُلِّ قَوْمٍ أُسْلُوبٌ خَاصٌّ فِي نَظْمِهِمْ
وَعَلَى هَذَا الْقِيَاسِ وَقَعَ اتِّفَاقُ الْأُمَمِ عَلَى الِالْتِذَاذِ بِالْأَلْحَانِ
وَالنَّغَمَاتِ وَاخْتِلَافُهُمْ فِي رُسُومِ التَّغْرِيدِ وَالْقَوَاعِدِ مُحَقَّقٌ

ہی قسم کے الفاظ قرار دیتے ہیں لیکن اہل ایران ان سے اختلاف رکھتے ہیں اسی طرح اہل عرب کے نزدیک کسی لفظ کو اس طرح سے استعمال کرنا کہ نصف لفظ ایک مصرعہ میں آ جائے اور بقیہ نصف دوسرے مصرعہ میں، جائز ہے لیکن اہل ایران اس طرح کے استعمال کو قطعی طور پر ناجائز سمجھتے ہیں، مختصر یہ کہ اہل عرب اور اہل ایران کے درمیان اصول وقوانین شعر کے بارے میں جتنے اختلافات ہیں، ان کے پیش نظر وزن وقافیہ کی یکسانیت دونوں کے درمیان حقیقی کے بجائے تخمینی اور اعتباری ہے۔

ہندی اصول شعر

ہندیوں کے اصول شعر عربوں اور ایرانیوں دونوں سے مختلف ہیں چنانچہ انہوں نے اپنی شاعری کے لئے جو اوزان تجویز کئے ہیں، ان میں صرف حروف کی تعداد کا اعتبار کیا گیا ہے۔ حروف کی حرکات وسکنات کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا ہے، اس کے باوجود یہ اوزان بھی لطف ولذت اور حلاوت وشیرینی سے خالی نہیں ہیں۔ میں نے اکثر دیہاتیوں کو بھی اپنے طور پر شاعری کرتے دیکھا ہے، چنانچہ وہ اپنے لطف کے لئے جو تک بندیاں کرتے ہیں ان میں بھی وہ ایک خاص قسم کی مناسبت کا لحاظ رکھتے ہیں، اور ردیفوں کا بھی استعمال کرتے ہیں یہ ردیفیں کبھی تو ایک ہی کلمہ کی ہوتی ہیں اور کبھی ایک سے زیادہ کلمات سے مرکب ہوتی ہیں، لیکن جو وزن وقافیہ وہ اختیار کرتے ہیں اس سے انحراف نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ وہ اپنے منظومات کو پڑھتے بھی اس انداز سے ہیں جس انداز سے قصائد پڑھے جاتے ہیں، اور اس سے اسی انداز سے لطف اندوز بھی ہوتے ہیں، اسی طرح ہر قوم نے اپنے لئے الگ الگ اصول وقواعد اختیار کئے ہیں، جو ایک دوسرے سے مختلف ہونے کے باوجود ایک مخصوص قسم کی ہم آہنگی رکھتے ہیں، البتہ اس ہم آہنگی کو تخمینی ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔

اصول موسیقی میں اختلاف

شاعری کی طرح نغمہ وسرود سے بھی انسان فطرتاً مانوس ہے، اور موسیقی سے دنیا کے ہر حصے کے باشندے یکساں طور پر لطف اندوز ہوتے ہیں، لیکن یہاں بھی اصول وقواعد تمام

یونانیان اوزانے استنباط کردہ اند و آنہا را بمقامات مسمّٰی ساختہ اند و از مقامات آوازات و شعبات بر آوردہ اند، فنے شدید التفصیل برائے خود درست ساختہ و اہل ہند شش راگ تفطن نمودہ و از آں راگہا راگنیہا تفریع کردہ اند، و اہل بدو را دیدیم کہ از یں ہر دو اصطلاح دست باز داشتہ بحسب سلیقہ خود تالیفے و القائے را تفطن نمودہ اوزانے چند بغیر ضبط کلیات و حصر جزئیات ہنگامہ آراستہ اند، و چوں بعد ازیں ملاحظہ ہا حدس را حکم کنیم مر مشترک بجز موافقتِ تخمینیے بدست نمی آید، تخمین عقل را کار بہماں منتزع اجمال ست نہ با تفصیل قوانے مردفہ موصلہ و ذوق سلیم را دوستی با ہماں حلاوت بحت ست نہ بحر طویل و مدید و حضرت خلاق چوں خواست کہ بایں مشت خاک ہم زباں شود، نظر بہماں حسن اجمالے انداخت۔

وَقَدِ اسْتَنْبَطَ الْيُونَانِيُّوْنَ اَوْزَانًا سَمَّوْهَا بِالْمَقَامَاتِ وَاسْتَخْرَجُوْا مِنْهَا اَصْوَاتًا وَشُعَبًا وَدَوَّنُوْا لَهُمْ فَنًّا شَدِيْدَ التَّفْصِيْلِ وَاَهْلُ الْهِنْدِ تَفَطَّنُوْا لِسِتِّ نَغَمَاتٍ وَفَرَّعُوْا مِنْهَا نُغَيْمَاتٍ وَقَدْ رَاَيْنَا اَهْلَ الْبَدْوِ تَبَاعَدُوْا عَنْ هٰذَيْنِ الْاِصْطِلَاحَيْنِ وَتَفَطَّنُوْا بِحَسَبِ سَلِيْقَتِهِمْ لِلتَّالِيْفِ وَالْاِيْقَاعِ فَهَذَّبُوْا لَهُمْ اَوْزَانًا مَعْدُوْدَةً بِغَيْرِ ضَبْطِ الْكُلِّيَّاتِ وَحَصْرِ الْجُزْئِيَّاتِ فَاِذَا نَظَرْنَا بَعْدَ هٰذِهِ الْمُلَاحَظَاتِ اِلٰى حُكْمِ الْحَدْسِ لَمْ نَجِدْ هٰهُنَا اَمْرًا مُشْتَرَكًا سِوَى الْمُوَافَقَةِ التَّخْمِيْنِيَّةِ وَلَا يَتَعَلَّقُ تَخْمِيْنُ الْعَقْلِ اِلَّا بِذٰلِكَ الْمُنْتَزَعِ الْاِجْمَالِيِّ لَا بِتَفْصِيْلِ الْقَوَافِي الْمُرْدِفَةِ الْمُوْصِلَةِ وَلَا يُحِبُّ الذَّوْقُ السَّلِيْمُ اِلَّا تِلْكَ الْحَلَاوَةَ الْمَحْضَةَ لَا الطَّوِيْلَ وَالْمَدِيْدَ مِنَ الْمَجِيْدِ لَمَّا اَرَادَ حَضْرَةُ الْخَلَّاقِ جَلَّ شَانُهٗ اَنْ يُكَلِّمَ الْاِنْسَانَ الَّذِيْ هُوَ قَبْضَةٌ مِنَ التُّرَابِ نَظَرَ اِلٰى ذٰلِكَ الْحُسْنِ الْاِجْمَالِيِّ

قوموں کے ہنگ الگ ہی ہیں، اہل یونان نے اپنی موسیقی کے لئے جو اصول و قواعد منضبط کئے ہیں، اور جو اوزان تجویز کئے ہیں، ان کا نام انہوں نے مقامات رکھا ہے، مقامات کو کلیہ کی حیثیت دے کر اس سے مختلف قسم کی آوازیں اور شعبے نکالے ہیں، اس طرح سے رفتہ رفتہ موسیقی ایک مستقل اور انتہائی وسیع فن کی حیثیت اختیار کر گئی، اس کے برخلاف اہل ہند نے اپنی موسیقی کے لئے چھ اصول مقرر کئے ہیں اور ان کا نام راگ رکھا ہے، ان راگوں سے الگ الگ بہت سی راگنیاں نکالی ہیں، اس طرح انہوں نے بھی موسیقی کو ایک مستقل اور وسیع فن کی حیثیت دے دی ہے، جو یونانی فن موسیقی سے مختلف ہے، لیکن ہم دیہاتیوں کو دیکھتے ہیں، تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ہندوستان اور یونان دونوں کو ناقابل اعتناء قرار دے دیا ہے، اور محض اپنی طبعی مناسبت اور فطری سلیقہ کی بدولت نغمات ترتیب دیتے ہیں، اور بغیر کلیات و جزئیات اور اصول و قواعد کو مقرر کئے ہوئے ہنگامہ آرائیاں کرتے رہتے ہیں، اور اس سے کم لطف اندوز نہیں ہوتے جتنی کہ توقع یونانی اور ہندوستانی فن سے کی جاتی ہے، جب ہم ان تمام امور کو سامنے رکھتے ہیں اور موسیقی کے مختلف فنون اور ان کی مشترک خصوصیات کا جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے، کہ شاعری کی طرح موسیقی کے مختلف اصول و قواعد میں بھی جو مناسبت پائی جاتی ہے وہ بھی تخمینی اور اعتباری ہے۔

خلاصۂ بحث

خلاصہ بحث یہ ہے، کہ فن شاعری ہو یا فن موسیقی دونوں میں مختلف فنون کے درمیان جو مناسبت ہے وہ محض تخمینی ہے، اور اس تخمین کا تعلق اس اجمالی وزن سے ہے جس کا احساس ہم شعر و موسیقی کے تمام فنون میں کر سکتے ہیں، چنانچہ شعر و موسیقی کی دلکشی کا راز اسی اجمال میں ہے، جو تمام فنون میں مشترک اور تمام فنون کی جان ہے، اور مذاق سلیم کا تعلق اسی حلاوت اور دلکشی سے ہے، جو اصول اور بحور کی رہین منت نہیں ہے۔

چنانچہ جب اللہ تعالٰی نے اس پیکر خاکی سے گفتگو فرمانی چاہی تو اسی اجمالی حسن کو پیش نظر رکھا جو تمام فنون کی جان ہے

نہ بر قوالب مستحسنہ عند قوم دون قوم، و مالک الملک چون ارادہ فرمود کہ بروش آدمیان سخن گوید، ہمان اصل بسیط را ضبط فرمود، نہ این قوانین متغیرہ بتغیر ادوار و اطوار تمسک بقوانین مصطلحہ ناشی از مجرد جہل ست و بدست آوردن حسن اجمالی بغیر توسط آن قواعد بوجہے کہ در اغوار و انجاد بیان از دست نرود و در ہر نشیب و فراز سخن ضائع نہ شود معجزہ مفخم ست، پس از جریان حق سبحانہ دران سنن انتزاع اصلے می کنم و انتقال بقاعدہ می نمائیم و آن قاعدہ آن ست، کہ در اکثر سور امتداد صورت را معتبر داشت، نہ بحر طویل و مدید و مانند آن در فواصل انقطاع نفس را بمدہ و آنچہ مدہ بران قرار گیرد معتبر داشت نہ قواعد فن قوافی را، این کلمہ نیز بسطے می طلبد اندکے گوش را حوالہ آن باید کرد۔

لَا إِلَى قَوَالِبَ مُسْتَحْسَنَةٍ عِنْدَ قَوْمٍ دُوْنَ قَوْمٍ، وَلَمَّا أَرَادَ مَالِكُ الْمُلْكِ أَنْ يَتَكَلَّمَ عَلَى مَنْهَجِ الْآدَمِيِّيْنَ ضَبَطَ ذٰلِكَ الْأَصْلَ الْبَسِيْطَ لَا هٰذِهِ الْقَوَانِيْنَ الْمُتَغَيِّرَةَ بِتَغَيُّرِ الْأَدْوَارِ وَالْأَطْوَارِ وَمَنْشَأُ التَّمَسُّكِ بِالْقَوَانِيْنِ الْمُصْطَلَحِ عَلَيْهَا هُوَ الْعَجْزُ وَالْجَهْلُ وَتَحْصِيْلُ الْحُسْنِ الْإِجْمَالِيِّ بِلَا تَوَسُّطِ تِلْكَ الْقَوَاعِدِ بِحَيْثُ لَا يَفُوْتُ فِي الْأَغْوَارِ وَالْأَنْجَادِ مِنَ الْبَيَانِ شَيْءٌ وَلَا يَضِيْعُ فِيْ كُلِّ سَهْلٍ وَجَبَلٍ مِنَ الْكَلَامِ مُعْجِزٌ مُفْحِمٌ وَأَنَا أَنْتَزِعُ هُنَا مِنْ جَرَيَانِ الْحَقِّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَلٰى ذٰلِكَ السُّنَنِ أَصْلًا وَأَنْتَقِلُ إِلٰى قَاعِدَةٍ وَتِلْكَ الْقَاعِدَةُ أَنَّهُ اعْتُبِرَ فِيْ أَكْثَرِ السُّوَرِ امْتِدَادُ الصَّوْتِ لَا الطَّوِيْلُ وَالْمَدِيْدُ مِنَ الْبُحُوْرِ مَثَلًا وَاعْتُبِرَ فِي الْفَوَاصِلِ انْقِطَاعُ النَّفَسِ بِالْمَدَّةِ وَمَا تَعْتَمِدُ عَلَيْهِ الْمَدَّةُ لَا قَوَاعِدُ فَنِّ الْقَوَافِيْ وَهٰذِهِ الْكَلِمَةُ أَيْضًا تَقْتَضِيْ بَسْطًا تَامًّا

اس نے اپنے کلام کی بنیاد ان اصول و قواعد پر نہیں رکھی ہے جو مختلف قوموں کے اعتبار سے مختلف ہوتے رہتے ہیں اسی طرح سے جب اللہ تعالٰے نے انسانوں سے گفتگو کے لئے انسانی لب و لہجہ اختیار کرنا چاہا، تو اسی بسیط اور حقیقی وزن کو اختیار کیا، جو ہر ملک اور ہر قوم کے شعر و موسیقی میں مشترکہ طور پر موجود ہے، اور ان موضوعہ اصول و قواعد کو یکسر نظر انداز کر دیا جو ملک، قوم، خطہ اور زمانہ کی تبدیلی کے ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں، اور حقیقت میں انسان کی جہالت اور فکر کی عاجزی کی وجہ سے وجود میں آتے ہیں، اس کے مقابلہ میں اجمالی اور مشترکہ حسن کو اس انداز سے کام میں لانا، کہ گفتگو کے ہر پیچ و خم اور کلام کے ہر نشیب و فراز میں، معیار بیان کو صدمہ نہ پہنچنے پائے، بلا شک و شبہ انتہائی شاندار اور معجزانہ انداز بیان ہے۔

آیات کا وزن اور اس کا اصول

اگرچہ آیات قرآنی کا وزن، دنیا کے تمام مروجہ اور معلومہ اصول و قواعد سے قطعی طور پر مختلف ہے، لیکن اصول و قواعد سے بیگانہ بھی نہیں ہے اس کا اپنا مخصوص اسلوب ہے، اور اسی اعتبار سے اس کے اپنے الگ اصول، و قواعد بھی ہیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں مختلف سورتوں میں جو اسلوب اختیار کیا گیا ہے، ان کی مشترکہ خصوصیات کے اعتبار سے ان کا بھی ایک اصول، اور ایک قاعدہ معین کیا جا سکتا ہے، قرآن مجید میں وزن کے لئے سانس اور آواز کو معیار قرار دیا گیا ہے، بحر طویل اور بحر مدید کی طرح معینہ اور مقررہ اوزان کا سہارا نہیں لیا گیا ہے۔ اسی طرح قوافی کی وہ شکل اختیار نہیں کی گئی ہے جس کا مشاہدہ ہم اشعار میں کیا کرتے ہیں، بلکہ ایک سانس کی مدت جس لفظ پر تمام ہوتی ہے، وہی لفظ قرآن کی آیات میں قافیہ کی حیثیت حاصل کر لیتا ہے، خواہ وہ ہمارے مفروضہ قوافی کی شرائط پر پورا اترتا ہو یا نہیں، یہ قرآن کے وزن و قافیہ کی انتہائی مختصر تعریف ہے، جو بہر حال وضاحت طلب ہے۔

آمد و رفت نفس در نائے گلو جبلت انسان است، و ہر چند درازی و کوتاہی نفس مقدور بشر است، اما چون آن را بر طبع خودش بگذارد، لابد امتدادے داشتہ باشد، پس در اول بر آمدن نفس نشاطے بہم می رسد، و آہستہ آہستہ آن نشاط متلاشی می گردد و در آخر منقطع مے شود و احتیاج اعادہ نفس تازہ پیش مے آید، و این امتداد امرے ہست محدود بحد مبہم و مقدار منتشر کہ نقصان دو سہ کلمہ بلکہ نقصان قدر ثلث و ربع از آن متجاوز نمی سازد و زیادت دو سہ کلمہ بلکہ بقدر ثلث و ربع از آن حد بیرون نمے کشد، اختلاف عدد اوتاد و اسباب را گنجائش مے دہد و تقدم بعض ارکان بر بعض وسعت می نماید، پس این امتداد نفس را وزنے ساختہ شد، و آن را بر سہ قسم تقسیم نمودہ آمد، طویل و متوسط و قصیر، اما طویل مانند سورہ نساء، اما متوسط پس مانند۔

تَرَدُّدُ النَّفَسِ فِي قَصَبَةِ الْعُنُقِ مِنْ جِبِلَّةِ الْإِنْسَانِ وَإِنْ كَانَ تَطْوِيلُ النَّفَسِ وَتَقْصِيرُهُ مِنْ مَقْدُورِ الْبَشَرِ لٰكِنْ إِذَا خُلِّيَ طَبِيعَةً فَلَا بُدَّ مِنِ امْتِدَادٍ مَحْدُودٍ فَيَحْصُلُ فِي أَوَّلِ خُرُوجِ النَّفَسِ نَشَاطٌ ثُمَّ يَضْمَحِلُّ ذٰلِكَ النَّشَاطُ تَدْرِيجًا حَتّٰى يَنْقَطِعَ فِي آخِرِ الْأَمْرِ فَيَحْتَاجُ إِلَى إِعَادَةِ نَفَسٍ جَدِيدٍ وَهٰذَا الْامْتِدَادُ أَمْرٌ مَحْدُودٌ بِحَدٍّ مُبْهَمٍ وَمِقْدَارٍ مُنْتَشِرٍ لَا يَضُرُّهُ نُقْصَانُ كَلِمَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ بَلْ وَلَا نُقْصَانُ قَدْرِ الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَكَذٰلِكَ لَا تُخْرِجُهُ زِيَادَةُ كَلِمَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ بَلْ وَلَا زِيَادَةُ قَدْرِ الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَيَسَعُ ذٰلِكَ الْحَدُّ اخْتِلَافَ عَدَدِ الْأَوْتَادِ وَالْأَسْبَابِ وَتَقَدُّمَ بَعْضِ الْأَرْكَانِ عَلٰى بَعْضٍ فَجُعِلَ امْتِدَادُ النَّفَسِ وَزْنًا مَعْلُومًا وَقُسِّمَ ذٰلِكَ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ طَوِيلٍ وَمُتَوَسِّطٍ وَقَصِيرٍ أَمَّا الطَّوِيلُ فَنَحْوُ سُورَةِ النِّسَاءِ وَأَمَّا الْمُتَوَسِّطُ فَنَحْوُ

اصل میں سینہ کے اندر سانس کی آمد و رفت قطعی طور پر فطری اور جبلی امر ہے، اگرچہ سانس کو بڑھانا یا گھٹانا انسان کا اختیاری فعل ہے، وہ چاہے تو سانس کو دراز سے دراز تر بھی کر سکتا ہے اور مختصر سے مختصر تر بھی، لیکن اگر سانس کو اس کے فطری انداز پر چھوڑ دیا جائے، تو اس کی آمد و رفت ایک معینہ مدت کی پابند رہے گی، جب انسان ایک بار سانس کھینچے گا تو اسے ایک خاص قسم کا نشاط حاصل ہوگا، یہ کیفیت نشاط رفتہ رفتہ گھٹنے لگتی ہے یہاں تک کہ بالکل ختم ہو جاتی ہے، اس وقت پھر دوسری سانس لینے کی ضرورت پیش آتی ہے، سانس کی اس آمد و رفت میں جو مدت صرف ہوتی ہے، وہ اگرچہ واضح اور معین نہیں ہے، اس میں تھوڑی بہت کمی بیشی ہوتی رہتی ہے، لیکن عدم تعین اور انتشار ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتا، لہٰذا اگر جملہ کی بنیاد سانس کی اسی مدت پر رکھی جائے، تو مختلف جملوں کے درمیان دو تین الفاظ سے زیادہ کا فرق نہ ہوگا، بلکہ زیادہ صحیح تو یہ ہے، کہ لفظ کے تہائی یا چوتھائی حصے سے زیادہ کا فرق مشکل ہی سے ہو سکتا ہے، یہ ایک دو لفظ کا فرق، یا لفظ کے تہائی یا چوتھائی حصہ کا فرق بہرحال ایسا فرق نہیں ہے، جس سے جملہ حد سے باہر ہو جائے، یا وزن بے وزن بن جائے، چنانچہ کلمات کی تعداد کے اس اختلاف کی وجہ سے نقصان تو کوئی نہیں ہوتا، البتہ یہ فائدہ ضرور ہوتا ہے، کہ اوتاد و اسباب کی تعداد گھٹانے بڑھانے کا موقع مل جاتا ہے، اور ارکان کے مقدم یا مؤخر کرنے کی گنجائش بڑھ جاتی ہے، جس کی وجہ سے قیود و شروط کے باوجود حسن کلام کو برقرار رکھنے اور بڑھانے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

آیات کا وزن

چنانچہ قرآن مجید کی آیات میں سانس کی اسی مدت کو وزن کا معیار قرار دیا گیا ہے، اور اسے تین قسموں پر تقسیم کیا گیا ہے، طویل، متوسط اور قصیر، وزن طویل کی مثال سورہ نساء، وزن متوسط کی مثال

سورہ اعراف وانعام واما قصیر پس مانند سورۂ شعرا و سورہ
دخان، و تمامی نفس بر مدت معتمد بر حرفی قافیہ بہت متسع
کہ طبع آن را ذوق می کند و از اعادہ آن چند کرت متلذذ
می شود، گو آں مدہ یک جا الف باشد و یک جا واو و
یک جا یا، یا آن حرف آخر گو یک جا با باشد و یک جا جیم
و یا قاف پس یعلمون و مؤمنین و مستقیم متوافق اند
و خروج و مریج و مجید و تبار و فواق و عجاب ہمہ بر
قاعدہ و ہم چنیں لحوق الف در آخر کلام قافیہ است متسع
کہ اعادہ آن لذتے می دہد گو حرف روی مختلف باشد
یک جا گویند کریما و دیگر جا گویند حدیثا و سوم جا
گویند بصیرا و دریں صورت گر التزام موافقت روی
بکار آید از قبیل التزام ما لا یلتزم خواہد بود چنانکہ در اوائل سورہ
مریم و سورہ فرقان واقع شدہ و ہم چنیں توافق آیات بر
یک حرف مثل میم در سورہ قتال و نون در سورہ

سورة الأعراف والأنعام وأما القصير فنحو سورة الشعراء
وسورة الدخان وتمام النفس يعتمد على مدة معتمدة
على حرف قافية متسعة توافق ما ذوق الطبع ويتلذذ
من إعادتها مرة بعد أخرى وإن كانت المدة في موضع
ألفا وفي موضع آخر واوا أو ياء وسواء كان ذلك الحرف
الأخير باء في موضع وجيما أو قافا في موضع آخر فيعلمون
ومؤمنين ومستقيم متوافقة وخروج ومريج ومجيد
وتبار وفواق وعجاب كلها على قاعدة وكذلك لحوق الألف
في آخر الكلام قافية متسعة في إعادتها لذة وإن كان
حرف الروي مختلفا يقولون في موضع كريما وفي موضع
آخر حديثا وفي موضع ثالث بصيرا فإن التزم في هذه
الصورة موافقة الروي كان من قبيل التزام ما لا يلتزم كما
وقع في أوائل سورة مريم وسورة الفرقان وكذلك توافق
الآيات بحرف مثل الميم في سورة القتال والنون في سورة

سورۂ اعراف اور انعام، اور وزن قصیر کی مثال سورہ شعراء اور سورہ دخان ہیں

آیات کے قوافی

وزن کی طرح آیات کے توافی کا انحصار بھی سانس کی مدت ہی پر ہے، سانس کی مدت جس حرف پر تمام ہوتی ہے، وہی آیت کا قافیہ قرار پاتا ہے، جسے صرف ذوق لطیف ہی محسوس بھی کر سکتا ہے اور اس کی تکرار سے لطف اندوز بھی ہوتا ہے، خواہ مدت نفس کا اختتام ایک جگہ الف پر ہو، اور دوسری جگہ واو یا یار پر، اسی طرح اگر ایک جگہ آخری لفظ با ہے، اور دوسری جگہ جیم، اور تیسری جگہ قاف ہے، تو بھی وہ تینوں باہم قافیہ قرار پائیں گے، اس اعتبار سے یعلمون۔ مؤمنین اور مستقیم یہ تینوں الفاظ مختلف ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے مناسبت رکھتے ہیں اور آپس میں قافیہ قرار پا سکتے ہیں، اور خروج۔ مریج۔ تمجید۔ تبار۔ فواق اور عجاب وغیرہ الفاظ بظاہر ایک دوسرے سے کتنے ہی مختلف کیوں نہ ہوں، لیکن بعینہ قاعدہ کے اندر ہی ہیں، اسی طرح آخر کلام میں الف کا اضافہ بھی قافیہ کا کام دے جاتا ہے، خواہ حرف روی مختلف ہی ہوں، مثلاً ایک جگہ کریما کہیں، دوسری جگہ حدیثا اور تیسری جگہ بصیرا کہیں، تو یہ تینوں الفاظ حرف روی کے اختلاف کے باوجود آپس میں قافیہ قرار پائینگے، کیونکہ الفاظ کی یہ تمام صورتیں قرآن میں قافیہ کی معین حد کے اندر آتی ہیں، اس صورت حال کے پیش نظر اگر حرف روی کی یکسانیت کی بھی شرط عائد کر لی جائے، تو اصولی اعتبار سے تو یہ ایک غیر ضروری شرط ہوگی لیکن سماعت پر بہر حال اس سے خوشگوار اثر مترتب ہوگا جیسا کہ سورہ مریم اور سورہ فرقان کی آیات میں اس انداز اور اس کے اثرات کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے، اسی طرح اگر یہ قید بھی قبول کر لی جائے کہ تمام آیات ایک ہی حرف پر تمام ہوں گی، جیسا کہ سورت قتال کی آیتیں حرف میم پر اور سورہ رحمان کی آیات

رحمٰن لذتے می دہد و ہم چنیں اعادہ یک جملہ بعد یک طائفہ لذت دہندہ است، چنانکہ در سورہ شعراء وسورہ قمر و سورہ رحمٰن و سورہ مرسلات واقع شدہ گاہے بجہت تطریہ ذہن سامع واشعار بلطافت آں کلام مختلف کردہ مے شود فواصل آخر سور را از اول سورہ مثل اِدًّا وھَدًّا در آخر سورہ مریم سلامًا وکرامًا در آخر سورہ فرقان و طین وساجدین و منظرین در آخر سورہ صاد، حالانکہ اوائل ایں سور مبنے بر فاصلہ دیگر بودہ است، کما لایخفٰے پس در اکثر سور ایں وزن و قافیہ کہ تعبیر از اں رفت ہم داشتہ اند اگر در آخر آیہ لفظے کہ صلاحیت داشتہ باشد قافیہ شود فبہا والا وصل کردہ آید بجملہ کہ بیان آلاء اللہ باشد یا تنبیہ باشد مخاطب را چنانکہ گویند وھو الحکیم الخبیر۔ وکان اللہ علیما حکیما وکان اللہ بما تعملون خبیرًا

الرَّحْمٰنِ يُفِيْدُ لَذَّةً كَمَا لَا يَخْفٰى وَكَذٰلِكَ إِعَادَةُ جُمْلَةٍ بَعْدَ طَائِفَةٍ تُفِيْدُ لَذَّةً كَمَا وَقَعَ فِيْ سُوْرَةِ الشُّعَرَاءِ وَسُوْرَةِ الْقَمَرِ وَسُوْرَةِ الرَّحْمٰنِ وَسُوْرَةِ الْمُرْسَلٰتِ وَقَدْ تُخَالِفُ فَوَاصِلُ أَوَاخِرِ السُّوْرَةِ أَوَائِلَهَا لِتَطْرِيَةِ ذِهْنِ السَّامِعِ وَلِلْإِشْعَارِ بِلَطَافَةِ ذٰلِكَ الْكَلَامِ إِدًّا وَهَدًّا فِيْ أٰخِرِ سُوْرَةِ مَرْيَمَ وَمِثْلُ سَلَامًا وَكِرَامًا فِيْ أٰخِرِ سُوْرَةِ الْفُرْقَانِ وَطِيْنٍ وَسَاجِدِيْنَ وَيُنْظَرُوْنَ فِيْ أٰخِرِ سُوْرَةِ صٓ مَعَ أَنَّ أَوَائِلَ هٰذِهِ السُّوْرَةِ مَبْنِيَّةٌ عَلٰى فَاصِلَةٍ أُخْرٰى كَمَا لَا يَخْفٰى تُجْعَلُ الْوَزْنُ وَالْقَافِيَةُ الْمَذْكُوْرَانِ فِي الْكَثِيْرِ لِسُوَرٍ مِنَ الْمُهِمَّاتِ إِنْ كَانَ اللَّفْظُ الْأَخِيْرُ مِنَ الْاٰيَةِ صَالِحًا لِلْقَافِيَةِ فَبِهَا وَإِلَّا وُصِلَ بِجُمْلَةٍ فِيْهَا بَيَانُ اٰلَاءِ اللّٰهِ أَوْ تَنْبِيْهٌ لِلْمُخَاطَبِ كَمَا يَقُوْلُ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا

حرف نون پر تمام ہوتی ہیں۔ تو لطف اور بھی بڑھ جاتا ہے۔

اسی طرح آیات کے ایک مخصوص مجموعہ کے بعد کسی ایک آیت کی بار بار تکرار بھی ایک خاص قسم کا لطف دیتی ہے جیسا کہ سورہ شعراء، سورہ قمر، سورہ رحمان اور سورہ مرسلات کا انداز ہے، اور کبھی ایسا ہوتا ہے، کہ سامع کے ذہن کے اعتبار سے یا لطافت کلام کا احساس دلانے کے لئے ابتدائی اور آخری آیات کے قوافی کے انداز میں تبدیلی کردی جاتی ہے مثلاً سورت مریم کے آخر میں "اِدًّا" اور "ھَدًّا" سورہ فرقان کے آخر میں "سَلَامًا" اور "کِرَامًا" اور سورت صٓ کے آخر میں "طین۔ ساجدین" اور "منظرین" آیا ہے، حالانکہ جیسا کہ ہر شخص واقف ہے، کہ ان سورتوں کی ابتدائی آیات کے قوافی ان سے بالکل مختلف ہیں،

مندرجہ بالا سطور میں وزن و قافیہ کا جو معیار پیش کیا گیا ہے قرآن کی اکثر سورتوں میں وزن و قافیہ کے اسی معیار کی پابندی کی گئی ہے، اور اگر کسی آیت کے آخر میں اس طرح کا لفظ موجود ہو، جو قرآن مجید کے اختیار کردہ اصول کے اعتبار سے قافیہ ہوسکتا ہو، تو خیر ورنہ ان آیات کو ایسے جملے سے ملا دیا جاتا ہے جن کا آخر قافیہ ہوسکتا ہو البتہ یہ بڑھایا ہوا جملہ کسی مخصوص حکم کا حامل نہیں ہوتا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں یا عام تنبیہات سے تعلق رکھتا ہے، عام طور سے مندرجہ ذیل جملوں کا اضافہ کیا جاتا ہے:۔

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ — "وہ اللہ حکیم و خبیر ہے"

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا — "اور اللہ علم اور حکمت والا ہے"

وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا — "جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ واقف ہے"

لعلکم تتقون ۔ ان فی ذلک لآیت لاولی الالباب. ان فی ذلک لآیت لقوم یتفکرون رود موضع اطناب در مثل ایں مواضع بکار رفتہ است مثلاً واسئل بہ خبیرا وگاہے تقدیم وتاخیر استعمال کردہ اند، وگاہے قلب، و زیادت مثل الیاسین وطور سینین در الیاس وطور سینا در عمل آمد اینجا باید دانست کہ انسجام کلام وسہولیت آن بر لسان بسبب آنکہ مثل سائر است، یا ذکر آں در آیت مکرر آمدہ ست کلام طویل را با کلام قصیر موزون مے سازد وگاہے فقرہ ہائے اولے را کمتر از فقرہ ہائے ثانیہ آرند وآن عذوبت کلام فائدہ دہد خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ ثم فی سلسلۃ ذرعہا سبعون ذراعا فاسلکوہ گویا در مثل ایں کلام متکلم اضمار مے کند دو نفس کہ

لعلکم تتقون ۔ إن فی ذلک لآیت لأولی الألباب إن فی ذلک لآیت لقوم یتفکرون وقد أطنب فی مثل هذه المواضع أحیانا مثل فاسئل به خبیرا ویستعمل التقدیم والتاخیر مرۃ والقلب والزیادۃ أخری مثل إلیاسین فی إلیاس وطور سینین فی سیناء ولیعلم ههنا أن انسجام الکلام وسهولته علی اللسان بکونه مثلا سائرا أو لتکرر ذکره فی الآیۃ ربما یجعل الکلام الطویل موزونا مع الکلام القصیر وقد تکون الفقر الأول أقصر من الفقر التالیۃ وهو یفید عذوبۃ فی الکلام خذوه فغلوه ثم الجحیم صلوه ثم فی سلسلۃ ذرعها سبعون ذراعا فاسلکوه کأن المتکلم یقدر فی مثل هذا الکلام ۔

لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۔ "تاکہ تم ڈرتے رہو"

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَاتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۔ "عقل والوں کے لئے بلاشبہ ان چیزوں میں نشانیاں ہیں"

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَاتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۔ "اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں، جو غور و فکر کرتے ہیں"

اسی طرح قرآن مجید میں جن مقامات پر اختصار کے بجائے اطناب سے کام لیا گیا ہے، وہاں بھی یہی طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے، مثلاً

وَاسْئَلْ بِہٖ خَبِیْرًا ۔ "اور اس کے بارے میں کسی واقف اور آگاہ سے پوچھو"

اس طرح آیات کی ترتیب میں کبھی کلمات کی تقدیم وتاخیر سے کام لیا گیا ہے کبھی صنعت قلب استعمال کی گئی ہے، کبھی الفاظ کے حروف میں کچھ حروف کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے، مثلاً: اِلْیَاسِیْنَ یا طُوْرِ سِیْنِیْنَ یہ دونوں الفاظ اصل میں الیاس اور طور سینا ہیں، بقیہ حروف محض اضافہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ایک اور رخ کلام پاک میں اس اعتبار سے غیر متوازن آیات بھی ہیں، کہ بعض آیات انتہائی مختصر ہیں، اور ان کے پہلو بہ پہلو بعض آیات طویل بھی ہیں، لیکن درحقیقت یہاں بھی عدم توازن نہیں ہے، کیونکہ اس طرح کے مواقع پر یا تو ترتیب کلام کا ایک خاص انداز اختیار کیا گیا ہے، یا کوئی ضرب المثل اختیار کی گئی ہے، یا ایک ہی نقرہ کو بار بار دہرایا گیا ہے، اس کی وجہ سے مختصر آیات بھی طویل آیات کی ہم وزن ہو گئی ہیں۔

کبھی ایسا ہوا ہے، کہ ابتدائی نقروں کو آخری نقروں کے مقابلہ میں زیادہ مختصر رکھا گیا ہے، اور اس کی وجہ سے کلام کی شیرینی اور دلکشی بدرجہا بڑھ گئی ہے، مثلاً:

خُذُوْہُ فَغُلُّوْہُ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْہُ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَۃٍ ذَرْعُہَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُکُوْہُ ۔

اس طرح کی آیات جہاں مثلاً دو ابتدائی نقرے مختصر اور تیسرا یعنی آخری نقرہ طویل ہوتا ہے، سننے والے خوش شعری

نقرہ اولے با ثانیہ مجموعاً دریک پلہ است وثالثہ وحدہا در یک پلہ، وہم چنیں گاہے آیت ذات قوائم ثلاث باشد، یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ فاما الذین اسودت وجوھھم الایۃ واما الذین ابیضت وجوھھم الایۃ وعامہ اول را باثانی جمع کردہ آیت طولانی شمارند وگاہے دریک آیت دو فاصلہ مے آرند، چنانکہ در بیت ہم چنیں باشد کالزھر فی ترف۔ والبدر فی شرف۔ والبحر فی کرم۔ والدھر فی ھمم وگاہے یک آیت را دراز ترا ز دیگر آیت آرند، وسر دریں آنست کہ چون حسن کلام را کہ ناشی از تقارب وزن و وجدان امر منتظر کہ قافیہ است دریک پلہ نہد، وحسن کلام را کہ ناشی از سہولت ادا و موافقت طبع کلام وعدم لحوق تغیر دران ست در پلہ دیگر نہند، فطرت سلیمہ جانب معنی را راجح داند۔

إِنَّ الْفِقْرَةَ الْأُوْلٰى وَالثَّانِيَةَ مِنْ حَيْثُ الْمَجْمُوْعِ فِيْ كَفَّةٍ. وَالثَّالِثَةُ وَحْدَهَا فِيْ كَفَّةٍ وَرُبَّمَا تَكُوْنُ الْاٰيَةُ ذَاتَ قَوَائِمَ ثَلَاثٍ نَحْوُ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَأَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ الْاٰيَة. وَأَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ الْاٰيَة وَالْعَامَّةُ يَصِلُوْنَ الْأَوَّلَ بِالثَّانِيْ فَيَحْسَبُوْنَ الْاٰيَةَ طَوِيْلَةً وَقَدْ تَجِيْءُ فِيْ اٰيَةٍ فَاصِلَتَانِ كَمَا يَكُوْنُ فِي الْبَيْتِ أَيْضًا مِثَالُ ذٰلِكَ كَالزَّهْرِ فِيْ تَرَفٍ، وَالْبَدْرُ فِيْ شَرَفٍ. وَالْبَحْرُ فِيْ كَرَمٍ وَالدَّهْرُ فِيْ هِمَمٍ وَقَدْ تَكُوْنُ الْاٰيَةُ أَطْوَلَ مِنْ سَائِرِ الْاٰيَاتِ وَالسِّرُّ هٰهُنَا أَنَّهُ إِذَا جَعَلَ حُسْنَ الْكَلَامِ النَّاشِيْ مِنْ تَقَارُبِ الْوَزْنِ وَوِجْدَانِ الْأَمْرِ الْمُنْتَظَرِ وَهُوَ الْقَافِيَةُ فِيْ كَفَّةٍ وَجَعَلَ حُسْنَ الْكَلَامِ النَّاشِيْ مِنْ سُهُوْلَةِ الْأَدَاءِ وَمُوَافَقَةِ طَبْعِ الْكَلَامِ وَعَدَمِ لُحُوْقِ التَّغْيِيْرِ فِيْ كَفَّةٍ أُخْرٰى تَرْجَحُ الْفِطْرَةُ السَّلِيْمَةُ جَانِبَ الْمَعْنٰى۔

طور پر ابتدائی دونوں نقروں کو ایک پلہ میں رکھتے ہیں، اور آخری نقرہ کو دوسرے پلہ میں، تو اس طرح دونوں کا وزن برابر ہو جاتا ہے۔

اسی طرح کبھی کبھی بعض آیات تین ارکان سے بھی مرکب ہوتی ہیں یعنی تین نقرے مل کر ایک وزن مکمل کرتے ہیں، اور چوتھا نقرہ تنہا، ابتدائی تینوں فقروں کا ہم وزن ہوتا ہے۔ مثلاً

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَأَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ۔

اس آیت میں تین ٹکڑے ہیں، تینوں مل کر ایک وزن بناتے ہیں، اور اس کے بعد والی آیت اس وزن کے دوسرے پلہ کا کام دیتی ہے

وَأَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ . . . . الخ

لیکن جو لوگ اس نکتہ سے ناواقف ہیں، وہ اسے بجائے اس کے کہ اسے دو متوازن آیات سمجھیں، ایک مسلسل اور طویل آیت سمجھ لیتے ہیں، لہٰذا اس حسن توازن پر ان کی نگاہ نہیں جاتی۔

کبھی ایسا ہوتا ہے، کہ ایک آیت میں دو فاصلے یا دو قافیے لاتے ہیں جیسا کہ اشعار میں عام طور سے یہ صنعت استعمال کی جاتی ہے مثلاً

كَالزَّهْرِ فِيْ تَرَفٍ۔ وَالْبَدْرِ فِيْ شَرَفٍ وَالْبَحْرِ فِيْ كَرَمٍ۔ وَالدَّهْرِ فِيْ هِمَمٍ

کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ دو آیات ایک ساتھ ہوتی ہیں، ان دونوں میں سے ایک طویل ہوتی ہے، اور دوسری مختصر اس کے باوجود دونوں کے درمیان توازن موجود ہوتا ہے، اس توازن کا راز اصل میں دونوں آیات کے مختلف انداز میں پوشیدہ ہوتا ہے اصل نکتہ یہ ہے، کہ جب ایک ایسا بہترین کلام جو وزن کی مناسبت اور قافیہ کے وجدان کی وجہ سے وجود میں آتا ہے، ایک پلہ میں رکھا جاتا ہے، اور دوسرے پلہ میں ایک ایسا بہترین کلام رکھا جاتا ہے جس کا حسن سہولت ادا، مناسبت طبع، اور عدم تغییر میں پوشیدہ ہوتا ہے، تو فطرت سلیمہ اس پلہ کو زیادہ وزن دیتی ہے، جو معنے کے اعتبار سے بھی بلند ہوتا ہے

پس یک انتظار را مہمل گذاشتہ میشود، و در انتظار ثانی ایفائے حق کردہ مے آید، و آنکہ گفتیم در صدر مبحث کہ در اکثر سور سنۃ اللہ بریں جاری شدہ، بہ جہت آن ست، کہ در بعض سور برعایت ایں قسم وزن و قافیہ بظہور نیامدہ است، پس یک طائفہ بر طور خطب خطیبان و امثال نکتہ نہماں واقع شدہ، سمر النساء کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کردہ است شنیدہ باشی و قوافی آں را دانستہ باشی، و در بعض سور بر طور نامہائے عرب بدون رعایت چیزے واقع شدہ، مثل محاورہ بعض ناس بالبعض الا آنکہ ختم ہر کلامے بہ چیزے کہ مبنی اختتام باشد کردہ آمد و ہمانا سر دریں جا آن ست، کہ اصل لغت عرب وقف ست در موضعے کہ نفس منتہے شود، و نشاط کلام متلاشی گردد و مستحسن در محل وقف انتہائے نفس بر آمدہ است

فَيُتْرَكُ اَحَدُ الْاِنْتِظَارِ مُهْمَلًا وَيُوْفِي الْحَقَّ فِي الْاِنْتِظَارِ الثَّانِي وَاِنَّمَا قُلْنَا فِي صَدْرِ الْمَبْحَثِ قَدْ جَرَتْ سُنَّةُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى هٰذَا فِي اَكْثَرِ السُّوَرِ لِاَنَّهُ مَا ظَهَرَتْ فِي بَعْضِ السُّوَرِ رِعَايَةُ هٰذَا الْقِسْمِ مِنَ الْوَزْنِ وَالْقَافِيَةِ فَوَقَعَتْ طَائِفَةٌ مِّنَ الْكَلَامِ عَلٰى نَهْجِ خُطَبِ الْخُطَبَاءِ وَاَمْثَالِ اَهْلِ النُّكَتِ اَلَمْ تَسْمَعْ مُسَامَرَةَ النِّسَاءِ الْمَرْوِيَّةَ عَنْ سَيِّدَتِنَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَانْظُرْ فِي قَوَافِيْهَا وَفِي بَعْضِ السُّوَرِ وَقَعَ الْكَلَامُ عَلٰى مَنْهَجِ كُتُبِ الْعَرَبِ بِلَا رِعَايَةِ شَيْءٍ كَمُحَاوَرَةِ بَعْضِ النَّاسِ لِبَعْضٍ اِلَّا اَنَّهُ يَخْتِمُ كُلَّ كَلَامٍ بِشَيْءٍ يَكُوْنُ مَبْنِيًّا عَلَى الْاِخْتِتَامِ وَالسِّرُّ هٰهُنَا اَنَّ الْاَصْلَ فِي لُغَةِ الْعَرَبِ الْوَقْفُ فِي مَوْضِعٍ يَنْتَهِي النَّفَسُ وَيَفْنٰى نَشَاطُ الْكَلَامِ وَالْمُسْتَحْسَنُ فِي مَحَلِّ الْوَقْفِ اِنْتِهَاءُ النَّفَسِ عَلَى الْمَدَّةِ۔

اس صورت حال کے پیش نظر اس کا موقع مل جاتا ہے، کہ ایک قافیہ کو نظر انداز کر کے، دوسرے قافیہ پر وزن کو تمام کیا جائے اور ذوق سلیم دونوں کے درمیان عدم توازن کا احساس نہ کرنے پائے۔

ایک وضاحت آغاز بحث میں یہ تصریح کر دی گئی ہے، کہ بعض سورتوں میں یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے، یہ بعض کی قید اس لئے اختیار کی گئی تھی، کہ بعض آیات کا اسلوب اس سے مختلف ہے، ان میں اس قسم کے وزن و قافیہ کی رعایت ملحوظ نہیں رکھی گئی، چنانچہ بعض آیات میں وہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے، جو باکمال خطیبوں کے خطبات یا نکتہ سنجوں کے منہ سے نکلی ہوئی ضرب الامثال میں نظر آتا ہے، عورتوں کی وہ حکایت جس کی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کی ہے، اسے آپ نے بھی سنا ہوگا، اور اس کے قوافی کا بھی اندازہ لگایا ہوگا، ظاہر ہے، کہ اس میں وزن و قافیہ کا وہ تصور نہیں ہے، جس سے اب تک گفتگو ہوتی رہی ہے۔

بعض سورتوں میں خطبات کے بجائے خطوط کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے، یہ اسلوب بالکل صاف و سادہ ہے، اس میں کسی قسم کی رعایت ملحوظ نہیں رکھی گئی ہے، جس طرح لوگ باہمی گفتگو میں آزادانہ انداز اختیار کرتے ہیں، اور بے تکلفانہ باتیں کرتے ہیں وہی انداز ان سورتوں کا بھی ہے، یعنی جہاں کلمہ فطری طور پر تمام ہو رہا ہوتا ہے وہیں پر تمام کر دیا گیا ہے اس اسلوب کی حلاوت اور دلکشی کا راز یہ ہے، کہ اہل عرب فطری طور پر وہیں وقف کرتے ہیں، جہاں سانس تمام ہوتی ہے۔ اسی طرح کلام، سانس کی آخری حد ہی پر تمام کیا جاتا ہے۔

لہٰذا کلام میں قدرتی طور پر ایک خاص قسم کا تناسب اور توازن پیدا ہو جاتا ہے، اور کلام ہر قید و شرط سے آزاد ہونے کے باوجود جاذبیت اور دلکشی سے عاری نہیں ہوتا۔

ازیں جہت صورت آیات پیدا شدہ است این ست آنچہ این فقیر را فتح شدہ است واللہ اعلم۔ اگر پرسند کہ مطالب فنون خمسہ چرا در قرآن عظیم مکرر گشتہ شد چرا بر یک موضع اکتفا نہ رفت، گویم آنچہ خواہیم کہ سامع را افادہ نمائیم دو قسم می باشد، یکے آنکہ مقصود آنجا مجرد تعلیم مالا یعلم بود پس مخاطب حکمے را نہ دانستہ و ذہن او ادراک آن نہ کردہ بود باستماع این کلام آں مجہول معلوم شود آن نادانستہ دانستہ گردد دیگر آنکہ مقصود استحضار صورت آں علم در مدرکہ او باشد تا ازاں لذت فراواں گیرد و قوائے قلبیہ و ادراکیہ در آں علم فانی شوند، و رنگ این علم بر ہمہ قوی غالب آید، چنانکہ معنی شعرے را کہ ما آں را دانستہ ایم مکرر می گوییم و ہر بار لذتے می یابیم، و برائے این لذت تکرار آں دوست مے داریم۔

هٰذَا هُوَ الْوَجْهُ فِي ظُهُوْرِ صُوْرَةِ الْآيَاتِ هٰذَا مَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَى الْفَقِيْرِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ. إِنْ سَأَلُوْا لِمَ تَكَرَّرَتْ مَطَالِبُ الْفُنُوْنِ الْخَمْسَةِ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَلَمْ تَكْتَفِ بِمَوْضِعٍ وَاحِدٍ قُلْنَا الَّذِيْ نُرِيْدُ إِفَادَتَهُ لِلسَّامِعِ يَنْقَسِمُ إِلَى قِسْمَيْنِ. اَلْأَوَّلُ أَنْ يَكُوْنَ الْمَقْصُوْدُ هُنَاكَ مُجَرَّدُ تَعْلِيْمِ مَا لَا يَعْلَمُ فَالْمُخَاطَبُ لَمْ يَكُنْ عَالِمًا بِالْحُكْمِ وَمَا كَانَ ذِهْنُهُ مُدْرِكًا لَهُ فَيَعْلَمُ ذٰلِكَ الْمَجْهُوْلَ بِاسْتِمَاعِ الْكَلَامِ وَيَصِيْرُ الْمَجْهُوْلُ مَعْلُوْمًا. وَالثَّانِيْ أَنْ يَكُوْنَ الْمَقْصُوْدُ اسْتِحْضَارُ صُوْرَةِ ذٰلِكَ الْعِلْمِ فِي الْمُدْرِكَةِ لِيَتَلَذَّذَ بِهِ لَذَّةً تَامَّةً وَتَفْنَى الْقُوَى الْقَلْبِيَّةُ وَالْإِدْرَاكِيَّةُ فِيْ ذٰلِكَ الْعِلْمِ وَيَغْلِبُ الْقُوَى كُلَّهَا حَتّٰى تَصْبَغَ بِذٰلِكَ الْعِلْمِ كَمَا نُكَرِّرُ أَحْيَانًا مَعْنَى شِعْرٍ عَلِمْنَاهُ وَنَجِدُ لَهُ مِنْهُ لَذَّةً فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَنُحِبُّ التَّكْرَارَ لِتِلْكَ اللَّذَّةِ۔

یہی انداز قرآن مجید کی بعض سورتوں میں اختیار کیا گیا ہے، اور اسی اصول کے ماتحت ان سورتوں کی آیات کی درازی متعین کی گئی ہے، بہرحال یہ ساری باتیں وہ ہیں جو میں سمجھ سکا ہوں، یا جو مجھ پر منکشف ہوئی ہیں، اصل حقیقت کیا ہے اسے اللہ تعالیٰ سے بہتر کون جان سکتا ہے۔

تکرار کی افادیت

قرآن مجید کے اسلوب میں ایک توجہ طلب امر یہ ہے، کہ ایک ہی مطلب کو بار بار اور متعدد مقامات پر دہرایا گیا ہے، اور یہ تکرار کسی ایک مسئلہ سے تعلق نہیں رکھتی، بلکہ تقریباً ہر قسم کے مسائل کا یہی انداز ہے اس تکرار کے متعلق اکثر ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ ایسا کیوں ہے، ایک ہی جگہ بیان کرنے پر اکتفا کیوں نہ کی گئی۔

حقیقت اس میں بہت بڑی حکمت اور مصلحت پوشیدہ ہے، مثال کے طور پر جب ہم اپنے مخاطب کو کچھ بتلانا یا سمجھانا چاہتے ہیں، تو اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں، ایک صورت تو یہ ہے کہ مخاطب کا صرف یہ مقصد ہو کہ مخاطب کو وہ چیز بتلا دی جائے جس سے وہ ابھی تک ناواقف ہے، ایسی صورت میں صرف ایک بار کہہ دینا کافی ہوتا ہے کیوں کہ اتنے ہی میں اسے واقفیت حاصل ہو جاتی ہے، لیکن جب ہم کسی بات کو مخاطب کے ذہن میں اس طرح نقش کر دینا چاہیں، کہ وہ اس کے لطف کو محسوس کر سکے، اور اس کے قلب و دماغ کی قوتیں اسی رنگ میں رنگ اٹھیں، اور اس کا رنگ تمام قوتوں، اور صلاحیتوں پر چھا جائے۔

آپ ایک اچھے شعر کی مثال لیجیے، ہم وہ شعر ایک بار سنتے ہیں، اس کے مفہوم سے واقف ہوتے ہیں، اور اس سے لذت اٹھاتے ہیں، اس کے باوجود ہم اسے بار بار سننا پسند کرتے ہیں، اور ہر بار اس سے ایک نیا لطف اٹھاتے ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ تکرار لطف بھی دیتی ہے، اور دل و دماغ میں گھر بھی بناتی ہے، قرآن مجید میں بھی تکرار سے یہی فائدہ اٹھایا گیا ہے۔

و قرآن عظیم بہ نسبت ہر یکے از مطالب فنون خمسہ ہر دو قسم افادہ ارادہ فرمود، تعلیم مالم تعلیم بہ نسبت جاہل و رنگین ساختن نفوس بآں علوم بسبب تکرار بہ نسبت عالم اللہم الا اکثر مباحث احکام کہ تکرار دراں حاصل نہ شد زیرا کہ افادہ دوم آنجا مطلوب نبود لہٰذا در شریعت بہ تکرار تلاوت امر فرمودند، بہ مجرد فہم اکتفا نہ نمودند، ایں قدر فرق نہادہ اند کہ اکثر احوال تکرار آں مسائل بعبارت تازہ و اسلوب جدید اختیار فرمودہ اند تا اوقع باشد در نفوس و الذ باشد در اذہان، اگر تکرار بیک لفظ کنند چیزے باشد کہ وظیفہ آں را تکرار می نمایند، و در صورت اختلاف تعبیرات و تغائر اسالیب ذہن خوض کند، و خاطر بکلی دراں فرو رود، اگر پرسند کہ در سورت ہائے ایں مطالب را چرا نشر فرمودند و رعایت ترتیب نہ کردند، چرا نہ شد کہ نخست آلاء اللہ را ذکر فرمایند و استیفائی حق آں نمایند۔ بعد ازاں شروع کنند در ایام اللہ

وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ اَرَادَ مِنْ قِسْمَیِ الْاِفَادَةِ بِالنِّسْبَةِ اِلٰی کُلِّ وَاحِدٍ مِنْ مَطَالِبِ الْفُنُوْنِ الْخَمْسَةِ تَعْلِیْمَ مَا لَمْ یَعْلَمْ بِالنِّسْبَةِ اِلَی الْجَاهِلِ وَصَبْغَ النُّفُوْسِ بِتِلْكَ الْعُلُوْمِ مِنَ التَّکْرَارِ بِالنِّسْبَةِ اِلَی الْعَالِمِ اِلَّا اَنَّ اَکْثَرَ مَبَاحِثِ الْاَحْکَامِ لَمْ یَحْصُلْ تَکْرَارُهَا لِاَنَّ الْاِفَادَةَ الثَّانِیَةَ غَیْرُ مَطْلُوْبَةٍ فِیْهَا وَلِذَا اَمَرَ بِتَکْرَارِ التِّلَاوَةِ فِی الشَّرِیْعَةِ وَلَمْ یَکْتَفِ بِمُجَرَّدِ الْفَهْمِ وَلٰکِنَّ الْفَرْقَ اِنَّهُمُ اخْتَارُوْا فِیْ اَکْثَرِ الْاَحْوَالِ تَکْرَارَ تِلْكَ الْمَسَائِلِ بِعِبَارَةٍ جَدِیْدَةٍ وَاُسْلُوْبٍ غَرِیْبٍ لِیَکُوْنَ اَوْقَعَ فِی النَّفْسِ وَاَلَذَّ فِی الْاَذْهَانِ دُوْنَ التَّکْرَارِ بِلَفْظٍ وَاحِدٍ وَالذِّهْنُ یَخُوْضُ فِیْ صُوْرَةِ اِخْتِلَافِ التَّعْبِیْرَاتِ وَتَغَایُرِ الْاُسْلُوْبِ وَیَتَعَمَّقُ الْخَاطِرُ بِاَسْرِهٖ وَاِنْ سَاَلُوْا لِمَ نُشِرَ هٰذِهِ الْمَطَالِبُ فِیْ سُوَرِ الْقُرْاٰنِ وَلَمْ یُرَاعِ التَّرْتِیْبَ فَیَذْکُرُ اٰلَاءَ اللّٰهِ اَوَّلًا وَیَسْتَوْفِیْ حَقَّهَا ثُمَّ یَذْکُرُ اَیَّامَ اللّٰهِ۔

اصل میں قرآن مجید کی تنزیل میں دو مقصد پیش نظر رہے ہیں، بعض امور قرآن مجید میں ایسے بھی ہیں جن سے صرف مطلع کر دینا ہی کافی سمجھا گیا ہے، اور بعض امور ایسے ہیں جن کا دل و دماغ میں بٹھا دینا مقصد رہا ہے، چنانچہ بعض مطالب کو تو ایک ہی بار بیان کرنے پر اکتفاء کی گئی ہے، اور بہت سے مسائل ایسے ہیں جنہیں بار بار دہرایا گیا ہے، جن احکام کی تکرار نہیں کی گئی ہے، وہ وہی ہیں جن کی صرف تعلیم پیش نظر رہی ہے، دل و دماغ پر گہرے اور پائدار اثرات کا ڈالنا مقصد نہیں رہا ہے، یہ اور بات ہے، کہ شریعت نے انہیں بھی صرف ایک بار پڑھ لینا اور سمجھ لینا کافی نہیں سمجھا ہے، بلکہ بار بار تلاوت کا حکم دیا ہے۔

قرآن مجید میں بار بار کی تکرار کے باوجود یہ خیال ہر مقام پر رکھا گیا ہے، کہ ایک ہی عبارت بار بار نہ دہرائی جائے، چنانچہ ہر بار نئی عبارت اور نیا اسلوب اختیار کیا گیا ہے، تاکہ اس کی دل نشینی اور لطف آفرینی میں بھی اضافہ ہوتا رہے، اور طبیعت اکتاہٹ محسوس نہ کرنے پائے، اگر ایک ہی لفظ یا ایک ہی عبارت بار بار دہرائی جاتی، تو طبیعت اس کی عادی ہو جاتی، اور تکرار کا فائدہ ختم ہو جاتا، لیکن انداز اور اسلوب کی تبدیلی کی وجہ سے ذہن ہر بار نئے سرے سے متوجہ ہوتا رہتا ہے جس سے توجہ تازہ ہوتی رہتی ہے، اور بات پورے طور پر دل میں بیٹھ جاتی ہے۔

مطالب کا انتشار یہاں پر ایک اور سوال یہ بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ ایک ہی سورۃ کے اندر ان تمام مطالب کو منتشر طریقہ سے کیوں بیان کیا گیا ہے ایسا کیوں نہیں کیا گیا کہ تمام مطالب ترتیب وار بیان کئے جاتے یعنی پہلے اللہ تعالیٰ کی آیات اور نشانیوں کا ذکر کیا جاتا، اور جب یہ تذکرہ مکمل ہو جاتا، تو ایام اللہ یعنی

وا تمام آن کنند وبعد ازاں مخاصمہ کفار نمایند، گوئیم اگرچہ قدرت الٰہیہ شامل ہمہ ممکنات ست، اما حاکم دریں ابواب حکمت ست وحکمت موافقت مبعوث الیہم ست، در لسان ودر اسلوب بیان واشارہ بایں معنی رفتہ است درآیت لقالوا لولا فصلت آیاتہ ءاعجمی وعربی وتا نزول قرآن درمیان عرب ہیچ کتابے نبود، نہ کتاب الٰہی ونہ مؤلف بشر، وترتیبے کہ حالا مصنفین اختراع نمودہ اند عرب آن را نمے دانستند، اگر ایں را باور نمی کنی قصائد شعراء مخضرمین را تامل کن ورسائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ومکاتیب حضرت عمر رضی اللہ عنہ را برخواں تا ایں معنے روشن شود، پس اگر خلاف طور ایشاں گفتہ شود، بحیرت درمانند، وچیزی ناآشنا بگوش ایشاں رسد وفہم ایشاں را مشوش سازد، ونیز مقصود نہ مجرد افادہ است بلکہ افادہ مع الاستحضار والتکرار

ثُمَّ مُخَاصَمَةُ الْكُفَّارِ، قُلْنَا وَإِنْ كَانَتِ الْقُدْرَةُ الْإِلٰهِيَّةُ شَامِلَةً لِلْمُمْكِنَاتِ كُلِّهَا وَلٰكِنِ الْحَاكِمُ فِي هٰذِهِ الْأَبْوَابِ الْحِكْمَةُ وَالْحِكْمَةُ مُوَافَقَةُ الْمَبْعُوْثِ إِلَيْهِمْ فِي اللِّسَانِ وَأُسْلُوْبِ الْبَيَانِ وَأُشِيْرَ إِلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى فِيْ آيَةِ لَقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ وَمَا كَانَ فِي الْعَرَبِ إِلٰى وَقْتِ نُزُوْلِ الْقُرْآنِ كِتَابٌ، لَا مِنَ الْكُتُبِ الْإِلٰهِيَّةِ وَلَا مِنْ مُؤَلَّفِ الْبَشَرِ، وَمَا كَانَ الْعَرَبُ يَعْلَمُوْنَ مَا اخْتَرَعَ الْمُصَنِّفُوْنَ الْآنَ مِنَ التَّرْتِيْبِ فَإِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِنْ هٰذَا فَتَأَمَّلْ قَصَائِدَ الشُّعَرَاءِ الْمُخَضْرَمِيْنَ وَاقْرَأْ رَسَائِلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَكَاتِيْبَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِيَتَّضِحَ هٰذَا الْمَعْنٰى فَلَوْ قِيْلَ بِخِلَافِ طَوْرِهِمْ لَبَقُوْا فِيْ حَيْرَةٍ حِيْنَ يَصِلُ إِلٰى سَمْعِهِمْ شَيْءٌ غَيْرُ مَعْهُوْدٍ فَيُشَوِّشُ فَهْمَهُمْ وَأَيْضًا لَيْسَ الْمَقْصُوْدُ مُجَرَّدَ الْإِفَادَةِ بَلِ الْإِفَادَةُ مَعَ الْاِسْتِحْضَارِ وَالتَّكْرَارِ۔

واقعات بیان کئے جاتے، اور جب یہ مبحث بھی تمام ہو جاتا، تو پھر کفار سے مخاصمہ کیا جاتا، اسی طرح تمام مطالب یکے بعد دیگرے ترتیب وار بیان کئے جاتے۔

ٹھیک ہے، اس قسم کا سوال پیدا ہو سکتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے لئے کوئی چیز مشکل نہیں ہے، وہ چاہتا، تو تمام مطالب کو ترتیب وار بھی بیان کر سکتا تھا لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ درست ہے، کہ ہر چیز میں کوئی نہ کوئی حکمت اور مصلحت ضرور سامنے رکھی جاتی ہے، اور اس حکمت کا تعلق انہیں لوگوں سے ہوتا ہے جن میں رسول معبوث کیا جاتا ہے، اور کتاب بھیجی جاتی ہے، قرآن مجید چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا تھا، اور عربوں کے درمیان آیا تھا، لہٰذا اس کی زبان اور اسلوب میں اسی مصلحت کو سامنے رکھا گیا ہے، جو عربوں کے ذہن و مزاج سے مناسبت رکھتی تھی جیسا کہ قرآن مجید کی آیت لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ میں بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ موجود ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے، کہ نزول قرآن کے وقت عربوں کے پاس کوئی کتاب موجود نہیں تھی، نہ تو اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی اور نہ کسی انسان کی لکھی ہوئی، لہٰذا جو ترتیب آج کے مصنفین نے اختیار کی ہے، اہل عرب اس سے قطعی طور پر ناواقف تھے اگر ان شعراء کا کلام دیکھا جائے جنہوں نے زمانہ اسلام بھی دیکھا تھا، یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مراسلات، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کا مطالعہ کیا جائے، تو یہ حقیقت خود بخود واضح ہو جاتی ہے لہٰذا قرآن کی ترتیب میں اگر کوئی ایسا انداز اختیار کیا جاتا جس کے اہل عرب عادی نہیں تھے، تو وہ سن کر حیرت میں جا پڑتے، وہ جو کچھ سنتے ان کے لئے قطعی طور پر اجنبی اور نامانوس ہوتا جس کی وجہ سے ان کا ذہن الجھ جاتا، اور وہ صاف اور کھلی ہوئی باتوں کے سمجھنے سے بھی قاصر رہتے حالانکہ قرآن مجید کے پیش نظر صرف یہی مقصد نہیں تھا، کہ انہیں کوئی بات سمجھا دی جائے یا کسی امر کی اطلاع دے دی

و این معنی در غیر مرتب اقوی و اتم ست، اگر ترا پسند وزنے و قافیہ کہ نزدیک شعرا معتبر ست ازیں وزن و قافیہ لذیذ تر است، آن را چرا اختیار نکروند، گویم لذیذ تر بودن مختلف ست باختلاف اقوام و اذہان و لیکے لتسلیم ابداع طورے از وزن و قافیہ بر زبان حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کہ امی بود آیت ظاہر ست، بر نبوت حضرت ایشاں و اگر بر وزن و قافیہ شعر قرآن نازل مے شد کفار گمان می کردند کہ ہماں شعرے ست، کہ در عرب مشہور و معروف است، و ازاں حساب بر نمی گرفتند چنانکہ بلغاء از اہل نظم و نثر چوں می خواہند کہ مزیت و رجحان خود بر معاصرین بر رؤس الاشہاد اثبات کنند صناعتے تازہ استنباط مے نمایند، و گویند کسے ہست کہ بایں طور غزل گوید و نامہ نویسد، و اگر بر طور قدیم انشا کنند

وَهٰذَا الْمَعْنٰى فِي غَيْرِ الْمُرَتَّبِ أَقْوٰى وَأَتَمُّ. إِنْ سَأَلُوا لِمَ لَمْ تُخْتَرْ وَزْنًا وَقَافِيَةً يُعْتَبَرَانِ عِنْدَ الشُّعَرَاءِ فَإِنَّهُمَا أَلَذُّ مِنْ هٰذَا الْوَزْنِ وَالْقَافِيَةِ، قُلْنَا كَوْنُهُمَا أَلَذُّ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْأَقْوَامِ وَالْأَذْهَانِ وَعَلَى التَّسْلِيمِ فَابْتِدَاعُ طَوْرٍ مِنَ الْوَزْنِ وَالْقَافِيَةِ عَلٰى لِسَانِ حَضْرَةِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أُمِّيٌّ آيَةٌ ظَاهِرَةٌ عَلٰى نُبُوَّتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ نَزَلَ الْقُرْآنُ عَلٰى وَزْنِ الشُّعَرَاءِ وَقَافِيَتِهِمْ لَحَسِبَ الْكُفَّارُ أَنَّهُ هُوَ الشِّعْرُ الْمَشْهُورُ الْمَعْرُوفُ فِي الْعَرَبِ. وَلَمْ يَأْخُذُوا مِنْ ذٰلِكَ الْحُسْبَانِ فَائِدَةً كَمَا إِذَا أَرَادَ الْبُلَغَاءُ مِنْ أَهْلِ النَّظْمِ وَالنَّثْرِ أَنْ يُثْبِتُوا مَزِيَّتَهُمْ وَرُجْحَانَهُمْ عَلَى الْمُعَاصِرِيْنَ عَلٰى رُؤُوْسِ الْأَشْهَادِ اسْتَنْبَطُوا صَنَاعَةً غَرِيْبَةً وَقَالُوا هَلْ يَسْتَطِيعُ أَحَدٌ أَنْ يَقُولَ شِعْرًا أَوْ غَزَلًا عَلٰى هٰذَا الطَّوْرِ أَوْ يَكْتُبَ كِتَابًا عَلٰى هٰذَا النَّمَطِ وَلَوْ كَانَ إِنْشَاؤُهُمْ عَلَى الطَّوْرِ الْقَدِيمِ

جائے، بلکہ اصل مقصد تو یہ تھا، کہ تمام باتیں ان کے ذہن میں بٹھا کر دل نشین بنا دی جائیں، اور یہ مقصد صرف اسی وقت حاصل ہو سکتا تھا جب بات اچانک اور غیر متوقع طور پر سامنے آئے، اس طرح سننے والا چونک پڑتا ہے، اور توجہ پوری طور پر بیدار ہو جاتی ہے، اور ہر ایک بات پورے طور سے دل نشین ہو جاتی ہے، اور یہ دونوں مصلحتیں ایسی ہیں جن کے پیش نظر قرآن کے مطالب کا منتشر اور غیر مرتب صورت میں ہونا ہی زیادہ بہتر تھا۔

اسلوب کی انفرادیت

ایک اعتراض یہ بھی ہو سکتا ہے، کہ قرآن مجید میں جب وزن اور قافیہ کی رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے، تو پھر اسی وزن اور قافیہ کو کیوں نہیں اختیار کیا گیا، جو عرب میں رائج تھا، اور جس کے اہل عرب عادی تھے، کیوں کہ وہ قرآن کے اختیار کئے ہوئے وزن و قافیہ سے کہیں بہتر اور دلکش ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ لذت اور دلکشی محض اضافی چیز ہے جو قوموں کے اختلاف کے ساتھ مختلف ہوتی رہتی ہے لہٰذا اس سے بحث ہی لاحاصل ہے، کہ کیا چیز دلکش ہے اور کیا نہیں اور اگر ہم معترض ہی کا نظریہ تسلیم کر لیں، تو جواب یہ ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل عرب کے نزدیک ناخواندہ مشہور تھے، لہٰذا آپ کا وزن اور قافیہ کا ایک بالکل نیا اسلوب ایجاد کر لینا آپ کا ایک اعجاز اور آپ کی رسالت کی ایک اہم دلیل تھی، اس کے برخلاف اگر قرآن مجید میں بھی عربی اشعار کے مروجہ اوزان اور قوافی کو اختیار کیا گیا ہوتا، تو اہل عرب قرآن مجید کو بھی اپنے اشعار سے مختلف نہ سمجھتے، اس صورت میں نہ تو وہ اس سے متاثر ہوتے، اور نہ فائدہ ہی اٹھا سکتے۔

یہ بھی تو دیکھئے، کہ اعلیٰ درجہ کے ادیب اور انشار پرداز جب اپنے معاصرین پر اپنی فوقیت و برتری ثابت کرنا چاہتے ہیں، تو وہ ایک بالکل نیا اسلوب ایجاد کرتے ہیں اور پھر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس انداز کی غزل، یا اس انداز کی عبارت کوئی اور نہیں لکھ سکتا چنانچہ لوگ ان کی انفرادیت کو محسوس کرتے ہیں اور ان کی برتری کے سامنے جھک جاتے ہیں، اس کے برخلاف اگر وہ طرز قدیم ہی میں اپنی فوقیت

براعت جز بمحققین واضح نہ شود، اگر پرسند کہ اعجاز قرآن بچہ وجہ است، گوئیم محقق پیش ما آن ست کہ بوجوہ بسیار است، ازانجملہ اسلوب بدیع زیرا کہ عرب را میادین چند بود کہ درآنہا جواد بلاغت را جولان مے دادند، وگوئے سابقت از اقران مے ربودند، قصائد وخطب ورسائل ومحاورہ واسلوبے کہ غیر ایں چہار دمنع باشد نمے دانستند، وبر ابداع آن قادر نبودند، پس ابداع اسلوبے کہ غیر اسالیب ایشان بر زبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ امی بودند عین اعجاز باشد، وازانجملہ اخبار از قصص واحکام ملل سابقہ بوجہے کہ مصدق کتب سابقہ بغیر تعلیم، وازانجملہ اخبار باحوال آئندہ پس ہر وقتے کہ چیزے ازاں بر طبق اخبار بوجود آمد اعجاز تازہ بظہور رسید، ازانجملہ درجہ علیا از بلاغت کہ مقدور بشر نہ باشد وچوں ما بعد از عرب اول آمدہ ایم بکنہ آن نمے توانیم رسید،

(ف) عین اعجاز است

لَمَا ظَهَرَتْ بَرَاعَتُهُمْ إِلَّا عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ. إِنْ سَأَلُوْا عَنْ إِعْجَازِ الْقُرْاٰنِ مِنْ أَيِّ وَجْهٍ هُوَ ذٰلِكَ الْمُعْجِزُ عِنْدَنَا أَنَّهُ بِوُجُوْهٍ كَثِيْرَةٍ مِنْهَا الْأُسْلُوْبُ الْبَدِيْعُ لِأَنَّ الْعَرَبَ كَانَتْ لَهُمْ مَيَادِيْنُ مَعْلُوْمَةٌ يَرْكُضُوْنَ فِيْهَا جَوَادَ الْبَلَاغَةِ وَيُحْرِزُوْنَ قَصَبَاتِ السَّبْقِ فِيْ مُسَابَقَةِ الْأَقْرَانِ بِالْقَصَائِدِ وَالْخُطَبِ وَالرَّسَائِلِ وَالْمُحَاوَرَاتِ وَمَا كَانُوْا يَعْرِفُوْنَ أُسْلُوْبًا غَيْرَ هٰذِهِ الْأَوْضَاعِ الْأَرْبَعَةِ وَلَا يَتَمَكَّنُوْنَ مِنْ ابْتِدَاعِهِ فَإِبْدَاعُ أُسْلُوْبٍ غَيْرِ أَسَالِيْبِهِمْ عَلٰى لِسَانِ حَضْرَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ عَيْنُ الْإِعْجَازِ وَمِنْهَا الْأَخْبَارُ بِالْقَصَصِ وَالْأَحْكَامِ وَالْمِلَلِ السَّابِقَةِ بِحَيْثُ كَانَ مُصَدِّقًا لِلْكُتُبِ السَّابِقَةِ بِغَيْرِ تَعَلُّمٍ وَمِنْهَا الْأَخْبَارُ بِأَحْوَالٍ مُسْتَقْبِلَةٍ فَكُلَّمَا وُجِدَ شَيْءٌ عَلٰى طِبْقِ ذٰلِكَ الْأَخْبَارِ ظَهَرَ إِعْجَازٌ جَدِيْدٌ وَمِنْهَا الدَّرَجَةُ الْعُلْيَا فِي الْبَلَاغَةِ مِمَّا لَيْسَ مَقْدُوْرًا لِلْبَشَرِ وَنَحْنُ لَمَّا جِئْنَا بَعْدَ الْعَرَبِ الْأَوَّلِ مَا

کا اظہار کرتے تو وہ ایک محققین کے علاوہ نہ تو کوئی اسے سمجھ سکتا، اور نہ کوئی اس کا اعتراف ہی کرتا یہی نکتہ قرآن مجید کے پیش نظر بھی تھا لہٰذا اس میں ایک نئی راہ نکالی گئی، اور اس طرح ہر شخص کو اس کی برتری کے سامنے خم ہو جانے پر مجبور کر دیا گیا۔

قرآن کا اعجاز

قرآن مجید کے اسلوب سے بحث کے سلسلہ میں، قرآن کے اعجاز کی بحث بھی آتی ہے، کیونکہ یہ بھی ایک سوال ہے، کہ قرآن کس اعتبار سے معجزہ ہے، اسلوب کے اعتبار سے؟ یا کسی اور اعتبار سے حقیقت یہ ہے، کہ قرآن مجید مختلف اعتبارات سے معجزہ ہے، ان میں سے ایک قرآن کا مخصوص اور منفرد اسلوب بھی ہے، اہل عرب چند مخصوص میدانوں میں اپنی جولانی طبع کا مظاہرہ کیا کرتے تھے، اور انہیں میدانوں میں ایک دوسرے پر فوقیت اور برتری کے بھی طلبگار رہتے تھے، یہ مخصوص میدان قصائد، خطبات، مکتوبات اور محاورات کے میدان تھے، اور یہ حقیقت ہے، کہ وہ ان چار اسالیب کے علاوہ نہ تو کسی اسلوب سے واقف تھے، اور نہ کوئی نیا اسلوب پیدا کر سکتے تھے، اس صورت حال کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو عربوں کے نزدیک ناخواندہ مشہور تھے، ان کے معینہ اور معلوم اسالیب سے مختلف ایک نیا اسلوب پیدا کر لینا بلاشبہ ایک معجزہ تھا۔

یہ تو قرآن مجید کے اعجاز کا ایک پہلو تھا اس کے علاوہ اور بھی وجوہ اعجاز ہیں، مثلاً بغیر کسی تعلیم کے اور بغیر کسی سابقہ واقفیت کے گذشتہ ملتوں کے صحیح احکام اور اقوام رفتہ کے مصدقہ حالات بیان کرنا بھی معجزہ نہیں تو اور کیا تھا؟ اسی طرح آئندہ واقعات کے متعلق حرف بحرف صحیح اطلاع دینا بھی صرف معجزہ ہی نہیں، بلکہ معجزات کا ایک سلسلہ تھا کیونکہ آپ کی اطلاع کے مطابق اپنے اپنے وقت پر جب وہ واقعات رونما ہوتے ہیں، تو انکی حیثیت ایک تازہ معجزہ سے کم نہیں ہوتی

ان وجوہ کے علاوہ اعجاز قرآن کی ایک وجہ اس کی بلاغت بھی ہے، بلاغت کا وہ درجہ عظیم ہے جہاں تک انسانی مقدور کی رسائی نہیں ہم چونکہ عربی زبان وادب کے عہد اول کے بعد پیدا ہوتے ہیں، اور عربی زبان کی خو لیہ سے پوری

لیکن این قدرے دانیم کہ استعمال کلمات و ترکیبات عذبہ جدلہ بالطافت وعدم تکلف قدرے کہ در قرآن مے یابم، در ہیچ قصیدۂ از قصائد متقدین و متاخرین نمی یابم، و ایں امرے ذوقی کہ مہرۂ از شعراء آن را بخوبی مے توانند دانست، و عوام آن ذائقہ ندارند، و نیز مے دانیم کہ در انواع تذکیر و مخاصمہ ہر جا معانی را لباس دیگر پوشانیدہ می شود بر اسلوب سورۃ طرزِ دیگرے دارد، و دست تطاول از دامن آن کوتاہ است واگر کسے ایں را نمے فہمد، باید کہ در ایراد قصص انبیاء کہ در سورہ اعراف و ہود و شعراء واقع شود تامل کند باز ہمہ قصص را در صافات بیند، باز ہماں قصص را در ذاریات تا فرق ظاہر شود

وَلٰكِنِ الْقَدْرُ الَّذِیْ عَلِمْنَاهُ اِنَّ اِسْتِعْمَالَ الْكَلِمَاتِ وَالتَّرْكِيْبَاتِ الْعَذْبَةِ الْجَزْلَةِ مَعَ اللَّطَافَةِ وَعَدَمِ التَّكَلُّفِ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ اَكْثَرُ مِنْهُ فِیْ قَصَائِدِ الْمُتَقَدِّمِيْنَ وَالْمُتَاَخِّرِيْنَ فَاِنَّا لَا نَجِدُ مِنْ ذٰلِكَ فِيْهِمَا قَدْرَ مَا نَجِدُهٗ فِی الْقُرْاٰنِ وَهٰذَا اَمْرٌ ذَوْقِیٌّ يَتَمَكَّنُ مِنْ مَعْرِفَتِهِ الْمَهَرَةُ مِنَ الشُّعَرَاءِ وَلَيْسَ لِلْعَامَّةِ مِنَ النَّاسِ ذَائِقَةٌ فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ وَاَيْضًا نَعْلَمُ مِنَ الْغَرَائِبِ فِيْهِ اَنَّهٗ يُلْبِسُ الْمَعَانِیْ مِنْ اَنْوَاعِ التَّذْكِيْرِ وَالْمُخَاصَمَةِ فِیْ كُلِّ مَوْضِعٍ لِبَاسًا مُنَاسِبًا اُسْلُوْبَ السُّوْرَةِ وَتَقْصُرُ يَدُ التَّطَاوُلِ عَنْ ذَيْلِهِمَا فَاِنْ كَانَ اَحَدٌ لَا يَفْهَمُ هٰذَا الْكَلَامَ فَلْيَتَاَمَّلْ اِيْرَادَ قَصَصِ الْاَنْبِيَاءِ فِیْ سُوْرَةِ الْاَعْرَافِ وَهُوْدٍ وَشُعَرَاءِ ثُمَّ يَنْظُرْ تِلْكَ الْقَصَصَ فِی الصّٰفّٰتِ وَالذّٰرِيٰتِ حَتّٰى يَظْهَرَ لَهُ الْفَرْقُ

طرح آشنا نہیں ہیں، اس وجہ سے نہ ہم اس کی گہرائیوں تک پہنچ سکتے، نہ اس کی حقیقت اور قدر و قیمت کا اندازہ کر سکتے ہیں البتہ اتنا ہم بھی سمجھ سکتے ہیں، کہ اتنی بلند اور شیریں تراکیب اور کلمات کا اس بے تکلفی اور بے ساختگی کے ساتھ استعمال جیسا کہ کلام پاک میں نظر آتا ہے، اس کی مثال متقدمین اور متاخرین کے مجموعی ذخیرہ کلام میں بھی کہیں نہیں ملتی، البتہ تراکیب کے اس حسن اور کلام کے اس معجزانہ انداز کو سمجھنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے، اس کا تعلق صرف اعلیٰ درجہ کے مذاق لطیف اور وجدان صحیح سے ہے لہذا اگر اس کی قدر و قیمت کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے، تو انتہائی بلند پایہ شعراء کا گروہ کر سکتا ہے، اور کوئی نہیں۔

بدلتا ہوا اسلوب قرآن کا ایک معجزہ یہ بھی ہے، کہ اگرچہ اس کا انداز بیان اور طرز اظہار ہر لحظہ بدلتا رہتا ہے، اس کے معینہ اور مقررہ اسلوب میں فرق کہیں نہیں پڑتا، چنانچہ قرآن مجید کے جتنے بھی مطالب ہیں، خواہ ان کا تعلق آیتوں اور نعمتوں سے ہو، یا واقعات اور مخاصمات سے، کسی دو مقام پر ایک ہی انداز بیان نہیں اختیار کیا گیا ہے، ایک ہی چیز کا جتنی بار ذکر کیا گیا ہے، اتنے ہی انداز سے، ہر معنے کو ہر نئے مقام پر ایک نیا لباس پہنایا گیا ہے اور اسلوب کی طرفگی اور انداز کی معجزانہ انفرادیت ہر مقام پر اسی بھرپور انداز سے موجود ہے، اور کسی کی درازدستی اس کے دامن کے سایہ تک بھی نہیں پہنچ سکتی۔

اس بیان سے اگر کوئی اصل حقیقت کا اندازہ نہ کر سکے، تو اسے سورہ اعراف، سورہ ہود، اور سورہ شعراء کے ان مقامات کو دیکھنا چاہیے جہاں انبیائے گذشتہ کے حالات اور واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے پھر انہیں قصص و حکایات کا سورۂ صافات میں مطالعہ کرنا چاہیے، پھر انہیں واقعات کو سورۂ ذاریات میں پڑھنا چاہیے، اس طرح جب اسے ایک ہی واقعہ کے سلسلہ میں مختلف مقامات پر مختلف قسم کے اسلوب نظر آئیں گے، تو ان کا باہمی امتیاز اور ان کی حقیقت آسانی سے سمجھ میں آجائے گی۔

وہمچنین ذکر تعذیب عُصاة و تنعیم مطیعین در ہر مقام برنگے دیگر ادا کردہ مے شود، و مخاصمہ اہل نار بابے و دیگر بصورت علیحدہ در ہر مقام جلوہ دادہ می شود و کلام هذا ابطول و نیز مے دانیم کہ رعایت مقتضے مقام کہ در فن معانے تفصیل اوست و استعارات و کنایات کہ فن بیان کافل اوست باوجود رعایت حال مخاطبین کہ امیین بودند ناآشنا ازیں صناعات بہتر ازاں چہ در فن قرآن عظیم ست متصور نمی شود، زیرا کہ مطلوب درینجا آن ست کہ در مخاطبات معروفہ کہ ہمہ کس باآں آشنا اند نکتہ عام فہم خاص پسند داخل کردہ شود، و ایں معنی کالجمع بین النقیضین ست

زفرق تاقدمش ہر کجا کہ می نگرم، کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

وَكَذٰلِكَ ذِكْرُ تَعْذِيبِ الْعُصَاةِ وَتَنْعِيمِ الْمُطِيعِينَ. فَإِنَّهُ يُذْكَرُ فِي كُلِّ مَقَامٍ بِأُسْلُوبٍ جَدِيدٍ وَيُذْكَرُ مُخَاصَمَةُ أَهْلِ النَّارِ فِي كُلِّ مَقَامٍ بِصُورَةٍ عَلَى حِدَةٍ وَالْكَلَامُ فِي هٰذَا يَطُولُ وَأَيْضًا نَعْتَرِفُ أَنَّهُ لَا يُتَصَوَّرُ رِعَايَةُ مُقْتَضَى الْمَقَامِ الَّذِي تَفْصِيلُهُ فِي فَنِّ الْمَعَانِي وَالْاسْتِعَارَاتِ وَالْكِنَايَاتِ الَّتِي تَكَفَّلَ بِهَا فِي فَنِّ الْبَيَانِ مَعَ رِعَايَةِ حَالِ الْمُخَاطَبِينَ الْأُمِّيِّينَ الَّذِينَ لَا يَعْرِفُونَ هٰذِهِ الصِّنَاعَاتِ أَحْسَنَ مِمَّا يُوجَدُ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ فَإِنَّ الْمَطْلُوبَ هٰهُنَا أَنْ يُذْكَرَ فِي الْمُخَاطَبَاتِ الْمَعْرُوفَةِ الَّتِي يَعْرِفُهَا كُلٌّ مِنَ النَّاسِ نُكْتَةٌ رَائِقَةٌ لِلْعَامَّةِ مَرْضِيَّةٌ عِنْدَ الْخَاصَّةِ وَهٰذَا الْمَعْنَى كَالْجَمْعِ بَيْنَ النَّقِيضَيْنِ

يَزِيدُكَ وَجْهُهُ حُسْنًا ✦ إِذَا مَا زِدْتَهُ نَظَرًا

ہر نئے مقام پر ایک نیا اسلوب اختیار کرنے کا انداز صرف **قصص** و حکایات ہی کے سلسلہ میں اختیار نہیں کیا گیا، بلکہ وہ مقامات جہاں گنہگاروں پہ عذاب کا ذکر ہے، یا جہاں فرمانبرداروں کو عطا کی جانے والی نعمتوں اور ان پر کیے جانے والے احسانات کا تذکرہ ہے، وہاں ایک اور ہی اسلوب اختیار کیا گیا ہے اور ان امور کی بھی جتنی بار تکرار کی گئی ہے اتنے ہی مختلف انداز بھی اختیار کئے گئے ہیں اور جب اہل جہنم سے مباحثہ اور مناظرہ کا ذکر کیا گیا ہے، تو اس وقت بھی اسلوب کی تازگی برقرار رکھی گئی ہے اور تازہ سے تازہ تر کا معیار قائم رکھا گیا ہے۔ بہرحال اس طرح کی مثالیں ایک دو نہیں، بلکہ پورا کلام پاک ہی ان مثالوں سے بھرا ہوا ہے، اور سب کا تذکرہ بڑی درازنفسی کا طالب ہے۔

صنعتوں کا استعمال

قرآن کا اسلوب سادگی اور پرکاری دونوں کا مجموعہ ہے، براہ راست صاف اور سیدھے اظہار کے دوش بدوش مختلف صنائع اور بدائع سے بھی کام لیا گیا ہے، چنانچہ مقتضائے حال کی رعایت جس کی تفصیل آپ علم معانی سے حاصل کر سکتے ہیں، یا استعارے اور کنایے کا استعمال جن کی تفصیلات علم بیان میں دیکھی جا سکتی ہیں، ان لوگوں کی ذہنی سطح کو دیکھتے ہوئے جو براہ راست قرآن کے مخاطب تھے، اور جاہل محض تھے، اور ان صنعتوں سے بے بہرہ تھے، اس کے باوجود قرآن میں ان صنعتوں سے کام لیا گیا ہے اور حالات کے پیش نظر ان صنعتوں کو جس انداز سے استعمال کیا گیا ہے، اس سے بہتر انداز کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ یہاں ایک ایسا کلام ترتیب دیا جا رہا تھا جس کا تخاطب براہ راست ہر کس و ناکس سے تھا، اس کے باوجود اس میں مختلف قسم کی صنعتوں سے کام لیا جا رہا تھا گویا دو مختلف اور متضاد باتوں کو جمع کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی، اور یہ آسان کام نہیں تھا، کیونکہ صنعتوں کے استعمال کے باوجود کلام کو ادنیٰ ترین ذہنی سطح کے برابر بھی رکھنا تھا، اور یہ دشوار ترین مرحلہ تھا جس پہ قرآن نے جس سہولت و آسانی کے ساتھ قابو پایا ہے، اسے معجزہ کے علاوہ اور کچھ کہا ہی نہیں جا سکتا ہے

زفرق تاقدمش ہر کجا کہ مے نگرم   کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست

و از آن جمله وجہے ست کہ جز متدبرین در اسرار شرائع را فہم آن میسر نیست، و آن آنست کہ این علوم خمسہ نفس اینہا دلیل بودن قرآن نازل من اللہ بجہت ہدایت بنی آدم، چنانکہ عالم طب چون در قانون نظر مے کند و در دور رفتن او در بیان اسباب و علامات امراض و وصف ادویہ می کند ہیچ شک نمے کند در اینکہ مؤلف این کامل ست در صناعات طب، ہم چنیں چوں عالم اسرار شرائع مے داند کہ تہذیب نفوس کدام کدام چیز بافراد انسان مے تواں القا نمود بعد از اں در فنون خمسہ تامل مے کند بے شک در می یابد کہ ایں فنون در معانی خود بوجہے واقع اند کہ از اں بہتر صورت نہ بندد، بیت

آفتاب آمد دلیل آفتاب گر دلیلت باید از وی رو متاب

وَمِنْ جُمْلَةِ وُجُوْهِ الْإِعْجَازِ مَا لَا يَتَيَسَّرُ فَهْمُهُ لِغَيْرِ الْمُتَدَبِّرِيْنَ فِيْ أَسْرَارِ الشَّرَائِعِ وَذٰلِكَ إِنَّ الْعُلُوْمَ الْخَمْسَةَ نَفْسَهَا تَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْقُرْآنَ نَازِلٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِهِدَايَةِ بَنِيْ آدَمَ كَمَا أَنَّ عَالِمَ الطِّبِّ إِذَا نَظَرَ فِي الْقَانُوْنِ وَلَاحَظَ تَحْقِيْقَهُ وَتَدْقِيْقَهُ فِيْ بَيَانِ أَسْبَابِ الْأَمْرَاضِ وَعَلَامَاتِهَا وَوَصْفِ الْأَدْوِيَةِ لَا يَشُكُّ أَنَّ الْمُؤَلِّفَ كَامِلٌ فِيْ صَنَاعَةِ الطِّبِّ. كَذٰلِكَ إِذَا عَلِمَ عَالِمُ أَسْرَارِ الشَّرَائِعِ مَا يَنْبَغِيْ إِلْقَاؤُهُ عَلٰى أَفْرَادِ النَّاسِ فِيْ تَهْذِيْبِ النُّفُوْسِ ثُمَّ يَتَأَمَّلُ فِي الْفُنُوْنِ الْخَمْسَةِ يَتَحَقَّقُ أَنَّ هٰذِهِ الْفُنُوْنَ قَدْ وَقَعَتْ مَوْقِعَهَا بِوَجْهٍ لَا يُتَصَوَّرُ أَحْسَنُ مِنْهُ وَالنُّوْرُ يَدُلُّ بِنَفْسِهِ عَلٰى نَفْسِهِ

وجہ آخر اب تک اعجاز قرآن کی جن وجوہات کا تذکرہ ہوتا رہا ہے، اس کا تعلق یا تو قرآن کے اسلوب سے تھا، یا اس کی طلسمانہ طاقت سے، لیکن ان کے علاوہ بھی ایک وجہ ہے، اور وہ ایسی وجہ ہے جسے سوائے ان لوگوں کے جو شریعت کے اسرار و رموز کو سمجھنے کا سلیقہ رکھتے ہیں، کوئی اور سمجھ ہی نہیں سکتا، وہ چیز خود قرآن مجید کا نفس مضمون اور اس میں بیان کئے جانے والے مطالب ہیں، ان کی گیرائی، ان کی گہرائی، ان کی ہمہ گیری، اور ان کی ناقابل مقابلہ قطعیت، بجائے خود اس کی بہت بڑی دلیل ہے، کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اور بندوں کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے نازل کیا گیا ہے۔

ایک ماہر فن اور کامل طبیب، جب فن طب کی مشہور ترین کتاب قانون کا مطالعہ کرتا ہے اور اس میں بیان کئے جانے والے اسباب و علامات مرض کے ماہرانہ تجزیہ کو دیکھتا ہے، دواؤں کی تفصیل اور ان کے خواص کے متعلق بحثوں پر نظر ڈالتا ہے، تو وہ اس فیصلہ کے لئے مجبور ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کا مؤلف کوئی انتہائی ماہر اور کامل طبیب ہے لیکن ایک عامی یا غیر طبیب اس کی قدر و قیمت کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا یہی حال قرآن مجید کے مطالب کی عظمت شناسی کا بھی ہے، ایک عامی یا ایسا شخص جس میں حقائق کے ادراک کی صلاحیت نہیں ہے، قرآن کی عظمت کا احساس نہیں کر سکتا، اس کے برخلاف جب ایک ماہر کامل جو اسرار شریعت کا عالم ہے، وہ چونکہ یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اصلاح نفس اور تہذیب اخلاق کے لئے سیکھنا اور سکھانا ضروری ہوتا ہے، لہٰذا جب وہ قرآن کو دیکھتا ہے، اور اس کے مطالب پر غور کرتا ہے، تو فوراً سمجھ لیتا ہے، کہ یہ مطالب معیار کمال کی اس بلندی پر ہیں، جہاں تک رسائی انسان کے لئے ناممکن ہے لہٰذا وہ قرآن کے اعجاز اور اس کے من جانب اللہ ہونے کے سامنے سر جھکا دیتا ہے ؎

آفتاب آمد دلیل آفتاب گر دلیلت باید از وی رو متاب

باب چہارم

در بیان فنون تفسیر و حل اختلاف واقع در تفسیر صحابہ و تابعین

باید دانست کہ مفسرین فرقہائے مختلف اند جماعت روایت آثار مناسبہ بآیات قصد کردہ اند خواہ حدیث مرفوع باشد یا موقوف یا قول تابعی یا خبر اسرائیلی، و ایں روش محدثان ست، و فرقہ تاویل آیات صفات و اسماء پیش گرفتہ اند پس آنچہ موافق مذہب تنزیہ نیافتند آن را از ظاہر صرف نمودند و تعلق مخالفاں را بہ بعض آیات رد کردہ اند و ایں طریقہ متکلمان ست

اَلْبَابُ الرَّابِعُ

فِیْ بَیَانِ فُنُوْنِ التَّفْسِیْرِ وَحَلِّ اخْتِلَافِ مَا وَقَعَ فِیْ تَفْسِیْرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ

لِیُعْلَمْ اَنَّ الْمُفَسِّرِیْنَ فِرَقٌ مُخْتَلِفَةٌ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ تَصَدَّوْا لِرِوَایَةِ اٰثَارٍ مُنَاسِبَةٍ لِلْاٰیَاتِ حَدِیْثًا مَرْفُوْعًا کَانَ اَوْ مَوْقُوْفًا اَوْ قَوْلَ تَابِعِیٍّ اَوْ خَبَرًا اِسْرَائِیْلِیًّا وَهٰذَا مَسْلَكُ الْمُحَدِّثِیْنَ وَفِرْقَةٌ مِنْهُمْ تَصَدَّوْا لِلتَّاْوِیْلِ اٰیَاتِ الصِّفَاتِ وَالْاَسْمَاءِ فَمَا لَمْ یَکُنْ مُوَافِقًا لِلْمَذْهَبِ التَّنْزِیْهِ صَرَفُوْهُ عَنِ الظَّاهِرِ وَرَدُّوْا عَلَی الْمُخَالِفِیْنَ تَعَلُّقَهُمْ بِبَعْضِ الْاٰیَاتِ وَهٰذَا طَرِیْقُ الْمُتَکَلِّمِیْنَ۔

باب چہارم

فنون تفسیر اور صحابہ و تابعین کے اختلافات کا حل

مفسرین نے قرآن کی تشریح و ترجمانی کے لئے جو انداز اختیار کئے ہیں، اس کے اعتبار سے وہ مختلف گروہ میں منقسم ہو جاتے ہیں

پہلا گروہ ایک گروہ ان مفسرین کا ہے، جو آیات کی تفسیر اور مطالب کی تشریح کے لئے ان سے مناسبت رکھنے والے واقعات کو بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں، اس کی پروا قطعی نہیں کرتے کہ واقعات کی چھان بین بھی کر لیں، چنانچہ جو واقعہ بھی ان کی نگاہ سے گذرتا ہے، اسے نقل کر دیتے ہیں، خواہ وہ واقعہ کسی حدیث مرفوع میں ہو یا موقوف میں یا کسی تابعی نے اسے نقل کیا ہو، جو کسی طرح اس واقعہ کا شاہد ہو ہی نہیں سکتا، یا وہ بنی اسرائیل کی روایات سے لئے گئے ہوں، جن کی تصدیق یا تکذیب دونوں کے ذرائع مفقود ہیں، یہ گروہ اصطلاح میں محدثین کا گروہ کہلاتا ہے۔

دوسرا گروہ دوسرا گروہ ان مفسرین کا ہے، جو اسماء اور صفات باری تعالیٰ کی تاویل ضروری سمجھتا ہے، اور اس سلسلہ کی تمام چیزوں کو ان کی اصل صورت میں قبول نہیں کرتا، کیونکہ انہیں اللہ کی شان تجرد و تنزیہ کے خلاف سمجھتا ہے، یہی انداز ان لوگوں نے قرآن کی تفسیر میں بھی اختیار کیا ہے، اور جن آیات کے ظاہری مفہوم کو اپنے نظریہ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف سمجھا ہے، ان کی تاویل کر دی ہے، اور ان کے مخالف مکتب فکر کے مفسرین نے اگر کچھ ایسے مطالب ان آیات کی طرف منسوب کئے ہیں، جو ان کے نقطہ نظر سے درست نہیں ہیں، تو انہیں بھی رد کر دیا ہے۔ یہ گروہ اصطلاح میں متکلمین کا گروہ کہلاتا ہے۔

وقومی استنباط احکام فقہیہ و ترجیح بعض مجتہدات بر بعض و جواب تمسک مخالف ایراد می کنند، و ایں روش فقہائی اصولیان ست۔ و جمعی نحو و لغت قرآن را ایضاح مے نمایند و شواہد کلام عرب در ہر باب بوفور تمام ایراد مے کنند و ایں وضع نحات لغویان ست، و گروہے نکات معانی و بیان را ہر چہ تمام تر بیان نمایند و درین باب داد سخن مے دہند، و ایں آئین ادبا ست، و بعض قرأت قرآن را کہ از استاداں ماثور ست روایت مے کنند و ہیچ دقیقہ دریں باب فرو گذاشت نمی نمایند و ایں صفت قراء ست و برخی بنکات متعلقہ بعلم سلوک یا علم حقائق بادنی مناسبت زبان میکشایند، و ایں روش صوفیان ست۔

وقوما استنبطوا احكاما فقهية وترجيح بعض المجتهدات على بعض واوردوا الجواب عن تمسك المخالف وهذا طريق الفقهاء الاصوليين وجمع اوضحوا نحو القرآن ولغته واوردوا شواهد كلام العرب في كل باب موفورة تامة وهذا منصب النحاة اللغويين وطائفة يذكرون نكات المعاني والبيان بيانا شافيا لا ينقصون حق الكلام وهذا طريق الادباء ومنهم من يروي قراءات القرآن المأثورة عن الاساتذة ولا يترك في هذا الباب دقيقة وهذه صفة القراء وجماعة يتكلمون بنكات متعلقة بعلم السلوك او علم الحقائق بادنى مناسبة وهذا مسلك الصوفيين۔

تیسرا گروہ مفسرین کا تیسرا گروہ، وہ ہے جن کا انداز تفسیر یہ ہے، کہ وہ آیات سے فقہی احکام کا استنباط کرتے ہیں، اور اسی سلسلہ میں وہ بعض نتائج کی ترجیح اور اس کی وجوہات سے بھی بحث کرتے ہیں یعنی اگر کسی آیت سے ایک ہی مسئلہ میں مختلف احکام مستنبط ہو سکتے ہوں، تو وہ اپنے نزدیک مناسب ترین حکم اختیار کرتے ہیں اور دلائل سے اس کے انتخاب کا جواز ثابت کرتے ہیں، اور اگر ان کے مقابلہ میں کسی دوسرے شخص نے اس کے خلاف کوئی حکم مستنبط کیا ہے، تو اس کی تردید کرتے ہیں، اور اس کے اعتراضات کا جواب دیتے ہیں، اصطلاح میں یہ گروہ اصولیین کا گروہ کہلاتا ہے۔

چوتھا گروہ مفسرین کا چوتھا گروہ، ان مفسرین کا ہے جو قرآن کی لغات اور نحوی اصول سے بحث کرتا ہے، اور جس مسئلہ کو بھی اختیار کرتا ہے اس کے ثبوت میں کلام عرب سے جتنی مثالیں اور نظیریں تلاش کر سکتا ہے، سب کو درج کرتا چلا جاتا ہے خواہ ان کی ضرورت ہو یا نہ ہو، یہ گروہ اصطلاح میں علمائے نحو اور لغت کا گروہ کہلاتا ہے۔

پانچواں گروہ مفسرین کا پانچواں گروہ، ان لوگوں کا گروہ ہے، جو قرآن مجید میں علم معانی اور علم بیان کے نکات تلاش کرتا رہتا ہے اور جتنے نکات دریافت کر سکتا ہے، انہیں ہر ممکن تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے اور پورا زور کلام صرف کر دیتا ہے، یہ گروہ اصطلاح میں ادیبوں کا گروہ کہلاتا ہے۔

چھٹا گروہ مفسرین کا چھٹا گروہ، وہ ہے جو صرف قرآن مجید کی مختلف قرآتوں سے دلچسپی رکھتا ہے، چنانچہ وہ صرف ان قرآتوں کے نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہے، جو مختلف اساتذہ فن سے نقل کی جاتی رہی ہیں، البتہ مختلف قرآتوں کے نقل و بیان میں بھی کوئی دقیقہ فرو گذاشت کرنا جائز نہیں سمجھتا، یہ گروہ اصطلاح میں قاریوں کا گروہ کہلاتا ہے۔

ساتواں گروہ مفسرین کا ایک مختصر سا گروہ، ان لوگوں کا ہے جو سلوک اور تصوف کے مسائل سے دلچسپی رکھتے ہیں، یہ گروہ قرآن مجید میں صرف تصوف اور سلوک کے مسائل کی تلاش ہی کے ذریعہ حق تفسیر ادا کرتا ہے، چنانچہ جہاں جہاں بھی اس قسم کا نکتہ نظر آتا ہے، یہ گروہ اس کی تشریح کر دینا کافی سمجھتا ہے، یہ گروہ اصطلاح میں صوفیوں کا گروہ کہلاتا ہے۔

بالجملہ میدان واسع ست، وقصد ہر مسلمانے بتفہیم معانی قرآن متعلق شدہ است. وہر کسے در فنے خوض نمودہ است وبقدر قوت فصاحت وفہم خود سخن گفتہ است ومذہب اصحاب خود را منظور نظر داشتہ است. ازیں جہت فن تفسیر وسعتے پیدا کرد، کہ تقریر است نباید، ودر کتب بسیار پدید آمد، کہ بشمار محصور نہ شوند، وجمعے جمع ایں ہمہ قصد کردند وگاہے بتازی وگاہے بفارسی سخن گفتند، ودر اختصار واطناب متفرق شدند، ودرامان علم راکشادہ ترساختند وایں فقیر را بحمد اللہ وتوفیقہ در ہریک ازیں فنون مناسبتے حاصل شدہ است، ودر اکثر اصول آں وجملہ صالحہ از فروع آں بدست آمدہ است، ونوعی از استقلال وتحقیق در ہر بابے بوجہے کہ شبہ باجتہاد فی المذاہب باشد صورت بستہ است، ودو سہ فن دیگر از فنون تفسیر از دریائے فیض الٰہی بخاطر ریختہ است۔

وَبِالْجُمْلَةِ الْمَيْدَانُ وَاسِعٌ وَكُلٌّ يَقْصُدُ تَفْهِيمَ مَعْنَى الْقُرْآنِ وَكُلٌّ يَخُوضُ فِي فَنٍّ فَيَتَكَلَّمُ بِقَدْرِ قُوَّةِ فَصَاحَتِهِ وَفَهْمِهِ وَبِالنَّظَرِ إِلَى مَذْهَبِ أَصْحَابِهِ. وَمِنْ ثَمَّ كَانَ فِي التَّفْسِيرِ سَعَةٌ لَا يُمْكِنُ تَقْرِيرُهَا فَوُجِدَ فِيهِ كُتُبٌ كَثِيرَةٌ لَا يَحْصُرُهَا عَدَدٌ. وَقَصَدَ جَمَاعَةٌ جَمْعَهَا فَتَكَلَّمُوا بِالْعَرَبِيَّةِ مَرَّةً وَبِالْفَارِسِيَّةِ أُخْرَى وَتَفَرَّقُوا مِنْ حَيْثُ الْاِخْتِصَارِ وَالْإِطْنَابِ وَوَسَّعُوا أَذْيَالَ الْعِلْمِ وَقَدْ حَصَلَ لِلْفَقِيرِ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَتَوْفِيقِهِ فِي كُلٍّ مِنْ هٰذِهِ الْفُنُونِ مُنَاسَبَةٌ وَأَدْرَكْتُ أَكْثَرَ أُصُولِهَا وَجُمْلَةً صَالِحَةً مِنْ فُرُوعِهَا فَتَحَقَّقَ لِي نَوْعٌ مِنَ الْاِسْتِقْلَالِ وَالتَّحْقِيقِ فِي كُلِّ بَابٍ بِوَجْهٍ يُشْبِهُ الْاِجْتِهَادَ فِي الْمَذْهَبِ. وَأُلْقِيَ فِي الْخَاطِرِ مِنْ بَحْرِ الْفَيْضِ الْإِلٰهِيِّ فَنَّانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ مِنْ فُنُونِ التَّفْسِيرِ غَيْرَ الْفُنُونِ الْمَذْكُورَةِ۔

مختصر یہ کہ تفسیر کا میدان بڑا وسیع ہے، اس کی وجہ یہ ہے، کہ ہر مسلمان قرآن مجید کو سمجھنا، اور اس کے مسائل میں غور کرنا اپنا فریضہ سمجھتا ہے، یہی وجہ ہے، کہ تفسیر قرآن سے دلچسپی لینے والوں کی کمی نہیں ہے، لیکن ان تمام لوگوں نے ایک ہی حیثیت سے قرآن کو سمجھنے سمجھانے کی کوشش نہیں کی ہے، بلکہ ہر شخص نے اپنے اپنے ذوق اور رجحان طبع کے مطابق ایک نیا راستہ اختیار کیا ہے، اور اپنی جودت طبع اور قوت بیان کی انتہائی پہنائیوں کے ساتھ داد سخن دینے کی کوشش کی ہے، ساتھ ہی ساتھ اپنے مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے دوسرے لوگوں کی تائید وحمایت کا بھی فریضہ انجام دیا ہے، جس کی وجہ سے فن تفسیر میں اتنی وسعت پیدا ہوگئی ہے، کہ اس کا بیان کرنا مشکل ہوگیا ہے، بلکہ کتب تفسیر کے مطالعے تو یہ ظاہر ہوتا ہے، کہ بیان کرنا تو بڑی بات ہے، سب کا شمار کرنا بھی ناممکن ہے۔

کچھ لوگوں نے قرآن مجید کی ان تمام تفسیروں کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے، اس سلسلہ میں بعض لوگوں نے عربی میں کتابیں لکھی ہیں، اور بعض نے فارسی میں، کچھ لوگوں نے اختصار ملحوظ رکھا ہے اور کچھ لوگوں نے وضاحت اور تفصیل سے کام لیا ہے، ان تمام کوششوں کی وجہ سے فن تفسیر کو اور بھی وسعت حاصل ہوگئی ہے۔

جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے، تفسیر قرآن کی یہ تمام قسمیں میری نگاہ میں ہیں، یہی نہیں، بلکہ میں ان تمام قسموں کے اصول اور ان کے اکثر وبیشتر فروع سے بھی باخبر ہوں، ساتھ ہی ساتھ ان تمام قسموں میں، میں نے آزادانہ طور پر مجتہدانہ تلاش وتحقیق سے بھی کام لیا ہے، لہذا میری حیثیت ان تمام اقسام میں ایک مجتہد اور محقق کی بھی ہے۔

یہاں تک فن تفسیر کی ان قسموں کا ذکر تھا جو روایۃً ہم تک پہنچی ہیں، لیکن ان کے علاوہ تفسیر قرآن کی دو ایک قسمیں ایسی

اگر راست پرسی من شاگرد بے واسطہ قرآن عظیم چنانکہ اویسی روح پرفتوح حضرت رسالتم صلی اللہ علیہ وسلم مانند آنکہ مستفید بے واسطہ کعبہ حسنی ام شبیہ بآنکہ اثر پذیر بے واسطہ صلوۃ عظمی ام. ولو ان لی فی کل منبت شعرۃ لسانا لما استوفیت واجب حمدہ. در این رسالہ لازم دیدہ شد کہ دو سہ حرف از ہر فن نوشتہ شود

وَإِنْ سَأَلْتَنِي عَنِ الْخَبَرِ الصِّدْقِ فَإِنِّي تِلْمِيذُ الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ بِلَا وَاسِطَةٍ كَمَا إِنِّي أُوَيْسِيٌّ لِرُوحِ حَضْرَةِ الرِّسَالَةِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي هُوَ مَنْبَعُ الْفُتُوحِ وَإِنِّي مُسْتَفِيدٌ مِنَ الْكَعْبَةِ الْحَسْنَاءِ بِلَا وَاسِطَةٍ كَذٰلِكَ وَكَذٰلِكَ مُتَأَثِّرٌ بِالصَّلٰوةِ الْعُظْمٰى بِلَا وَاسِطَةٍ. وَلَوْ أَنَّ لِي فِي كُلِّ مَنْبَتِ شَعْرَةٍ لِسَانًا لَمَا اسْتَوْفَيْتُ وَاجِبَ حَمْدِهِ. وَرَأَيْتُ مِمَّا يَلْزَمُ أَنْ أَذْكُرَ حَرْفَيْنِ أَوْ ثَلٰثَةً مِنْ كُلِّ فَنٍّ فِي هٰذِهِ الرِّسَالَةِ

فصل

در بیان آثار مرویہ در کتب تفسیر بہ اہل حدیث وآنچہ بداں تعلق دارد

واز جملہ آثار مرویہ در کتب تفسیر بیان سبب نزول باشد وسبب نزول دو قسم است قسمی آن است کہ حادثہ واقع شد کہ دراں ایمان مومناں ونفاق منافقاں بر محک امتحان آمد

فَصْلٌ

فِي بَيَانِ الْآثَارِ الْمَرْوِيَّةِ فِي الْكُتُبِ التَّفْسِيرِيَّةِ لِأَهْلِ الْحَدِيثِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

مِنْ جُمْلَةِ الْآثَارِ الْمَرْوِيَّةِ فِي كُتُبِ التَّفْسِيرِ بَيَانُ سَبَبِ النُّزُولِ وَسَبَبُ النُّزُولِ عَلٰى قِسْمَيْنِ. اَلْقِسْمُ الْأَوَّلُ أَنْ تَقَعَ حَادِثَةٌ يَظْهَرُ فِيهَا إِيمَانُ الْمُؤْمِنِينَ وَنِفَاقُ الْمُنَافِقِينَ.

ہیں، جو مجھے براہ راست مبدأ فیاض کی جانب سے عطا ہوئی ہیں، اور اگر سچ پوچھیے تو ان فنون میں مجھے مبدأ فیض ہی سے تلمذ حاصل ہے، اور یہ ایک ایسی سعادت ہے جس کا شکر ادا کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے، لہذا یہ ضروری نظر آتا ہے کہ اس رسالہ میں بھی تفسیر کی ان تمام اقسام سے متعلق چند نکات تحریر کر دیے جائیں۔

فصل دوم

اہل حدیث کی کتب تفسیر کی مرویات اور انکے متعلقات

کتب تفسیر کا اہم ترین موضوع بحث سبب نزول ہے یعنی ان حالات وواقعات کی چھان بین جن کے سلسلہ میں آیت نازل ہوئی ہے۔ یہ مبحث بڑا طویل اور تفصیل طلب ہے۔

پہلی قسم اپنی نوعیت کے اعتبار سے اسباب نزول کی دو قسمیں ہیں، ایک قسم میں تو ایسے واقعات شامل ہیں جن کے بغیر آیات کا صحیح مفہوم سمجھنا ممکن ہی نہیں، مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کوئی ایسا واقعہ یا حادثہ پیش آیا، جو مومنوں کے ایمان، اور منافقوں کے نفاق کی کسوٹی ثابت ہوا جس کی وجہ سے دونوں گروہ کا الگ

چنانکہ در احد و احزاب اتفاق افتاد، خدائے تعالےٰ مدح اینان و نکوہش آنان نازل ساخت تا فیصل گردد میان دو فریق، و دریں میان تعریضات بسیار بخصوصیات این حادثہ بظہور مے رسد پس واجب است کہ بکلام مختصر آں حادثہ را شرح دادہ آید تا شوق آں کلام برخوانندہ روشن شود، و قسمے آن ست کہ معنی آیت بعموم خود تمام ست بغیر احتیاج دانستن حادثہ کہ سبب نزول شدہ است و حکم عموم لفظ راست نہ خصوص سبب را۔ قدمائے مفسرین بقصد احاطہ آثار مناسبہ آں آیت یا بقصد بیان ما صدق آں عموم آں قصہ را ذکر کردن ضرور نیست پیش این نقیر محقق شدہ است کہ صحابہ و تابعین بسیار بود کہ نزلت الآیۃ فی کذا مے گفتند و غرض ایشان تصویر ما صدق آں آیت بود۔

كَمَا وَقَعَ فِي أُحُدٍ وَالْأَحْزَابِ أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى مَدْحَ هٰؤُلَاءِ وَذَمَّ أُولٰئِكَ لِيَكُونَ فَيْصَلًا بَيْنَ الْفَرِيْقَيْنِ وَرُبَّمَا يَقَعُ فِي مِثْلِ هٰذَا مِنَ التَّعْرِيْضِ بِخُصُوْصِيَّاتِ الْحَادِثَةِ مَا يَبْلُغُ حَدَّ الْكَثْرَةِ فَيَجِبُ أَنْ يُذْكَرَ شَرْحُ الْحَادِثَةِ بِكَلَامٍ مُخْتَصَرٍ لِيَتَّضِحَ سَوْقُ الْكَلَامِ عَلَى الْقَارِئِ. اَلْقِسْمُ الثَّانِيْ أَنْ يَتِمَّ مَعْنَى الْآيَةِ بِعُمُوْمِهَا مِنْ غَيْرِ احْتِيَاجٍ إِلَى الْعِلْمِ بِالْحَادِثَةِ الَّتِيْ هِيَ سَبَبُ النُّزُوْلِ وَالْحُكْمُ لِعُمُوْمِ اللَّفْظِ لَا لِخُصُوْصِ السَّبَبِ. وَقَدْ ذَكَرَ قُدَمَاءُ الْمُفَسِّرِيْنَ تِلْكَ الْحَادِثَةَ بِقَصْدِ الْإِحَاطَةِ بِالْآثَارِ الْمُنَاسِبَةِ بِالْآيَةِ أَوْ بِقَصْدِ بَيَانِ مَا صَدَقَ عَلَيْهِ الْعُمُوْمُ. وَلَيْسَ ذِكْرُ هٰذَا الْقِسْمِ مِنَ الضَّرُوْرِيَّاتِ وَقَدْ تَحَقَّقَ عِنْدَ الْفَقِيْرِ أَنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِيْنَ كَثِيْرًا مَا كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ نَزَلَتِ الْآيَةُ فِيْ كَذَا أَوْ كَذَا وَكَانَ غَرَضُهُمْ تَصْوِيْرَ مَا صَدَقَتْ عَلَيْهِ الْآيَةُ

الگ پہچاننا ممکن ہوگیا جیسا کہ غزوۂ احد اور احزاب میں اسی قسم کے اتفاقات پیش آئے، اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے جو آیات نازل فرمائیں، ان میں صاف صاف مومنین کی مدح اور منافقین کی مذمت کی، تا کہ دونوں کے طرز عمل کی حیثیت واضح ہو جائے اور دونوں گروہ الگ الگ پہچانے جاسکیں چنانچہ اس قسم کی آیات میں بہت سے ایسے اشارات بھی ہوتے ہیں جن کا تعلق واقعہ کی خصوصیات اور جزئیات سے ہوتا ہے، ایسی صورت میں جب تک واقعات کا علم نہ ہو ان اشارات کا مطلب سمجھنا ناممکن ہوتا ہے، ایسے مواقع پر مفسر کا یہ فریضہ ہوتا ہے کہ وہ متعلقہ واقعات کی مختصر روداد بھی پیش کرے تا کہ پڑھنے والوں کو سلسلہ کلام کا علم ہو جائے، اور آیات کا مطلب سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔

دوسری قسم اسباب نزول کی دوسری قسم میں اس طرح کے واقعات اور حادثات شامل ہوتے ہیں، جو نزول آیات کا سبب ضرور تھے لیکن ان کا آیات کے مفہوم سے کوئی تعلق نہ تھا یہ صورت حال ان آیات کے سلسلہ میں پیش آتی ہے جو کسی عام حکم کی حامل ہوتی ہیں چونکہ احکام کسی خاص حالت یا خاص موقعے سے تعلق نہیں رکھتے لہٰذا انہیں سمجھنے کے لئے حالات و واقعات کا جاننا بھی ضروری نہیں ہوتا لہٰذا اس قسم کی آیات کی تفسیر کے سلسلہ میں اسباب نزول سے بحث کی ضرورت نہیں ہوتی، اس کے باوجود قدمائے مفسرین اس طرح کے واقعات کا تذکرہ ضروری سمجھتے تھے، غالباً ان کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ وہ آیت کی تفسیر کے ساتھ ساتھ ان واقعات و حالات کو بھی جمع کرلیں جن میں آیت نازل ہوئی تھی، یا جن پر آیت صادق آسکتی تھی۔

صحابہ کی اصطلاح میرے نزدیک اصل حقیقت یہ ہے کہ اسباب نزول کے سلسلہ میں اکثر غلط فہمیاں صحابہ اور تابعین کے انداز بیان کی وجہ سے بھی پیدا ہوتی ہیں، وہ اسباب نزول کی وضاحت کے لئے عام طور سے یہ فقرہ "نزلت الآیۃ فی کذا" اس بارے میں آیت نازل ہوئی استعمال کرتے تھے، لیکن مشکل یوں پیدا ہوتی ہے کہ وہ اپنا

وذکر بعض حوادث کہ آیت آن را بعموم خود شامل شدہ است خواہ آں قصہ متقدم باشد یا متاخر اسرائیلی باشد یا جاہلی یا اسلامی، تمام قیود آیت را در گرفتہ شد یا بعض آں را واللہ اعلم، ازیں تحقیق دانستہ شد کہ اجتہاد را دریں قسم دخلے ہست وقصص متعددہ را آنجا گنجائش ہست، پس ایں نکتہ مستحضر دارد حل مختلفات سبب نزول بادنے عنایت مے تواں نمود، وازاں جملہ تفصیل قصہ است، کہ اصل آں در نظم قرآن تعریضے رفتہ باشد، مفسران از اخبار بنی اسرائیل یا از علم سیر استقصائے آن قصہ کنند و بجمیع خصوصیات آں را ذکر نمایند واینجا نیز تفصیل ست، آنچہ در آیت تعریض ظاہر بآں رفتہ است بوجہے کہ دانندۂ لغت آنجا ایستادہ شود۔

وذکر بعض الحوادث التي تشملها الآية بعمومها سواء تقدمت القصة أو تأخرت، إسرائيليا كان ذلك أو جاهليا أو إسلاميا، استوعبت جميع قيود الآية أو بعضها والله أعلم. فعلم من هذا التحقيق أن للاجتهاد في هذا القسم مدخلا وللقصص المتعددة فيه سعة، فمن استحضر هذه النكتة يتمكن من حل ما اختلف من سبب النزول بأدنى عناية، ومن جملة ذلك تفصيل قصة وقع في نظم القرآن تعريض بأصلها فيأخذ المفسرون استقصاء القصة من أخبار بني إسرائيل أو من علم السير فيذكرونها بجميع خصوصياتها وههنا أيضا تفصيل ما كان في الآية تعريض به ظاهر بحيث يقف هناك العارف

یہ مخصوص فقرہ صرف انہیں واقعات کے لئے استعمال نہیں کرتے تھے، کوئی آیت حقیقۃً جن کے سلسلہ میں نازل ہوتی تھی، بلکہ اکثر وبیشتر ان تمام حالات وواقعات کے لئے بھی استعمال کرتے تھے جن پر یہ آیت صادق آتی تھی یا صادق آسکتی تھی، اور اس سے ان کا مقصد بھی یہی ہوا کرتا تھا کہ ان تمام حالتوں کا تذکرہ آجائے، جو آیت کا مصداق ہوسکتی تھیں اس کی وہ قطعی پروا نہیں کیا کرتے تھے کہ یہ واقعہ نزول آیت سے پہلے پیش آیا تھا، یا بعد میں، اس کا تعلق بنی اسرائیل کی روایات سے ہے، یا عہد جاہلیت سے، وہ عہد اسلام میں پیش آیا، یا اس سے پہلے، آیت کی تمام قیود وشروط سے مطابقت بھی رکھتا ہے، یا نہیں، وہ صرف متعلقہ واقعات کے ذکر سے غرض رکھتے تھے، اور بس۔

دو پہلو اس وقت جو حقیقت حال ہمارے سامنے آئی ہے، اس سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں، ایک تو یہ کہ تفسیر کی زیر بحث قسم کا انحصار صرف مرویات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات پر ہی نہیں ہے بلکہ اس میں طبقہ صحابہ اور تابعین کے اجتہاد اور ان کی ذاتی رائیں بھی شامل ہیں، دوسرے یہ کہ ایک ہی آیت کے ذیل میں متعدد اور مختلف قسم کے واقعات بھی نقل کئے گئے ہیں جن کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ آیت کے حکم سے تعلق ہی رکھتے ہوں، اگر یہ دونوں نکات پیش نظر رہیں، تو اسباب نزول کے سلسلے میں جتنے بھی اختلافات سامنے آئیں گے سب کو معمولی سی توجہ کی مدد سے بڑی آسانی کے ساتھ حل کیا جاسکتا ہے۔

اس ذیل میں واقعات کی تفصیل بھی آجاتی ہے، قرآن مجید میں واقعات کی تفصیلات اور جزئیات کے بجائے واقعہ کی طرف اشارات واشارے کئے گئے ہیں، مفسر جب ان آیات پر قلم اٹھاتا ہے، تو اسے پورے قصہ کی جستجو ہوتی ہے چنانچہ وہ بنی اسرائیل کی روایات یا تاریخی کتابوں کے مندرجات سے ان واقعات کی تفصیل فراہم کرتا ہے، اور ان کی تمام جزئیات اور خصوصیات کا احاطہ کرلیتا ہے، حالانکہ قرآن مجید کا ہر اشارہ تفصیل طلب نہیں ہے، کیونکہ بعض آیات کا مفہوم واقعہ کی تفصیل کے بغیر بھی سمجھا جاسکتا ہے، البتہ ایسے اشارے جو بغیر واقعات کے نہیں سمجھے جاسکتے، عربی زبان کا جاننے والا

وتفحص آں نماید، وذکر آں عہدہ مفسر است، وآنچہ خارج است ازیں باب مثل ذکر بقرہ بنی اسرائیل کہ نر بود یا ماده یا بیان کلب اصحاب کہف، کہ ابقع بود یا احمر تکلیف مالا یعنی ست وصحابہ آں را قبیح می دانستند، واز قبیل تضییع اوقات مے شمردند، وایں جا نیز دو نکتہ باید بخاطر نگاہ داشت، یکے آنکہ اصل دریں باب ایراد قصص مسموع است بے تصرف عقل، اما جمعے از قدماء مفسریں آں تعریض را پیشوائے خود سازند، وبجملے مناسب آں تعریض فرض کنند، وآں را در رنگ احتمال تقریر کنند، متاخران در شبہ افتند، وچوں اسالیب تقریر دراں زماں منقح نہ شدہ بود، تقریر علے سبیل الاحتمال بتقریر بالجزم بسیار است، کہ مشتبہ شود یکے را بجائے دیگر گیرند، وایں امر مجتہد فیہ است، نظر عقل را درینجا گنجائش است قیل وقال را دریں باب عنان کشادہ است۔

بِاللُّغَةِ مُتَفَحِّصًا فَذِكْرُهُ مِنْ وَظِيفَةِ الْمُفَسِّرِ وَمَا كَانَ خَارِجًا مِنْ هٰذَا الْبَابِ مِثْلُ ذِكْرِ بَقَرَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَذَكَرًا كَانَتْ أَمْ أُنْثَى وَمِثْلُ بَيَانِ كَلْبِ أَصْحَابِ الْكَهْفِ أَبْقَعَ كَانَ أَمْ أَحْمَرَ فَهُوَ تَكَلُّفُ مَا لَا يَعْنِي وَكَانَتِ الصَّحَابَةُ يَعُدُّوْنَ مِثْلَ ذٰلِكَ قَبِيحًا مِنْ قَبِيلِ تَضْيِيعِ الْأَوْقَاتِ وَلْيُحْفَظْ هٰهُنَا أَيْضًا نُكْتَتَانِ الْأُولٰى أَنَّ الْأَصْلَ فِي هٰذَا الْبَابِ إِيرَادُ الْقَصَصِ الْمَسْمُوعَةِ بِلَا تَصَرُّفِ عَقْلٍ وَرُبَّمَا يَتَّخِذُ جَمْعٌ مِنْ قُدَمَاءِ الْمُفَسِّرِينَ ذٰلِكَ التَّعْرِيضَ قُدْوَةً فَيَفْرِضُونَ مَحْمَلًا مُنَاسِبًا لِذٰلِكَ التَّعْرِيضِ فَيُقَرِّرُونَهُ بِصُورَةِ الْاِحْتِمَالِ فَيَشْتَبِهُ عَلَى الْمُتَأَخِّرِينَ وَكَثِيرًا مَا يَشْتَبِهُ التَّقْرِيرُ عَلَى سَبِيلِ الْاِحْتِمَالِ بِالتَّقْرِيرِ مَعَ الْجَزْمِ فِي كَلَامِهِمْ وَيَذْكُرُونَ هٰذَا مَقَامَ ذَاكَ لِأَنَّ أَسَالِيبَ التَّقْرِيرِ لَمْ تَكُنْ مُنَقَّحَةً فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ وَهٰذَا أَمْرٌ مُجْتَهَدٌ فِيهِ لِلنَّظَرِ الْعَقْلِيِّ فِيهِ مَجَالٌ وَدَائِرَةُ قِيلَ وَيُقَالُ هُنَالِكَ مُتَّسِعَةٌ فَيُمْكِنُ فِيهِ إِرْخَاءُ الْعِنَانِ

جب ان مقامات پر پہنچتا ہے، تو ٹھہر جاتا ہے، اور اسے آیات کا مطلب سمجھنے کے لئے واقعات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، اس قسم کے واقعات کا تذکرہ یقینا مفسر کا فریضہ ہے لیکن ایسے واقعات جو اس نوعیت کے نہ ہوں، اور ان کا احکام سے کوئی تعلق نہ ہو، مثلاً بنی اسرائیل کے واقعات میں جس گائے کا تذکرہ ہے، اس کے متعلق یہ جستجو کہ مادہ تھی یا نر، یا اصحاب کہف کے کتے کے متعلق یہ بحث کہ وہ سرخ تھا یا سیاہ، بالکل عبث ہے، صحابہ اس قسم کی کاوش کو معیوب سمجھتے تھے، اور اسے صرف تضیع اوقات قرار دیتے تھے۔

دو نکات واقعات کی تفصیل اور تذکرہ کے سلسلہ میں بھی دو خاص نکتے ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے، اول تو یہ کہ جہاں تک واقعات کے نقل کا معاملہ ہے، اس میں عقل آرائی کی قطعا ضرورت نہیں ہے، واقعات کو جس طرح سنا گیا ہے، اسی طرح بیان کر دینا چاہیے لیکن قدمائے مفسرین کے ایک گروہ نے ایک بالکل ہی نئی روش اختیار کی تھی، وہ قرآن کے اشاروں کو اپنے سامنے رکھ لیتے تھے، اور ان اشارات کی روشنی میں ایک مجمل سی تفصیل فرض کر لیا کرتے تھے، اور اسے احتمال کے رنگ میں بیان کیا کرتے تھے، ان کی اس روش کا نتیجہ یہ ہوا کہ متاخرین کا گروہ غلط فہمی کا شکار ہو گیا، اور اس رنگ احتمال کو واقعی احتمال ہی سمجھ لیا گیا۔

اس وقت تک مختلف قسم کی باتوں کے لئے الگ الگ اسلوب بیان متعین نہیں ہوئے تھے، اس وجہ سے احتمالی گفتگو اور یقینی گفتگو اکثر و بیشتر آپس میں مخلوط اور مشتبہ ہو جایا کرتی تھی، اور لوگ امر مشتبہ کو یقینی اور امر یقینی کو مشتبہ سمجھ لیا کرتے تھے چنانچہ واقعات نگاری کا یہ انداز، اور اسلوب کا عدم تعین اور حقائق کا اشتباہ، یہ تمام چیزیں بتاتی ہیں، کہ تفسیر کا یہ شعبہ بھی ذاتی اجتہادات اور قیاس آرائیوں سے خالی نہیں ہے، لہذا یہاں بھی عقل استعمال کرنے کی بڑی گنجائش اور بحث و مباحثہ کے وسیع

ہر کہ ایں نکتہ یاد گیرد، دربسیارے از مواضع اختلاف مفسران حکم بفیصل مے تواں کرد، ودربسیارے از مناظرات صحابہ مے تواں دانست، کہ قول نیست، بلکہ تفتیشے ہست کہ بعض مجتہداں با بعضے در میان می آرند در ہمیں محل ایں فقیر حمل مے کند قول ابن عباس رضؓ را در آیت فامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین لا اجد فی کتاب اللہ الا المسح لکنہم ابوا الا الغسل پس آنچہ فقیر مے فہمد آن ست، کہ ایں ذہاب بوجوب مسح نیست، وجزم بحمل آیت بر رکنیت مسح نیست، آنچہ پیش ابن عباس رضؓ مقرر ست ہماں غسل ست لیکن اینجا اشکالے را تقریر مے نمایند و احتمالے را اظہار مے کنند تا بہ بینند کہ علمائے عصر دریں تعارض چہ نوع تطبیق مے دہند و کدام راہ سلوک مے نمایند بعض آنانکہ حقیقت روزمرۂ سلف مطلع نبودند ایں را قول ابن عباس دانستند و مذہب او نہادند حاشا ثم حاشا۔

وَمَنْ حَفِظَ هٰذِهِ النُّكْتَةَ حَكَمَ حُكْمًا فَيْصَلًا فِي كَثِيرٍ مِنْ مَوَاضِعَ يَخْتَلِفُ فِيهِ الْمُفَسِّرُونَ وَيُمْكِنُ أَنْ يَتَحَقَّقَ فِي كَثِيرٍ مِنْ مُنَاظَرَاتِ الصَّحَابَةِ أَنَّهُ لَيْسَ بِقَوْلٍ وَإِنَّمَا هُوَ تَفْتِيشٌ عِلْمِيٌّ يَعْرِضُهُ بَعْضُ الْمُجْتَهِدِينَ عَلَى بَعْضٍ وَالْفَقِيرُ عَلَى هٰذَا الْمَحْمَلِ يَحْمِلُ قَوْلَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي آيَةِ فَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ. لَا أَجِدُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ إِلَّا الْمَسْحَ لٰكِنَّهُمْ أَبَوْا إِلَّا الْغُسْلَ فَالَّذِي يَفْهَمُهُ الْفَقِيرُ أَنَّهُ لَيْسَ بِذَهَابٍ إِلَى وُجُوبِ الْمَسْحِ وَلَيْسَ فِيهِ جَزْمٌ بِحَمْلِ الْآيَةِ عَلَى رُكْنِيَّةِ الْمَسْحِ فَالَّذِي تَقَرَّرَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا الْغُسْلُ وَلٰكِنَّهُمْ يُقَرِّرُونَ هُنَالِكَ إِشْكَالًا وَيُظْهِرُونَ احْتِمَالًا لِيَعْلَمَ بِأَيِّ وَجْهٍ يَذْكُرُ عُلَمَاءُ الْعَصْرِ التَّطْبِيقَ فِي هٰذَا التَّعَارُضِ وَأَيَّ مَسْلَكٍ يَسْلُكُونَ. وَمَنْ لَمْ يَطَّلِعْ عَلَى حَقِيقَةِ مُحَاوَرَةِ السَّلَفِ يَظُنُّهُ قَوْلَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيَعُدُّهُ مَذْهَبًا لَهُ حَاشَاهُ حَاشَاهُ۔

امکانات ہیں جو شخص ان نکات کو ذہن میں رکھتا ہے اس کے لئے مفسرین کے اختلافات کی حقیقت سمجھنا اور صحیح نتیجہ تک پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ وہ یہ بڑی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ زیر نظر مسئلہ اصحاب کا فیصلہ یا حرف آخر نہیں ہے بلکہ یہ بھی تفتیش و تلاش اور علمی تحقیق کا ایک انداز ہے۔ اور ساری بحث ایسے سوالات اور احتمالات کا مجموعہ ہے جو صحابہ بحث و مباحثہ کے سلسلہ میں کرتے تھے۔ میرے نزدیک آیت وضو کے سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن عباس کا یہی انداز ہے۔ مندرجہ ذیل آیت:۔

فَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ "پس مسح کرو اپنے سروں کا اور اپنے پیروں کا ٹخنوں تک"

کے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ مجھے کتاب خدا میں صرف مسح کا حکم ملا ہے لیکن بعض لوگ غسل کے علاوہ کچھ اور تسلیم ہی نہیں کرتے۔"

چنانچہ حضرت ابن عباس رضؓ کے اس قول کے متعلق جو کچھ میں سمجھ سکا ہوں، وہ یہ ہے کہ نہ تو ابن عباس رضؓ پاؤں کے مسح کے قائل ہیں، اور نہ وہ اسے واجب یا رکن ہی قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک بھی پاؤں کا دھونا ہی ضروری ہے۔ اس مقام پر انہوں نے درحقیقت اس اشکال اور احتمال کا ذکر کیا ہے جو ظاہر حکم کے متعلق آیت کے الفاظ کی ترتیب کی وجہ سے پیدا ہو سکتا ہے۔ اصل میں وہ یہ جاننا چاہتے تھے کہ اس وقت کے علماء مفہوم کے اس تعارض میں کس طرح تطبیق کرتے ہیں، اور اس احتمال کو دور کرنے کے لئے کون سی راہ اختیار کرتے ہیں، لیکن وہ لوگ جو اس حقیقت سے واقف نہیں تھے۔ اور ان بزرگوں کے اسلوب اور روزمرہ پر نگاہ نہیں رکھتے تھے، انہوں نے ابن عباس رضؓ کے پیش کردہ اس احتمال اور اشکال کو ان کا قول اور مختار سمجھ لیا، اور پاؤں کے غسل کے بجائے مسح کو ان کا مذہب اور مسلک قرار دے دیا، حالانکہ یہ حقیقت کے قطعی خلاف ہے۔

نکتہ دوم آنکہ نقل از بنی اسرائیل است کہ در دین ما داخل شد، بعد از آنکہ لا تصدقوا اھل الکتب ولا تکذبوھم قاعدہ مقررہ است، پس دو چیز لازم آمد یکے آنکہ تا تعریض قرآن را در سنت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بیان یافتہ شود مرتکب نقل از اہل کتاب نباید شد مثلاً چوں مجمل آیت ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب در سنت نبویہ یافتہ مے شود، و آں قصہ ترک ان شاء اللہ و مواخذہ بر آن ست، مرتکب ذکر قصہ صخرہ و مار چرا باید شد، دوم آنکہ الضرورۃ یتقدر بقدر الضرورۃ را در نظر داشتہ قدر اقتضاء تعریض سخن باید گفت تا بشہادۃ قرآن تصدیق کردہ باشد، و از زیادت زبان باید کشید۔

اَلنُّکْتَۃُ الثَّانِیَۃُ اَنَّ النَّقْلَ عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ دَسِیْسَۃٌ دَخَلَتْ فِیْ دِیْنِنَا وَلَا تُصَدِّقُوْا اَھْلَ الْکِتَابِ وَلَا تُکَذِّبُوْھُمْ قَاعِدَۃٌ مُقَرَّرَۃٌ۔ فَلَزِمَ اَمْرَانِ الْاَوَّلُ اَنْ لَا یُرْتَکَبَ النَّقْلُ عَنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِذَا وُجِدَ فِیْ سُنَّۃِ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیَانٌ لِتَعْرِیْضِ الْقُرْاٰنِ مَثَلًا حَیْثُ وُجِدَ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ مُجْمَلٌ فِی السُّنَّۃِ النَّبَوِیَّۃِ وَھُوَ قِصَّۃُ تَرْکِ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ وَالْمُؤَاخَذَۃُ عَلَیْہِ فَلَا یُرْتَکَبُ قِصَّۃُ صَخْرِ الْمَارِدِ۔ اَلْاَمْرُ الثَّانِیْ اَنَّ الضَّرُوْرِیَّ یَتَقَدَّرُ بِقَدْرِ الضَّرُوْرَۃِ فَلْیَکُنْ ذٰلِکَ مَلْحُوْظًا عِنْدَ التَّفْسِیْرِ فَلَا یَتِمُّ الْکَلَامُ اِلَّا بِقَدْرِ اِقْتِضَاءِ التَّعْرِیْضِ لِیَحْصُلَ التَّصْدِیْقُ بِشَہَادَۃِ الْقُرْاٰنِ فَیُکَفُّ اللِّسَانُ عَنِ الزِّیَادَۃِ۔

بنی اسرائیل کی مرویات

تفسیر قرآن کے ذیل میں واقعات نگاری کا دوسرا قابل توجہ مقام ہے، جہاں بنی اسرائیل کی روایات سے واقعات نقل کئے گئے ہیں، حالانکہ ہمارے لئے ہدایت یہ ہے، کہ بنی اسرائیل کی روایات کے سلسلہ میں بالکل خاموشی اختیار کریں، نہ اس کی تصدیق ہی کریں، اور نہ اس کی تکذیب ہی سے دلچسپی رکھیں، لہٰذا متعلقہ واقعات کے سلسلہ میں ہمیں دو امور پر نگاہ رکھنی چاہیئے، اول تو یہ کہ قرآن مجید میں جن واقعات کے اشارے ہیں، ان واقعات کی تفصیل جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں دستیاب ہو سکے، انہیں اہل کتاب کی روایات سے نقل کا ارتکاب ہرگز نہ کرنا چاہیئے، جو کچھ آپ سے منقول ہے صرف اسی پر اکتفار کرنا چاہیئے، اور مزید تفصیل کے خیال سے ادہر ادہر سے واقعات لینے کی ضرورت نہیں ہے، مثلاً ذیل کی آیت:۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ

اس آیت کے ذیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ منقول ہے، کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان کسی ارادہ کے سلسلہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ کہنا بھول گئے تھے، جس پر حضرت باری تعالیٰ کی جانب سے مواخذہ کیا گیا تھا، اس کے برخلاف بنی اسرائیل کی روایت میں ایک پتھر اور سانپ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، ایسی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مقابلہ میں بنی اسرائیل کی روایت کے نقل کا کیا جواز ہو سکتا ہے۔

دوسرا امر یہ ہے، کہ واقعات کے نقل کے سلسلہ میں ایک مشہور مقولہ ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے، یعنی "ضروری اتنا ہی ہے، جتنے کی ضرورت ہو" یعنی جب بھی کوئی واقعہ نقل کرنا ہو تو صرف اتنا ہی واقعہ نقل کیا جائے جس کا قرآن کے اشارات سے تعلق ہو، تاکہ جو کچھ کہا جائے، اس کی قرآن مجید سے تصدیق بھی ہو سکے، جتنی زائد تفصیلات ہیں، ان کے بارے میں بہترین طریقہ کار خاموشی ہی ہے۔

درین جا نکتہ ایست بغایت لطیف آں را نیز باید دانست کہ در قرآن عظیم گاہے حکایت کردہ مے شود یک قصہ را در جائے باجمال و در جائے بہ تفصیل، چنانکہ فرمود قال انی اعلم ما لا تعلمون بعد ازاں فرمود، الم اقل لکم انی اعلم غیب السموات والارض و اعلم ما تبدون و ما کنتم تکتمون پس ایں مقولہ برہماں مقولہ مقدم است نوعی از تفصیل پس تفسیر ایں اجمال مے تواں دانست، و از اجمال تفصیل مے تواں پے برد مثلاً در سورہ مریم قصہ حضرت عیسے اجمالاً ذکر فرمود ولنجعلہ ایۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا و در آل عمران مفصلاً۔

وَهٰهُنَا نُكْتَةٌ لَطِيْفَةٌ اِلٰى غَايَةٍ فَلَا تَغْفَلْ عَنْهَا. وَهِيَ اَنَّهَا قَدْ تُذْكَرُ فِي الْقُرْاٰنِ قِصَّةٌ فِيْ مَوْضِعٍ بِالْاِجْمَالِ وَفِيْ مَوْضِعٍ بِالتَّفْصِيْلِ كَمَا قَالَ تَعَالٰى اِنِّيْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ فَهٰذِهِ الْمَقُوْلَةُ هِيَ الْمَقُوْلَةُ الْمُتَقَدِّمَةُ ذُكِرَتْ بِنَوْعٍ مِنَ التَّفْصِيْلِ فَيُمْكِنُ اَنْ يُّعْلَمَ مِنَ التَّفْصِيْلِ تَفْسِيْرُ الْاِجْمَالِ وَيُنْتَقَلُ مِنَ الْاِجْمَالِ اِلَى التَّفْصِيْلِ مَثَلًا ذُكِرَ فِيْ سُوْرَةِ مَرْيَمَ قِصَّةُ عِيْسٰى اِجْمَالًا وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا وَفِيْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ تَفْصِيْلًا۔

قرآن خود اپنی تفسیر

اس مقام پر ایک انتہائی لطیف نکتہ اور بھی ہے سلسلۂ کلام آگے بڑھانے سے پہلے اسے بھی سمجھ لینا چاہیئے، یعنی قرآن مجید میں ایک ہی قصہ ایک مقام پر تو مجمل اور مختصر طور پر بیان کیا جاتا ہے، اور دوسرے موقع پر اسی قصہ کو نسبتاً تفصیل کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے، مثلاً فرشتوں کے اعتراض کے جواب میں ایک مقام پر فرمایا گیا ہے:۔

قَالَ اِنِّيْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ان چیزوں کو زیادہ بہتر جانتا ہوں جنہیں تم نہیں جانتے"

اس کے بعد ایک دوسرے مقام پر یوں جواب دیا گیا ہے۔

اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ

"کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں زمین و آسمان کی تمام چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہوں، وہ بھی جانتا ہوں، جو تم ظاہر کر رہے ہو، اور وہ بھی جانتا ہوں، جو تم چھپا رہے ہو۔

یہ بات بھی وہی ہے، جو پہلے کہی گئی تھی، فرق صرف یہ ہے کہ پہلے اجمالی طور پر کہی گئی تھی، بعد میں تفصیلی طور پر کہی گئی ہے لہٰذا پہلی آیت میں جو بات تفصیل طلب تھی، وہ دوسری آیت کے ذریعہ صاف ہوگئی، اس طرح سے گویا دوسری آیت پہلی آیت کی تفسیر بھی ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے اجمال کو تفصیلی طور پر جاننا ممکن ہوگیا ہے۔

اسی طرح سورۂ مریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ اجمالی طور پر بیان کیا گیا ہے:۔

وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔

"اور ہم نے انہیں لوگوں کے لئے اپنی نشانی اور اپنی رحمت قرار دیا، اور یہ اسی طرح ہونا تھا"

اور اسی واقعہ کو سورہ آل عمران میں تفصیلی طور پر بیان کیا گیا ہے:۔

ورسولا الی بنی اسرائیل انی قد جئتکم بآیة من ربکم ودریں مقولہ بشارت تفصیلی ست، وآں مقولہ بشارت اجمالی پس ازیں جا عبد ضعیف استنباط کرد، کہ معنی آیت آں ست رسولا الی بنی اسرائیل مخبرا بانی قد جئتکم واین داخل ست، در حیز بشارت نہ متعلق بمحذوف چنانکہ سیوطی اشارہ کردہ است حیث قال فلما بعثہ اللہ قال انی رسول اللہ الیکم بانی قد جئتکم و اللہ اعلم. وازاں جملہ شرح غریب است وبنائے آں بر تتبع لغت عرب ست، یا تفطن لسیاق وسباق آیت ودانستن مناسبت لفظ باجزائے جملہ کہ دراں واقع شدہ است پس درینجا نیز عقل را مدخل است و اختلاف را گنجائش۔

وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِيْٓ إِسْرَآئِيْلَ أَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ إِلىٰ آخِرِهِ فَفِيْ هٰذِهِ الْمَقُوْلَةِ بِشَارَةٌ تَفْصِيْلِيَّةٌ وَتِلْكَ الْمَقُوْلَةُ بِشَارَةٌ إِجْمَالِيَّةٌ فَمِنْ ثَمَّ اسْتَنْبَطَ الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ أَنَّ مَعْنَى الْآيَةِ رَسُوْلًا إِلىٰ بَنِيْٓ إِسْرَآئِيْلَ مُخْبِرًا بِأَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ وَهٰذَا كُلُّهُ دَاخِلٌ فِيْ حَيِّزِ الْبِشَارَةِ لَيْسَ بِمُتَعَلِّقٍ بِمَحْذُوْفٍ كَمَا أَشَارَ إِلَيْهِ السُّيُوْطِيُّ حَيْثُ قَالَ فَلَمَّا بَعَثَهُ اللّٰهُ قَالَ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ بِأَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ. وَمِنْ جُمْلَةِ ذٰلِكَ شَرْحُ الْغَرِيْبِ وَبِنَاؤُهُ عَلىٰ تَتَبُّعِ لُغَةِ الْعَرَبِ أَوِ التَّفَطُّنِ لِسِيَاقِ الْآيَةِ وَسِبَاقِهَا. وَالْعِلْمِ بِمُنَاسَبَةِ اللَّفْظِ بِأَجْزَاءِ الْجُمْلَةِ وَقَعَ هُوَ فِيْهَا فَهٰهُنَا أَيْضًا مَدْخَلٌ لِلْعَقْلِ وَسَعَةٌ لِلْاِخْتِلَافِ۔

وَرَسُوْلًا إِلىٰ بَنِيْٓ إِسْرَآئِيْلَ أَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔

"اور بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کے بھیجا (انہوں نے کہا) میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی نشانی لایا ہوں۔

چنانچہ اس آیت میں بشارت کا ذکر تفصیلی طور پر کیا گیا ہے، جب کہ پہلی آیت میں اسی بشارت کا ذکر اجمالی طور پر کیا گیا ہے، اسی حقیقت کے پیش نظر میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ دوسری آیت کے معنی اصل میں یہ ہیں:۔

رَسُوْلًا إِلىٰ بَنِيْٓ إِسْرَآئِيْلَ مُخْبِرًا بِأَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔

ہم نے بنی اسرائیل کی طرف یہ خبر دینے والا رسول بھیجا، کہ میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں اور اللہ کی رحمت لیکر تمہارے پاس آیا ہوں"

چنانچہ یہ مفہوم بشارت میں شامل ہے، اس کے برخلاف علامہ سیوطی نے اس کا تعلق بعض محذوفات سے قرار دیا ہے، کیونکہ اس آیت کی شرح کرتے ہوئے، انہوں نے اس کا یہ مطلب لکھا ہے۔

فَلَمَّا بَعَثَهُ اللّٰهُ قَالَ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ بِأَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ

"جب اللہ نے انہیں مبعوث کیا، تو انہوں نے کہا کہ میں تمہارے اللہ کا رسول ہوں کیونکہ میں تمہارے لئے اللہ کی رحمت اور نشانیاں لایا ہوں

لیکن میرے نزدیک علامہ سیوطی کا نظریہ درست نہیں ہے، ویسے یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے، کہ درست کیا ہے۔

شرح غریب قرآن

غریب قرآن سے مراد ایسے الفاظ ہیں جو نسبتاً اجنبی اور غیر مانوس ہوتے ہیں، چنانچہ یہ مقام بھی تفسیر قرآن کے اہم اور قابل توجہ مقامات میں سے ہے کیونکہ اسکی بنیاد دو چیزوں پر ہے۔ ایک تو لغت عرب سے اس لفظ کے معنی تلاش کئے جاتے ہیں، دوسرے جملہ کے سیاق و سباق اور دوسرے الفاظ کی مناسبت سے اس کے معنی متعین کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اور یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں جن کا بہت کچھ انحصار اپنی ذاتی رائے اور قوت فیصلہ پر ہوتا ہے، لہذا یہاں بھی عقل کے قدم درمیان میں آجاتے ہیں، اور یہیں سے اختلافات کی گنجائشیں بھی نکل آتی ہیں۔

زیرا کہ ہر یک کلمہ در لغت عرب برائے معانی شتّٰی آید و عقول در تتبع استعمالات عرب و تفطن مناسبت سابق و لاحق مختلف باشند، و لہٰذا اقوال صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم درین باب مختلف شد، و ہر یکے راہے سلوک کرد، مفسر منصف را دو بار شرح غریب میباید سنجید یکی در استعمالات عرب کہ کدام وجہ اقوی و ارجح است و دیگر در مناسبت سابق و لاحق کہ کدام وجہ اولیٰ و اوقع است بعد احکام مقدمات و تتبع موارد استعمال و تفحص آثار فقیر درین باب استنباط ہائے تازہ کردہ است، کہ لطف آن پوشیدہ نخواہد بود الا برے انصافے غلیظ الطبع مثلاً کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ بر معنی تکافؤا لقتلیٰ و یکے با دیگرے در یک حکم شریک بودن

لِاَنَّ الْکَلِمَۃَ الْوَاحِدَۃَ تَجِیْ فِیْ لُغَۃِ الْعَرَبِ لِمَعَانٍ شَتّٰی وَالْعُقُوْلُ مُخْتَلِفَۃٌ فِیْ تَتَبُّعِ اِسْتِعْمَالِ الْعَرَبِ وَالتَّفَطُّنِ لِمُنَاسَبَۃِ السَّابِقِ وَاللَّاحِقِ وَلِھٰذَا اخْتَلَفَ اَقْوَالُ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ وَکُلٌّ سَلَکَ مَسْلَکًا فَیَنْبَغِیْ لِلْمُفَسِّرِ الْمُنْصِفِ اَنْ یَزِنَ شَرْحَ الْغَرِیْبِ مَرَّتَیْنِ فِیْ اِسْتِعْمَالِ الْعَرَبِ مَرَّۃً وَفِیْ مَعْرِفَۃِ اَقْوَی الْوُجُوْہِ وَاَرْجَحِھَا وَمُنَاسَبَۃِ السَّابِقِ وَاللَّاحِقِ اُخْرٰی فَیَعْلَمَ اَیُّ الْوَجْھَیْنِ اَوْلٰی وَاَوْقَعُ بَعْدَ اِحْکَامِ الْمُقَدِّمَاتِ وَتَتَبُّعِ مَوَارِدِ الْاِسْتِعْمَالِ وَتَفَحُّصِ الْاٰثَارِ وَقَدِ اسْتَنْبَطَ الْفَقِیْرُ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ مَا لَا یَخْفٰی لُطْفُہٗ اِلَّا عَلَی الْمُتَعَسِّفِ غَلِیْظِ الطَّبْعِ مَثَلًا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی. حَمَلْتُہٗ عَلٰی مَعْنٰی تَکَافُؤِ الْقَتْلٰی وَاِشْتِرَاکِ الْاِثْنَیْنِ فِیْ حُکْمٍ وَاحِدٍ۔

اس سلسلہ میں دو حقیقتیں ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے، ایک تو یہ کہ عربی کا ایک ہی لفظ متعدد اور مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے، دوسرے یہ کہ لوگوں کی عقلوں کا معیار بھی الگ الگ اور مختلف ہوتا ہے لہٰذا جب مختلف لوگ جملہ کے سیاق و سباق اور دوسرے الفاظ کی مناسبت سے کسی خاص لفظ کے متعدد اور مختلف معنوں میں سے کسی ایک معنی کا تعین کرنا چاہتے ہیں، تو وہ اپنی اپنی عقل کے اعتبار سے مختلف نتیجوں تک پہنچتے ہیں، لہٰذا ان کے اقوال میں اختلاف ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے، کہ اس مقام پر بھی صحابہ اور تابعین کے اقوال کے درمیان بڑے اختلافات ہیں ہر شخص نے ایک نئی راہ قائم کی ہے، لہٰذا ایک غیر جانبدار اور انصاف پسند مفسر کو قرآن مجید کے غریب الفاظ کی شرح کو دو بار اور دو حیثیتوں سے جانچنا چاہیئے، ایک تو عرب نے اس لفظ کو جتنے معنوں میں استعمال کیا ہے سب کو دیکھنا چاہیئے، اور یہ سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے، کہ ان میں سے کون سا معنی زیادہ قابل ترجیح ہے، دوسری بار سیاق و سباق کے اعتبار سے دیکھنا چاہیئے، کہ جملہ میں کون سا معنی زیادہ مناسب نظر آتا ہے، اس کے بعد فیصلہ کرنا چاہیئے، اور صحیح اور مناسب ترین معنی کو منتخب کرنا چاہیئے۔

میرے نتائج خود میں نے اس باب میں بڑی کاوش سے کام لیا ہے، تمام مقدمات پر گہری نگاہ، مواقع استعمال کی پوری چھان بین، اور دوسرے متعلقات پر پوری تحقیق کے بعد بعض بالکل نئے نتائج حاصل کئے ہیں جن کی ندرت اور لطافت اس حد تک ناقابل معارضہ ہے، کہ سوائے جانبداروں اور تنگ نظروں کے کوئی شخص ان سے انکار کی جرأت ہی نہیں کر سکتا، ذیل میں بطور مثال چند آیات پیش کی جا رہی ہیں، جن سے اس حقیقت کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی   مقتولین کے خون کا بدلہ لینا تمہارے اوپر فرض کیا گیا ہے

اس آیت میں قصاص کا جو حکم ہے، اس کا بنیادی نکتہ یہ ہے، کہ مقتول اور قصاص میں مناسبت کا لحاظ رکھنا ضروری

حمل نمود، تا ورفہم الانثی بالانثی مؤنت نسخ نکشد و مرتکب توجیہاتے کہ بادنی التفات از ہم مے باشد نگردد۔ یسئلونک عن الاھلۃ را بر معنے یسئلونک عن الاشہر یعنے اشہر الحج فقال ھی مواقیت للناس والحج۔ ومثلاً ھوالذی اخرج الذین کفروا من اھل الکتاب من دیارھم لاول الحشر لاول جمع الجنود لقولہ تعالی وابعث فی المدائن حاشرین وقولہ تعالی وحشر لسلیمان جنودہ۔ وایں با قصہ بنی نضیر واقعہ است و در بیان منت اقوی۔

لِئَلَّا يُحْتَاجَ مَفْهُوْمُ الْأُنْثٰى بِالْأُنْثٰى مُؤْنَةَ النَّسْخِ وَلَا يَرْتَكِبُ تَوْجِيْهَاتٍ تَضْمَحِلُّ بِأَدْنَى الْتِفَاتٍ وَمِثْلًا يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ حَمَلْتُهُ عَلٰى مَعْنٰى يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْأَشْهُرِ يَعْنِيْ أَشْهُرَ الْحَجِّ فَقَالَ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَمِثْلًا هُوَ الَّذِيْ أَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ أَيْ لِأَوَّلِ جَمْعِ الْجُنُوْدِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَابْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِيْنَ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُوْدُهٗ. وَهُوَ أَتَعَدُّ وَأَنْسَبُ بِقِصَّةِ بَنِي النَّضِيْرِ وَأَقْوٰى فِيْ بَيَانِ الْمِنَّةِ

ہے آیت میں نقصان اور قصاص میں جس شرط کی وضاحت کی گئی ہے اسے حکم قصاص میں شامل سمجھنا چاہیئے تاکہ الانثیٰ بالانثیٰ میں جنس کی جو تصریح ہے، وہ منسوخ قرار نہ پائے اور اس نسخ کو ثابت کرنے کے لئے، اور الفاظ کے ظاہری مفہوم کو غیر ضروری قرار دینے کیلئے اس طرح کی تاویلات کی ضرورت پیش نہ آئے، کہ ایک معمولی سی توجہ کے بعد بے معنی قرار پائے۔

يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ — "لوگ آپ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں"

میری تحقیق کے اعتبار سے یہاں اھلہ (چاند) سے اشہر (مہینے) مراد ہیں، یعنی حج کے مہینے کیونکہ اس کے بعد، اس سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ:۔

هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ — "یہ لوگوں کے وقت معلوم کرنے، اور حج کا ذریعہ ہے"

یہاں حج کی تخصیص ہمارے اختیار کردہ معنی کی طرف راہ نمائی کرتی ہے ورنہ صرف اتنا کہنا ہی کافی تھا کہ یہ وقت معلوم کرنے کا ذریعہ ہے

هُوَ الَّذِيْ أَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ

"وہ وہی ہے جس نے اہل کتاب میں سے ان لوگوں کو، جو کافر ہو گئے تھے ان کے وطن سے نکالا، پہلے حشر کے لئے"۔

میرے نزدیک اس آیت میں "اول حشر" سے "اول جمع الجنود" (لشکر کی پہلی فراہمی) مراد ہے پہلی نگاہ میں اگرچہ دونوں میں کوئی خاص مناسبت نظر نہیں آتی لیکن تلاش و جستجو سے پتہ چلتا ہے، کہ قرآن مجید ہی میں بعض مقامات پر لفظ "حشر" کو لشکر کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے، مثلاً:۔

وَابْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِيْنَ — "اور مدائن میں لشکریوں کو بھیجو"

ایک دوسرے مقام پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا ہے:۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُوْدُهٗ — "اور جناب سلیمان نے اپنے لشکر کو جمع کیا"

اس آیت میں لفظ حشر واضح طور پر لشکر کی فراہمی کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

زیر بحث آیت یعنی جس میں کافرین اہل کتاب کا ذکر ہے، اصل میں بنی نضیر کے واقعہ سے تعلق رکھتی ہے، اور میرے نزدیک اس کے وہی معنی قابل ترجیح ہیں، جو میں نے بیان کئے ہیں۔

وازاں جملہ بیان ناسخ ومنسوخ است، دریں جا دو نکتہ باید دانست، یکے آنکہ صحابہ وتابعین نسخ را استعمال مے کردند، بہ غیر معنے کہ مصطلح اصولیاں ست، وآں قریب است بہ معنی لغوی کہ ازالہ است پس معنے نسخ نزدیک ایشاں ازالہ بعض اوصاف آیت متقدمہ بآیت متاخرہ خواہ انتہائے مدت عمل باشد، یا صرف کلام از معنے متبادر یا غیر معنے متبادر، یا بیان منفخم بودن قیدی یا تخصیص عامے، یا بیان فارق درمیان منصوص وآنچہ مقیس بر آن ست ظاہر او مانند آں، وایں باب واسع است و عقل را دراں جا جولانے ست، واختلاف را گنجائش ولہذا عدد آیات منسوخہ را بپانصد رسانیدہ،

ومنها بيان الناسخ والمنسوخ وينبغي أن يعلم في هذا المقام نكتتان الأولى أن الصحابة والتابعين كانوا يستعملون النسخ على غير ما اصطلح عليه الأصوليون وهو قريب من المعنى اللغوي الذي هو الإزالة فمعنى النسخ عندهم إزالة بعض الأوصاف من الآية المتقدمة بآية متأخرة إما بانتهاء مدة العمل وإما صرف الكلام عن المعنى المتبادر إلى غير المتبادر وإما بيان كون قيد من القيود اتفاقيا أو تخصيص عام أو بيان فارق بين المنصوص والذي يقاس عليه ظاهرا أو ما أشبه ذلك وهذا الباب واسع وللعقل هنالك جولان وللاختلاف مجال ولهذا أوصلوا عدد الآيات المنسوخة إلى خمسمائة

ناسخ ومنسوخ ناسخ اور منسوخ آیات کا مبحث بھی تفسیر قرآن کے دشوار ترین مقامات میں سے ایک ہے، کیونکہ اگر ان کا صحیح طریقہ سے علم نہ ہو، تو آیات کا مفہوم سمجھنے میں دشواری پیش آنا یقینی ہے، لہٰذا اس باب میں جو پیچیدگیاں ہیں، ان کا سمجھ لینا ضروری ہے۔

یہاں جو حقیقت سب سے پہلے ذہن میں رکھنی چاہیئے، وہ یہ ہے، کہ نسخ کی اصطلاح کو مختلف گروہ کے لوگوں نے مختلف معنوں میں استعمال کیا ہے، صحابہ اور تابعین نے کسی اور معنی میں، محدثین نے کسی اور معنی میں اور علماء اصول نے کسی اور معنی میں چنانچہ ایک ہی اصطلاح کے تین مختلف معنوں میں استعمال کی وجہ سے پیچیدگی پیدا ہونا ہی تھی، اور وہ ہوئی۔

صحابہ کی اصطلاح صحابہ اور تابعین کا گروہ لفظ نسخ کو تقریباً اس کے لغوی معنے یعنی کسی چیز کو زائل کرنے اور مٹانے کے معنی میں استعمال کرتا ہے، چنانچہ ان کی اصطلاح کے اعتبار سے نسخ کے معنی یہ ہیں "پہلی آیت کے کسی حکم کو دوسری آیت کے ذریعہ ختم کر دینا"، اور اس کی مختلف صورتیں ہیں کبھی تو دوسری آیت کے ذریعہ یہ وضاحت کردی جاتی ہے کہ پہلی آیت کے ذریعہ جو حکم دیا گیا تھا، اس پر عمل کی مدت تمام ہوگئی، کبھی دوسری آیت میں کچھ ایسی باتیں بیان کی جاتی ہیں جن سے پہلی آیت کے ظاہری حکم کے بجائے ذہن کسی دوسرے حکم کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے، اس طرح پہلا حکم آپ ہی آپ ختم ہو جاتا ہے کبھی تنسیخ کا یہ انداز اختیار کیا جاتا ہے کہ دوسری آیت میں کسی ایسی شرط کو بطور خاص زور دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے پہلی آیت کا حکم عام خاص ہو جاتا ہے اس طرح وہ حکم عام منسوخ سمجھا جانے لگتا ہے، اور کبھی دوسری آیت سے کوئی ایسا نکتہ پیش کیا جاتا ہے جس سے پہلی آیت کا حقیقی مفہوم متعین ہو جاتا ہے، اور اب تک اس کا جو مطلب سمجھا جاتا رہا ہے، وہ منسوخ ہو جاتا ہے، یہ صورت حال ایسی ہے، کہ جس کی وجہ سے اس مبحث کو بڑی وسعت حاصل ہوگئی ہے اور عقل انسانی کی دراندازی کی بڑی گنجائشیں نکل آئی ہیں جس کا لازمی نتیجہ اختلافات کی کثرت کی صورت میں ظاہر ہوا، اور منسوخ آیات کی تعداد رفتہ رفتہ پانچ سو تک پہنچ گئی۔

دیگر آنکہ نسخ بمعنے اصطلاحی اصل در بیان آں معرفت تاریخ است، اما گاہے اجماع سلف صالح یا اتفاق علماء را علامت نسخ گردانند، بنسخ قائل شوند، بسیارے از فقہائی مرتکب ایں امر شدہ اند، و ممکن کہ ما صدق آیت غیر ما صدق اجماع باشد، بالجملہ در آثارے کہ مبنی از نسخ اند، عمر بسیار است و بغور رسیدن دشوار است، و محدثان را بیروں ازیں اقسام چیزہائے دیگر ست کہ آں را نیز ایراد می نمایند مثل مناظرۂ صحابہ در مسئلہ و استشہاد بایں آیت، یا تمثیل ایشاں بذکر ایں آیت، یا تلاوت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایں آیت را بطریق استشہاد، و روایت حدیثے کہ موافق ایں آیت باشد، در اصل معنے و طریق تلفظ یا آنکہ منقولے باشد از آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رض۔

والثانية ان النسخ بالمعنى الاصطلاحي الاصل في بيانه معرفة التاريخ ولكنهم ربما يجعلون اجماع السلف الصالح او اتفاق جمهور العلماء علامة للنسخ فيقولون به وارتكب ذلك كثير من الفقهاء ولم يمكن ان يكون ما صدقت عليه الآية غير ما صدق عليه الاجماع وبالجملة فان تتبع الآثار المنبئة عن النسخ يفني عمرا كثيرا وفي الوصول الى عمق الكلام صعوبة وللمحدثين اشياء خارجة عن هذه الاقسام يوردونها ايضا كمناظرة الصحابة في مسئلة والاستشهاد بهذه الآية او تمثيلهم بذكر هذه الآية او تلاوة حضرته صلى الله عليه وسلم لهذه الآية بطريق الاستشهاد ورواية حديث يوافق الآية في اصل المعنى وطريق التلفظ بالنقل عنه صلى الله عليه وسلم او الصحابة۔

دوسرا نکتہ منسوخ آیات کے سلسلہ میں دوسرا نکتہ جو ذہن میں رکھنا چاہیے، وہ یہ ہے، کہ اس کا تمام تر دار و مدار تاریخ دانی پر ہے، کیونکہ صحابہ کی اصطلاح میں لفظ نسخ کو جتنے مختلف انداز سے استعمال کیا گیا ہے، اس سے یہ پتہ لگانا، کہ کونسی آیت واقعی منسوخ ہے، اور کون سی نہیں واقعی مشکل ہے، لہذا منسوخ آیات کی تعیین کے لئے گذشتہ تاریخ کا سہارا لیا جاتا ہے، کبھی سلف صالحین کے اجماع کو نسخ کی دلیل سمجھا جاتا ہے، کبھی علماء کے اتفاق کو، ان دونوں گروہوں میں سے کوئی گروہ متفقہ طور پر جس آیت کو منسوخ قرار دیدیتا ہے اسے منسوخ سمجھ لیا جاتا ہے، عام لوگوں کا ذکر نہیں بعض بڑے بڑے فقہاء نے بھی اس قسم کی حرکت کا ارتکاب کیا ہے، حالانکہ اس اجماع اور اتفاق پر بھروسہ کرنا غلط ہے کیونکہ اس کا امکان ہر قدم پر موجود ہے، کہ اجماعی طور پر آیت کا جو مطلب سمجھا گیا ہے، وہ حقیقی مفہوم کے خلاف ہو، ایسی صورت میں دعوے نسخ کی کیا قیمت ہو سکتی ہے مختصر یہ کہ منسوخ آیات کی بحث میں بڑی پیچیدگیاں ہیں اور ان کی تہ تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔

محدثین کی راہ محدثین نے اپنی ایک الگ راہ نکالی ہے، وہ اس باب میں صرف مندرجہ بالا اقسام ہی پر اکتفا نہیں کرتے اس کے علاوہ بعض دوسری چیزوں کو بھی پیش کرتے ہیں مثلاً صحابہ کے درمیان اگر کسی مسئلہ میں مناظرہ ہوا اور اس سلسلہ میں کسی نے اس آیت کو بطور شہادت پیش کیا یا انہوں نے اس آیت کو بھی تمثیل کے طور پر پیش کیا، یا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود اس آیت کی کسی حکم کے سلسلہ میں تلاوت فرمائی، محدثین اس طرح کے تمام مقامات کو بھی نقل کرتے ہیں، اس کے علاوہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی حدیث روایت کی گئی ہو جو آیت کے مفہوم پر روشنی ڈالتی ہو، یا آپ صلعم سے یا صحابہ سے آیت کا کوئی مخصوص تلفظ یا کوئی خاص معنے نقل کئے گئے ہوں تو وہ انہیں بھی اس سلسلہ میں بیان کر دیتے ہیں۔

فصل

در باقی لطائف ایں باب

ازاں جملہ استنباط احکام ست، وایں باب بغایت منسع است، وعقل را اطلاع بر فحاوی وایماآت و اقتضاآت میدان واسع است، واختلاف کلی حاصل ست، وایں فقیر را حسب استنباطات در دہ قسم و ترتیب آں اقسام بخاطر ریختہ اند، وآں مقالہ میزانے ست عظیم برائے سنجیدن بسیارے از احکام مستنبطہ۔ وازاں جملہ توجیہ فنے ست کثیر الشعب کہ شراح در شرح متون بکار برند، امتحان ذکائے ایشاں باشد و تباین مراتب بسبب آں بظہور آید

فَصْلٌ

فِی مَا بَقِیَ مِنْ لَطَائِفِ هٰذَا الْبَابِ

مِنْ جُمْلَةِ ذٰلِكَ اِسْتِنْبَاطُ الْأَحْكَامِ وَهٰذَا الْبَابُ مُتَّسِعٌ جِدًّا وَلِلْعَقْلِ فِی الْاِطِّلَاعِ عَلَى الْفَحَاوِیْ وَالْاِیْمَاءَاتِ وَالْاِقْتِضَاءَاتِ مَیْدَانٌ وَاسِعٌ وَاخْتِلَافٌ كُلِّیٌّ وَقَدْ أُلْهِمَ الْفَقِیْرُ حَصْرَ الْاِسْتِنْبَاطِ فِیْ عَشْرَةِ أَقْسَامٍ وَتَرْتِیْبَ تِلْكَ الْأَقْسَامِ وَتِلْكَ الْمَقَالَةُ مِیْزَانٌ عَظِیْمٌ لِوَزْنِ كَثِیْرٍ مِنَ الْأَحْكَامِ الْمُسْتَنْبَطَةِ وَمِنْهَا التَّوْجِیْهُ وَهُوَ فَنٌّ كَثِیْرُ الشُّعَبِ یَسْتَعْمِلُهُ الشُّرَّاحُ فِیْ شَرْحِ الْمُتُوْنِ وَیَحْصُلُ بِهٖ اِمْتِحَانُ ذَكَائِهِمْ وَیَظْهَرُ بِهٖ تَبَایُنُ مَرَاتِبِهِمْ

فصل سوم

استنباط، توجیہ، تاویل

استنباط اس باب میں جن امور سے بحث کرنی تھی، ان میں سے ایک اہم مسئلہ قرآن کی آیات سے احکام کے استنباط کا مسئلہ ہے، یہ موضوع اپنی تفصیلات کے اعتبار سے بڑا وسیع ہے، کیونکہ کسی آیت سے کوئی مخصوص اور معین حکم معلوم کرنے کے لئے آیت کے مفہوم، اشارات اور اس کے تقاضوں کو بھی دیکھنا اور سمجھنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے عقل کو اپنی جولانی کے لئے ایک وسیع میدان ہاتھ آجاتا ہے، اور اختلافات کی بھرمار ہو جاتی ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ صحیح نتیجہ تک پہنچنا اور کوئی قطعی حکم معلوم کر لینا دشوار ثابت ہوتا ہے، استنباط احکام کے لئے جتنے طریقے اختیار کئے گئے ہیں، میں نے انہیں دس اقسام پر تقسیم کیا ہے، اور ان کو ایک خاص انداز سے ترتیب دے کر ایک مقالہ تیار کیا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ استنباط کئے جانے والے احکام کو جانچنے کے لئے میرا مقالہ ایک انتہائی اہم کسوٹی ہے

توجیہ تفسیر قرآن کے اہم مقامات میں سے ایک مقام توجیہ بھی ہے، توجیہ بجائے خود ایک مستقل فن ہے جس کے بہت سے شعبے اور بہت سی قسمیں ہیں، کتابوں کی شرحیں لکھنے والے جب کسی کتاب کی شرح لکھنے بیٹھتے ہیں، تو ان تمام اقسام سے اپنے اپنے مقام پر کام لیتے رہتے ہیں، یہ لوگ جس انداز سے توجیہ کرتے ہیں، وہ ان کی ذہانت اور جودت طبع کی کسوٹی بھی ثابت ہوتا ہے اور بحیثیت شارح کے ان کا درجہ بھی متعین کرتا ہے، اس سے یہ پتہ بھی چل سکتا ہے، کہ ہر شخص نہ ایک انداز سے توجیہ کرتا ہے، نہ ایک سے نتائج نکالتا ہے، لہٰذا تعین مفہوم، اور

صحابہ باوجود عدم تنقیح قوانین توجیہ دراں عصر در توجیہ قرآن سخن گفتہ اند، واکثار آں کردہ وحقیقت توجیہ آنست کہ درکلام مصنف صعوبت فہم حاصل شود، شارح توقف کند واں صعوبت راحل نماید، وچون اذہان خوانندگان کتاب دریک مرتبہ نباشند، توجیہ بہ نسبت مبتدیاں دیگرست وبہ نسبت منتہیاں دیگر، بسا صعوبت فہم کہ منتہی رانجا طر رسد، ومحتاج حل آں گردد مبتدی غافل ازاں باشد بلکہ احاطہ آں نتواند، وبساط کلام کہ بر ذہن مبتدی صعب باشد، نہ بر ذہن منتہی، اما آنکہ احاطہ جوانب اذہان کردہ است بحال جمہور خوانندگاں فرود می آید، وبحسب اذہان ایشاں سخن مے گویند، پس در آیات مخاصمہ عمدہ توجیہ تحریر مذاہب آں فرق است۔

وَقَدْ تَكَلَّمَ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فِي تَوْجِيْهِ الْقُرْاٰنِ مَعَ عَدَمِ تَنْقِيْحِ قَوَانِيْنِ التَّوْجِيْهِ فِي ذٰلِكَ الْعَصْرِ وَاَكْثَرُوا الْكَلَامَ فِيْهِ، وَحَقِيْقَةُ التَّوْجِيْهِ اَنَّهٗ اِنْ وَقَعَ فِي كَلَامِ الْمُصَنِّفِ صُعُوْبَةُ فَهْمٍ تَوَقَّفَ الشَّارِحُ حَتّٰى يُحِلَّ تِلْكَ الصُّعُوْبَةَ وَلَمَّا كَانَتْ اَذْهَانُ قُرَّاءِ الْكِتَابِ لَيْسَتْ فِي مَرْتَبَةٍ وَاحِدَةٍ لَمْ يَكُنِ التَّوْجِيْهُ اَيْضًا فِي مَرْتَبَةٍ وَاحِدَةٍ فَالتَّوْجِيْهُ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْمُبْتَدِئِيْنَ غَيْرُ التَّوْجِيْهِ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْمُنْتَهِيْنَ فَاِنَّ الْمُنْتَهِيَ رُبَّمَا يَخْطُرُ بِبَالِهٖ صُعُوْبَةٌ فَهُوَ يَحْتَاجُ اِلٰى حَلِّهَا وَالْمُبْتَدِئُ غَافِلٌ عَنْهَا اِذْ لَا يَقْدِرُ اَنْ يُحِيْطَ بِذٰلِكَ وَكَثِيْرٌ مِنَ الْكَلَامِ يَسْتَصْعِبُهُ الْمُبْتَدِئُ وَلَا يَحْصُلُ فِي ذِهْنِ الْمُنْتَهِي شَيْءٌ مِنَ الصُّعُوْبَةِ هُنَالِكَ فَاَمَّا مَنْ اَحَاطَ بِجَوَانِبِ الْاَذْهَانِ يَنْزِلُ اِلٰى حَالِ الْجُمْهُوْرِ وَيَتَكَلَّمُ بِحَسْبِ اَذْهَانِهِمْ فَعُمْدَةُ التَّوْجِيْهِ فِي اٰيَاتِ

استنباط احکام میں اختلافات ہوجاتے ہیں، اصحابہ کے زمانہ میں نہ تو توجیہ نے باقاعدہ فن کی صورت اختیار کی تھی، نہ اس کے اصول وقواعد متعین ہوئے تھے، اس کے باوجود ان بزرگوں نے بھی آیات قرآن کی توجیہ کی ہے اور بڑی کثرت سے کی ہے۔

حقیقت توجیہ توجیہ کو اصل میں دشواریوں کے حل کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے مثلاً کسی مصنف کی تحریر میں جب کوئی ایسا مقام آتا ہے، جس کا مفہوم سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے، تو شارح اس مقام پر رک جاتا ہے، اور پیش آمدہ دشواری کو اس انداز سے حل کرتا ہے، کہ اس کا سمجھنا آسان ہوجاتا ہے۔ اسی کو اصطلاح میں توجیہ کہتے ہیں

توجیہ کی قسمیں لیکن چونکہ تمام کے تمام پڑھنے والے ایک معیار کے لوگ نہیں ہوتے، اور سب کی ذہنی سطح ایک سی نہیں ہوتی، لہذا ایک ہی توجیہ سب کے لئے کافی نہیں ہوتی، چنانچہ مبتدیوں کے لئے توجیہ کا دوسرا انداز ہوتا ہے، اور منتہی اور متبحر علماء کے لئے دوسرا، کیونکہ اکثر وبیشتر ایسا بھی ہوتا ہے، کہ ایک منتہی اور ذی استعداد عالم بعض ایسی دشواریوں سے دوچار ہوجاتا ہے، اور ان کے حل کا طلب گار رہتا ہے، لیکن ایک مبتدی اور طالب علم کے لئے ان دشواریوں کی طرف توجہ کرنا تو بڑی بات ہے، وہ اس کا تصور بھی کرنے کے قابل نہیں ہوتا، اور یہ تو ایک کھلی ہوئی بات ہے، کہ جو چیزیں مبتدی کے لئے دشوار اور ناقابل فہم ہوتی ہیں، وہ ایک منتہی کے لئے نہیں ہوسکتیں، کیونکہ منتہی کو تمام جزئیات کا علم ہوتا ہے جب کہ مبتدی ان میں سے بہت سی چیزوں سے ناواقف اور ناآشنا ہوتا ہے۔

توجیہ کے طریقے چنانچہ وہ لوگ جو ہر قسم کی ذہنی سطح سے واقف ہوتے ہیں، وہ عام پڑھنے والوں کی ذہنی سطح اور مبلغ علم کو سامنے رکھتے ہیں، اور اسی اعتبار سے گفتگو کرتے ہیں چنانچہ وہ آیات جن کا تعلق مختلف مذاہب

وتنقیح وجہ الزام ودر آیات احکام تصویر صور تہائے مسئلہ و ذکر فوائد قیود از احتراز وغیر آں ودر آیات تذکیر بآلاء اللہ تصویر آن نعم وبیان مواضع جزئیہ آں ودر آیات تذکیر بایام اللہ بیان ترتیب بعض قصہ بر بعض وایفائے حق تعریضے کہ در سرد قصہ مے باشد، ودر تذکیر بالموت ومابعد تصویر آں صور تہا وتقریر آن حالتہا از فنون توجیہ است تقریب آنچہ بعید از فہم باشد بسبب عدم الفت بآں وقطع معارضہ است درمیان دو دلیل یا درمیان دو تعریض یا درمیان معقول ومنقول وتفریق درمیان دو ملتبس وتطبیق درمیان دو مختلف۔

وَتَنْقِيحُ وَجْهِ الْإِلْزَامِ وَالْعُمْدَةُ فِي آيَاتِ الْأَحْكَامِ تَصْوِيرُ صُوَرِ الْمَسْئَلَةِ وَذِكْرُ فَوَائِدِ الْقُيُودِ مِنَ الْاِحْتِرَازِ وَغَيْرِهِ، وَالْعُمْدَةُ فِي آيَاتِ التَّذْكِيرِ بِآلَاءِ اللّٰهِ تَصْوِيرُ تِلْكَ النِّعَمِ وَبَيَانُ مَوَاضِعِهَا الْجُزْئِيَّةِ وَالْعُمْدَةُ فِي آيَاتِ التَّذْكِيرِ بِأَيَّامِ اللّٰهِ بَيَانُ تَرْتِيبِ بَعْضِ الْقَصَصِ عَلٰى بَعْضٍ وَإِيْفَاءُ حَقِّ تَعْرِيضٍ يُوجَدُ فِي سَرْدِ الْقِصَّةِ وَالْعُمْدَةُ فِي التَّذْكِيرِ بِالْمَوْتِ وَمَا بَعْدَهُ تَصْوِيرُ تِلْكَ الصُّوَرِ وَتَقْرِيرُ تِلْكَ الْحَالَاتِ. وَمِنْ فُنُونِ التَّوْجِيهِ تَقْرِيبُ مَا كَانَ بَعِيدًا عَنِ الْفَهْمِ لِعَدَمِ الْأُلْفَةِ وَقَطْعُ الْمُعَارَضَةِ فِيمَا بَيْنَ الدَّلِيلَيْنِ أَوْ فِيمَا بَيْنَ التَّعْرِيضَيْنِ أَوْ فِيمَا بَيْنَ الْمَعْقُولِ وَالْمَنْقُولِ وَالتَّفْرِيقُ بَيْنَ الْمُلْتَبِسَيْنِ. و

سے مخاصمہ کا ہے، ان کی توجیہ کا بہترین عنوان یہ ہے، کہ ان مذاہب کا ذکر کیا جائے، اور ان پر وارد ہونے والے الزامات کا پوری طرح تجزیہ کیا جائے، وہ آیات جن کا تعلق احکام سے ہے، ان کی توجیہ کا یہ انداز ہونا چاہیئے، کہ مسئلہ کی جتنی بھی صورتیں ہوسکتی ہیں، سب کا ذکر کیا جائے، اور ان میں بیان کی جانے والی قیود وشرائط سے بحث کی جائے، کہ انکی موجودگی کا کیا اثر پڑتا ہے، اور اگر یہ شرطیں نہ ہوتیں، تو کیا نتیجہ نکلتا، اسی طرح ان تمام چیزوں کو زیر بحث لایا جائے، جن سے اصل مسئلہ پر روشنی پڑسکتی ہو، وہ آیات جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے ہو، ان کی توجیہ کا یہ انداز ہونا چاہیئے، کہ ان نعمتوں کی تصویر کشی کی جائے، ان کی تمام جزئیات کو بیان کیا جائے، اور ان مقامات کی وضاحت کی جائے، جو ان جزئیات سے تعلق رکھتے ہوں، وہ آیات جن کا تعلق واقعات اور حادثات سے ہو، ان کی توجیہ کا طریقہ یہ ہے، کہ اس سلسلہ کے تمام قصوں کو سلسلہ وار ترتیب کے ساتھ بیان کیا جائے، اور انکے قصہ میں جتنی تعریضات اور تلمیحات آئیں، ان کی پورے طور پر وضاحت کی جائے، اور وہ آیات جن کا تعلق موت اور اس کے بعد کے حالات اور واقعات سے ہو، ان کی توجیہ کا طریقہ یہ ہے، کہ پیش آنے والی ہر صورت حال کی تصویر کشی کی جائے، اور تمام حالات کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیا جائے۔

توجیہ کا ایک اور انداز

مندرجہ بالا سطور میں جو کچھ کہا گیا ہے، وہ صرف توجیہ کا ایک انداز ہے، اس کے علاوہ بھی توجیہ کی صورتیں ہیں، مثلاً اگر کسی آیت کا مطلب سمجھنے میں دشواری کی وجہ عدم مناسبت ہو تو اس مقام پر توجیہ کا طریقہ یہ ہوتا ہے، کہ مناسب مثالوں کے ذریعہ اسے مخاطب کے ذہن سے قریب کر دیا جائے، یا اگر دشواری کی وجہ یہ ہو، کہ دو دلیلوں میں تعارض نظر آتا ہے، تو ایسی آیات کی توجیہ کا طریقہ یہ ہے، کہ اس تعارض کو دور کر دیا جائے، یہی طریقہ اس وقت بھی اختیار کیا جائے گا جب دو قسم کی تعریضات آپس میں ٹکرا رہی ہوں، یا جب عقلی دلیل کسی اور طرف راہ نمائی کرتی ہو، اور ظاہری الفاظ کسی اور طرف سے جا رہے ہوں، اس وقت توجیہ کا انداز یہ ہوگا، کہ دونوں کے درمیان جو اختلاف ہے، اسے دور کر دیا جائے، اگر دشواری کی وجہ یہ ہو کہ دو مختلف امور میں التباس پیدا ہو رہا ہے، تو توجیہ کا طریقہ یہ ہے، کہ اس التباس کو رفع کیا جائے، اور اگر دشواری کی وجہ یہ ہو کہ آیت دو مختلف احکام پر دلالت کرتی ہو، تو ان کے درمیان تطبیق کی صورت نکالی جائے،

دبیان صدق وعدہ کہ اشارت بآں رفتہ است، وبیان کیفیت عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآنچہ در قرآن عظیم مامور شدند، بالجملہ توجیہ در تفسیر صحابہ بسیار است وحق آن مقام ادا کردہ نمی شود، تا آنکہ وجہ صعوبت مفصلاً بیان کردہ شود، بعدازاں در حل صعوبت تفصیل سخن گفتہ آید وبعد ازاں آن اقوال را سنجیدہ شود، وآنچہ متکلمان غلو می کنند از تاویل متشابہات بیان حقیقت صفات مذہب من نیست، مذہب من مالک وثوری وابن مبارک و سائر قدما است وآن امراز متشابہات ست برظواہر آں وترک خوض در تاویل آن ودر احکام مستنبطہ نزع کردن، واحکام مذہب خود نمودن ووضع دیگر را برانداختن واحتیال کردن برائے دفع دلائل قرآنیہ نزدیک من صحیح نیست می ترسم کہ از قبیل تدارء بالقرآن باشد،

وَبَيَانُ صِدْقِ وَعْدٍ أُشِيْرَ إِلَيْهِ وَبَيَانُ كَيْفِيَّةِ عَمَلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا أُمِرَ بِهِ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَبِالْجُمْلَةِ فَالتَّوْجِيْهُ فِي تَفْسِيْرِ الصَّحَابَةِ كَثِيْرٌ وَلَا يُقْضٰى حَقُّ الْمَقَامِ حَتّٰى يُبَيِّنَ وَجْهَ الصُّعُوْبَةِ مُفَصَّلًا ثُمَّ تَكَلَّمَ فِيْ حَلِّ الصُّعُوْبَةِ بِالتَّفْصِيْلِ ثُمَّ تَزِنُ الْأَقْوَالَ وَمَا يَفْعَلُهُ الْمُتَكَلِّمُوْنَ مِنَ الْغُلُوِّ فِيْ تَاْوِيْلِ الْمُتَشَابِهَاتِ وَبَيَانِ حَقِيْقَةِ الصِّفَاتِ فَهُوَ بَعِيْدٌ عَنْ مَذْهَبِيْ فَإِنَّ مَذْهَبِيْ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَالثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَسَائِرِ الْقُدَمَاءِ وَذٰلِكَ هُوَ الْإِمْرَارُ مِنَ الْمُتَشَابِهَاتِ عَلَى الظَّوَاهِرِ وَتَرْكُ الْخَوْضِ فِي التَّاْوِيْلِ وَالنِّزَاعِ فِي الْأَحْكَامِ الْمُسْتَنْبَطَةِ وَأَحْكَامِ مَذْهَبٍ مَخْصُوْصٍ وَطَرْحِ غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْأَوْضَاعِ وَالْاِحْتِيَالِ لِدَفْعِ الدَّلَائِلِ الْقُرْاٰنِيَّةِ غَيْرُ صَحِيْحٍ عِنْدِيْ وَأَخَافُ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ مِنْ قَبِيْلِ التَّدَارُءِ بِالْقُرْاٰنِ۔

توجیہ کا ایک اور انداز

بعض مقامات پر توجیہ کا انداز یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آیت میں جن وعدوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کی صداقت اور حقانیت واضح کی جائے، اور بعض مقامات پر توجیہ یوں ہوسکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے ایسی مثالیں تلاش کی جائیں، اور انہیں پیش کیا جائے کہ آپ نے ان احکام پر کس طرح عمل کیا جس کا آپ کو حکم دیا گیا تھا۔

مختصر یہ کہ صحابہ کی تفسیر میں توجیہ کی مثالیں بے شمار ہیں، چنانچہ اس موضوع کی وضاحت اس وقت تک کماحقہ نہیں کی جاسکتی، جب تک دشواری کی تمام وجوہات کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان نہ کیا جائے، اور اس کے بعد ان دشواریوں کا حل بھی پوری تفصیل کے ساتھ نہ پیش کیا جائے اس کے بعد پھر اس کا موقعہ مل سکتا ہے، کہ اس سلسلہ کے تمام اقوال کو تولا اور جانچا جائے، اور ان کے بارے میں فیصلہ کیا جائے۔

تاویل

تاویل کا تعلق آیات متشابہات سے ہے، اور تاویل کے معنی یہ ہیں، کہ جملے کے کوئی ایسے معنی بیان کئے جائیں جو ظاہری معنی کے خلاف ہوں، متکلمین کے گروہ نے اس سلسلہ میں بڑے مبالغے سے کام لیا ہے، اور تقریباً تمام متشابہ آیات کی تاویل کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن میں تاویل کو پسند نہیں کرتا، کیونکہ اکثر متشابہ آیات کا تعلق اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات سے ہے، اور اللہ تعالیٰ کی صفات کی حقیقت بیان کرنا، اور اس سے بحث کرنا میرا مسلک نہیں ہے، میرا مسلک تو وہی ہے، جو امام مالک، ثوری، ابن مبارک اور دوسرے تمام قدماء کا تھا، اور وہ مسلک یہ ہے کہ متشابہ آیات میں بھی ان کے ظاہری حکم پر عمل کیا جائے، اور ان کی تاویل کے سلسلہ میں غور وفکر سے پرہیز کیا جائے کیونکہ آیات سے نکلنے والے احکام کے متعلق نزاع کرنا اپنے مسلک کو مضبوط کرنا، اور دوسرے مسالک کی تردید کرنا، اور قرآن کے واضح دلائل کو رد کرنے کی تدبیریں کرنا، میرے نزدیک درست نہیں ہے۔

طالب مدلول آیات باید بود و مذہب خود مدلول آیت را باید گرفت گو ہر کس رفتہ باشد موافق یا مخالف و اما لغت قرآن را از استعمالات عرب اول اخذ باید کرد، اعتماد کلی بر آثار صحابہ و تابعین باید نمود، و در نحو قرآن خللے عجیب راہ یافتہ است، و آں آنست کہ جماعت مذہب سیبویہ را اختیار کردہ اند، و ہرچہ موافق آں نیست آں را تاویل مے کنند اگرچہ تاویل بعید باشد، و ایں نزدیک من صحیح نیست، اتباع اقوے و اوفق لسیاق و سباق باید کرد، مذہب سیبویہ باشد یا مذہب فراء در مثل و المقیمین الصلوۃ والموتون الزکوۃ حضرت عثمان رضؓ گفتہ اند ستقیمہا العرب بالسنتہا و تحقیق ایں کلمہ نزدیک فقیر آنست کہ مخالف روزمرہ مشہور نیز روزمرہ است، و عرب اول را در اثنائے خطب و محاورات بسیار واقع می شد

وَاِنَّمَا اللَّازِمُ اَنْ يُطْلَبَ مَدْلُوْلُ الْاٰيَاتِ وَيُتَّخَذَ مَدْلُوْلُ الْاٰيَةِ مَذْهَبًا اَيَّ ذَاهِبٍ ذَهَبَ اِلَيْهِ مُوَافِقًا كَانَ اَوْ مُخَالِفًا وَاَمَّا لُغَةُ الْعَرَبِ فَيَنْبَغِيْ اَخْذُهَا مِنْ اِسْتِعْمَالِ الْعَرَبِ الْاَوَّلِ وَلْيَكُنِ الْاِعْتِمَادُ الْكُلِّيُّ عَلٰى اٰثَارِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَقَدْ وَقَعَ فِيْ نَحْوِ الْقُرْاٰنِ خَلَلٌ عَجِيْبٌ وَذٰلِكَ اَنَّ جَمَاعَةً مِنْهُمْ اِخْتَارُوْا مَذْهَبَ سِيْبَوَيْهِ وَمَا لَمْ يُوَافِقْهُ فَهُمْ يُؤَوِّلُوْنَهُ وَاِنْ كَانَ تَاْوِيْلًا بَعِيْدًا وَهٰذَا عِنْدِيْ غَيْرُ صَحِيْحٍ يَنْبَغِيْ اِتِّبَاعُ الْاَقْوٰى وَمَا كَانَ اَوْفَقَ لِلسِّيَاقِ وَالسِّبَاقِ سَوَاءٌ كَانَ مَذْهَبَ سِيْبَوَيْهِ اَوْ مَذْهَبَ الْفَرَّاءِ وَقَدْ قَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ مِثْلِ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ سَتُقِيْمُهَا الْعَرَبُ بِاَلْسِنَتِهَا وَتَحْقِيْقُ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ عِنْدَ الْفَقِيْرِ اَنَّ مُخَالَفَةَ الْمُحَاوَرَةِ الْمَشْهُوْرَةِ اَيْضًا مُحَاوَرَةٌ وَكَثِيْرًا مَا يَتَّفِقُ لِلْعَرَبِ الْاَوَّلِ اَنْ تَجْرِيَ عَلٰى اَلْسِنَتِهِمْ فِيْ اَثْنَاءِ الْخُطَبِ وَالْمُحَاوَرَاتِ

صحیح طریقہ کار یہ ہے، کہ آیت جس مفہوم پر دلالت کرتی ہو اسی کو اختیار کیا جائے، اور اسی کو اپنا مسلک قرار دیا جائے اور اس کی قطعاً پروا نہ کی جائے کہ دوسرے لوگ کیا کہتے ہیں، کون اس سے موافق ہے، اور کون مخالف۔

صحیح طریقہ کار آیات میں تشابہ جن وجوہات سے پیدا ہوتا ہے، ان کا تذکرہ گذر چکا ہے، یہاں ہر ایک وجہ کے متعلق الگ الگ طریقہ کار سے بحث کی جائے گی۔

اگر تشابہ کا سبب کوئی لفظ ہو، تو طریقہ کار یہ ہے کہ دیکھا جائے، کہ قدیم اہل عرب اس لفظ کو کن کن معنوں میں استعمال کرتے تھے، پھر یہ دیکھا جائے، کہ صحابہ اور تابعین نے کس معنی کو اختیار کیا تھا جس معنی پر وہ متفق نظر آئیں، اسی پر اعتماد کر لیا جائے۔

قرآن کے متعلق نحوی بحثوں کی وجہ سے البتہ بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے، کہ ایک گروہ ایسا ہے، جو نحوی مسائل میں سیبویہ کے احکام کی پیروی کرتا ہے، اور جو باتیں اسے سیبویہ کے مسلک کے خلاف نظر آتی ہیں، ان کی تاویل کرتا جاتا ہے، خواہ یہ تاویلات کتنی ہی دور از کار کیوں نہ ہوں، اور یہ میرے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ ہونا یہ چاہیئے، کہ سیاق و سباق کے اعتبار سے جو چیز زیادہ مناسب نظر آئے، اسے اختیار کر لیا جائے، خواہ وہ سیبویہ کے مسلک کے مطابق ہو، خواہ فراء کے۔ مثلاً مندرجہ ذیل آیت:-

وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ "اور قائم کرنے والے نماز کے اور ادا کرنے والے زکوٰۃ کے"

اس آیت کے بارے میں حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا ہے سَتُقِيْمُهَا الْعَرَبُ بِاَلْسِنَتِهَا اور اس کلمہ کی حقیقت میرے نزدیک یہ ہے، کہ وہ فقرے اور وہ ترکیبیں جو بظاہر اہل عرب کے روزمرہ اور محاورے کے خلاف ہیں، وہ بھی عرب کا روزمرہ ہی ہیں، کیونکہ عرب بہرحال اہل زبان ہیں، اور ان کی زبان سے نکلا ہوا ہر جملہ سند کی حیثیت رکھتا ہے، اور یہ کوئی نئی بات

کہ خلاف قاعدہ شہورہ بر زبان گذشتی و قرآن بلغت عرب اول نازل شد اگر احیانا بجاے واد یا آمدہ باشد، یا بجائے تثنیہ مفرد، یا بجائے مذکر مؤنث چہ عجب، پس آنچہ محقق است، آن ست، کہ ترجمہ والمقیمین الصلوۃ بمعنے مرفوع باید گفت، واللہ اعلم. واما معانی و بیان علمے است حادث بعد انقراض صحابہ وتابعین، پس آنچہ در عرف جمہور عرب مفہوم مے شود علے الراس والعین وآنچہ امر مخفی ست، کہ بجز متعمقان آں فن ادراک نہ کنند لانسلم کہ در قرآن مطلوب باشد واما اشارات صوفیہ و اعتبارات ایشاں بحقیقۃ از فن تفسیر نیست، بلکہ نزدیک استماع قرآن چیزہا بر دل سالک ظاہر می گردد در میان نظم قرآن وحالتے کہ آں سالک دارد یا معرفتے کہ او را حاصل ست متولد مے شود

مَا يُخَالِفُ الْقَاعِدَةَ الْمَشْهُوْرَةَ وَحَيْثُ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ بِلُغَةِ الْعَرَبِ الْأَوَّلِ فَلَا عَجَبَ اَنْ تَقَعَ الْيَاءُ اَحْيَانًا فِي مَوْضِعِ الْوَاوِ وَيَرِدُ الْمُفْرَدُ فِي مَقَامِ التَّثْنِيَةِ اَوِ الْمُؤَنَّثُ فِي مَقَامِ الْمُذَكَّرِ فَالْمُحَقَّقُ اَنْ يُفَسَّرَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ بِمَعْنَى الْمَرْفُوْعِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَمَّا الْمَعَانِيْ وَالْبَيَانُ فَهُوَ عِلْمٌ حَادِثٌ بَعْدَ انْقِرَاضِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ فَمَا يَفْهَمُوْنَهُ فِي عُرْفِ جُمْهُوْرِ الْعَرَبِ فَهُوَ عَلَى الرَّاْسِ وَالْعَيْنِ وَمَا كَانَ مِنْ اَمْرٍ خَفِيٍّ لَا يُدْرِكُهُ اِلَّا الْمُتَعَمِّقُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْفَنِّ فَلَا نُسَلِّمُ اَنْ يَكُوْنَ مَطْلُوْبًا فِي الْقُرْاٰنِ وَاَمَّا اِشَارَاتُ الصُّوْفِيَّةِ وَاعْتِبَارَاتُهُمْ فَلَيْسَتْ فِي الْحَقِيْقَةِ مِنْ فَنِّ التَّفْسِيْرِ وَاِنَّمَا يَظْهَرُ عَلٰى قَلْبِ السَّالِكِ عِنْدَ اسْتِمَاعِ الْقُرْاٰنِ اَشْيَاءُ وَتَتَوَلَّدُ لَهٗ فِي نَظْمِ الْقُرْاٰنِ وَمِثْلُ مَا يَتَّصِفُ بِهِ السَّالِكُ مِنْ حَالَةٍ اَوْ مَعْرِفَةٍ حَصَلَتْ لَهٗ

بھی نہیں ہے، کیونکہ اہل عرب اپنے خطبات میں بھی اور عام گفتگو میں بھی ایسی بہت سی ترکیبیں استعمال کرتے رہتے ہیں، جو عام روزمرہ یا معینہ اصول وقواعد کے خلاف ہوتی ہیں، اور ان پر کوئی بھی حرف گیری نہیں کرتا۔

قرآن مجید بھی قدمائے عرب ہی کی زبان اور روزمرہ میں نازل ہوا ہے، لہذا اگر اتفاق سے کسی جگہ واو کے بجائے یا آئی ہو، یا تثنیہ کی جگہ پر مفرد استعمال کیا گیا ہو، یا مذکر کی جگہ مؤنث لایا گیا ہو، تو تعجب کی جگہ نہیں ہے۔ لہذا یہ امر طے شدہ ہے، کہ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ کا ترجمہ مرفوع کے معنی میں کرنا چاہیئے۔

جہاں تک علم معانی اور علم بیان کا معاملہ ہے، یہ ایک بالکل جدید علم ہے، جو صحابہ رض اور تابعین رح کے زمانہ کے بعد وجود میں آیا ہے، لہذا قرآن مجید کے اسلوب بیان میں اس کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے، کیونکہ ان کا وجود اراد ی نہیں اتفاقی ہے، لہذا جو صنعتیں ایسی ہوں، جو عام عرب آسانی سے سمجھ سکتے ہوں، وہ ہمارے سر آنکھوں پر لیکن ان علوم کی وہ باریکیاں، جنہیں ایسے ماہرین فن کے علاوہ جو ایک ایک نکتہ پر دسترس رکھتے ہوں، کوئی دوسرا سمجھ ہی نہ سکے، ہم یہ تسلیم ہی نہیں کرسکتے، کہ کلام پاک میں انہیں بھی ملحوظ رکھا گیا ہوگا، لہذا قرآن مجید کی تفسیر کے سلسلہ میں نہ ان کی ضرورت ہے نہ آپ کو ان الجھنوں میں ڈالنا چاہیئے۔

یہی حال اہل تصوف کے تفسیری نکات کا بھی ہے، کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اہل تصوف نے جن امور کی طرف اشارہ کیا ہے، اور جو نکات پیش نظر رکھے ہیں، ان کا فن تفسیر سے کوئی تعلق نہیں، اس کی اصل حقیقت یہ ہے، کہ قرآن مجید کی سماعت کے وقت چند مخصوص چیزیں صوفی کے دل پر طاری ہوتی ہیں، قرآن کی ترتیب اور صوفی کی ذہنی حالت اور اس کی معرفت دونوں چیزیں مل کر اس کے دل میں ایک خاص کیفیت پیدا کرتی ہیں، جن سے صرف وہی لطف اندوز ہوسکتا ہے، دوسرا کسی کیلئے

چنانکہ کسے قصہ مجنوں و لیلے شنود، و معشوقہ خود را یاد کند و
معاملہ کہ درمیان وے می گذرد مستحضر ساند، و دریں جا
فائدہ ایست اہم آں را باید دانست، کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم فن اعتبار را معتبر داشتہ اند و دراں راہ سلوک
فرمودہ اند تا سنت باشد علمائے امت را و فتح طریقے
باشد علوم موہوبہ ایشاں را مانند آنکہ آیت فاما من اعطی
واتقی در مسئلہ قدر تمثیل خوانند، اگرچہ معنے منطوق آیت
آن ست، کہ ہر کہ ایں کارہا کردہ است او را راہ جنت و نعیم
بنمائیم، و ہر کہ اضداد آں عمل آوردہ است او را راہ دوزخ و
تعذیب بکشائیم لیکن بطریق اعتبار تواں دانست، کہ ہر کسے
را برائے حالتے آفریدہ اند و آں حالت بر وے جاری می
کند من حیث یدری او لا یدری، پس بایں اعتبار آیہ
را بہ مسئلہ قدر ربطے واقع شد، و ہم چنیں آیت و نفس
وما سواھا معنی منطوقش آنست کہ بر بر و اثم مطلع ساخت

كَمِثْلِ مَنْ سَمِعَ مِنَ الْعُشَّاقِ قِصَّةَ لَيْلٰى وَالْمَجْنُوْنِ
فَتَذَكَّرَ مَعْشُوْقَةً لَهٗ فَيَسْتَحْضِرُ مَا كَانَ مِنَ الْمُعَامَلَةِ بَيْنَهٗ
وَبَيْنَ مَحْبُوْبَتِهٖ وَهٰهُنَا فَائِدَةٌ مُهِمَّةٌ يَنْبَغِي الْاِطِّلَاعُ عَلَيْهَا
وَهِيَ اَنَّ حَضْرَتَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ فَنَّ الْاِعْتِبَارِ
مُعْتَبَرًا وَسَلَكَ ذٰلِكَ الطَّرِيْقَ لِتَكُوْنَ سُنَّةً لِعُلَمَاءِ الْاُمَّةِ
وَيَكُوْنَ ذٰلِكَ فَتْحًا لِبَابِ مَوْهُوْبٍ لَهُمْ مِنَ الْعُلُوْمِ كَاٰيَةِ
فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى قَرَاَهَا فِيْ مَسْئَلَةِ الْقَدْرِ بِالتَّمْثِيْلِ
وَاِنْ كَانَ مَنْطُوْقُ الْاٰيَةِ اَنَّ مَنْ عَمِلَ هٰذِهِ الْاَعْمَالَ نُهْدِيْهِ
اِلٰى طَرِيْقِ الْجَنَّةِ وَالنَّعِيْمِ وَمَنْ عَمِلَ بِضِدِّهَا نُقَدِّمُ لَهٗ
طَرِيْقَ النَّارِ وَالتَّعْذِيْبِ وَلٰكِنْ يُمْكِنُ اَنْ يُعْلَمَ بِطَرِيْقِ الْاِعْتِبَارِ
اَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ خُلِقَ لِحَالَةٍ تَجْرِيْ عَلَيْهِ تِلْكَ الْحَالَةُ مِنْ
حَيْثُ يَدْرِيْ اَوْ لَا يَدْرِيْ فَبِهٰذَا الْاِعْتِبَارِ وَقَعَ لِهٰذِهِ
الْاٰيَةِ ارْتِبَاطٌ بِمَسْئَلَةِ الْقَدْرِ وَكَذٰلِكَ اٰيَةُ وَنَفْسٍ وَّمَا
سَوّٰىهَا مَنْطُوْقُهَا اَنَّهٗ اَطْلَعَ عَلَى الْبِرِّ وَالْاِثْمِ۔

وہ قطعی بے حقیقت ہوتی ہے، اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی عاشق صادق لیلے مجنوں کا قصہ سن لے، تو اپنے محبوب کو یاد کرنے لگتا ہے، اور جو معاملات دونوں کے درمیان گذر چکے ہیں، ان کے تصور میں غرق ہو جاتا ہے لیکن اس سے دوسروں کو کیا سروکار، لہذا متصوفانہ نکات بھی تفسیر قرآن سے غیر متعلق ہیں۔

ایک اہم نکتہ گفتگو کے اس مرحلہ پر ایک اہم نکتہ اور بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فن اعتبار کو درست قرار دیا ہے، بلکہ اس پر بنفس نفیس عمل بھی فرمایا ہے، تاکہ امت کے علماء کے لئے سنت اور نمونہ ہو جائے، اور جو علوم اس امت کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کئے گئے ہیں، انہیں سمجھنے اور ان تک پہنچنے کے لئے ایک راستہ اور کھل جائے مثلاً آیت ذیل:۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ..... الخ "جس نے عطا کیا اور اللہ سے ڈرا"

اس آیت کو مسئلہ قدر میں بطور مثال کے پیش کیا جاتا ہے، حالانکہ اس کا ظاہری مطلب یہ ہے، کہ جو لوگ اس قسم کے اعمال بجا لاتے ہیں، ان کے لئے جنت اور اس کی نعمتیں ہیں، اور جو لوگ اس کے خلاف عمل کرتے ہیں، ان کے لئے جہنم اور اس کا عذاب ہے، لیکن فن اعتبار کی رو سے اس آیت کا یہ مطلب بھی سمجھا جا سکتا ہے، کہ ہر شخص کو ایک مخصوص حالت کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اور وہ اس حالت میں مبتلا ہو کے رہتا ہے خواہ وہ اس سے واقف ہو یا ناواقف۔ اس لحاظ سے آیت زیر بحث کا مسئلہ قدر سے بھی ربط ہو گیا، اسی طرح ذیل کی آیت:۔

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا۔ اس آیت کے ظاہری معنی تو یہ ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے نیکی اور بدی سے مطلع کر دیا ہے

لیکن خلق صورت علمیہ بر و اثم را باآں بر و اثم اجمالاً در وقت نفخ روح مشابہتے ہست پس باعتبارے تواں بایں آیہ دریں مسئلہ استشہاد کرد واللہ اعلم۔

وَلٰكِنْ بَيْنَ خَلْقِ الصُّوْرَةِ الْعِلْمِيَّةِ بِالْبِرِّ وَالْإِثْمِ وَخَلْقِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ إِجْمَالًا فِي وَقْتِ نَفْخِ الرُّوْحِ مُشَابَهَةٌ فَيُمْكِنُ الْاِسْتِشْهَادُ بِهٰذِهِ الْآيَةِ فِي هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ بِالْاِعْتِبَارِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔

فصل

غریب قرآن کہ در احادیث آں را بمزید اہتمام و بیان فصل تخصیص کردہ شد انواع است، پس غریب در فن تذکیر بآلاء اللہ آیتے ست کہ جامع باشد جملہ عظیمہ را از صفات حق عز و جل مثل آیت الکرسی، و سورہ اخلاص، و آخر سورہ حشر و اول سورہ مومن، و غریب فن تذکیر بایام اللہ آیتے ست کہ در وے قصہ قلیل الذکر دراں آیت بیان کردہ شود، یا قصہ معلومہ را بہ تفصیل ہرچہ تمام تر آوردہ شود، یا قصہ عظیم الفائدہ را، کہ محل اعتبارات بسیار ست، ذکر کردہ شود، لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در قصہ حضرت موسیٰ و حضرت خضر فرمودند۔

فَصْلٌ

غَرِيْبُ الْقُرْاٰنِ الَّذِيْ ذُكِرَ فِي الْحَدِيْثِ بِمَزِيْدِ الْاِهْتِمَامِ وَخُصِّصَ بِبَيَانِ الْفَصْلِ أَنْوَاعٌ فَالْغَرِيْبُ فِيْ فَنِّ التَّذْكِيْرِ بِآلَاءِ اللّٰهِ هِيَ آيَةٌ جَامِعَةٌ لِجُمْلَةٍ عَظِيْمَةٍ مِنْ صِفَاتِ الْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ مِثْلُ آيَةِ الْكُرْسِيِّ وَسُوْرَةِ الْإِخْلَاصِ وَآخِرِ سُوْرَةِ الْحَشْرِ وَأَوَّلِ سُوْرَةِ الْمُؤْمِنِ وَالْغَرِيْبُ فِيْ فَنِّ التَّذْكِيْرِ بِأَيَّامِ اللّٰهِ هِيَ آيَةٌ يُبَيَّنُ فِيْهِ قِصَّةٌ قَلِيْلَةُ الذِّكْرِ أَوْ قِصَّةٌ مَعْلُوْمَةٌ يُجَادُ فِيْهَا بِمَزِيْدِ تَفْصِيْلٍ أَوْ قِصَّةٌ عَظِيْمَةُ الْفَائِدَةِ تَكُوْنُ مَحَلَّ الْاِعْتِبَارَاتِ الْكَثِيْرَةِ وَلِهٰذَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قِصَّةِ مُوْسٰى وَخَضِرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نیکی اور بدی کی معنوی شکلوں میں، اور اس اجمالی نیکی و بدی میں جو نفخ روح کے وقت انسانی فطرت میں پیدا ہوتی ہے، پوری پوری مشابہت ہوتی ہے، لہذا فن اعتبار کی رو سے اس آیت کو بھی مسئلہ قدر میں بطور شہادت کے پیش کیا جا سکتا ہے۔

فصل چہارم

قرآن مجید کے غریب مقامات

قرآن مجید کے غریب مقامات جن کی اہمیت کے پیش نظر ان کے بیان کے لئے حدیث کی کتابوں میں علیحدہ فصلیں اور مستقل عنوانات قائم کئے گئے ہیں، ان کی مختلف قسمیں ہیں، چنانچہ وہ آیات جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیوں سے ہے، ان کے غریب مقامات وہ ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کی عظیم صفات کا تذکرہ ہے مثلاً آیۃ الکرسی سورہ اخلاص سورہ حشر کا آخری حصہ، اور سورہ مومن کی ابتدائی آیات، وہ آیات جن کا تعلق قصص و واقعات سے ہے، ان کے غریب مقامات وہ ہیں جہاں کوئی ایسا قصہ بیان کیا گیا ہو جس کا کم ذکر ہوتا رہا ہو، یا کسی ایسے قصہ کو جو پہلے سے معلوم ہو ضروری تفصیلات کے ساتھ پیش کیا گیا ہو، یا کوئی ایسا واقعہ نقل کیا گیا ہو، جو اپنے فوائد و نتائج کے اعتبار سے انتہائی اہم ہو جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ اور جناب خضر کے

کہ آرزو کردم کہ موسیٰ با خضر زیادہ تر صبر کردے، تا خدائے تعالیٰ برما قصہ آں ذکر فرمودے، وغریب فن تذکیر بالموت وما بعد آں آیتے ست کہ جامع باشد احوال قیامت را مثلاً ولہذا در حدیث آمدہ است، کہ ہر کرا خواہد کہ قیامت را گویا بہ چشم خود مے بیند، سورہ اذا الشمس کورت بخواند وغریب فن احکام آیتے ست کہ مشتمل باشد بر بیان حدود وتعیین وضعے خاص مانند تعیین صد تازیانہ در حد زنا وتعیین سہ حیض یا سہ طہر در عدت مطلقہ وتعیین حصص مواریث وغریب فن مخاصمہ آیتے است کہ دراں سوق جواب بہ نہجے غریب واقع شود، کہ قاطع شبہ بابلغ وجوہ باشد، یا مقرون کردہ شود، بیان حال ایں فریق بہ مثل واضح کمثل الذی استوقد نارا وہم چنیں بیان شناعت عبادات اصنام وفرق در مرتبہ خالق ومخلوق ومالک ومملوک بامثلہ عجیبہ بیان کردہ شود۔

تمنيت لو كان موسى صبر مع الخضر حتى أن ذكر الله تعالى من قصتهما علينا والغريب في فن التذكير بالموت وما بعده هي آية تكون جامعة لأحوال العقبى متمثلاً ولهذا جاء في الحديث الذي يريد كأنه يرى القيامة بعينه قل له اقرأ سورة إذا الشمس كورت والغريب في فن الأحكام هي آية تكون مشتملة على بيان حدود وتعيين وضع خاص مثل تعيين مائة جلدة في حد الزنا وتعيين ثلث حيض أو ثلاثة أطهار في عدة المطلقة وتعيين أنصباء المواريث والغريب في فن المخاصمة هي آية يقع فيها سوق الجواب بنهج غريب يقطع الشبهة بأبلغ وجه أو يقرن بيان حال هذا الفريق بمثل واضح كمثل الذي استوقد نارا وهكذا بيان شناعة عبادة الأصنام والفرق بين مرتبة الخالق والمخلوق والمالك والمملوك بأمثلة عجيبة۔

قصہ کے سلسلہ میں فرمایا ہے، کہ میری آرزو تھی، کہ حضرت موسیٰ جناب خضر کی معیت میں کچھ دیر اور صبر کر سکتے، اور اللہ تعالیٰ ان کے مزید واقعات ہم سے بیان کرتا۔ وہ آیات جن کا تعلق موت، اور موت کے بعد کے حالات و واقعات سے ہے، ان میں غریب آیات سے مراد ایسی آیات ہیں، جو قیامت کی تمام تفصیلات پر مشتمل ہوتی ہیں، چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے، کہ جو شخص قیامت کے حالات کو اس طرح معلوم کرنا چاہتا ہو، گویا وہ روز قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے، تو اسے سورہ "اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ" کو پڑھنا چاہیئے۔

فن احکام میں غریب مقامات سے وہ آیات مراد ہیں، جن میں حدود الٰہی کا ذکر ہو، یا کسی خاص حالت یا وضع کو معین کیا گیا ہو، مثلاً زنا کی حد میں سو کوڑے معین کرنا، یا زن مطلقہ کی عدت کے لئے تین حیض، اور تین طہر کی مدت کی تعیین، یا میراث میں وارثوں کے لئے الگ الگ حصوں کا تعین، اور فن مخاصمہ میں، یعنی وہ آیات جن کا تعلق دوسرے مذاہب کے اشکال اور ان کے جوابات سے ہے، غریب سے مراد وہ آیات ہیں، جن میں شبہات کا جواب اتنے عمدہ اور عجیب وغریب طریقہ سے دیا گیا ہوتا ہے، کہ تمام شبہات بہترین طریقہ سے دور ہو جاتے ہیں، یا پھر اس فرقہ کی حالت کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہوتا ہے، مثلاً۔

كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا . . . . الخ "اس شخص کی مانند جس نے آگ روشن کی"

اس آیت میں کافروں کی صحیح حالت کی بڑی عمدگی اور خوبی کے ساتھ تصویر کشی کی گئی ہے اسی طرح بت پرستی کی قباحتیں اور خالق ومخلوق اور مالک ومملوک کے درمیان جو فرق مراتب ہوتا ہے، نئی نئی اور بہترین مثالوں کے ذریعہ بیان کیا گیا ہوتا ہے

یا حبط اعمال اہل ریا و سمعہ بابلغ وجوہ بیان کردہ آید وغرائب
قرآن در ابواب مذکورہ محصور نیست، اگاہے غریب از جہتہ
بلاغت کلام و ائق بودن اسلوب آں باشد مثل سورہ
الرحمن ولہذا آں را در حدیث عروس القرآن نامیدہ شد
وگاہے غرائب از جہت تصویر صورت سعید و شقی باشد
در حدیث آمدہ است لکل آیۃ منہا ظہر وبطن ولکل
حد مطلع پس باید دانست کہ ظہر ایں علوم پنجگانہ چیزے
است کہ مدلول کلام و منطوق آں باشد و بطن در تذکیر
بآلاء اللہ تفکر است در آلاء و مراقبہ حق ست و در تذکیر
بایام اللہ معرفت مناط مدح و ذم و ثواب و عذاب
است از آں قصص و پند پذیر فتن۔

أَوْ بَيَانِ إِحْبَاطِ أَعْمَالِ أَهْلِ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ بِأَبْلَغِ وَجْهٍ
وَغَرَائِبُ الْقُرْآنِ لَيْسَتْ بِمَحْصُورَةٍ فِي الْأَبْوَابِ الْمَذْكُورَةِ
فَأَحْيَانًا يَكُونُ غَرِيبًا مِنْ جِهَةِ بَلَاغَةِ الْكَلَامِ وَرَائِقِ
أُسْلُوبِهِ مِثْلَ سُورَةِ الرَّحْمٰنِ وَلِهٰذَا سُمِّيَتْ فِي الْحَدِيثِ
بِعَرُوسِ الْقُرْآنِ وَأَحْيَانًا يَكُونُ غَرِيبًا مِنْ جِهَةِ تَصْوِيرِ
صُورَةِ سَعِيدٍ وَشَقِيٍّ وَجَاءَ فِي الْحَدِيثِ لِكُلِّ آيَةٍ ظَهْرٌ
وَبَطْنٌ وَلِكُلِّ حَدٍّ مُطَّلَعٌ فَيُعْلَمُ أَنَّ ظَهْرَ هٰذِهِ الْعُلُومِ
الْخَمْسَةِ شَيْءٌ يَكُونُ مَدْلُولَ الْكَلَامِ وَمَنْطُوقَهُ وَالْبَطْنُ
فِي التَّذْكِيرِ بِآلَاءِ اللهِ تَفَكُّرٌ فِي الْآلَاءِ وَمُرَاقَبَةُ الْحَقِّ وَفِي
التَّذْكِيرِ بِأَيَّامِ اللهِ مَعْرِفَةُ مَنَاطِ الْمَدْحِ وَالذَّمِّ
وَالثَّوَابِ وَالْعَذَابِ مِنْ تِلْكَ الْقِصَصِ وَقَبُولُ النَّصِيحَةِ

یا پھر وہ آیات جن میں ریاکاری کی وجہ سے اعمال کے حبط ہو جانے کا تذکرہ بڑے بلیغ انداز سے کیا گیا ہوتا ہے، اس طرح کی تمام آیات قرآن مجید کے غریب مقامات میں شامل ہیں۔

قرآن مجید کی غریب اور نادر آیات، ان کے بیان کی جدت اور ندرت، صرف انہی موضوعات میں منحصر نہیں ہے جن کا مندرجہ بالا سطور میں تذکرہ ہوا ہے اس کے علاوہ اور بھی مقامات ہیں جہاں یہ ندرت بدرجہ اتم موجود ہے، چنانچہ کبھی کبھی محض کلام کی بلاغت یا اسلوب بیان کی لطافت کی وجہ سے بھی آیات میں یہی انداز پیدا ہو جاتا ہے، چنانچہ سورت رحمٰن کی تمام آیات کی یہی حیثیت ہے، اور یہ پورا سورہ ہی ندرت کا ایک عجیب و غریب نمونہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اسے ایک حدیث میں "عروس قرآن" کا نام دیا گیا ہے، کبھی آیات میں اس وجہ سے ندرت پیدا ہو جاتی ہے، کہ اس میں سعید اور شقی، دونوں حالتوں کی انتہائی عجیب انداز سے عکاسی کی گئی ہوتی ہے۔

ایک حدیث میں قرآن مجید کے بارے میں یہ کہا گیا ہے۔ کہ:۔

لِكُلِّ آيَةٍ مِنْهَا ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَلِكُلِّ حَدٍّ مُطَّلَعٌ

"قرآن مجید کی ہر آیت کا ایک ظاہر ہوتا ہے، اور ایک باطن ...... الخ

چنانچہ قرآن مجید کے پانچوں مطالب جن کی صراحت پہلے باب کی ابتدائی سطروں میں کی جا چکی ہے، ان کی آیات کا ظاہر تو وہی ہے جس پر آیت کے الفاظ براہ راست دلالت کرتے ہیں اور جسے عرف عام میں معنی یا مطلب کہا جاتا ہے بطن البتہ تمام مباحث کا الگ الگ ہوتا ہے، چنانچہ تذکیر بآلاء اللہ کا باطن تفکر ہے یعنی اللہ تعالےٰ کی نعمتوں اور نشانیوں میں غور و فکر کرنا، اور ذات حق کا ذہنی اور باطنی مشاہدہ کرنا، تذکیر بایام اللہ کا باطن قصص و حکایات کے وہ نکات ہیں جن سے مدح و ذم، یا عذاب و ثواب کا تعلق ہوتا ہے یعنی وہ اسباب جن کی بنا پر مدح کی گئی اور ثواب کا وعدہ کیا گیا، یا مذمت ہوئی، اور عذاب کی تہدید کی گئی، اور وہ نصیحت و عبرت ہے، جو ان قصص و واقعات سے حاصل کی جا سکتی ہے

ودر تذکیر بالجنۃ والنار ظہور خوف و رجا و آں امور را رأی العین ساختن و در آیات احکام استنباط احکام خفیہ لحن و اسے و ایما و اشارات و در مخاصمت فرق ضالہ معرفت اصل آں قبائح و لاحق ساختن مثل آں بآں و مطلع ظہر معرفت لسان عرب و آثار متعلقہ بفن تفسیر و مطلع بطن لطف ذہن و استقامت فہم بالنور باطن و حالت سکینہ است، واللہ اعلم۔

وَفِي التَّذْكِيرِ بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ ظُهُوْرُ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ وَجَعْلُ تِلْكَ الْأُمُوْرِ رَأْيَ الْعَيْنِ وَفِي آيَاتِ الْأَحْكَامِ اسْتِنْبَاطُ الْأَحْكَامِ الْخَفِيَّةِ بِالتَّحَرِّيْ وَالْإِيمَاءَاتِ وَفِي مُخَاصَمَةِ فِرَقِ الضَّالَّةِ مَعْرِفَةُ أَصْلِ تِلْكَ الْقَبَائِحِ وَإِلْحَاقُ مِثْلِهَا بِهَا وَمَطْلَعُ الظَّهْرِ مَعْرِفَةُ لِسَانِ الْعَرَبِ وَمَعْرِفَةُ الْآثَارِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِفَنِّ التَّفْسِيْرِ وَمَطْلَعُ الْبَطْنِ لُطْفُ الذِّهْنِ وَاسْتِقَامَةُ الْفَهْمِ بِنُوْرِ الْبَاطِنِ وَحَالَةُ السَّكِيْنَةِ وَاللهُ أَعْلَمُ

فصل

از علوم وہبیہ در علم تفسیر کہ بآں اشارت کردیم تاویل قصص انبیاء است علیہم السلام و فقیر برائے ایں فن رسالہ تالیف کردہ است مسماۃ بتاویل الاحادیث، و مراد از تاویل آں ست

فَصْلٌ

مِنَ الْعُلُوْمِ الْوَهْبِيَّةِ فِيْ عِلْمِ التَّفْسِيْرِ الَّتِيْ أَشَرْنَا إِلَيْهَا تَأْوِيْلُ قَصَصِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَلِلْفَقِيْرِ فِيْ هٰذَا الْفَنِّ رِسَالَةٌ مُسَمَّاةٌ بِتَأْوِيْلِ الْأَحَادِيْثِ، وَالْمُرَادُ مِنَ التَّأْوِيْلِ۔

وہ آیات جن کا تعلق جنت و جہنم کے تذکرہ سے ہے، ان کا باطن یہ ہے، کہ انسان کے دل میں خوف و رجا کے احساسات پیدا ہوں، اور وہ کیفیت طاری ہو گویا جنت و جہنم کو بچشم خود دیکھا جا رہا ہے، اور آیات احکام کا باطن یہ ہے، کہ آیت کے سیاق اور اشارات کے ذریعہ ان احکام کو معلوم کیا جائے، جو پوشیدہ ہیں، اور آیات کے الفاظ سے براہ راست ظاہر نہیں ہوتے، وہ آیات جن کا تعلق حجت اور مخاصمہ سے ہے، ان کا باطن یہ ہے، کہ اصل برائیوں کو سمجھا جائے، اور اس طرح کی جتنی بھی برائیاں ہو سکتی ہیں، سب کا احصار کر لیا جائے۔

مذکورہ بالا حدیث کا دوسرا ٹکڑہ یہ ہے، کہ ہر حد کا ایک مطلع ہے" چنانچہ آیات کے ظاہر میں مطلع سے مراد عربی زبان کا سمجھنا، اور تفسیر قرآن کی دوسری ضروریات اور متعلقات کا جاننا ہے، اور آیات کے باطن میں مطلع سے مراد لطافت ذہن اور درستگی فہم اور نور باطن اور اطمینان قلب ہے۔

فصل پنجم

انبیاء علیہم السلام کے قصص کی تاویل

تاویل قصص علم تفسیر سے تعلق رکھنے والے وہ وہبی علوم جن کی طرف اس سے پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے، ان میں سے ایک انبیاء علیہم السلام کے قصص کی تاویل کا علم بھی ہے، میں نے اس موضوع پر ایک الگ اور مستقل رسالہ مرتب کیا ہے، جس کا نام "تاویل احادیث" ہے، یہاں پر تاویل سے مراد یہ ہے۔

کہ ہر قصہ کہ واقع شد آن را مبداء باشد از استعداد پیغامبر و قوم او و از تدبیرے کہ خدائے تعالیٰ دراں وقت خواستہ است و گویا برہمیں معنی اشارہ رفتہ است در آیت و یعلمك من تاویل الاحادیث دیگر تنقیح علوم خمسہ کہ منطوق قرآن عظیم ہمان ست و داستانے ازاں باب در اول رسالہ گذشت فلیرجع، دیگر ترجمہ بزبان فارسی بوجہے کہ مشابہ عربی باشد، در قدر کلام و در تخصیص و تعمیم و غیر آں، و آن را در فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن ثبت نمودیم ہر چند در بعض مواضع بسبب خوف عدم فہم ناظراں بدون تفصیل آں شرط را ترک کردہ باشیم، دیگر علوم خواص قرآن است، سابقہ جماعت در خواص قرآن تکلم نمودہ اند۔ بدوو جہ بوجہے کہ بدعا ماند

هُوَ اَنْ يَكُوْنَ لِكُلِّ قِصَّةٍ وَقَعَتْ مَبْدَأٌ مِنْ اِسْتِعْدَادِ الرَّسُوْلِ وَقَوْمِهٖ وَمِنَ التَّدْبِيْرِ الَّذِيْ اَرَادَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ وَكَاَنَّهٗ اَشَارَ اِلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى فِيْ اٰيَةِ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَمِنَ الْعُلُوْمِ الْوَهْبِيَّةِ تَنْقِيْحُ الْعُلُوْمِ الْخَمْسَةِ الَّتِيْ هِيَ مَنْطُوْقُ الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ مَرَّ مِنْ ذٰلِكَ الْبَابِ جُمْلَةٌ فِيْ اَوَّلِ الرِّسَالَةِ فَرَاجِعْهُ، وَمِنَ الْعُلُوْمِ الْوَهْبِيَّةِ تَرْجَمَتُهٗ بِاللِّسَانِ الْفَارِسِيِّ عَلٰى وَجْهٍ مُشَابِهٍ لِلْعَرَبِيِّ فِيْ قَدْرِ الْكَلَامِ وَالتَّخْصِيْصِ وَالتَّعْمِيْمِ وَغَيْرِهَا اَثْبَتْنَاهَا فِيْ فَتْحِ الرَّحْمٰنِ فِيْ تَرْجَمَةِ الْقُرْاٰنِ وَاِنْ كُنَّا تَرَكْنَا هٰذَا الشَّرْطَ فِيْ بَعْضِ مَوَاضِعَ بِسَبَبِ خَوْفِ عَدَمِ فَهْمِ النَّاظِرِيْنَ بِدُوْنِ التَّفْصِيْلِ وَمِنَ الْعُلُوْمِ الْوَهْبِيَّةِ عِلْمُ خَوَاصِّ الْقُرْاٰنِ وَقَدْ تَكَلَّمَ جَمَاعَةٌ فِيْ خَوَاصِّ الْقُرْاٰنِ عَلٰى وَجْهَيْنِ وَجْهٌ

کہ انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں جو واقعہ بھی پیش آیا، اس کا کوئی نہ کوئی مبداء ضرور ہوگا، جس کا تعلق اس پیغمبر اور اس کی امت کی صلاحیت اور استعداد سے ہوگا، ساتھ ہی اس کا تعلق ان تدابیر سے بھی ہوگا جسے اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں پسند اور اختیار فرمایا ہوگا، گویا اس قصہ کی بنیاد تین امور پر ہوگی، پیغمبر کی استعداد، امت کی صلاحیت، اور زمانہ کا تقاضا، لہٰذا قصہ کی تاویل سے مراد یہ ہے، کہ ان تینوں چیزوں کی روشنی میں اس قصہ کا مقصد متعین کیا جائے، اور یہ کام آسان نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت اور توجہ کا محتاج ہے، جیسا کہ اسی حقیقت کی جانب مندرجہ ذیل آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔

وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ

"اور میں نے آپ کو احادیث کی تاویل کرنا سکھایا"

تنقیح علوم پنجگانہ

علم تفسیر سے تعلق رکھنے والا، دوسرا وہبی علم، ان علوم پنجگانہ کی تنقیح اور تجزیہ ہے، جو قرآن عظیم کا براہ راست مقصود ہیں، اس سلسلہ کے چند امور اس رسالہ کے ابتدائی باب میں بیان کئے جا چکے ہیں، لہٰذا اس بحث کو وہاں دیکھنا چاہیئے، اس کے علاوہ ایک مختصر سی تفصیل، میں نے زبان فارسی میں بھی مرتب کی ہے، یہ فارسی عربی سے بہت زیادہ مشابہ ہے، اس میں، میں نے کلام کی قدر اور اس کی تعمیم اور تخصیص وغیرہ سے بحث کی ہے، اور اس تمام مبحث کو ایک اور رسالہ میں درج کیا ہے، جس کا نام فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن ہے، اگرچہ اس مبحث میں بھی چند امور محض اس وجہ سے تشنۂ تفصیل طلب رہنے دیئے گئے ہیں، کہ ان تفصیلات کو پڑھنے والے سمجھ نہ سکیں گے۔

خواص قرآن

اس سلسلہ کا تیسرا علم، قرآن مجید کے خواص کا علم ہے، اگرچہ زمانہ گذشتہ میں ایک جماعت نے اس علم سے بھی بحث کی ہے لیکن انہوں نے اس موضوع پر جو کچھ لکھا ہے، اس سے لاکھ درجہ بہتر ہوتا، اگر وہ قلم ہی نہ اٹھاتے کیونکہ انہوں نے قرآن کے خواص کی اصل روح کو صدمہ پہنچایا ہے، کچھ لوگوں نے تو اسے دعا بنا دیا ہے، اور کچھ

دیوجہے کہ بسحر مانند استغفر اللہ منہ، واین نقیر را بیروں از آنچہ منقول است بابے فتح نمودہ اند و بیک بار اسماء حسنٰے و آیات عظمٰے وادعیہ متبرکہ را درکنار من نہادہ اند، کہ ایں عطیہ ما است ور تصریف، اما ہر آیتے واسمے ودعائے شرط است بشروطیکہ در قاعدہ نمی گنجد بلکہ قاعدہ آں انتظار عالم غیب است، چنانکہ حالت استخارہ مے باشد، تا از عالم غیب بکدام آیت واسم اشارہ مے رود. دبیان آیت واسم را بطورے ازا طوار مقررہ نزدیک اہل فن تلاوت باید کرد و این ست، آنچہ دریں رسالہ قصد ایراد آن کردہ بودیم والحمد للہ اولاً واخراً ظاہراً وباطناً۔

وَوَجْہٌ کَالسِّحْرِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْہُ وَلٰکِنَّ الْفَقِیْرَ نَتَحُوْا بَابًا خَارِجًا مِنَ الْمَنْقُوْلِ وَوَضَعُوْا فِیْ حِجْرِیْ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً جَمِیْعَ الْاَسْمَاءِ الْحُسْنٰی وَالْاٰیَاتِ الْعُظْمٰی وَالْاَدْعِیَۃِ الْمُبَارَکَۃِ وَقَالُوْا خُذْ ھٰذِہٖ عَطِیَّتُنَا فِی التَّصْرِیْفِ وَلٰکِنْ کُلُّ اٰیَۃٍ وَّاِسْمٍ وَّدُعَاءٍ مَشْرُوْطٌ بِشُرُوْطٍ لَا تَدْخُلُ فِی الْقَاعِدَۃِ بَلْ قَاعِدَتُہَا اِنْتِظَارُ عَالَمِ الْغَیْبِ کَمَا یَکُوْنُ فِیْ حَالَۃِ الْاِسْتِخَارَۃِ یُنْتَظَرُ حَتّٰی بِاَیِّ اٰیَۃٍ اَوِ اسْمٍ یُشَارُ اِلَیْہِ مِنْ عَالَمِ الْغَیْبِ وَیَقْرَأُ تِلْکَ الْاٰیَۃَ وَالْاِسْمَ عَلٰی طَرِیْقَۃٍ مِّنْ طُرُقٍ مُّقَرَّرَۃٍ عِنْدَ اَھْلِ ھٰذَا الْفَنِّ وَھٰذَا الَّذِیْ اَرَدْنَا اِیْرَادَہٗ فِیْ ھٰذِہِ الرِّسَالَۃِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا ظَاہِرًا وَّبَاطِنًا۔

فصل

یکے از علوم کہ بریں دہم ضعیف نزول فرمودہ حل معنی مقطعات قرآن ست

فَصْلٌ

مِنَ الْعُلُوْمِ الَّتِیْ اَنْعَمَ اللّٰہُ بِھَا عَلٰی ھٰذَا الْعَبْدِ الضَّعِیْفِ عِلْمٌ اِنْکَشَفَ بِہِ الْغِطَاءُ عَنِ الْمُقَطَّعَاتِ الْقُرْاٰنِیَّۃِ

لوگوں نے اسے سحر اور جادو کے قریب پہنچا دیا ہے لیکن گذشتہ راہوں سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایک بالکل نیا دروازہ کھول دیا ہے، اور اسمائے حسنیٰ، آیات عظمیٰ اور ادعیہ متبرکہ سب کچھ ایک ساتھ میرے دامن میں ڈال دیا ہے، اور یہ ایک ایسا عطیہ ہے جو صرف میری ذات سے مخصوص ہے، لہٰذا اس سلسلہ میں جو کچھ مجھے معلوم ہے، وہ سب سے الگ، منفرد اور سب سے بہتر ہے حقیقت تو یہ ہے کہ قرآن کی ہر آیت اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہر اسم، اور کلام پاک میں تعلیم کی جانے والی دعا ان تمام چیزوں کے چند شرائط بھی ہیں لیکن ان شرائط کے لئے کوئی اصول یا کوئی قاعدہ معین نہیں کیا جا سکتا، اگر کوئی قاعدہ ہو سکتا ہے، تو صرف یہ کہ انتظار کیا جائے اور دیکھا جائے کہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے، جس طرح سے استخارہ کا قاعدہ ہے کہ یہ دیکھنا پڑتا ہے، کہ غیب سے کس آیت یا کس اسم کی طرف اشارہ ہوتا ہے، اسی طرح اس مقام پر بھی کرنا ہوتا ہے۔ البتہ آیات اور اسماء کے بارے میں مقررہ طریقوں کے ماتحت جو کچھ کہنا یا بیان کرنا ہو، اسے پہلے کسی اہل فن کو سنا لینا چاہیے۔ اس موضوع پر اس سے زیادہ نکات اس رسالہ میں بیان کرنا میں نے مناسب نہیں سمجھا، لہٰذا مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا،

فصل ششم

آیات مقطعات کا حل اور ان کے معنی

اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو علوم میرے ذہن ناقص پر نازل کئے گئے ہیں، ان میں سے ایک آیات مقطعات کے حل اور

وآن موقوف بر تمہید مقدمہ است. باید دانست کہ حروف ہجا کہ اصول کلمات عرب است ہر یکے را از انہا معنے ہست بسیط از غایت تازگی تعبیر از آں بغیر رمز اجمالی نمے تواں کرد از ہمیں جاست کہ بسیارے از مواد متقاربہ متفق یا متقارب مے باشند در معنی مانند آنکہ اذکیا از اہل ادب ذکر کردہ اند کہ ہر کجا نون وفا جمع شدہ است دلالت مے کند بر معنے خروج بوجہے از وجوہ مانند نفر ونفث ونفح ونفخ ونفق ونفد ونفذ وہر کجا فا ولام جمع شدہ است دلالت می کند بر معنی شگافتن مثل فلق وفلح وفلج وفلذ وفلد واز ہمیں جاست کہ اذکیا از اہل ادب مے دانند کہ یک کلمہ را بر وجوہ بسیار نطق کنند

وَلَا بُدَّ فِي بَيَانِهِ مِنْ تَمْهِيدِ مُقَدِّمَةٍ فَاعْلَمْ أَنَّ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْ حُرُوفِ التَّهَجِّي الَّتِي بِهَا تَتَأَلَّفُ كَلِمَاتُ الْعَرَبِ مَعْنًى بَسِيطًا لَا يُمْكِنُ التَّعْبِيرُ عَنْهُ إِلَّا بِإِشَارَةٍ لَطِيفَةٍ غَامِضَةٍ وَمِنْ هٰهُنَا مَا يُشَاهَدُ أَنَّ كَثِيرًا مِنَ الْمَوَادِّ الْمُتَقَارِبَةِ إِمَّا مُتَّفِقَةٌ مَعْنًى أَوْ مُتَقَارِبَةٌ كَمَا ذَكَرَ الْأَذْكِيَاءُ مِنَ الْأُدَبَاءِ مِنْ أَنَّ كُلَّ كَلِمَةٍ أَوَّلُهَا نُونٌ وَثَانِيهَا فَاءٌ تَدُلُّ عَلَى مَعْنَى الْخُرُوجِ بِوَجْهٍ مِنَ الْوُجُوهِ مِثْلُ نَفَرَ وَنَفَثَ وَنَفَحَ وَنَفَخَ وَنَفَقَ وَنَفِدَ وَنَفَذَ وَكَذَا كُلُّ كَلِمَةٍ أَوَّلُهَا فَاءٌ وَثَانِيهَا لَامٌ تَدُلُّ عَلَى مَعْنَى الشَّقِّ وَالْفَتْحِ مِثْلُ فَلَقَ وَفَلَحَ وَفَلَجَ وَفَلَذَ وَفَلَدَ وَمِنْ هٰهُنَا مَا يَعْرِفُهُ النَّحَارِيرُ مِنْ مَهَرَةِ الْأَدَبِ أَنَّ الْعَرَبَ كَثِيرًا مَا يَنْطِقُونَ بِكَلِمَةٍ عَلَى وُجُوهٍ شَتَّى۔

معنی کا علم بھی ہے لیکن موضوع پر گفتگو شروع کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ کچھ باتیں تمہید یہ مقدمہ کے طور پر بیان کر دی جائیں

تمہید وہ حروف تہجی جن پر عربی کلمات اور الفاظ کی بنیاد ہے، ان میں سے ہر حرف کے بڑے بسیط اور وسیع معانی ہیں، اور ان معنوں میں اتنی ندرت اور تازگی ہے، کہ انہیں لفظ در لفظ میں بیان کرنا ناممکن ہے، اس کے لئے ضروری ہے، کہ اجمالی طور پر ہی سہی لیکن کچھ نہ کچھ تفصیل ضرور بیان کی جائے۔

اجتماع حروف حروف تہجی کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ ایسے تمام حروف جن کے مادے ایک دوسرے سے قریب اور مشابہ ہوتے ہیں، ان کے معنی بھی ایک ہوتے ہیں اگر بالکل ہی ایک نہ بھی ہوں، تو ایک دوسرے کے قریب ضرور ہوتے ہیں، جیسا کہ ذہین اور تیز فہم ادیبوں اور علماء ادب نے اس نکتہ پر پوری تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے، چنانچہ ان کی تصریح کے مطابق جب کبھی کسی لفظ میں نون اور فا اکٹھا ہو جاتے ہیں، تو کسی نہ کسی حیثیت سے خروج یا باہر نکلنے کے معنے دیتے ہیں، مثلاً نفر، نفث، نفح، نفخ، نفق، نفد، اور نفذ یہ تمام لفظ کسی نہ کسی چیز کے اندر سے باہر آنے کے ہوتے ہیں، خواہ کسی چیز کا مجمع سے نکلنا ہو، یا کسی چیز کا سینہ سے نکلنا ہو یا کسی چیز کا ہاتھ سے نکلنا ہو، بہر حال نکلنا تمام الفاظ کے معنی کی بنیاد ہے۔ اسی طرح جب ف اور ل کسی لفظ میں اکٹھا ہوتے ہیں، تو پھوٹنے اور شگافتہ ہونے کے معنی دیتے ہیں مثلاً فلق، فلح، فلج، فلد اور فلذ ان میں سے ہر ایک لفظ کسی نہ کسی چیز کے پھلنے اور پھوٹنے ہی کے معنی دیتا ہے خواہ کو پھوٹنا ہو یا تاریکی کا چاک ہونا ہو یا بیج کا شگافتہ ہونا ہو۔

حروف کی تبدیلی حروف تہجی کے بارے میں ذہین علماء ادب جن نتائج تک پہنچے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی لفظ کے تمام حروف کو اگر باری باری سے ان حروف سے بدلا جائے جن کا وہ یا مخرج اس حرف کے مخرج سے قریب ہو، تو ایک ہی لفظ بے شمار معنوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے چنانچہ عرب بول سے اس

بہ تبدیل حروف متقاربہ مثل دق، ودک، ودج، دلز باالجملہ شواہد ایں معنی بسیار ست، ومارا اینجا مقصود تنبیہ است لاغیر، وایں ہم لغت عرب ست اگرچہ عرب قح د تنقیح آں نرسند، ونحاۃ نیز ادراک آں نہ کنند چنانکہ مفہوم تعریف جنس وخواص تراکیب اگر از عرب تنقیح بہ پرسی بر تنقیح حقیقت آں قادر نہ باشد، ہرچند اعمال انہا مے کنند، باز موشگافان کلام عرب نیز بر یک مبق نیستند بعضے الطف ست در ذہن از بعض بسا مفہوم کہ جمعے آن را تنقیح کردن دیگراں بر تنقیح آں نہ رسیدند وایں علم نیز از لغت عرب ست، اما دست اکثر موشگافان از تنقیح آں مفہوم قاصر ست، پس حروف مقطعہ

بِتَبْدِيلِ حُرُوْفٍ مُتَقَارِبَةٍ مِثْلَ دَقَّ وَدَكَّ وَدَجَّ وَلَزَّ وَالْحَاصِلُ أَنَّ مَا نُنْشِدُهُ لَهُ شَوَاهِدُ لَا تُحْصٰى وَمَا أَرَدْنَا هٰهُنَا إِلَّا التَّنْبِيْهَ وَهٰذِهِ كُلُّهُ لُغَةٌ عَرَبِيَّةٌ وَإِنْ لَمْ تُدْرِكْهَا الْعَرَبُ الْعَرْبَاءُ وَلَمْ تَبْلُغْ إِلَى كُنْهِهَا النُّحَاةُ وَهٰذَا كَمَا أَنَّ مَفْهُوْمَ تَعْرِيْفِ الْجِنْسِ وَالتَّرَاكِيْبِ الْمَخْصُوْصَةِ إِنْ سَأَلْتَ عَنْهَا الْعَرَبَ لَمْ يَتَمَكَّنُوْا مِنْ بَيَانِ حَقِيْقَتِهَا مَعَ كَوْنِهِمْ مُسْتَعْمِلِيْنَ لَهَا وَالنَّاطِقِيْنَ بِهَا ثُمَّ إِنَّ الْمُدَقِّقِيْنَ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ لَيْسُوْا كَأَسْنَانِ الْمُشْطِ فَبَعْضُهُمْ أَذْكٰى ذِهْنًا مِنْ بَعْضٍ وَمِنْ ثَمَّ تَرٰى جَمْعًا مِنَ الْمُتَفَلِّقِيْنَ السَّحَرَةِ أَوْضَحُوْا مَعْنًى لَمْ يُدْرِكْهُ آخَرُوْنَ وَهٰذَا الْعِلْمُ أَيْضًا مِنْ لَوَازِمِ الْعَرَبِيَّةِ لٰكِنْ يَدُ كَثِيْرٍ مِمَّنْ غَاصَ هٰذَا الْبَحْرَ الزَّخَّارَ الْمُوَاجَ لَمْ تَصِلْ إِلَى تَنْقِيْحِ هٰذَا

طرح کے استعمالات بڑی کثرت سے کئے ہیں، اور لفظ کے ایک ایک حرف کو باری باری تبدیل کرکے اسے متعدد اور مختلف معنوں میں استعمال کیا ہے، مثلاً دق کے ق کو ک سے بدل کے دک، اور دج کے جیم کو ز سے بدل کر لز استعمال کرنا، اس طرح کی مثالیں عرب کے کلام میں عام ہیں، چنانچہ اس طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں، لیکن چونکہ ہمارا مقصد صرف حروف کی اس خصوصیت کی طرف توجہ دلانا ہے، اور وہ اتنے سے پورا ہوسکتا ہے، اس لئے مزید مثالوں کی ضرورت نہیں ہے۔

اگرچہ حروف تہجی کی ان خصوصیات کا تعلق عربی زبان اور لغت ہی سے ہے، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قدیم عرب اس سے واقف نہیں تھے، کم از کم تجزیاتی طور پر اس سے باخبر نہیں تھے عام عربوں کا ذکر نہیں، بڑے بڑے علمائے نحو بھی اسے سمجھنے سے قاصر رہے ہیں، چنانچہ جنس کی تعریف ——— اور اس کا مفہوم پوچھا جائے، یا مختلف تراکیب کے خواص کے بارے میں سوال کیا جائے، تو اس پر روشنی ڈالنے میں ناکام رہیں گے، اور اس کی حقیقت بیان کرنا ان کے لئے مشکل ہوگا، حالانکہ فطری مناسبت کی وجہ سے، وہ استعمال کرتے رہتے ہیں، لیکن حقیقت کی طرف توجہ دینے کی انہیں کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔

اس کے علاوہ کلام عرب کی موشگافیاں کرنے اور اس کی باریکیاں تلاش کرنے والوں کا ذہنی معیار بھی ایک انداز کا نہیں ہوتا، کچھ لوگ نسبتاً زیادہ ذہین اور زیادہ نکتہ رس ہوتے ہیں، چنانچہ بہت سے مفاہیم ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جنہیں کچھ لوگ تو سمجھ لیتے ہیں، اور دوسرے اس سے بے خبر رہتے ہیں، چنانچہ یہ علم بھی اگرچہ عربی لغت ہی سے تعلق رکھتا ہے، لیکن بہت سے ارباب تحقیق یہاں تک پہنچنے سے قاصر رہے ہیں۔

اصل بحث اتنی تمہیدی گفتگو کے بعد اب وہ مقام آگیا ہے، جہاں حروف مقطعات سے گفتگو شروع کی جاسکتی ہے، چنانچہ حروف مقطعات کے مسئلہ میں سب سے پہلے یہ حقیقت ذہن میں رکھنی چاہیے

اسمائے سورا اند بان معنے کہ مجملاً دلالت مے کنند بر آنچہ مفصلاً در سورہ مذکور مے شود، شبیہ بآنکہ نام کتابے چنیں مقرر مے کنند کہ حقیقت آن کتاب را پیش ذہن سامع واضح گرداند، چنانچہ بخاری کتاب خود را الجامع الصحیح المسند فی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نام کردہ است پس معنے الم این ست غیب غیر متعین متعین شد بہ نسبت عالم شہادت کہ متدنس ست، زیرا کہ ہمزہ و ہا ہر دو بمعنے غیب اند، الا آنکہ ہا غیب ایں عالم ست، و ہمزہ غیب عالم مجرد ولہذا در وقت استفہام او ام مے گویند، و در وقت عطف او، زیرا کہ امر مستفہم عنہ امر منتشر ست و آں غیب ست۔

مِنْ أَوَائِلِ السُّوَرِ أَعْلَامٌ مَا تَدُلُّ بِمَعَانِيهَا الْمُجْمَلَةِ عَلَى مَا اشْتَمَلَتِ السُّورَةُ عَلَيْهِ مُفَصَّلَةً كَتَسْمِيَةِ أَرْبَابِ التَّصَانِيفِ وَالتَّأْلِيفِ مُصَنَّفَاتِهِمْ وَمُؤَلَّفَاتِهِمْ بِحَيْثُ يَدُلُّ عَلَمُ الْكِتَابِ عَلَى حَقِيقَةِ مَا فِيهِ مِنَ الْمَعَانِي عِنْدَ ذِهْنِ السَّامِعِ كَمَا أَنَّ الْبُخَارِيَّ سَمَّى جَامِعَهُ بِالْجَامِعِ الصَّحِيحِ الْمُسْنَدِ فِي حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَعْنَى الم الْغَيْبُ الْغَيْرُ الْمُتَعَيِّنِ تَعَيَّنَ بِالنِّسْبَةِ إِلَى عَالَمِ الشَّهَادَةِ الْمُتَدَنِّسِ فَإِنَّ الْهَمْزَةَ وَالْهَاءَ كِلْتَيْهِمَا تَدُلُّ عَلَى الْغَيْبِ إِلَّا أَنَّ الْهَاءَ غَيْبُ هٰذَا الْعَالَمِ وَالْهَمْزَةَ غَيْبُ الْعَالَمِ الْمُجَرَّدِ وَمِنْ هٰهُنَا إِطْلَاقُهُمْ كَلِمَةَ أَوْ أَمْ وَقْتَ الْاِسْتِفْهَامِ وَوَقْتَ الْعَطْفِ أَوْ فَإِنَّ الْأَمْرَ الْمُسْتَفْهَمَ عَنْهُ أَمْرٌ مُنْتَشِرٌ وَهُوَ غَيْبٌ

کران کی حیثیت ان سورتوں کے نام یا عنوان سی ہے جس سورہ سے اس کا تعلق ہوتا ہے، چنانچہ جو باتیں سورہ میں تفصیلی طور پر مذکور ہوتی ہیں۔ وہ اجمالی طور پر حروف مقطعات میں بھی مضمر ہوتی ہیں مثلاً کوئی کتاب لکھی جاتی ہے، اور اس کا ایک نام رکھا جاتا ہے، لیکن نام رکھنے میں ہمیشہ کتاب کے مضمون کی مناسبت کا خیال رکھا جاتا ہے، اور ایک ایسا نام تجویز کیا جاتا ہے جس کے سنتے ہی کتاب کی حقیقت اور اس کا مفہوم سننے والے کے ذہن میں آجائے، مثلاً علامہ بخاری نے اپنی حدیث کی کتاب کا نام "جامع الصحیح المسند نے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" رکھا ہے، اس نام کے سنتے ہی یہ علم ہو جاتا ہے، کہ اس کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ کو جمع کیا گیا ہے۔

الٓمٓ:۔ چنانچہ الم بھی پہلے سورہ کا عنوان ہے، اس کے معنے یہ ہیں، کہ عالم غیب کی وہ چھپی ہوئی حقیقتیں جو اپنی جگہ متعین ہونے کے باوجود عالم ظاہری یعنی دنیا کے اعتبار سے غیر متعین تھیں، اب اس اعتبار سے بھی متعین ہو گئیں الم کے یہ معنی جو بیان کئے گئے ہیں، اس کی بنیاد یہ ہے، کہ ہمزہ اور ہ یہ دونوں حرف غیب کے معنی دیتے ہیں، البتہ دونوں میں اتنا فرق ہے، کہ ہ کا تعلق اس دنیا کے غیب سے ہے، اور ہمزہ کا تعلق اس عالم یعنی عالم مجرد کے غیب اور اس کے پوشیدہ امور سے ہے۔

ھمزہ:۔ دوسرے لفظوں میں ہمزہ کا تعلق ایسے غیب سے ہے جو غیر متعین ہو، اس کا ثبوت یہ ہے کہ عام بول چال میں جب کسی ایسے امر کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، جو ابھی تک غیر متعین ہو، تو اَم استعمال کیا جاتا ہے یعنی حرف استفہام میں ہمزہ کو جزو اول کی حیثیت حاصل ہے، اور جب اس طرح کے جملہ استفہامیہ پر کسی دوسرے جملہ کو عطف کیا جاتا ہے، تو حرف اَو استعمال کیا جاتا ہے، اور اس کا جزو اول بھی ہمزہ ہی ہے، اور یہ عطف اس پر دلالت کرتا ہے، کہ وہ امر غیب جس کے بارے میں سوال کیا جا رہا ہے، ابھی تک منتشر اور غیر متعین ہے، ورنہ اَو کے ذریعہ سوال ہی نہیں

بنسبت متعین وہم چنین متردد فیہ غیب است، و اول امر ہمزہ زیادہ کنند تا دلالت کند بر آنکہ صورتے بخاطر او بستہ است، و تفصیلش فلاں مادہ باشد، و در ضمائر ہا را اختیار کردہ اند زیرا کہ غیب ایں عالم ست و متعین را فی الجملہ اجمالے حاصل شدہ، و لام بمعنے تعین، لہذا در وقت تعریف لام زیادہ مے کنند، و میم چوں ہر دو شفت بآں مجتمع مے شود، و دلالت می کند بر ہیولے منبسط کہ حقائق شتی دراں مجتمع شدند و مقید گشتند و از فضائے مجرد بمحبس تقیید و تحیز افتادند۔

بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْمُتَعَيِّنِ وَكَذٰلِكَ الْمُتَرَدَّدُ فِيْهِ غَيْبٌ وَ الْهَمْزَةُ تُرَادُ فِيْ أَوَائِلِ الْأَمْرِ لِتَدُلَّ عَلٰى مَعْنًى مُجْمَلٍ فِيْ ذِهْنِ الْمُتَكَلِّمِ وَتَفْصِيْلُهُ مَوْكُوْلٌ إِلٰى مَادَّتِهِ وَ اخْتَارُوْا فِي الضَّمَائِرِ الْهَاءَ لِأَنَّهُ غَيْبُ هٰذَا الْعَالَمِ وَ حَصَلَ لِلْمُتَعَيِّنِ إِجْمَالٌ فِي الْجُمْلَةِ وَاللَّامُ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنَى التَّعَيُّنِ وَمِنْ هٰهُنَا زَادُوا اللَّامَ فِيْ وَقْتِ التَّعْرِيْفِ وَالْمِيْمُ مِنْ حَيْثُ اجْتِمَاعُ الشَّفَتَيْنِ عِنْدَ التَّكَلُّمِ بِهَا تَدُلُّ عَلَى الْهَيُوْلَى الْمُنْبَسِطَةِ الَّتِيْ اجْتَمَعَتْ فِيْهَا حَقَائِقُ شَتّٰى وَتَقَيَّدَتْ وَانْتَقَلَتْ مِنَ الْفَضَاءِ الْمُجَرَّدِ إِلٰى مَحْبَسِ التَّقَيُّدِ وَالتَّحَيُّزِ

کیا جا سکتا چنانچہ یہ استفہام اور یہ عطف دونوں اس امر پر دلالت کرتے ہیں، کہ جن چیزوں کے بارے میں سوال کیا جا رہا ہے وہ ابھی تک غیر متعین ہیں، اور ہماری معلومات کے لحاظ سے اس کی حیثیت غیب کی سی ہے، اور یہی غیب اور اس کا عدم تعین، اس کے بارے میں تردد کا بھی سبب ہے، اس طرح کے جملوں کی ابتدا میں "أ" بھی استعمال ہوتا ہے، یہ اس امر پر دلالت کرتا ہے، کہ جس امر غائب کے بارے میں سوال کیا جا رہا ہے، اس کی ایک مبہم اور اجمالی شکل سوال کرنے والے کے ذہن میں موجود ہے اور وہ فلاں مادہ سے تعلق رکھتی ہے۔

ہ :۔ استفہام کی طرح ضمیر بھی ہے، دونوں کا تعلق غیب یا آنکھوں سے غائب چیزوں سے ہے، چنانچہ استفہام بھی غیر معلوم چیزوں کے لئے ہوتا ہے، اور ضمیر بھی کسی ایسی چیز یا کسی ایسے کلمہ کی قائم مقامی کرتی ہے، جو غائب ہو یعنی جملہ میں موجود نہ ہو، چنانچہ ضمیر کا تعلق بھی غیب سے ہے، اور ضمیر کے لئے ہ کا استعمال کیا جاتا ہے، جس کے معنی یہ ہیں، کہ اس کا تعلق بھی غیب سے ہے، یعنی ہ بھی غیب ہی پر دلالت کرتا ہے، البتہ استفہام کا تعلق ایسے غیب سے ہوتا ہے، جو ابھی غیر متعین ہوتے ہیں، اور ضمیر یعنے ہ کا تعلق ایسے غیب سے ہوتا ہے، جو اس سے پہلے ہی متعین ہو چکا ہے، ضمیر بہر حال متعین ہی ہوتی ہے، واضح طور پر نہ ہو، تو اجمالی طور پر بہر حال متعین ہوتی ہے، اس کے معنی یہ ہوئے، کہ ہمزہ اور ہ دونوں کا تعلق غیب ہی سے ہے، ہمزہ کا تعلق غیب غیر متعین سے ہے اور یہ عالم مجرد کی خصوصیت ہے، اور ہ کا تعلق متعین غیب سے ہے اور یہ اس عالم ظاہر کی خصوصیت ہے۔

ل :۔ جس طرح ہمزہ اور ہ غیب پہ دلالت کرتے ہیں، اسی طرح ل تعین پر دلالت کرتا ہے، یعنی جس چیز کے ساتھ ل آتا ہے، اسے متعین کر دیتا ہے یہی وجہ ہے، کہ جب کسی غیر متعین کو متعین کرنا ہوتا ہے یعنی نکرہ کو معرفہ بنانے کے لئے لفظ کے ساتھ ل کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

م :۔ میم کی حیثیت یہ ہے، کہ جب ہمزہ اور ل دونوں اس کے ساتھ جمع ہو جاتے ہیں، تو وہ ایک ایسے مجسم ہیولی پر دلالت کرتا ہے جس میں مختلف قسم کے حقائق مجتمع اور مقید ہو چکے ہوں، اور اس اجتماع کے بعد عالم تجرد سے نکل کر اس عالم قید و اختیار یعنے عالم ظاہر میں آ چکے ہوں۔

پس الٓمٓ کنایت از فیض مجرد است کہ بعالم تمیز و تحیز درآمدہ بحسب عادات و علوم ایشان متعین شد و قسوۃ قلب ایشان را بتذکیر مقابلہ کرد، و اقوال فاسدہ، اعمال کاسدہ را بمجابہ و تحدید بر داشتن مصادمہ نمود، و تمام سورہ شرح و بیان آن ست، کہ الٓمٓر مثل الٓمٓ است، الا آنکہ را بر تردد دلالت مے کند، یعنی غیبے کہ متعین شد بتدلس و بازمرۂ دیگر تدلس درآمد و متعین شد، و میم باز نیز بمعنین وایں کنایہ است، از علوم مصادمہ بقبائح بنی آدم مصادمہ بعد مصادمہ و آں صادق ست بقصص انبیاء و مقالات ایشاں مرۃ بعد اخرےٰ، و بہ سوال و جواب مکرر، و طا و صاد ہر دو عبارت است از حرکت ارتفاع

فالحاصل اِنَّ الٓمٓ کنایۃٌ عن الفیض المجرد الذی فی عالم التمیز والتحیز وتعیّن بحسب عاداتھم وعلومھم وصادم قسوۃ قلوبھم بالتذکیر وصادم اقوالھم الفاسدۃ واعمالھم الکاسدۃ بالمحاجۃ وتحدید لتروا الامر والسورۃ بتمامھا تفصیل ھذا الاجمال وایضاح ھذا الابھام والٓمٓر مثل الٓمٓ الا ان الراء التی فیہ دلالۃ علی التردد فتدل علی غیب تعین وتدلس مرۃ اخری وکذلک المیم مع الراء کما فی الٓمٓر تشیر الی الغیوب المتعینۃ المتدلسۃ مرۃ بعد مرۃ وھذا کنایۃ عن العلوم التی صادمت قبائح بنی ادم مصادمۃ بعد مصادمۃ وذلک یتحقق بما یتلی فی ھذہ السورۃ من قصص الانبیاء ومقالاتھم مرۃ بعد مرۃ بالاسئلۃ والجواب

حاصل:۔ تینوں حروف کی مذکورہ بالاخصوصیات کے پیش نظر مجموعی حیثیت سے الٓمٓ کے معنی یہ ہوتے ہیں، کہ وہ فیض مطلق، جو عالم مجرد سے مخصوص تھا، اب اس عالم سے نکل کر اس عالم اختیار میں آچکا ہے اور اس عالم کی عادت وفطرت اور انسانی علوم کے مطابق متعین ہوچکا ہے، اور قلب انسانی کی سختی اور قساوت کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے دور کرنے کی کوشش میں مصروف ہے اور ان کے باطل اقوال اور فاسد اعمال کو گناہ و نافرمانی پر سزا اور عذاب کی تہدید سے دور کرنا چاہتا ہے، الٓمٓ کے یہ معنی جو بیان کئے گئے ہیں، اگر دیکھا جائے، تو پورا سورہ اس کی تشریح اور تفصیل نظر آئے گا۔

الٓمٓر:۔ الٓمٓر اور الٓمٓ، دونوں آیات میں صرف ایک حرف یعنی ر، اور میم کا فرق ہے، بقیہ حروف دونوں میں مشترک ہیں، لہٰذا الٓمٓر بھی اسی معنے پر دلالت کرتا ہے جس کی تصریح الٓمٓ کے سلسلہ میں کی جاچکی ہے، فرق صرف یہ ہے، کہ الٓمٓر تردد اور تکرار پر بھی دلالت کرتا ہے، اس لحاظ سے اس آیت کے معنی یہ ہوں گے، کہ وہ ذات جو ایک بار اس عالم ظاہر میں متعین ہوچکی تھی، وہ ایک دوسرے گروہ میں مل کر دوبارہ عالم ظاہر میں آکر دوبارہ نئی حیثیت سے متعین ہوچکی ہے۔

قرآن مجید میں الٓمٓر سے وہ علوم مراد ہیں جو بنی آدم کی برائیوں اور بداعمالیوں کو دور کرنے کے لئے ہوتے ہیں، اور وہ تدبیریں جو اس سلسلہ میں یکے بعد دیگرے اختیار کی جاتی ہیں، اور ان علوم اور تدابیر سے مراد انبیاء علیہم السلام کے وہ قصص اور واقعات ہیں، جو لوگوں کی اصلاح اور ہدایت کے لئے بیان کئے گئے ہیں، اس کے علاوہ، ان کے اقوال، اور ان کی جانب سے کئے جانے والے سوالوں کے جوابات تمام چیزیں اسی ذیل میں آجاتی ہیں۔

طا، اور صاد:۔ طا، اور صاد یہ دونوں حروف قریب المعنی ہیں، اور دونوں کے معنی ہیں، بلندی کی طرف حرکت کرنا

از عالم دنس بعالم متعلے الا آنکہ طا دلالت مے کند بر عظم و فخامت یا شوکت و تدنس آن متحرک و صاد بصفا و لطافت و سین دلالت می کند بر سریان و تلاشی آن پراگندہ گشتن در ہمہ آفاق، پس طٰہٰ مقامات انبیاء است، کہ آثار متوجہ شدن ایشان است بعالم اعلیٰ کہ صورت غیبیہ پیدا گردد، و در بیان عالم بیان اجمالے و مذکور شدن در کتب و مانند آں وطسم مقامات انبیاء است کہ آثار حرکات فوقانیہ ایشان ست، کہ ساری در عالم متدنس و پراگندہ گشت در آفاق۔

مِنَ الْعَالَمِ الْمُتَدَنِّسِ اِلَى الْعَالَمِ الْعُلْوِيِّ لٰكِنَّ الطَّاءَ تَدُلُّ عَلٰى عَظْمِ ذٰلِكَ الْمُتَحَرِّكِ وَفَخَامَتِهٖ مَعَ شَوْكَتِهٖ وَتَدَنُّسِهٖ وَالصَّادُ عَلٰى صَفَائِهٖ وَلَطَافَتِهٖ وَالسِّيْنُ تَدُلُّ عَلَى السَّرَيَانِ وَالتَّلَاشِيْ وَالْاِنْتِشَارِ فِي الْاٰفَاقِ كُلِّهَا فَطٰهٰ مَنَازِلُ الْاَنْبِيَاءِ الَّتِيْ هِيَ اٰثَارُ تَوَجُّهِهِمْ اِلَى الْعَالَمِ الْعُلْوِيِّ بِحَيْثُ تَكُوْنُ لَهُمْ صُوْرَةٌ غَيْبِيَّةٌ فِيْ هٰذَا الْعَالَمِ بِالْبَيَانِ الْاِجْمَالِيِّ وَذِكْرُهُمْ فِي الْكُتُبِ وَمِثْلُهٗ طٰسٓمٓ مَنَازِلُ الْاَنْبِيَاءِ الَّتِيْ هِيَ اٰثَارُ حَرَكَاتِهِمُ الْفَوْقِيَّةِ حَتّٰى سَرَتْ فِي الْعَالَمِ الْمُتَدَنِّسِ وَانْتَشَرَتْ فِي الْاٰفَاقِ۔

یعنی اس عالم مادی سے عالم علوی کی طرف صعود کرنا۔ فرق صرف یہ ہے، کہ طا کے مفہوم میں ایسی بلندی شامل ہے، جس کا تعلق عظمت اور شوکت سے ہے۔ ایسی عظمت و شوکت جو اس عالم ظاہری میں وجود سے متعلق ہو، اس کے برخلاف صاد کے مفہوم میں وہ بلندی شامل ہے جس کا تعلق صفائی، لطافت اور پاکیزگی سے ہو۔

سین:۔ عالم مجرد کے عین متعینہ کے ایک دوسرے پہلو کی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی عالم مجرد کا وہ غیب، جو عالم ظاہر میں متشکل اور متعین ہوا تھا، وہ اب سارے عالم میں پھیل چکا ہے

طٰہٰ:۔ طٰہٰ بھی آیات مقطعات میں سے ایک ہے مندرجہ بالا سطور میں جن حروف کے خواص سے بحث کی جا چکی ہے ان میں سے دو حرف طا اور ہا اس آیت میں جمع ہوئے ہیں۔ ہا جو عالم ظاہر کے غیب پر دلالت کرتا ہے اور طا جو عظمت بلندی اور شوکت پر دلالت کرتا ہے، ان دونوں حروف کے اجتماع کی وجہ سے طٰہٰ ایک ایسے مقام کی طرف اشارہ کرتا ہے، جو انبیاء علیہم السلام کے لئے مخصوص ہے یعنی انبیاء علیہم السلام کا عالم علوی کی طرف متوجہ ہونا، اور عالم مجرد سے تعلق پیدا کرنا جس کی وجہ سے ایک ایسی غیبی صورت پیدا ہو جس میں تمام حقائق کا علم اجمالی طور پر موجود ہو، دوسرے لفظوں میں طٰہٰ سے مراد انبیاء علیہم السلام کا وہ مرتبہ ہے جس کی وجہ سے وہ عالم غیب سے تعلق پیدا کر سکتے ہیں، اور بہت سی غیب کی باتوں سے مطلع ہو سکتے ہیں، اور وہ علوم ان کتابوں میں درج ہو جاتے ہیں، جو انہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوتی ہے۔

طٰسٓمٓ:۔ طٰسٓمٓ میں تین حروف ہیں، طا جس کے معنی عظمت اور بلندی کے ہیں۔ سین جس کے معنی عالم میں پھیلنے کے ہیں، اور میم جس کے معنی تعین کے ہیں، چنانچہ اس کا تعلق بھی انبیاء علیہم السلام کے ایک مخصوص مقام سے ہے یعنی ان کی عالم علوی کی طرف حرکت کے نتیجہ میں جو حقائق حاصل ہوتے ہیں۔ اس سے مراد ان علوم اور حقائق کا عالم ظاہر میں جاری ہونا اور ساری کائنات میں پھیل جانا ہے، گویا طٰسٓمٓ کا مطلب یہ ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو جو علوم عطا کئے گئے، وہ عالم ظاہر میں جاری ہوئے، اور سارے عالم میں پھیل گئے۔

حا: ہماں ہاست، کہ معنی آن گفتہ شد، الا آن کہ چون شعشانی و ظہورے و تمیزے داشتہ باشد اورا بحا تعبیر کنند، پس معنی حٰمٓ اجمالے ست نورانی و تشعشع کردر پیوست بخصائص عالم متدنس از عقائد باطلہ و اعمال فاسدہ، و این کنایہ است از رد اقوال ایشان و ظہور حق در شبہات مناظرات و عادات ایشان و عین دلالت مے کند بر ظہور تشعشعانیہ و متعین شدن و قاف مثل میم دلالت مے کند، برین عالم لیکن از جہت قوت و شدت و میم از جہت اجتماع صور در وے و تراکم آں پس عشق حق متشعشع است، ساری شدہ در عالم دنس، و نون عبارت ست از نورے کہ در ظلمت سارے و پراگندہ شود، مانند حالتے کہ در وقت صبح صادق یا

وَالْحَاءُ مَعْنَاهُ مَا ذَكَرْنَا مِنْ مَعْنَى الْهَاءِ إِلَّا أَنَّهُ إِذَا اسْتَصْحَبَ التَّشَعْشُعَ وَالظُّهُورَ وَالتَّمَيُّزَ يُعَبَّرُ عَنْ هٰذِهِ الْمَعَانِي بِالْحَاءِ فَمَعْنَى حٰمٓ إِجْمَالٌ نُورَانِيٌّ مُتَشَعْشِعٌ اتَّصَلَ بِمَا تَخْتَصُّ بِهِ الْعَالَمُ الْمُتَدَنِّسُ مِنَ الْعَقَائِدِ الْبَاطِلَةِ وَالْأَعْمَالِ الْفَاسِدَةِ وَهُوَ كِنَايَةٌ عَنْ رَدِّ أَقْوَالِهِمْ وَظُهُورِ الْحَقِّ فِي الشُّبُهَاتِ وَالْمُنَاظَرَاتِ وَمَا أَلِفُوهُ مِنَ الْعَادَاتِ وَالْعَيْنُ تَدُلُّ عَلَى التَّعَيُّنِ الظُّهُورِ الْمُتَشَعْشِعِ وَالْقَافُ مِثْلُ الْمِيمِ تَدُلُّ عَلَى هٰذَا الْعَالَمِ لٰكِنْ مِنْ جِهَةِ الْقُوَّةِ وَالشِّدَّةِ وَالْمِيمُ مِنْ جِهَةِ اجْتِمَاعِ الصُّورِيَّةِ نَعَسَقَ مَعْنَاهُ حَقٌّ مُتَشَعْشِعٌ سَرَى فِي الْعَالَمِ الْمُتَدَنِّسِ وَالنُّونُ عِبَارَةٌ عَنْ نُورٍ يَسْرِي وَيَنْتَشِرُ ظُلْمَةً كَمِثْلِ هَيْئَةٍ قُبَيْلَ الصُّبْحِ الصَّادِقِ أَوْ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ

حا: ح کے معنی بھی ہ کی طرح غیب ہی کے ہیں فرق صرف یہ ہے، کہ ہ جس غیب کی طرف اشارہ کرتا ہے، وہ محض غیب ہی ہے لیکن ح جس غیب کی طرف اشارہ کرتا ہے، اس میں روشنی کی تڑپ، ظہور کی سی ایک کیفیت اور ایک امتیاز بھی شامل ہے، لہذا ح جہاں بھی آئے گا، ظہور اور امتیاز کی طرف ضرور اشارہ کرے گا،

حٰمٓ: اس آیت کے دونوں حروف تقریباً قریب المعنی ہیں، م تو تخصیص اور تحقیق پر دلالت کرتا ہے، اور ح اگرچہ غیب پر دلالت کرتا ہے[1] چنانچہ حٰمٓ سے غیب کی ایک ایسی اجمالی حقیقت کی طرف اشارہ ہوتا ہے، جس میں روشنی کی ایک تڑپ اور ظہور کی ایک کیفیت بھی ہے، اس نے عالم ظاہر کی خصوصیات اس لئے اختیار کی ہیں، تاکہ لوگوں کے باطل عقائد کو دور کر کے ان کے فاسد اعمال کی اصلاح کر دے۔ اور اس سے مراد قرآن مجید کے وہ حقائق ہیں جنہیں گمراہوں کے اقوال کی تردید میں پیش کیا گیا ہے، اور ان کے عادات و خصائل اور ان کے شبہات پر تنقید کر کے حق کا اظہار کیا گیا ہے۔

عین: حرف عین ایک روشن اور نورانی ظہور اور اس کے متعین ہو جانے پر دلالت کرتا ہے۔

ق: ق اپنے مفہوم کے لحاظ سے میم سے مشابہ ہے، یعنی وہ بھی تخصیص اور تعین کے مفہوم پر دلالت کرتا ہے، فرق صرف یہ ہے کہ ق کے مفہوم میں تعین اور تخصیص کی قوت اور شدت کا مفہوم شامل ہے، کہ تمام اشکال اس میں مجتمع ہو گئی ہیں۔ اس اعتبار سے ق کا مکمل مفہوم یہ ہوگا کہ خدا کا عشق جو ذرہ ذرہ سے پھوٹ رہا ہے، وہ پورے عالم ظاہر میں پھیل گیا ہے۔

نون: حرف نون سے مراد وہ روشنی ہے، جو تاریکی کے درمیان پھوٹتی اور پھیلتی ہے یعنی نون اجالے اور اندھیرے کی اس ملی جلی کیفیت کا شعور پیدا کرتا ہے، جو صبح صادق یا غروب آفتاب کے وقت فضا میں نظر آتی ہے

[1] لیکن اس میں بھی روشنی اور ظہور کی سی کیفیت بھی ہے۔

وباہم چناں مگر آنکہ در یا نور این ست کمتر فہمیدہ مے شود بہ نسبت نون وتعین کمتر بہ نسبت ہا، پس یٰسٓ کنایہ از معانی ست کہ منتشر شود در عالم وص ہیئتے کہ پیدا شد نزدیک توجہ انبیاء بہ پروردگار خویش جبلۃ وکسبا وق قوتے وشدتے وکرہے کہ درین عالم معین شد چنانکہ کسے گوید مرمے قصد من ایں ہیئت ست، کہ دریں عالم پیدا شدہ از جہت کسر ومصادمہ وک مثل ق ست، الا آنکہ معنے قوت کمتر از قاف فہمیدہ مے شود، پس معنے کٓھٰیٰعٓصٓ عالم متدنس ظلمانے است، کہ درو متعین شد بعض علوم غیر متشعشعہ ومتشعشعہ

والیاء کذلک الا ان ما تدل علیہ الیاء من النور اقل مما تدل علیہ النون وکذا ما تدل علیہ الیاء من التعین اقل مما تدل علیہ الھاء فیٰسٓ رمز الی معان منتشرۃ فی العالم وص ھیأۃ حدثت جبلۃ وکسبا عند توجہ الانبیاء الی ربھم والقاف کنایۃ عن قوۃ وشدۃ وکرہ تعین ھذا العالم کما یقال مرنی قصدی ھیأۃ حدثت فی ھذا العالم من حیث الکسر والمصادمۃ والکاف مثل القاف الا ان معنی القوۃ اقل منھا منہ فی القاف فمعنی کٓھٰیٰعٓصٓ عالم متدنس ذو ظلمۃ تعین فیہ بعض العلوم المتشعشعۃ وغیرھا

اگر بالکل وہی کیفیت نہیں، تو تقریباً اسی سے ملتی جلتی کیفیت۔

یا: ی کے بھی وہی معنے ہیں، جو ن کے، فرق صرف یہ ہے، کہ یہاں نور کی وہ شدت نہیں ہے، جو ن کے مفہوم میں ہے، ساتھ ہی اسے ہ کے مفہوم سے بھی مناسبت ہے، لیکن یہاں یہ فرق ہے، کہ ہ کے مفہوم میں تعین زیادہ ہے، اور اس کے مفہوم میں کم، گویا ی مجموعی طور پر کمتر نور اور کمتر تعین پر دلالت کرتی ہے۔

یٰسٓ: چنانچہ یٰسٓ میں ی اور س مل کر پھیلے، اور ایک حد تک نور اور تعین کے معنی دیتے ہیں، اس اعتبار سے یٰسٓ سے وہ حقائق اور معانی مراد ہیں، جو سارے عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔

ص: حرف صاد سے وہ مخصوص حالت اور کیفیت مراد ہے، جو اس وقت پیدا ہوتی ہے، جب انبیاء علیہم السلام پروردگار عالم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں خواہ یہ توجہ فطری استعداد کی بنا پر ہو، یا مشق اور ریاضت کے ذریعہ حاصل کی گئی ہو۔

ق: حرف ق کا مفہوم پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے، یعنی یہ قوت، شدت، جبر کے معنی پر دلالت کرتا ہے، گویا مجموعی طور پر ق سے مراد ایسی قوت اور ایسی شدت ہے جو اس عالم مادی میں متعین ہو چکی ہے، مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے، کہ میرا مقصد اس ہیئت سے ہے، جو مختلف چیزوں کے آپس میں تصادم اور شکست سے پیدا ہوتی ہے، تو وہ اپنے اس قول سے جو کیفیت مراد لیتا ہے، وہی حرف ق کا حقیقی مفہوم ہے۔

ک: ک اور ق کی آواز میں جو مناسبت اور جو فرق ہے، وہی مناسبت اور وہی فرق دونوں کے مفہوم میں بھی ہے، ک کی آواز نسبتاً ہلکی اور نرم ہے، لہذا تھوڑی سی کمی اور کمزوری کے ساتھ اس کا بھی وہی مفہوم ہے، جو ق کا یعنی کم قوت اور کم شدت۔

کٓھٰیٰعٓصٓ: یہ آیت پانچ ایسے حروف کا مجموعہ ہے، جس کے مفہوم میں معمولی سی قوت وشدت، ایک ایسا غیب جو متعین ہو چکا ہے، نور، روشنی، ظہور، اور لطافت و پاکیزگی سب ہی کچھ شامل ہے، لہذا اس آیت سے ایک ایسا مادی اور ظلمانی عالم مراد ہے، جس میں کچھ ایسے علوم جمع اور متعین ہو گئے ہیں، جن کا تعلق پروردگار عالم سے ہے

نزدیک رجوع بہ پروردگار اعلیٰ۔ بالجملہ یعنی ایں کلمات را بطریق ذوق فہمانیدند، وآں معانی اجمالی را جز ایں کلمات، کہ بہ تحریر در آمد تقریر کردن مقدور نیست، ہر چند ایں کلمات وافی بکنہ آں نیستند، بلکہ تبیان اند من وجہ دون وجہ۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

لِلرُّجُوْعِ اِلٰى رَبِّهِمُ الْاَعْلٰى وَبِالْجُمْلَةِ اُلْقِيَتْ فِيْ رَوْعِيْ مَعَانِيْ هٰذِهِ الْمُقَطَّعَاتِ عَلٰى طَرِيْقِ ذَوْقِيٍّ وَلَا يُمْكِنُ اَنْ تُوَضَّحَ هٰذِهِ الْمَعَانِيُ الْاِجْمَالِيَّةُ بِتَقْرِيْرٍ اَوْضَحَ مِمَّا اَتَيْنَا بِهٖ مِنَ الْكَلِمَاتِ وَهٰذِهِ الْكَلِمَاتُ غَيْرُ وَافِيَةٍ كُنْهَ مَا اَرَدْنَا بَيَانَهٗ بَلْ مُتَبَادِرَةٌ مِنْ وَجْهٍ دُوْنَ وَجْهٍ

ان میں کچھ علوم واضح اور روشن ہیں، اور کچھ علوم غیر واضح اور غیر روشن ہیں۔

مختصر یہ کہ آیات مقطعات میں علوم وحقائق کا ایک وسیع عالم سمٹا ہوا ہے، جس کا اندازہ محض ذوق اور وجدان کی قوت سے کیا جا سکتا ہے، اور ان اجمالی معانی کو تحریر یا تقریر کے ذریعہ ظاہر اور بیان کرنے کی اگر کوئی صورت ہو سکتی ہے، تو یہی جو اس رسالہ میں اختیار کی گئی ہے، اس سے زیادہ کچھ کہنا یا بیان کرنا کم از کم انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔

اگرچہ یہ بھی ایک حقیقت ہے، کہ جو کچھ کہا گیا ہے، وہ ان کلمات اور آیات کے مفہوم اور معانی سے پوری طرح مطابقت نہیں رکھتا، اور ان کی صحیح ترجمانی نہیں کرتا، بلکہ بعض اعتبارات سے تو یہ تشریح ان آیات کے حقیقی مفہوم کی مخالف ہے، لیکن جیسا کہ پہلے ہی اعتراف کیا جا چکا ہے، کہ اس سے زیادہ بیان کرنا انسانی مقدرت سے باہر ہے لہٰذا اس اختلاف اور عدم مطابقت کے شائبہ کے باوجود جو کچھ بیان کیا جا سکتا تھا، بیان کر دیا گیا ہے۔

فتح الخبیر

مترجم اردو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ شِفَاءً وَرَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْهَمَ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِيْنَ وَسَائِرَ عُلَمَاءِ الدِّيْنِ اَنْ يَعْتَنُوْا بِتَفْسِيْرِ غَرَائِبِهٖ وَبَيَانِ اَسْبَابِ نُزُوْلِهٖ لِتَتِمَّ النِّعْمَةُ وَتَكْمُلَ الرَّحْمَةُ وَتَتَّضِحَ مَعَالِمُ الْيَقِيْنِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَالتَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ اَجْمَعِيْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ! فَيَقُوْلُ الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ وَلِیُّ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ عَامَلَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِفَضْلِهِ الْعَظِيْمِ هٰذِهٖ جُمْلَةٌ مِّنْ شَرْحِ غَرِيْبِ الْقُرْاٰنِ مِنْ اٰثَارِ حَبْرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَلَكْتُ فِيْهَا طَرِيْقَ ابْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَمَّلْتُهَا مِنْ طَرِيْقِ الضَّحَّاكِ عَنْهُ كَمَا فَعَلَ ذٰلِكَ شَيْخُ مَشَائِخِنَا الْاِمَامُ الْجَلِيْلُ جَلَالُ الدِّيْنِ السُّيُوْطِیُّ فِیْ كِتَابِهِ الْاِتْقَانِ اَعْلَى اللّٰهُ دَرَجَتَهٗ فِی الْجِنَانِ وَرَاَيْتُ بَعْضَ الْغَرِيْبِ غَيْرَ مُفَسَّرٍ فِیْ تَيْنِكَ الطَّرِيْقَيْنِ فَكَمَّلْتُهٗ مِنْ طَرِيْقِ نَافِعِ بْنِ الْاَزْرَقِ وَبِمَا ذَكَرَهُ الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِيْحِهٖ فَاِنَّهٗ اَصَحُّ مَا يُرْوٰى فِیْ هٰذَا الْبَابِ ثُمَّ بِغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا ذَكَرَهُ الثِّقَاتُ مِنْ اَهْلِ النَّقْلِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُوَ وَجَمَعْتُ مَعَ ذٰلِكَ مَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ الْمُفَسِّرُ مِنْ اَسْبَابِ النُّزُوْلِ مُنْتَخِبًا لَّهٗ مِنْ اَصَحِّ تَفَاسِيْرِ الْمُحَدِّثِيْنَ الْكِرَامِ اَعْنِیْ تَفْسِيْرَ الْبُخَارِیِّ وَالتِّرْمِذِیِّ وَالْحَاكِمِ اَعْلَى اللّٰهُ مَنَازِلَهُمْ فِیْ دَارِ السَّلَامِ فَجَاءَتْ بِحَمْدِ اللّٰهِ رِسَالَةً مُّفِيْدَةً فِیْ بَابِهَا عُدَّةً نَافِعَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّفْتَحَهٗ فِیْ عُبَابِهَا وَسَمَّيْتُهَا

تمام تعریفیں اس ذات کبریا کے لئے خاص ہیں، کہ جس نے قرآن کو مومنین کے لئے شفا اور رحمت بنا کر نازل فرمایا، اور صحابہ و تابعین اور علمائے دین کو اس امر کا الہام فرمایا، کہ قرآن مجید کے غریب الفاظ کی تشریح اور اس کے اسباب نزول بیان کرنے کی جانب توجہ کریں، تاکہ اتمام نعمت اور تکمیل رحمت کا باعث بن سکے، اور آثار یقین روشن و واضح ہو جائیں۔

امابعد بندہ ضعیف ولی اللہ بن عبد الرحیم بتائید فضل ایزدی کہتا ہے، کہ یہ قرآن کے غریب الفاظ کی شرح میں ایک رسالہ ہے جو حبر امت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، میں نے اس رسالہ میں حضرت ابن عباس کی وہ روایات جمع کی ہیں، جو ابن ابی طلحہ کے ذریعہ مروی ہیں، اور کچھ حصہ وہ ہے جو ضحاک کے ذریعہ ان سے مروی ہے، اور یہ وہی طریقہ کار ہے جو امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب اتقان میں اختیار کیا ہے، اللہ تعالیٰ جنت میں ان کا درجہ بلند فرمائے لیکن میں نے ان ہر دو طرق میں بعض غریب الفاظ غیر مفسر پائے، تو میں نے نافع بن الازرق کے طریق سے اس کی تکمیل کی، اور جس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں بھی ذکر کیا ہے، اس کو بھی میں نے لیا ہے کیونکہ امام بخاری کی روایت کردہ تفسیر اس باب میں تنہا صحیح ہے اس کے بعد ان روایات کو لیا ہے، جو ثقات نے اہل نقل سے روایت کی ہیں، اگرچہ وہ ایک محدود تعداد میں ہیں اور اس کے ساتھ میں نے وہ امور بھی جمع کر دیئے ہیں جن کی ایک مفسر کو احتیاج ہوا کرتی ہے مثلاً اسباب نزول وغیرہ اور اسباب نزول میں نے محدثین کی صحیح تفاسیر سے جمع کئے ہیں یعنی امام بخاری، امام ترمذی اور حاکم کی تفاسیر سے جو انہوں نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل فرمائے ہیں، اللہ تعالیٰ جنت میں

نَتْعَ الْخَبِيرِ بِمَا لَابُدَّ مِنْ حِفْظِهِ فِي عِلْمِ التَّفْسِيرِ وَ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَّ بَاطِنًا وَّ ظَاهِرًا

مِنْ سُوْرَةِ الْفَاتِحَةِ

(اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ) اَلشُّكْرُ لِلّٰهِ (رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ) مَالِكِ
الْمَخْلُوْقَاتِ كُلِّهَا (اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) اِسْمَانِ مِنَ الرَّحْمَةِ
(مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ) قَاضِي يَوْمِ الْجَزَاءِ (اِيَّاكَ نَعْبُدُ)
نَخُصُّكَ بِالْعِبَادَةِ وَنَقْصُدُكَ (وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ)
نَسْاَلُكَ بِطَلَبِ الْمَعُوْنَةِ (اَلصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ) كِتَابُ
اللّٰهِ وَقِيْلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَاهُ
(صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ) بِالْهِدَايَةِ وَهُمُ
الْاَنْبِيَاءُ وَالصُّلَحَاءُ (غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ) وَهُمْ
قَوْمُ مُوْسٰى وَعِيْسٰى لِاَنَّهُمْ غَيَّرُوْا نِعَمَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْيَهُوْدُ
مَغْضُوْبٌ عَلَيْهِمْ وَالنَّصَارٰى ضُلَّالٌ۔

مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ

(لَا رَيْبَ فِيْهِ) لَا شَكَّ فِيْهِ (خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى
قُلُوْبِهِمْ) طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا (يُؤْمِنُوْنَ) يُصَدِّقُوْنَ
(لِلْمُتَّقِيْنَ) لِلْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ الشِّرْكَ وَيَعْمَلُوْنَ
بِطَاعَتِيْ (وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ) يُتِمُّوْنَ الرُّكُوْعَ وَ
السُّجُوْدَ وَالتِّلَاوَةَ وَالْخُشُوْعَ وَالْاِقْبَالَ عَلَيْنَا فِيْهَا وَ
يُدِيْمُوْنَهَا (مَرَضٌ) نِفَاقٌ وَشَكٌّ (وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
يَّقُوْلُ) نَزَلَتْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ اَظْهَرُوْا كَلِمَةَ الْاِيْمَانِ فِي
الْكُفْرِ نَفَى اللّٰهُ عَنْهُمُ الْاِيْمَانَ بِقَوْلِهٖ (وَمَا هُمْ
بِمُؤْمِنِيْنَ) (يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ) بِاِظْهَارِ غَيْرِ مَا هُمْ عَلَيْهِ
(وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ) بِالْكُفْرِ وَتَعْوِيْقِ النَّاسِ
عَنِ الْاِيْمَانِ (وَاِذَا خَلَوْا) اِنْصَرَفُوْا (اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ)
كُبَرَائِهِمْ (عَذَابٌ اَلِيْمٌ) نَكَالٌ مُوْجِعٌ (يَكْذِبُوْنَ)

جس کا نام میں نے نتع الخبیر بما لابد من حفظہ فی علم التفسیر رکھا ہے اور اول اور آخر اور ظاہر اور باطن تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے خاص ہیں۔

سورہ فاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام شکر اللہ ہی کیلئے ہے رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ جو تمام مخلوقات کا مالک ہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ دو نام ہیں جو رحمت سے مشتق ہیں مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ جزا کے دن فیصلہ کرنے والے اِيَّاكَ نَعْبُدُ ہم آپ ہی کو عبادت کے ساتھ خاص کرتے اور آپ ہی کی ذات کا قصد کرتے ہیں وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اور آپ ہی سے امداد کا سوال کرتے ہیں اَلصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اس سے مراد کتاب اللہ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھی ابوبکر و عمر مراد ہیں صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ جن پر آپ نے ہدایت کے ذریعہ انعام فرمایا اور وہ انبیاء و صلحا ہیں غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ اور وہ موسیٰ اور عیسیٰ کی قومیں ہیں کیونکہ انہوں نے خدا کی نعمتوں میں تغیر کیا۔ نبی کریم نے ارشاد فرمایا کہ مغضوب علیہم سے یہود اور ضلال سے نصاری مراد ہیں ٭

سورہ بقرہ

لَا رَيْبَ فِيْهِ اس میں کوئی شک نہیں خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اللہ نے دلوں پر مہر لگا دی يُؤْمِنُوْنَ تصدیق کرتے ہیں لِلْمُتَّقِيْنَ مومنین کے لئے جو شرک سے بچتے اور میری طاعت پر عمل کرتے ہیں وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ رکوع و سجود، تلاوت و خشوع، توجہ الی اللہ اور نماز کی ملازمت کو پورے طور پر انجام دیتے ہیں مَرَضٌ اس سے مراد نفاق و شک ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے کفر کے ساتھ ایمان کا اظہار کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے قول وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ کے ساتھ ان کے ایمان کی نفی فرمائی يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ جس طریقے پر وہ ہیں اس طریقے کے خلاف دوسرا طریقہ ظاہر کر کے اللہ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ کفر کے سبب اور لوگوں کو ایمان سے روکنے کے باعث وَاِذَا خَلَوْا جب لوٹ کر جاتے ہیں اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ اپنے بڑوں کے پاس عَذَابٌ اَلِيْمٌ دردناک عذاب

يبدلون ويحرفون (السفهاء) الجهال (في طغيانهم)
كفرهم (يعمهون) يتمادون وقيل يلعبون ويترددون
(وقودها الناس والحجارة) حجارة من كبريت
خلقها الله عنده كيف شاء (إني جاعل في الأرض
خليفة) قد كان في الأرض قبل أن يخلق آدم بالفي
عام بنوا الجان فأفسدوا في الأرض فبعث الله جنودا
من الملائكة فضربوهم حتى ألحقوهم بجزائر
البحر فقالت الملائكة أتجعل فيها من يفسد فيها
كما فعل الجن (ونقدس لك) التقديس التطهير
(رغدا) واسعا (وأتوا به متشابها) يشبه بعضه
بعضا ويختلف في الطعم وذلك أبلغ في باب
العجب (خالدون) باقون لا يخرجون منها (ولا
تلبسوا) تخلطوا (أنفسهم يظلمون) يضرون (وقولوا
حطة) قيل لبني إسرائيل قولوا حطة قالوا حبة
في شعرة (وفي ذلكم بلاء) نعمة (إلى بارئكم)
خالقكم (وفومها) حنطتها (المن) الصمغة (و
السلوى) الطير (خاسئين) ذليلين (وباءوا) انقلبوا
(نكالا) عقوبة (لما بين يديها) من بعدهم (وما
خلفها) الذين بقوا معهم (وموعظة) تذكرة
(لا فارض) هرمة (عوان) نصف بين البكر و
الهرمة (فاقع) صاف (لا ذلول) لم يذللها العمل
(تثير الأرض) تحرثها (مسلمة) من العيوب
(لا شية) لا بياض (فادارأتم) اختلفتم (بما
فتح الله عليكم) بما أكرمكم به (بروح القدس)
الاسم الذي كان عيسى عليه السلام يحيي به الموتى
(يستفتحون) يستنصرون (على الذين كفروا) كانت
يهود خيبر تقاتل غطفان فهزموا ففازت بهذا
الدعاء اللهم إنا نسألك بحق محمد النبي الأمي
الذي وعدتنا أن تخرجه لنا في آخر الزمان إلا نصرتنا

یبدلون تبدیل وتحریف کرتے ہیں السفہاء جہلاء فی طغیانہم اپنے
کفر میں یعمھون حد سے بڑھتے جاتے ہیں، یا مذاق کرتے اور تردد
کرتے ہیں وقودھا الناس والحجارۃ گندھک کا پتھر جسے اللہ نے
اپنے پاس جیسا چاہا پیدا فرمایا اِنّی جاعل فی الارض خلیفۃ
آدم کی پیدائش سے قبل دو ہزار سال تک زمین پر جنات آباد تھے
جب انہوں نے زمین میں فساد پھیلانا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے
فرشتوں کے لشکر بھیجے جنہوں نے جنات کو مار مار کر بھگا دیا حتیٰ کہ وہ
جزائر کی جانب بھاگ گئے اسی بنا پر فرشتوں نے کہا تھا أتجعل فیہا
من یفسد فیہا جیسا کہ جنات نے کیا تھا ونقدس لک تقدیس کے
معنی پاکی بیان کرنا ہے رغدا وسیع واتوا بہ متشابہا کہ بعض بعض کے
صورتاً مشابہ ہونگے لیکن مزے میں مختلف ہونگے اور یہ انتہائی تعجب
انگیز ہے خلدون ہمیشہ رہیں گے جس سے کبھی اخراج نہ ہوگا ولا
تلبسوا خلط ملط نہ کرو انفسہم یظلمون ضرر پہنچاتے ہیں وقولوا
حطۃ بنو اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ لفظ حطۃ کہنا لیکن انہوں نے
اس کے بجائے حبۃ فی شعرۃ کہا یعنی بال میں دانہ چاہیے نہ کہ معافی
وفی ذلکم بلاء نعمت مراد ہے الی بارئکم تمہارا خالق وفومہا
گیہوں المن گوند والسلوی پرندہ خاسئین ذلیل وباءو لوٹے
نکالا سزا لما بین یدیہا ان کے بعد والوں کے لئے وما خلفہا
جو ان کے ساتھ باقی رہ گئے تھے وموعظۃ تذکرہ لا فارض بوڑھی
عوان بڑھاپا اور جوانی کا درمیانی حصہ فاقع صاف لا ذلول
جسے کسی کام نے نہ تھکایا ہو تثیر الارض کہ زمین میں کھیتی کرے
مسلمۃ عیوب سے سالم لا شیۃ جس میں سپیدی نہ ہو فادّارأتم
تم نے اختلاف کیا بما فتح اللہ علیکم جو تم پر اکرام کیا بروح
القدس وہ نام کہ جس کے ساتھ حضرت عیسیٰ مردوں کو زندہ کیا
کرتے تھے یستفتحون مدد طلب کرتے تھے علی الذین
کفروا یہود خیبر مراد ہیں کہ جو بنو غطفان سے جنگ کرتے، تو
شکست کھا جاتے پھر اس دعا کے ذریعہ کامیاب ہوئے
اللہم انا نسألک بحق محمد النبی الامی الذی وعدتنا
ان تخرجہ لنا فی آخر الزمان الا نصرتنا علیہم اس دعا کی

عَلَيْهِمْ فَهَزَمُوا غَطْفَانَ (الْاَمَانِيُّ) اَلْاَحَادِيْثُ (قُلُوْبُنَا
غُلْفٌ) فِيْ غِطَاءٍ (بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ) بَاعُوْا
نَصِيْبَهُمْ مِنَ الْاٰخِرَةِ بِطَمَعِ الْيَسِيْرِ مِنَ الدُّنْيَا (يَوَدُّ
اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ) قَوْلُ الْاَعَاجِمِ اِذَا عَطَسَ اَحَدُهُمْ
دَهْ هَزَارْ سَالْ بِزِيْ وَهَزَارْ سَالْ نَوْرُوْزْ وَمِهْرَجَانْ
بِخُوْرْ (رَاعِنَا) مِنَ الرُّعُوْنَةِ كَانُوْا اِذَا اَرَادُوْا اَنْ يُحَمِّقُوْا
اِنْسَانًا قَالُوْا رَاعِنَا (مَا نَنْسَخْ) نُبَدِّلْ (اَوْ نُنْسِهَا)
نَتْرُكُهَا فَلَا نُبَدِّلُهَا (قَانِتُوْنَ) مُطِيْعُوْنَ وَقِيْلَ مُقِرُّوْنَ
(فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ) نَزَلَتْ فِي التَّطَوُّعِ عَلَى الدَّابَّةِ وَ
قِيْلَ فِيْ تَحَرِّي الْقِبْلَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْمُظْلِمَةِ (وَاِذِ ابْتَلٰى
اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمَاتٍ) اِبْتِلَاءُهٗ بِهَا (خَمْسٌ فِي
الرَّاْسِ وَخَمْسٌ فِي الْجَسَدِ وَهِيَ خِصَالُ الْفِطْرَةِ
(مَثَابَةً) يَثُوْبُوْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ (اَلْقَوَاعِدُ)
اَسَاسُ الْبَيْتِ (حَنِيْفًا) مَائِلًا (صِبْغَةَ اللّٰهِ) دِيْنَهٗ
(اَتُحَاجُّوْنَنَا) تُخَاصِمُوْنَنَا (شَطْرَهٗ) نَحْوَهٗ صَلّٰى رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ
سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُعْجِبُهٗ اَنْ
تَكُوْنَ قِبْلَتُهٗ قِبَلَ الْبَيْتِ فَحُوِّلَتِ الْقِبْلَةُ وَمَاتَ قَبْلَ
اَنْ تُحَوَّلَ رِجَالٌ لَمْ يَدْرُوْا مَا يَقُوْلُوْنَ فِيْهِمْ فَاَنْزَلَ
اللّٰهُ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ (لِتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ)
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْعٰى بِنُوْحٍ
فَيُقَالُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُدْعٰى قَوْمُهٗ
فَيَقُوْلُوْنَ مَا اَتَانَا مِنْ نَذِيْرٍ فَيُقَالُ مَنْ شُهُوْدُكَ فَيَقُوْلُ
مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُهٗ فَيُؤْتٰى بِكُمْ فَتَشْهَدُوْنَ (شَعَائِرِ) عَلَامَاتٌ
وَاحِدُهَا شَعِيْرَةٌ (فَلَا جُنَاحَ) فَلَا حَرَجَ اِنَّمَا قِيْلَ
فَلَا جُنَاحَ لِاَنَّ قَوْمًا كَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ اَنْ يَطُوْفُوْا بَيْنَ
الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاِلَّا فَهُوَ وَاجِبٌ (يُنْظَرُوْنَ) يُؤَخَّرُوْنَ
(خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ) عَمَلَهٗ (اَلْفَيْنَا) وَجَدْنَا (اُهِلَّ
بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ) ذُبِحَ لِلطَّاغُوْتِ (اِبْنَ السَّبِيْلِ)

برکت سے بنو غطفان کو شکست ہوئی اَلْاَمَانِیّ بات چیت، قُلُوْبُنَا غُلْفٌ پردے میں ہیں بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ دنیا کی تھوڑی سی لالچ میں اپنی آخرت کا حصہ فروخت کر ڈالا۔ یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ عجمیوں کو جب چھینک آتی تو کہتے تو دس ہزار سال تک زندہ رہے اور نوروز اور مہرجان کے ہزار سال تک کھاتا رہے رَاعِنَا رعونت سے مشتق ہے اور یہود جب کسی کو ذلیل کرنے کا ارادہ کرتے تو رَاعِنَا کہہ کر پکارتے مَا نَنْسَخْ ہم تبدیل نہیں کرتے اَوْ نُنْسِهَا اسے چھوڑ دیتے ہیں کہ اس کی جگہ کوئی نئی تبدیل نہیں کرتے قَانِتُوْنَ تابعدار یا اقرار کرنے والے فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ سواری پر نفل پڑھنے کے متعلق نازل ہوئی، یا اندھیری رات میں قبلہ نہ معلوم ہونے کی صورت میں نازل ہوئی وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمَاتٍ ان کا پاکی کے ساتھ امتحان لیا جن میں سے پانچ چیزیں سر میں اور پانچ بدن میں ہیں اور وہ فطرت کے خصائل ہیں مَثَابَةً لوگ اس کی جانب دوڑ کر آئیں پھر واپس چلے جائیں اَلْقَوَاعِدَ بیت اللہ کی بنیادیں حَنِيْفًا متوجہ اور مائل صِبْغَةَ اللّٰهِ اللہ کا دین اَتُحَاجُّوْنَنَا ہم سے جھگڑتے ہو شَطْرَهٗ اس کی جانب، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی جانب سولہ یا سترہ ماہ تک نماز پڑھی اور آپ کی خواہش یہ تھی کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ ہو، پس قبلہ تبدیل کر دیا گیا لیکن اس تحویل قبلہ سے قبل جن لوگوں کا انتقال ہو گیا، ان کی نمازوں کی قبولیت اور عدم قبولیت کا سوال پیدا ہوا، تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ لِتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نوح ؑ کو بلایا جائیگا اور سوال کیا جائے گا کیا تو نے میرے احکام پہنچا دیئے، وہ جواب دیں گے ہاں لیکن قوم کہے گی ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تو نوح سے کہا جائیگا تمہارے گواہ کون ہیں جواب دیں گے کہ محمد اور آپ کی امت تو حضور کو اور آپ کی امت کو بلایا جائیگا، تو وہ گواہی دیں گے شَعَائِرَ نشانیاں اس کا واحد شعیرہ ہے فَلَا جُنَاحَ کوئی حرج نہیں، یہ اس لئے فرمایا کہ کچھ لوگ صفا اور مروہ کے مابین سعی کو برا سمجھتے تھے، ورنہ سعی واجب ہے يُنْظَرُوْنَ تاخیر کرتے ہیں خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ شیطان کا عمل اَلْفَيْنَا ہم نے پایا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ طاغوت کیلئے ذبح کی جائے

الضَّيْفُ الَّذِي نَزَلَ بِالْمُسْلِمِينَ (إِنْ تَرَكَ خَيْرًا) مَالًا
(جَنَفًا) جَوْرًا وَمَيْلًا فِي الْوَصِيَّةِ (الْبَأْسَاءُ) الْفَقْرُ
(الضَّرَّاءُ) الْمَرَضُ (عُفِيَ) تُرِكَ (وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ
فِدْيَةٌ) هِيَ مَنْسُوخَةٌ وَقِيلَ مُحْكَمَةٌ لِلشَّيْخِ الْكَبِيرِ وَ
الْمَرْأَةِ الْكَبِيرَةِ وَلَمَّا نَزَلَ صَوْمُ رَمَضَانَ كَانُوا لَا يَقْرَبُونَ
النِّسَاءَ رَمَضَانَ كُلَّهُ وَكَانَ رِجَالٌ يَخُونُونَ أَنْفُسَهُمْ
فَنَزَلَتْ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ (الْخَيْطُ
الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ) بَيَاضُ النَّهَارِ مِنْ سَوَادِ
اللَّيْلِ وَهُوَ الصُّبْحُ إِذَا انْفَلَقَ كَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوا
الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلِهِ خَيْطًا أَبْيَضَ وَخَيْطًا
أَسْوَدَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى مِنَ الْفَجْرِ (الْعَاكِفُ) الْمُقِيمُ
(التَّهْلُكَةُ) وَالْهَلَاكُ وَاحِدٌ قَالَ بَعْضُ الْأَنْصَارِ لِبَعْضٍ
إِنَّ أَمْوَالَنَا قَدْ ضَاعَتْ وَإِنَّ اللهَ أَعَزَّ الْإِسْلَامَ
وَكَثُرَ نَاصِرُوهُ فَلَوْ أَقَمْنَا فِي أَمْوَالِنَا فَنَزَلَتْ وَلَا تُلْقُوا
بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ الْإِقَامَةِ عَلَى الْأَمْوَالِ وَتَرْكِ
الْغَزَوَاتِ أَوْ قِيلَ نَزَلَتْ فِي النَّفَقَةِ يَعْنِي الْإِسْرَافَ
فِيهَا (ثَقِفْتُمُوهُمْ) وَجَدْتُمُوهُمْ (لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ)
شِرْكٌ كَانُوا إِذَا أَحْرَمُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَتَوُا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا
فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى لَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ الْآيَةَ
(فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى) نَزَلَتْ فِي كَعْبِ
بْنِ عُجْرَةَ كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي
الْجَاهِلِيَّةِ فَتَأَثَّمُوا أَنْ يَتَّجِرُوا فِي الْمَوَاسِمِ فَنَزَلَتْ
لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ أَيْ
فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ. كَانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا
يُفِيضُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُونَ
بِعَرَفَاتٍ فَنَزَلَ قَوْلُهُ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ
النَّاسُ (خَلَاقٍ) نَصِيبٌ (أَلَدُّ الْخِصَامِ) الْجَدِلُ
الْمُخَاصِمُ فِي الْبَاطِلِ (السِّلْمُ) الطَّاعَةُ (كَافَّةً) جَمِيعًا
(قُلِ الْعَفْوَ) مَا لَا يَتَبَيَّنُ فِي أَمْوَالِكُمْ (لَأَعْنَتَكُمْ) لَأَحْرَجَكُمْ

اِبْنَ السَّبِيلِ وہ مہمان جو مسلمانوں کے پاس آیا ہو اِنْ تَرَكَ خَيْرًا اگر
مال چھوڑے جَنَفًا ظلم، وصیت میں ایک جانب مائل ہونا الْبَأْسَاءِ
فقر الضَّرَّاءِ بیماری عُفِيَ چھوڑ دیا گیا وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ یہ منسوخ
ہے، یا یہ بوڑھے آدمی اور بوڑھی عورت کے لئے خاص ہے، جب
رمضان کے روزے نازل ہوئے، تو لوگ تمام رمضان عورتوں کے
پاس نہ جاتے تھے، بعض نے اپنے نفسوں سے خیانت بھی کی، تو یہ
آیت نازل ہوئی اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ
مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ صبح کی سپیدی رات کی سیاہی سے اور وہ صبح ہے پھوٹتے وقت
کچھ آدمیوں نے روزہ کا ارادہ کیا اور اپنے پاؤں سے سفید اور سیاہ
دھاگا باندھ لیا، تو اللہ تعالیٰ نے لفظ مِنَ الْفَجْرِ نازل فرمایا، الْعَاكِفُ
مقیم التَّهْلُكَةِ تہلکہ اور ہلاک کے معنی ایک ہی ہیں، انصار نے ایک
دوسرے سے کہا، کہ ہمارے مال ضائع ہو چکے ہیں اور اب اللہ تعالیٰ
نے اسلام کو عزت عطا کی ہے اور اس کے مددگار بھی کافی ہو گئے
ہیں تو اگر ہم اپنے مالوں میں مقیم رہیں اور ان کی دیکھ بھال کریں اور
غزوات میں شرکت ترک کر دیں تو بہتر ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو ہلاکت
سے مراد مالوں میں رہنا اور جہاد ترک کر دینا ہے یا یوں کہا جائے کہ یہ مصارف میں
فضول خرچی کے متعلق نازل ہوئی ثَقِفْتُمُوهُمْ جہاں بھی تم انہیں پاؤ لَا تَكُونَ
فِتْنَةٌ فتنہ سے مراد شرک ہے، عرب جب جاہلیت میں احرام باندھ
لیتے، تو گھروں میں پیچھے کی طرف داخل ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ
آیت نازل فرمائی لَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ
مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى یہ آیت کعب بن عجرہ کے بارے میں نازل ہوئی زمانہ
جاہلیت میں عکاظ، مجنہ اور ذو المجاز وغیرہ بازار لگا کرتے لیکن اب اہل عرب
موسم حج میں تجارت کو گناہ سمجھتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی لَيْسَ عَلَيْكُمْ
جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ، قریش اور جو لوگ ان کے دین پر
تھے مزدلفہ میں ٹھہرتے اور بقیہ عرب عرفات میں، تو یہ آیت نازل
ہوئی ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ۔ خَلَاقٍ حصہ،
أَلَدُّ الْخِصَامِ باطل کے لئے جھگڑنے والا السِّلْمِ طاعت كَافَّةً
سب قُلِ الْعَفْوَ جسے تمہارے مالوں میں ظاہر نہیں کیا ہے
لَأَعْنَتَكُمْ تمہیں تنگی میں مبتلا کر دیتا۔ یہود میں جب کسی عورت کو

رضين عليكم. كانت اليهود إذا حاضت المرأة
منهم لم يواكلوها ولم يشاربوها فسئل النبي صلى
الله عليه وسلم فأنزل الله قل هو أذى فأمرهم أن
يفعلوا كل شيء ما خلا النكاح قال النبي صلى الله
عليه وسلم أقبل وأدبر واتق الدبر والحيضة وكانت
اليهود تقول إذا جامعها من ورائها جاء الولد أحول
فنزلت نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم (حدود
الله) طاعة الله كانت أخت معقل بن يسار
طلقها زوجها فتركها حتى انقضت عدتها فخطبها
فأبى معقل فنزلت فلا تعضلوهن (ولا تواعدوهن
سرا) السر الجماع (ما لم تمسوهن أو تفرضوا لهن
فريضة) المس الجماع والفريضة الصداق (والصلوة
الوسطى) صلوة العصر لقوله صلى الله عليه وسلم
حبسونا عن صلوة الوسطى حتى غابت الشمس قال
زيد بن أرقم كنا نتكلم في الصلوة يكلم أحدنا أخاه
في حاجته حتى نزلت وقوموا لله قانتين (ألم
تر إلى الذين خرجوا من ديارهم) كانوا أربعة
آلاف خرجوا من ديارهم فرارا من الطاعون
(فقال لهم الله موتوا) فماتوا فمر بهم نبي فسأل
الله أن يحييهم فأحياهم (فيه سكينة) رحمة
(سنة) نعاس (ولا يؤوده) لا يثقل عليه (أو كالذي
مر على قرية) عزير نبي الله (لم يتسنه) لم يتغيره
السنون (صفوان) حجر (صلدا) ليس عليه شيء
وقيل أملس (أيود أحدكم أن تكون له جنة)
قال عمر ضربت مثلا لرجل يعمل بطاعة الله ثم
بعث الله له الشيطان فعمل بالمعاصي حتى أغرق
أعماله (إعصار) ريح شديدة (صر) برد
(فصرهن) فضمهن (إلحافا) يقال ألحف علي
وألح (يمحق الله الربا) يذهبه (ولا تيمموا

حیض آتا تو نہ اس کے ساتھ کھاتے، اور نہ پیتے، نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا گیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت
نازل فرمائی قُلْ هُوَ اَذًى تو انہیں بجز صحبت کے ہر چیز کی اجازت
دی گئی، حضور اکرم نے ارشاد فرمایا، تم عورتوں کے پاس آگے
سے جاؤ یا پیچھے سے لیکن حیض کے وقت اور پاخانہ کی جگہ سے احتراز
کرو اور یہود کہا کرتے، کہ اگر عورت سے پیچھے کی جانب سے صحبت
کی جائے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے، تو یہ آیت نازل ہوئی نِسَاؤُكُمْ
حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ۔ حُدُوْدُ اللّٰهِ اللہ کی اطاعت، معقل بن
یسار کی بہن کو ان کے خاوند نے طلاق دیدی، اور رجوع نہ کیا حتی
کہ عدت گزر گئی، پھر انہیں دوبارہ پیغام نکاح دیا، لیکن معقل نے انکار
کر دیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ۔ لَا تُوَاعِدُوْهُنَّ
سِرًّا اس سے مراد جماع ہے مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ
فَرِيْضَةً چھونے سے مراد جماع ہے، اور فریضہ سے مہر، الصَّلٰوةِ
الْوُسْطٰى اس سے مراد عصر ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان
کے مطابق کہ انہوں نے ہمیں سورج غروب ہونے تک صلوٰۃ وسطی
سے روکے رکھا، زید بن ارقم فرماتے ہیں، ہم نماز میں پہلے ایک دوسرے
سے ضرورت کی باتیں کرتے رہتے، حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی، قُوْمُوْا
لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ یہ چار ہزار
تھے، جو طاعون کی وجہ سے اپنے گھروں سے بھاگ گئے فَقَالَ لَهُمُ
اللّٰهُ مُوْتُوْا یہ سب کے سب مر گئے، تو ان پر ایک نبی کا گذر ہوا، انہوں نے
اللہ سے انہیں زندہ کرنے کا سوال کیا، تو اللہ نے انہیں زندہ کر دیا فِيْهِ
سَكِيْنَةٌ رحمت سِنَةٌ اونگھ وَلَا يَؤُوْدُهُ کہ اسے اس کا بوجھ معلوم نہیں ہوتا
اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ اللہ کے نبی عزیر لَمْ يَتَسَنَّهْ جو سالہا سال تک
تبدیل نہ ہو صَفْوَانٌ پتھر صَلْدًا جس پر کوئی شی نہ ہو، صاف اَيَوَدُّ
اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهُ جَنَّةٌ حضرت عمر فرماتے ہیں یہ اس کی مثال ہے
جو اللہ کے احکام کے مطابق عمل کرتا ہے، پھر اللہ نے اس کے پاس شیطان
بھیجا، تو وہ گناہوں میں مبتلا ہو گیا حتی کہ اس نے اپنے تمام اعمال غرق
کر لئے اِعْصَارٌ سخت ہوا صِرٌّ سردی فَصُرْهُنَّ انہیں ملا لے اِلْحَافًا
بولا جاتا ہے وہ مجھے چمٹ گیا اور گڑگڑایا يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا سے لیجاتا ہے

الخبيث) نزلت في رجال كانوا يتصدقون بالقنو
من الشيص والحشف (فأذنوا) فاعلموا (وإن
تبدوا ما في أنفسكم) نسخت بقوله لا يكلف
الله نفسا إلا وسعها (غفرانك) مغفرتك ◆

من سورة آل عمران

أنزل النصف الأخير من آل عمران في
قصة واحدة (زيغ) شك (ابتغاء الفتنة)
الشبهات (كدأب) كصنيع وقيل حال (بالقسط)
بالعدل (والخيل المسومة) المطهمة الحسان (إلا
أن تتقوا منهم تقاة) التقاة التكلم بالكفر باللسان
والقلب مطمئن بالإيمان (حصورا) أي لا يأتي
النساء (إلا رمزا) إلا إشارة باليد أو يومئ بالرأس
(الأكمه) الذي يولد وهو أعمى (متوفيك)
مميتك (أيهم يكفل مريم) يضم لما نزلت تدع
أبناءنا وأبناءكم الآية دعا رسول الله صلى الله
عليه وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال
اللهم هؤلاء أهل بيتي (سواء بيننا وبينكم)
السواء العدل والقصد (ربانيين) جمع رباني
علماء فقهاء قال الأشعث بن قيس كان بيني و
بين رجل من اليهود أرض فجحدني فقدمته إلى
النبي صلى الله عليه وسلم فقال لي ألك بينة قلت
لا فقال لليهودي احلف فقلت يا رسول الله إذا
يحلف فيذهب بمالي فأنزل الله تعالى إن الذين
يشترون بعهد الله وأيمانهم ثمنا الآية (لا خلاق)
لا ضير روي أن إسرائيل أخذه عرق النساء فجعل
إن شفاه الله أن لا يأكل لحما فيه عرق قال فحرمته
اليهود فنزل كل الطعام كان حلا الآية (من استطاع
إليه سبيلا) قيل ما السبيل يا رسول الله قال

ولا تيمموا الخبيث ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو ردی اور نکمی
کھجوریں صدقہ کرتے فأذنوا پس جان لو وإن تبدوا ما في أنفسكم
یہ لا يكلف الله نفسا إلا وسعها کے ساتھ منسوخ ہے۔
غفرانك تیری مغفرت ◆

سورہ آل عمران

آل عمران کا نصف اخیر ایک ہی قصہ کے بارے میں نازل ہوا
ہے زيغ شک ابتغاء الفتنة شبہات كدأب مثل طریقہ
کے بعض نے کہا کہ مثل حالت کے بالقسط عدل والخيل المسومة
نشان زدہ گھوڑے إلا أن تتقوا منهم تقاة یعنی زبان سے تو
کفر کا اقرار کریں لیکن دل ایمان پر مطمئن ہو حصورا جو عورتوں کے
پاس نہ جاتا ہو إلا رمزا مگر ہاتھ یا سر کے اشارے سے الأكمه
جو پیدائشی نابینا ہو متوفيك تجھے موت دینے والا ہوں أيهم
يكفل مريم جو اپنے پاس رکھے، جب یہ آیت ندع أبناءنا
وأبناءكم آخر تک نازل ہوئی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رض
اور حسن و حسین اور فاطمہ رض کو بلایا، اور فرمایا اے اللہ یہ میرے گھر
والے ہیں سواء بيننا وبينكم انصاف اور اعتدال ربانيين
ربانی کی جمع ہے، علماء و فقہاء مراد ہیں، اشعث بن قیس فرماتے
ہیں، کہ میرے اور ایک یہودی کے مابین ایک مشترکہ زمین تھی،
اس یہودی نے اس زمین کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کیا میں اسے
لے کر حضور کی خدمت میں آیا، آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کیا تیرے
پاس گواہ موجود ہیں، میں نے عرض کیا نہیں، آپ نے یہودی سے
فرمایا تو قسم کھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو قسم کھا کر میرا تمام
مال ہضم کر لے گا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ إن
الذين يشترون بعهد الله وأيمانهم ثمنا آخر تک لا خلاق
حصہ روایت ہے کہ اسرائیل کو عرق النسا کی بیماری لاحق ہوئی تو وہ
بولے اگر اللہ نے اس بیماری سے شفا عطا کی تو ایسا گوشت نہ کھائیں گے جس
میں رگ ہو اس طرح یہود نے گوشت اپنے اوپر حرام کر لیا، تو یہ آیت
كل الطعام كان حلا آخر تک نازل ہوئی من استطاع إليه سبيلا

الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ (شَفَا حُفْرَةٍ) هُوَ حَرْفُهَا (تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ) تُوَطِّنُ الْمُؤْمِنِينَ (إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا) بَنُو حَارِثَةَ وَبَنُو سَلِمَةَ (مِنْ فَوْرِهِمْ) مِنْ غَضَبِهِمْ (مُسَوِّمِينَ) الْمُسَوَّمُ الَّذِي لَهُ سِيمَةٌ أَيْ عَلَامَةٌ رُوِيَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شُجَّ فِي وَجْهِهِ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ فَجَعَلَ يَقُولُ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ فَعَلُوا هٰذَا بِنَبِيِّهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ أَبَا سُفْيَانَ اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ فَنَزَلَتْ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ (وَلَا تَهِنُوا) لَا تَضْعُفُوا (الْقَرْحُ) الْجُرْحُ (إِذْ تَحُسُّونَهُمْ) تَسْتَأْصِلُونَهُمْ وَقِيلَ تَقْتُلُونَهُمْ (غُزًّا) وَاحِدُهَا غَازٍ (أَمَنَةً نُعَاسًا) قَالَ أَبُو طَلْحَةَ غَشِيَنَا النُّعَاسُ وَنَحْنُ فِي مَصَافِّنَا (وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ) نَزَلَتْ فِي قَطِيفَةٍ افْتُقِدَتْ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَعَلَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا (اسْتَجَابُوا) أَجَابُوا (فَقَدْ فَازَ) سَعِدَ وَنَجَا (لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ) نَزَلَتْ فِي الْيَهُودِ سَأَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوهُ۔

مِنْ سُورَةِ النِّسَاءِ

(حُوبًا كَبِيرًا) إِثْمًا عَظِيمًا۔ قَالَتْ عَائِشَةُ أَنَّ رَجُلًا كَانَتْ لَهُ يَتِيمَةٌ فَنَكَحَهَا وَكَانَ لَهَا عَذْقٌ وَكَانَ يُمْسِكُهَا عَلَيْهِ وَلَيْسَ لَهَا مِنْ نَفْسِهِ شَيْءٌ فَنَزَلَتْ فِيهِ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى (أَدْنَى أَلَّا تَعُولُوا) أَجْدَرُ أَنْ لَا تَمِيلُوا (نِحْلَةً) مَهْرًا (وَابْتَلُوا) اخْتَبِرُوا (آنَسْتُمْ) عَرَفْتُمْ (رُشْدًا) صَلَاحًا (قِيَامًا) قِوَامًا مِنْ مَعَايِشِكُمْ (وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ)

عرض کیا گیا یا رسول اللہ سبیل سے کیا مراد ہے فرمایا زادِ راہ اور سواری شَفَا حُفْرَةٍ اس کا کنارہ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مومنوں کو جگہ دیتے تھے إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا بنو حارثہ اور بنو سلمہ مِنْ فَوْرِهِمْ اپنے غضب سے مُسَوِّمِينَ مسوم وہ ہے جس پر نشان لگا ہو روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگ احد میں چہرہ مبارک زخمی ہوا اور آپ کے سامنے کا دانت ٹوٹ گیا، آپ نے فرمایا وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جو اپنے نبی کے ساتھ اس قسم کی حرکت کرے اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ ابن عمر نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے روز بد دعا فرمائی اے اللہ ابو سفیان پر لعنت نازل فرما، الٰہی حارث بن ہشام پر لعنت فرما الٰہی صفوان بن امیہ پر لعنت کر تو یہ آیت لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ نازل ہوئی وَلَا تَهِنُوا کمزور نہ پڑ جاؤ الْقَرْحُ زخم إِذْ تَحُسُّونَهُمْ جب تم ان کی جڑیں کاٹ رہے تھے یا انہیں قتل کر رہے تھے، غُزًّا اس کا واحد غازی ہے یعنی مجاہد أَمَنَةً نُعَاسًا ابو طلحہ فرماتے ہیں جب ہم میدان جنگ میں تھے تو ہمیں اونگھ نے گھیر لیا وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ یہ آیت ایک چادر کے بارے میں نازل ہوئی جو بدر کے دن گم ہو گئی منافقین نے کہنا شروع کیا کہ شاید حضور نے لی ہو اسْتَجَابُوا انہوں نے جواب دیا فَقَدْ فَازَ کامیاب ہوا اور نجات پائی لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ یہ یہود کے بارے میں نازل ہوئی حضور نے ان سے کوئی چیز دریافت فرمائی لیکن انہوں نے اسے چھپا لیا۔

سُورہ نساء

حُوبًا كَبِيرًا بڑا گناہ، حضرت عائشہ فرماتی ہیں ایک شخص کے پاس ایک یتیم لڑکی ہوتی تو وہ اس سے نکاح کر لیتا اور اس لڑکی کے پاس کافی مال ہوتا تو یہ شخص اس لڑکی کو اس کے مال کے باعث طلاق بھی نہ دیتا اور نہ اس سے کوئی تعلق رکھتا اس پر اللہ نے یہ آیت وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى نازل فرمائی أَدْنَى أَلَّا تَعُولُوا یہ لائق ہے اس کہ تم ان کی جانب مائل نہ ہو نِحْلَةً مہر وَابْتَلُوا امتحان کرو آنَسْتُمْ تم پہچان لو رُشْدًا صلاحیت قِيَامًا تمہاری معیشت کو قائم کرنے والا

قالت عائشة (مكان قيامه عليه بمعروف) (كلالة)
من لم يترك والدا ولا ولدا - كانوا إذا مات الرجل
كان أولياؤه أحق بامرأته فنزلت لا يحل لكم أن
ترثوا النساء كرها. لما كان يوم أوطاس أصبنا نساء
لهن أزواج في المشركين فكرههن رجال فأنزل
الله والمحصنات من النساء إلا ما ملكت أيمانكم
(والمحصنات) كل ذي زوج (طولا) سعة (محصنات
غير مسافحات) عفائف غير زوان في السر والعلانية
(ولا متخذات أخدان) أخلاء (فإذا أحصن) زوجن
(العنت) الزنا (موالي) عصبة وقيل ورثة (والذين
عقدت أيمانكم فآتوهم نصيبهم) من النصر و
الرفادة والوصية وقد نسخ الميراث ويوصى له
قالت أم سلمة أيغزو الرجال ولا نغزو ولا نقاتل
فنستشهد وإنما لنا نصف الميراث فأنزل الله
ولا تتمنوا ما فضل الله الآية (قوامون) أمراء (قانتات
مطيعات (والجار ذي القربى) الذي بينك وبينه
قرابة (والجار الجنب) الذي ليس بينك وبينه قرابة
(والصاحب بالجنب) الرفيق (مثقال ذرة) زنة
ذرة (نطمس وجوها) نسويها طمس الكتاب محاه
(صعيدا) وجه الأرض. نزلت آية التيمم في قلادة
عائشة رضي الله عنها وتوقفهم لما على غير ماء
سئل ابن عباس عن قوله تعالى والله ربنا ما كنا
مشركين وقوله ولا يكتمون الله حديثا قال إنهم
لما رأوا يوم القيامة أنه لا يدخل الجنة إلا أهل
الإسلام قالوا تعالوا فلنجحد فختم الله على
أفواههم فتكلمت أيديهم وأرجلهم فلا
يكتمون الله حديثا. روي أن عبد الرحمن بن
عوف صنع طعاما وشرابا فدعا نفرا من الأنصار
قبل تحريم الخمر فأكلوا وشربوا فلما ثملوا وجاء

ومن كان فقيرا فليأكل بالمعروف حضرت عائشہ فرماتی ہیں اپنی
خبرگیری کے بدلے معروف طریقے پر کلالۃ جو شخص نہ باپ چھوڑے اور
نہ لڑکا، جاہلیت میں جب کوئی شخص مرجاتا تو مرنے والے کی بیوی کے
ولی وارث ہوتے تو اس پر یہ آیت لا یحل لکم ان ترثوا النساء
کرہا نازل ہوئی جنگ اوطاس میں کچھ عورتیں ہمارے ہاتھ آئیں جن کے
خاوند مشرکین میں زندہ موجود تھے صحابہ نے ان سے صحبت کو برا سمجھا
تو یہ آیت والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم نازل ہوئی
محصنات سے مراد خاوند والی عورت ہے طولا کشادگی اور فراخی محصنات
غیر مسافحات پاکدامن ہو جو علانیہ یا خفیہ زنا کا ارتکاب نہ کرتی ہو،
ولا متخذات اخدان دوست فاذا احصن جب وہ نکاح کر
لیں العنت زنا موالی عصبہ یا ورثاء مراد ہیں والذین عقدت
ایمانکم فآتوہم نصیبہم مدد کرنا، فائدہ پہنچانا اور وصیت کرنا اور میراث
منسوخ کردی گئی ہے، اور اس کے لئے وصیت کی جائے گی، ام سلمہ رض
نے عرض کیا یا رسول اللہ مرد جہاد کرتے ہیں اور ہم نہ جہاد کرتی ہیں اور نہ
قتال، اور نہ شہید ہوتی ہیں اور ہمارے لئے آدھی میراث ہے اللہ نے یہ
آیت ولا تتمنوا ما فضل اللہ نازل فرمائی قوامون امیر قانتات
فرمانبردار والجار ذی القربیٰ وہ پڑوس جس سے قرابت ہو والجار
الجنب جس پڑوس سے کوئی قرابت نہ ہو والصاحب بالجنب رفیق
مثقال ذرۃ ایک ذرہ کے برابر نطمس وجوہا ہم انہیں برابر کردیں گے
بولا جاتا ہے طمس الکتاب یعنی اسے مٹا دیا صعیدا ارزمین کی سطح
تیمم کی آیت حضرت عائشہ کے ہار کھو جانے اور اس کے باعث لوگوں
کے ایسے مقام پر ٹھہرنے کے سبب نازل ہوئی جہاں پانی نہ تھا ابن عباس
سے اس آیت واللہ ربنا ما کنا مشرکین اور اس آیت ولا یکتمون
اللہ حدیثا کی تفسیر پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا جب قیامت کے روز لوگ
یہ دیکھیں گے کہ بجز اہل اسلام کوئی جنت میں داخل نہیں ہوتا، تو کہیں گے
آؤ ہم بھی شرک کا انکار کردیں، تو اللہ ان کے مونہوں پر مہر لگا دیگا، تو انکے ہاتھ
اور پیر کلام کریں گے پس اللہ سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے روایت
ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے کھانے اور شراب پر ایک جماعت انصار
کی دعوت کی اور یہ شراب کی حرمت سے قبل کا واقعہ ہے، انہوں نے کھانا

وَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ تَقَدَّمَ رَجُلٌ لِيُصَلِّيَ بِهِمْ
فَقَرَأَ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَأَنْتُمْ
عَابِدُوْنَ مَا أَعْبُدُ فَنَزَلَتْ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ
وَأَنْتُمْ سُكَارٰى (فَتِيْلًا) الَّذِيْ فِيْ شَقِّ بَطْنِ النَّوَاةِ
(وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ) يَقُوْلُوْنَ اسْمَعْ لَا سَمِعْتَ
(لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ) تَحْرِيْفًا بِالْكَذِبِ (الْجِبْتِ) الشِّرْكُ
وَالشَّيْطَانُ (نَقِيْرًا) النُّقْطَةُ الَّتِيْ فِيْ ظَهْرِ النَّوَاةِ وَمِنْهَا
تَنْبُتُ النَّخْلَةُ (أُولِي الْأَمْرِ) أَهْلُ التَّفَقُّهِ وَالدِّيْنِ
نَزَلَتْ أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ
فِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ وَالْمَعْنٰى أَنَّ طَاعَةَ اللّٰهِ وَ
الرَّسُوْلِ مُقَدَّمَةٌ (إِذَا عُوَاتِهِ) (أَفْشَوْهُ) (حَسِيْبًا)
كَافِيًا (ثُبَاتٍ) عُصَبًا سَرَايَا مُتَفَرِّقِيْنَ (مُقِيْتًا)
حَفِيْظًا وَقِيْلَ قَادِرًا مُقْتَدِرًا. رَجَعَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أُحُدٍ فَكَانَ
النَّاسُ مِنْهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَرِيْقٌ يَقُوْلُ اقْتُلْهُمْ وَ
فَرِيْقٌ يَقُوْلُ لَا فَنَزَلَتْ (فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ
فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ أَرْكَسَهُمْ) أَوْقَعَهُمْ وَقِيْلَ نَكَسَهُمْ
وَقِيْلَ رَدَّهُمْ (حَصِرَتْ) ضَاقَتْ. كَانَ رَجُلٌ فِيْ
غُنَيْمَةٍ لَهُ فَلَحِقَهُ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ
فَقَتَلُوْهُ وَأَخَذُوا الْغُنَيْمَةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا
تَقُوْلُوْا لِمَنْ أَلْقٰى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (أُولِي
الضَّرَرِ) أَهْلُ الْعُذْرِ. لَمَّا نَزَلَتْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
زَيْدًا فَكَتَبَهَا فَجَاءَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ يَشْكُوْ ضَرَارَتَهُ
فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ. وَرُوِيَ أَنَّ
نَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ يُكَثِّرُوْنَ
سَوَادَهُمْ فَيُصِيْبُ السَّهْمُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْ
يُضْرَبُ فَيُقْتَلُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ
الْمَلٰئِكَةُ ظَالِمِيْ أَنْفُسِهِمْ (مُرَاغَمًا) مُهَاجَرًا وَطَرِيْقًا

کھایا اور شراب پی اور سب نشہ میں مدہوش ہو گئے اتنے میں مغرب کی نماز کا
وقت آگیا، ان میں سے ایک آدمی نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھا، اس نے
قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَأَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَا أَعْبُدُ
پڑھا اس پر یہ آیت لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى نازل ہوئی فَتِيْلًا
کھجور کی گٹھلی کے درمیان کے خلا میں جو جھلی ہوتی ہے اسے کہتے ہیں،
وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وہ کہا کرتے کہ سن اور تو نہ سنے لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ
جھوٹی تحریف کرتے ہوئے الْجِبْتِ شرک اور شیطان نَقِيْرًا وہ نقطہ
جو گٹھلی کی پشت میں ہوتا ہے اور اسی سے درخت اگتا ہے أُولِي الْأَمْرِ
اہل فقہ و اہل دین، یہ آیت أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي
الْأَمْرِ عبد اللہ بن حذافہ سہمی کے بارے میں نازل ہوئی، اور معنی یہ ہیں
کہ اللہ اور رسول کی اطاعت مقدم ہے أَذَاعُوْا بِهٖ اسے پھیلا دیا حَسِيْبًا
کافی ثُبَاتٍ چھوٹے چھوٹے متفرق لشکر مُقِيْتًا حفاظت کرنے والا
یا صاحب قدرت و اقتدار، جنگ احد سے کچھ لوگ بغیر جنگ میں
شرکت کئے واپس آگئے جس کی بناء پر لوگوں کی دو جماعتیں ہو گئیں
ایک جماعت ان کے قتل کا مشورہ دیتی اور دوسری جماعت اس سے
منع کرتی، تو یہ آیت نازل ہوئی فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَ
اللّٰهُ أَرْكَسَهُمْ انہیں واقع کیا، یا انہیں گرایا، یا انہیں لوٹایا حَصِرَتْ
تنگ ہوا، ایک شخص اپنی بکریوں میں مقیم تھا، اتفاق سے وہاں کچھ مسلمان
پہنچے، اس نے انہیں سلام کیا، لیکن انہوں نے اسے قتل کر دیا، اور
بکریاں لوٹ لیں، تو یہ آیت وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ أَلْقٰى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ
مُؤْمِنًا نازل ہوئی أُولِي الضَّرَرِ عذر والے، جب یہ آیت لَا يَسْتَوِي
الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ نازل ہوئی، تو حضور نے زید کو بلوایا
انہوں نے یہ آیت لکھی، اتنے میں ابن ام مکتوم آئے جو اپنی مجبوری
کی شکایت کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ نازل
فرمائی، روایت کیا گیا ہے کہ کچھ مسلمان مشرکین کے ساتھ رہتے
تھے کہ کافروں کی کثرت کا باعث تھے، پھر ان مسلمانوں میں سے
کسی کو تیر اگر لگ جاتا یا تلوار لگ جاتی، اور وہ قتل ہو جاتا، تو
اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰئِكَةُ
ظَالِمِيْ أَنْفُسِهِمْ. مُرَاغَمًا مقام ہجرت اور راستہ

يُرَاغِمُ بِسُلُوكِهِ قَوْمَهُ (وَسَعَةً) فِي الرِّزْقِ (اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ) سُئِلَ عُمَرُ عَنْهَا فَقَالَ صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهُ (مَوْقُوْتًا) مَفْرُوْضًا وَقْتُهُ عَلَيْهِمْ. رُوِيَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ بَيْنَ ضَجْنَانَ وَعُسْفَانَ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ اِنَّ هٰؤُلَاءِ صَلٰوةً هِيَ اَحَبُّ اِلَيْهِمْ مِنْ اٰبَائِهِمْ وَاَبْنَائِهِمْ فَمِيْلُوْا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً فَنَزَلَتْ صَلٰوةُ الْخَوْفِ (اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَفْتِنَكُمْ) يُضِلَّكُمْ بِالْعَذَابِ وَالْجُهْدِ (تَاْلَمُوْنَ) تُوْجَعُوْنَ (وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِيْنَ خَصِيْمًا) نَزَلَتْ فِيْ بَنِيْ اُبَيْرِقٍ سَرَقُوْا دِرْعًا لِعَمِّ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ ثُمَّ اَنْكَرُوْهُ (اِلَّا اِنَاثًا) يَعْنِي الْاَمْوَاتَ حَجَرًا اَوْ مَدَرًا (مَرِيْدًا) مُتَمَرِّدًا (فَلَيُبَتِّكُنَّ) بَتَّكَهُ قَطَعَهُ (وَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ) دِيْنَ اللّٰهِ. لَمَّا نَزَلَتْ مَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا يُجْزَ بِهٖ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَفِيْ كُلِّ مَا يُصِيْبُ الْمُؤْمِنَ كَفَّارَةٌ حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا (وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا) بُغْضًا. الرَّجُلُ يَكُوْنُ عِنْدَهُ الْمَرْاَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْثِرٍ بِهَا يُرِيْدُ اَنْ يُفَارِقَهَا فَتَقُوْلُ اَجْعَلُكَ مِنْ شَاْنِيْ فِيْ حِلٍّ (وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ) طُبِعَتْ عَلَيْهِ (كَالْمُعَلَّقَةِ) لَا هِيَ اَيِّمٌ وَلَا هِيَ ذَاتُ زَوْجٍ (وَاِنْ تَلْوُوْا) اَلْسِنَتَكُمْ بِالشَّهَادَةِ (اَوْ تُعْرِضُوْا) عَنْهَا (وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا) اِذْ رَمَوْهَا بِالزِّنَا (وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ) اَيْ بِخُرُوْجِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ (قَبْلَ مَوْتِهٖ) اَيْ مَوْتِ الْكِتَابِيِّ اَوْ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ.

مِنْ سُوْرَةِ الْمَائِدَةِ

قَالَتْ عَائِشَةُ فِي الْمَائِدَةِ اِنَّهَا اٰخِرُ سُوْرَةٍ

کہ جس پر چلنے سے اپنی قوم کو ناراض کرے وَسَعَۃً رزق میں اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ حضرت عمر سے قصر کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا، یہ تم پر اللہ کا ایک صدقہ ہے، اسے قبول کرو مَوْقُوْتًا فرض کی ہوئی، کہ ان کے لئے وقت معین کیا، روایت کیا گیا ہے، کہ حضور ضجنان اور عسفان کے درمیان ٹھہرے، مشرکین نے باہم کہا، یہ نماز انہیں اپنے باپ اور بیٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہے، جب یہ نماز پڑھتے ہوں، تو ان پر کلیۃً حملہ کر دو، تو اس وقت صلوۃ الخوف نازل ہوئی اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمْ تمہیں عذاب اور تکلیف کے ساتھ مصیبت میں ڈالدیں تَاْلَمُوْنَ تمہیں تکلیف اور درد پہنچتا ہے وَلَا تَکُنْ لِّلْخَائِنِیْنَ خَصِیْمًا بنو ابیرق کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے قتادہ بن النعمان کے چچا کی زرہ چرالی تھی، پھر اس سے انکار کر گئے اِلَّا اِنَاثًا یعنی بیجان پتھر کے ہوں یا مٹی کے ہوں مَرِیْدًا سرکش فَلَیُبَتِّکُنَّ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا وَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰہِ اللہ کا دین، جب یہ آیت مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ نازل ہوئی، تو یہ امر مسلمانوں پر بہت شاق گذرا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، درستی کرو اور ایک دوسرے کے قریب ہو جا اور ہر وہ مصیبت جو مسلمان کو پہنچتی ہے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے، حتی کہ ایک کانٹا بھی اس کے لگے وَاِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِھَا نُشُوْزًا یعنی بغض کوئی شخص اپنی زوجہ سے بے پروا ہو اور اس سے مفارقت کرنا چاہتا ہو، وہ عورت اس سے یہ کہدیتی ہیں نے تجھے اپنے بارے میں معاف و مختار کیا، وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ کہ پیدا کئے گئے ہیں بخل پر کَالْمُعَلَّقَۃِ کہ نہ وہ بیوہ ہو اور نہ خاوند والی وَاِنْ تَلْوٗٓا شہادت کے وقت اپنی زبانوں کو اَوْ تُعْرِضُوْا یعنی شہادت سے وَقَوْلِھِمْ عَلٰی مَرْیَمَ بُھْتَانًا عَظِیْمًا جب کہ ان لوگوں نے حضرت مریم پر زنا کی تہمت لگائی وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ یعنی حضرت عیسی کے نزول کے وقت قَبْلَ مَوْتِہٖ کتابی کی موت یا حضرت عیسی کی وفات سے قبل،

سُورہ مائدہ

سورہ مائدہ کے بارے میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ یہ نزول

نزلت فما وجدتم فيه من حلال فاستحلوه و
ما وجدتم من حرام فحرموه (أوفوا بالعقود)
ما أحل الله وما حرم وما فرض وما حد في القرآن
كله (يجرمنكم) يحملنكم (شنآن) عداوة (آمين)
عامدين. أممت وتيممت واحد (البر) ما أمرت
به (والتقوى) ما نهيت عنه (المنخنقة) التي
تخنق فتموت (والموقوذة) التي تضرب بالخشبة
فتموت (والمتردية) التي تتردى من الجبل
(والنطيحة) الشاة التي نطحتها أخرى فماتت
(وما أكل السبع) ما أخذ (إلا ما ذكيتم) ذبحتم
وبه روح (النصب) حجارة يذبحون عليها (و
أن تستقسموا) الاستقسام أن يجيل القدح فإن
نهته انتهى وإن أمرته فعل ما أمر به (الأزلام)
القداح يستقسمون بها في الأمور (غير متجانف)
متعمد لإثم (الجوارح) الكلاب والفهود والصقور
وأشباهها (مكلبين) ضواري (وطعام الذين
أوتوا الكتاب) ذبائحهم (أجورهن) مهورهن
(لامستم) لمستم ومستموهن واللاتي دخلتم بهن
والإفضاء النكاح (تيمموا) تعمدوا (وعزرتموهم)
منعتموهم (فافرق) افصل (الوسيلة) الحاجة
(إنما جزاء الذين يحاربون الله) نزلت في قوم من
عرينة وعكل استوخموا المدينة فخرجوا إلى إبل
النبي صلى الله عليه وسلم فشربوا من أبوالها وألبانها
وصحوا فقتلوا الراعي وأطردوا الإبل قال أبو قلابة
جوزوا بذلك لارتدادهم ومحاربة الله والكفر به
(ومن يرد الله فتنته) ضلالته (سماعون للكذب)
يسمعون الكذب (أكالون للسحت) وهو الرشوة
(بما استحفظوا) استودعوا (وقفينا على آثارهم)
أتبعنا على آثار الأنبياء أي بعثنا (مهيمنا) أمينا

کے لحاظ سے آخری سورت ہے تو اس میں جو حلال ہے اسے حلال
سمجھو اور جو حرام ہے اسے حرام سمجھو اوفوا بالعقود جو کچھ اللہ نے
حلال کی یا حرام کی، فرض کی یا قرآن میں اس کی حد بیان کی سب
کو پورا کرو یجرمنکم تمہیں نہ ابھارے شنآن عداوت آمین
ارادہ کرنے والے، اممت اور تیممت ایک ہیں البر جس کے
ساتھ حکم کیا گیا والتقوی جس سے روکا گیا المنخنقۃ جو گلا گھونٹنے
سے مر جائے والموقوذۃ جو لکڑی مارنے سے مر جائے والمتردیۃ
جو پہاڑ سے گر کر مر جائے والنطیحۃ وہ بکری جو دوسری بکری
کے سینگ مارنے سے مر جائے وما اکل السبع جسے درندہ لے
لے الا ما ذکیتم مگر جسے تم ذبح کر لو، اور اس میں روح موجود
ہو النصب پتھر جس پر ذبح کرتے تھے وان تستقسموا استقسام
اسے کہتے ہیں کہ تیر کو گھمایا جائے اگر اس میں ممانعت نکل آئے تو
اس سے رک جائے اور اگر کرنے کا حکم نکلے، تو کرے الازلام
تیر جس سے اپنے امور میں استقسام کرتے تھے غیر متجانف گناہ کی
طرف مائل نہ ہونے والا الجوارح کتا، چیتا، شکرا، اور ان جیسے جانور
مکلبین سدھائے ہوئے وطعام الذین اوتوا الکتاب
ان کے ذبیحے اجورھن ان کے مہر لامستم جنہیں تم نے
چھوا ہو اور ان کے ساتھ صحبت کی ہو، افضا سے مراد نکاح ہے
تیمموا تم ارادہ کرو وعزرتموھم تم انہیں روکو فافرق جدا
کر الوسیلۃ حاجت انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ
عرینہ اور عکل کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی، جو مدینہ
آ کر بیمار ہو گئے تھے، تو حضور کے اونٹوں میں چلے گئے، وہاں ان کا
پیشاب اور دودھ پیا جس سے وہ تندرست ہو گئے، انہوں نے
حضور کے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹ ہنکا کر لے گئے، ابو قلابہ
کہتے ہیں دیکھو نہیں یہ سزا ان کے ارتداد اور اللہ سے جنگ اور
کفر کی بنا پر دی گئی ہے۔ ومن یرد اللہ فتنتہ اس کی گمراہی کا
سماعون للکذب جھوٹ کو سنتے ہیں اکالون للسحت وہ
رشوت ہے بما استحفظوا امانت رکھے گئے وقفینا علی آثارھم
ہم نے انبیاء کے پیچھے، دوسروں کو بھیجا یعنی انبیاء کو مبعوث کیا،

وَالْقُرْاٰنُ اَمِیْنٌ عَلٰی کُلِّ کِتَابٍ قَبْلَہٗ (شِرْعَۃً وَمِنْہَاجًا) سَبِیْلًا وَسُنَّۃً وَقِیْلَ الشِّرْعَۃُ الدِّیْنُ وَالْمِنْہَاجُ الطَّرِیْقُ (فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہُمْ قَوْمُكَ یَا اَبَا مُوْسٰی (اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ) رُحَمَاءُ (یَدُ اللّٰہِ مَغْلُوْلَۃٌ) یَعْنُوْنَ اَنَّہٗ بَخِیْلٌ اَمْسَكَ مَا عِنْدَہٗ تَعَالَی اللّٰہُ عَنْ ذٰلِكَ۔ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اِذَا اَصَبْتُ اللَّحْمَ انْتَشَرْتُ لِلنِّسَاءِ وَاَخَذَتْنِیْ شَہْوَۃٌ فَحَرَّمْتُ عَلَیَّ اللَّحْمَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبَاتِ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَكُمْ۔ قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَللّٰہُمَّ بَیِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بَیَانًا شَافِیًا فَنَزَلَتْ یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰہُمَّ بَیِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بَیَانًا شَافِیًا فَنَزَلَتْ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی ثُمَّ قَالَ اَللّٰہُمَّ بَیِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بَیَانًا شَافِیًا فَنَزَلَتْ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطَانُ الْاٰیَۃَ وَلَمَّا نَزَلَ تَحْرِیْمُ الْخَمْرِ قَالَ بَعْضُہُمْ قُتِلَ قَوْمٌ وَہِیَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْا۔ لَمَّا نَزَلَتْ اٰیَۃُ الْحَجِّ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفِیْ کُلِّ عَامٍ قَالَ لَا وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَقِیْلَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَبِیْ قَالَ اَبُوْكَ فُلَانٌ فَنَزَلَتْ۔ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ اَلْبَحِیْرَۃُ الَّتِیْ یُمْنَعُ دَرُّہَا لِلطَّوَاغِیْتِ فَلَا یَحْلِبُہَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ وَقِیْلَ ہِیَ النَّاقَۃُ اِذَا اَنْتَجَتْ خَمْسَۃَ اَبْطُنٍ نَظَرُوْا اِلَی الْخَامِسِ فَاِنْ کَانَ ذَکَرًا ذَبَحُوْہُ فَاَکَلَہُ الرِّجَالُ دُوْنَ النِّسَاءِ وَاِنْ کَانَ اُنْثٰی جَدَعُوْا اُذُنَہَا وَاَمَّا السَّائِبَۃُ فَکَانُوْا یُسَیِّبُوْنَ مِنَ الْاَنْعَامِ لِاٰلِہَتِہِمْ لَا یَرْکَبُوْنَ لَہَا ظَہْرًا وَلَا یَحْلِبُوْنَ لَہَا لَبَنًا وَلَا یَجُزُّوْنَ لَہَا وَبَرًا وَلَا یَحْمِلُوْنَ

وَمُہَیْمِنًا امین اور قرآن تمام پہلی کتابوں پر امین ہے شِرْعَۃً وَمِنْہَاجًا راستہ اور سنت اور ایک قول یہ ہے کہ شرعہ سے مراد دین اور منہاج سے مراد طریق ہے فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوموسٰی یہ تیری قوم ہے اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ رحم دل یَدُ اللّٰہِ مَغْلُوْلَۃٌ وہ اس سے یہ مراد لیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ بخیل ہے، اور جو کچھ اس کے پاس ہے اسے روک لیا ہے (معاذ اللہ)۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ جب میں گوشت کھاتا ہوں، تو میرے جذبات برانگیختہ ہو جاتے ہیں، اس لئے میں نے اپنے اوپر گوشت حرام کر لیا ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبَاتِ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَكُمْ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دعا فرمائی کہ الٰہی شراب کے بارے میں ہمارے لئے کوئی شافی بیان نازل فرما، تو یہ آیت یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ نازل ہوئی، پھر انہوں نے وہی دعا کی، جس پر آیت لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی نازل ہوئی، پھر آپ نے وہی دعا کی، تو یہ آیت اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطَانُ آخر تک نازل ہوئی، تو جب شراب کی حرمت اس آیت کے ذریعہ نازل ہوئی، تو بعض بولے کہ بہت سے صحابہ اس حال میں شہید ہوئے کہ شراب ان کے پیٹ میں تھی، اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْا جب آیت حج نازل ہوئی تو صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا ہر سال حج فرض ہے آپ نے فرمایا نہیں، اور اگر میں ہاں کہتا تو یہ ہر سال واجب ہو جاتا، تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ یہ بھی کہا گیا کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے، آپ نے فرمایا، تیرا باپ فلاں ہے، تو یہ آیت نازل ہوئی، سعید بن مسیب فرماتے ہیں بحیرہ وہ ہے جس کا دودھ بتوں کے لئے روک دیا جائے، اور کوئی اس کا دودھ نہ نکالے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اونٹنی ہے کہ جب اس کے پانچواں بچہ ہوتا تو یہ دیکھتے کہ آیا یہ نر ہے، تو اگر وہ نر ہوتا، تو اسے ذبح کر لیتے، اور صرف مرد کھاتے نہ کہ عورتیں اور اگر وہ بچہ مادہ ہوتا تو اس کے کان چیر ڈالتے اور سائبہ وہ جانور ہے جو مشرکین مکہ اپنے بتوں

عَلَيْهَا شَيْئًا. وَاَمَّا الْوَصِيْلَةُ فَالشَّاةُ اِذَا اَنْتَجَتْ
سَبْعَةَ اَبْطُنٍ نَظَرُوْا اِلَى السَّابِعِ فَاِنْ كَانَ اُنْثٰى فَهُوَ
لَهُمْ وَاِنْ كَانَ ذَكَرًا فَهُوَ لِاٰلِهَتِهِمْ وَاِنْ كَانَ ذَكَرًا وَاُنْثٰى وَبَطْنًا اَسْتَحْيَوْهَا
وَقَالُوْا وَصَلَتْ اَخَاهَا فَحَرَّمَتْهُ عَلَيْنَا وَقِيْلَ النَّاقَةُ
الْبِكْرُ تُبَكِّرُ فِىْ اَوَّلِ نِتَاجِ الْاِبِلِ بِذَكَرٍ ثُمَّ تُثَنِّىْ بَعْدَهُ
بِاُنْثٰى وَكَانُوْا يُسَيِّبُوْنَهَا لِطَوَاغِيْتِهِمْ اِنْ وَصَلَتْ
اِحْدَاهُمَا بِاُخْرٰى لَيْسَ بَيْنَهُمَا ذَكَرٌ وَاَمَّا الْحَامُ فَالْفَحْلُ
مِنَ الْاِبِلِ اِذَا وُلِدَ لِوَلَدِهٖ قَالُوْا حَمٰى ظَهْرَهٗ فَلَا يَحْمِلُوْنَ
عَلَيْهِ شَيْئًا وَلَا يَجُزُّوْنَ لَهٗ وَبَرًا وَلَا يَمْنَعُوْنَهٗ مِنْ حِمًى
رَعَاهُ وَلَا مِنْ حَوْضٍ يَشْرَبُ مِنْهُ وَاِنْ كَانَ الْحَوْضُ
لِغَيْرِ صَاحِبِهٖ وَقِيْلَ فَحْلُ الْاِبِلِ يَضْرِبُ الضِّرَابَ
الْمَعْدُوْدَ فَاِذَا قَضٰى ضِرَابَهٗ وَدَعَوْهُ لِلطَّوَاغِيْتِ وَاَعْفَوْهُ
مِنَ الْحَمْلِ وَسَمَّوْهُ الْحَامِىْ. سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ فَقَالَ
بَلِ ائْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ حَتّٰى اِذَا
رَاَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَهَوًى مُتَّبَعًا وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً وَ
اِعْجَابَ كُلِّ ذِىْ رَاْىٍ بِرَاْيِهٖ فَعَلَيْكَ بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ
وَدَعِ الْعَوَامَّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ
نَزَلَتْ فِىْ تَمِيْمِ الدَّارِىِّ وَعَدِىِّ بْنِ زَيْدٍ خَانَا جَامًا
مِنْ فِضَّةٍ مِنْ تَرِكَةِ بُدَيْلٍ فَحَلَّفَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وُجِدَ الْجَامُ بِمَكَّةَ فَقِيْلَ اشْتَرَيْنَاهُ
مِنْهُمَا فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ اَوْلِيَاءِ السَّهْمِىِّ فَحَلَفَا لَشَهَادَتُنَا
اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَاِنَّ الْجَامَ لِصَاحِبِهِمْ ؞

کے نام پر چھوڑتے، نہ تو اس پر سوار ہوتے نہ اس کا دودھ نکالتے، نہ اس کی اون اتارتے اور نہ اس پر کوئی بوجھ لادتے، وصیلہ وہ بکری ہے جو ساتویں بار جنے، اگر اس وقت اس کے نر پیدا ہوا ہے، تو وہ ان کا حصہ سمجھا جاتا اور اگر مادہ ہوتا، تو وہ انکے معبودوں کے نام کا ہوتا، اور اگر دونوں ایک ساتھ ہوتے تو انہیں زندہ رکھتے اور کہتے اس کے ساتھ اس کا بھائی مل گیا ہے، اس نے اسے ہم پر حرام کر دیا ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ وہ اونٹنی ہے جو اول بار نر بچہ دے پھر اس کے بعد پے در پے دو مادہ دے تو اسے بتوں کے نام کر دیتے، بشرطیکہ ان دونوں مادہ بچوں کے درمیان کوئی نر نہ ہو، حام وہ اونٹ ہے جس کے بچہ کے بچے پیدا ہو چکا ہو، تو کہا کرتے تھے، کہ اس کی پشت محفوظ ہو گئی ہے، تو اس پر نہ بوجھ لادتے، نہ اون اتارتے، نہ کسی جگہ چرنے سے روکتے، اور نہ کسی حوض سے پانی پینے سے روکتے، چاہے وہ حوض اس کے مالک کا نہ ہو، اور ایک قول یہ ہے کہ حام اس اونٹ (سانڈ) کو کہتے ہیں، کہ جس کے متعین بچے پورے ہو چکے ہوں، تو اسے وہ بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اور اس پر بوجھ نہ لادتے، اور اسے حامی کہا جاتا، حضور سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ آپ نے فرمایا بلکہ بھلائی کا حکم کرو، اور برائی سے روکو حتیٰ کہ جب تو یہ دیکھے، کہ بخل جرص کو اپنا پیشوا بنا لیا گیا، خواہشات کی پیروی کی جانے لگی، اور دنیا کو ترجیح دی جانے لگی اور ہر صاحب رائے اپنی رائے پر پھولا ہوا ہو، تو اپنے نفس کو لازم پکڑ لو، اور عوام کو ترک کر دو یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ تمیم داری اور عدی بن زید کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے بدیل کے ترکہ سے چاندی کا پیالہ چھپا لیا تھا، انہوں نے حضور کے سامنے حلف اٹھا لیا، پھر وہ جام مکہ میں بکتا ہوا پایا گیا بیچنے والوں نے بتایا کہ ہم نے ان دو شخصوں

[illegible]

مِنْ سُوْرَةِ الْاَنْعَامِ

يَعْدِلُوْنَ، يَجْعَلُوْنَ لَهٗ عِدْلًا، تَمْتَرُوْنَ،
تَشُكُّوْنَ، مِدْرَارًا، يُتْبِعُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَلَلَبَسْنَا،
شَبَّهْنَا، ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ، حُجَّتُهُمْ وَقِيْلَ مَعْذِرَتُهُمْ

سورہ انعام

یَعْدِلُوْنَ اس کے برابر کرتے ہیں تَمْتَرُوْنَ تم شک کرتے ہو مِدْرَارًا کہ بعض بعض کی اتباع کرے وَلَلَبَسْنَا ہم شبہ میں ڈال دیتے ہیں ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ حجت و معذرت اساطیر

(اساطیر) ھی الترھات واحدھا اسطورۃ واسطارۃ
(وقرا) صمما او ما الوقر فانہ الحمل (وھو ینھون
عنہ وینأون عنہ) نزلت فی ابی طالب کان ینھی
المشرکین ان یؤذوہ وینأی عنہ ینأون یتباعدون
قال ابوجھل قد نعلم یا محمد انک تصل الرحم
وتصدق الحدیث ولا نکذبک ولکن نکذب الذی
جئت بہ فانزل اللہ تعالی فانھم لا یکذبونک ولکن
الظالمین بآیات اللہ یجحدون (نفقا) سربا (سلما)
مصعدا (البأساء) من البأس وتکون من البؤس
وھو شدۃ الفقر (الضراء) الامراض والاوجاع
(فلما نسوا) ترکوا (مبلسون) آیسون (یصدفون)
یعدلون وقیل یعرضون عن الحق (او جھرۃ) معاینۃ
(تدعون من دون اللہ) تعبدون (ما جرحتم)
کسبتم من الاثم (یفرطون) یضیعون (قل ھو
القادر علی ان یبعث علیکم عذابا) قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھا کائنۃ ولم یأت
تاویلھا بعد (یلبسکم) یخلطکم (شیعا) اھواء مختلفۃ
وقیل فرقا (لکل نبأ مستقر) حقیقۃ وقیل وقت
ومکان (ان تبسل) تفضح وقیل تحبس (وان
تعدل) تقسط (ابسلوا) فضحوا (استھوتہ) اضلتہ
(فلما جن) اظلم (افلت) زالت الشمس عن کبد
السماء۔ لما نزلت ولم یلبسوا ایمانھم بظلم قال
الصحابۃ واینا لم یظلم فنزلت ان الشرک لظلم
عظیم وقال علی رضی اللہ عنہ ھذہ فی ابراھیم و
اصحابہ لیست فی ھذہ الامۃ (وما قدروا اللہ
حق قدرہ) ما عظموہ حق تعظیمہ (باسطوا ایدیھم)
البسط الضرب (عذاب الھون) الذی یقع بہ
الھوان الشدید (خولناکم) اعطیناکم (فالق
الاصباح) ضوء الشمس بالنھار وضوء القمر باللیل

کہانیاں، قصے اس کا واحد اسطورہ اور اسطارہ ہے وقرا ڈاٹ
وقر کے معنی بوجھ کے ہیں وھم ینھون عنہ وینأون عنہ یہ
آیت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ مشرکین کو تو حضور
کی ایذاء سے روکتا تھا اور خود اس سے دور رہتا تھا، ایک روز ابوجہل نے
کہا، اے محمد ہم یہ جانتے ہیں کہ تو صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اور ہمیشہ
سچ بولتا ہے، اور ہم تجھے قطعاً نہیں جھٹلاتے، بلکہ ہم تو اس شی کو
جھٹلاتے ہیں، جو تو لے کر آیا ہے، تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل
فرمائی فانھم لا یکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون
نفقا سرنگ سلما سیڑھی الباسلد باس یا بؤوس سے مشتق ہے شدت
فقر کو کہا جاتا ہے الضراء بیماریاں اور درد فلما نسوا انہوں نے
چھوڑ دیا مبلسون مایوس یصدفون اس کے برابر قرار دیتے
ہیں یا حق سے اعراض کرتے ہیں او جھرۃ علانیہ تدعون من
دون اللہ تم عبادت کرتے ہو ما جرحتم جو تم نے گناہ کمائے
یفرطون ضائع کرتے ہیں قل ھو القادر علی ان یبعث
علیکم عذابا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور وہ عذاب آنے
والا ہے، اور ابھی تک اس کی تاویل نہیں آئی ہے یلبسکم
تمہیں مخلوط کر لے شیعا مختلف خواہشات یا مختلف فرقے
لکل نبأ مستقر حقیقت اور ایک قول یہ ہے کہ وقت اور جگہ
ان تبسل کو ذلیل ہو یا روک لیا جائے وان تعدل انصاف
کرے ابسلوا رسوا ہوئے استھوتہ اسے گمراہ کیا فلما جن
اندھیری چھا گئی افلت جب سورج آسمان کے درمیان سے ڈھل
گیا، جب یہ آیت ولم یلبسوا ایمانھم بظلم نازل ہوئی، صحابہ
نے عرض کیا، ہم میں سے کون ہے جس نے ظلم نہیں کیا، تو یہ آیت
نازل ہوئی ان الشرک لظلم عظیم حضرت علی فرماتے ہیں یہ آیت
ابراہیم اور ان کے صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی، اور اس امت
میں کوئی نہیں وما قدروا اللہ حق قدرہ اس کی عظمت کے
مطابق اس کی تعظیم نہیں کی باسطوا ایدیھم بسط کے معنی مارنا
ہیں عذاب الھون وہ عذاب جس کے ساتھ سخت ذلت واقع
ہو خولناکم ہم نے تمہیں دیا فالق الاصباح دن میں سورج کی

(حُسْبَانًا) عَدَدَ الْاَيَّامِ وَالشُّهُوْرِ وَالسِّنِيْنِ وَقِيْلَ
مَرَامِيَ وَرُجُوْمًا لِلشَّيَاطِيْنِ (مُسْتَقَرٌّ) فِي الصُّلْبِ
(وَمُسْتَوْدَعٌ) فِي الرَّحِمِ (قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ) قِصَارُ
النَّخْلِ اللَّاصِقَةِ عُذُوْقُهَا بِالْاَرْضِ وَقِيْلَ الْقِنْوُ
الْعِذْقُ وَالْاِثْنَانِ وَالْجَمَاعَةُ قِنْوَانٌ مِثْلُ صِنْوٍ وَصِنْوَانٍ
(وَيَنْعِهٖ) نَضْجِهٖ (وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ) تَخَرَّصُوْا اَوِ افْتَعَلُوْا
ذٰلِكَ كَذِبًا وَكُفْرًا (دَرَسْتَ) تَعَلَّمْتَ (قُبُلًا) مُعَايَنَةً
وَمُوَاجَهَةً (وَلِتَصْغٰى) لِتَمِيْلَ (وَلِيَقْتَرِفُوْا) لِيَكْتَسِبُوْا
(زُخْرُفَ الْقَوْلِ) كُلُّ شَيْءٍ حَسَّنْتَهٗ وَسَيَّنْتَهٗ وَهُوَ بَاطِلٌ
فَهُوَ زُخْرُفٌ۔ اَتٰى نَاسٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَاْكُلُ مَا نَقْتُلُ وَلَا نَاْكُلُ مَا يَقْتُلُ
اللّٰهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (مَيْتًا
فَاَحْيَيْنَاهُ) ضَالًّا فَهَدَيْنَاهُ (صَغَارٌ) مِنَ الذُّلِّ وَ
هَوَانٌ (عَلٰى مَكَانَتِكُمْ) نَاحِيَتِكُمْ وَحَالَتِكُمُ الَّتِيْ
اَنْتُمْ عَلَيْهَا (وَحَرْثٌ حِجْرٌ) حَرَامٌ (حَمُوْلَةً) الْاِبِلُ
وَالْخَيْلُ وَالْبِغَالُ وَالْحَمِيْرُ وَكُلُّ شَيْءٍ يُحْمَلُ عَلَيْهِ اَوْ
فَرْشًا) الْغَنَمُ (مَعْرُوْشَاتٍ) مَا يُعْرَشُ مِنَ الْكَرْمِ
(كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ) الْبَعِيْرُ وَالنَّعَامَةُ وَغَيْرُ ذٰلِكَ
(مَسْفُوْحًا) مُهْرَاقًا (مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَا) مَا عَلِقَ
بِهَا مِنَ الشَّحْمِ (الْحَوَايَا) الْمَبْعَرُ (اِمْلَاقٍ) فَقْرٍ
(دِرَاسَتِهِمْ) تِلَاوَتِهِمْ (صَدَفَ) اَعْرَضَ (لَا يَنْفَعُ
نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ) اِذَا طَلَعَتِ
الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا ۔

روشنی اور رات میں چاند کی روشنی حُسْبَانًا دن، مہینے اور سالوں
کا شمار ایک قول یہ ہے کہ شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ مُسْتَقَرٌّ
پشت میں وَمُسْتَوْدَعٌ رحم میں قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ کھجور کا وہ چھوٹا
درخت جس کی شاخیں زمین سے لگی ہوں ایک قول یہ ہے کہ قنو
ایک یا دو کھجور کو کہتے ہیں اور اس کی جمع قنوان ہے، جیسے صنو
اور صنوان وَيَنْعِهٖ اور اس کے پکنے کی طرف وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ
انہوں نے تراش لئے اور گھڑ لئے کذب وکفر دَرَسْتَ تو نے تعلیم حاصل کی ہے
قُبُلًا آمنے سامنے وَلِتَصْغٰى تاکہ تو مائل ہو وَلِيَقْتَرِفُوْا تاکہ وہ
کمائیں زُخْرُفَ الْقَوْلِ جو شئے بظاہر اچھی ہو اگر وہ باطل ہے
تو اسے زخرف کہا جاتا ہے، چند آدمی نبی کریم کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور بولے کہ جسے ہم قتل کرتے ہیں اسے تو ہم کھاتے ہیں اور
اور جسے اللہ قتل کرے اسے ہم نہیں کھاتے تو یہ آیت نازل ہوئی
فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ مَيْتًا فَاَحْيَيْنَاهُ گمراہ تھا ہم
نے اسے ہدایت کی صَغَارٌ ذلت و رسوائی عَلٰى مَكَانَتِكُمْ تمہاری
اس حالت پر جس پر تم ہو، وَحَرْثٌ حِجْرٌ حرام حَمُوْلَةً ہر وہ جانور
جس پر بوجھ لادا جائے مثلاً اونٹ، گھوڑا، خچر، گدھا وَفَرْشًا بکری،
مَعْرُوْشَاتٍ انگور کی چھپر پر چڑھائی ہوئی بیل كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ اونٹ
اور شتر مرغ وغیرہ مَسْفُوْحًا بہایا ہوا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَا
یعنی پشت میں جو چربی ہو، الْحَوَايَا۔ انتڑیاں، اِمْلَاقٍ، نقر
دِرَاسَتِهِمْ ان کے پڑھنے سے صَدَفَ اعراض کیا
لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ
جب آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا ۔

مِنْ سُوْرَةِ الْاَعْرَافِ

(وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ) خُلِقُوْا
فِيْ اَصْلَابِ الرِّجَالِ وَصُوِّرُوْا فِيْ اَرْحَامِ النِّسَاءِ
(صِرَاطَكَ) طَرِيْقَكَ (مَذْءُوْمًا) مَلُوْمًا (يَخْصِفَانِ)
يَلْفِقَانِ الْوَرَقَ (سَوْاٰتِهِمَا) كِنَايَةٌ عَنْ فَرْجَيْهِمَا

سورہ اعراف

وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ مردوں کی پشتوں میں پیدا کئے
گئے اور رحم مادر میں ان کی تصویر بنائی گئی صِرَاطَكَ تیرا راستہ
مَذْءُوْمًا ملامت کیا ہوا يَخْصِفَانِ پتوں کو لپیٹ رہے تھے
سَوْاٰتِهِمَا ان دونوں کی شرمگاہوں سے کنایہ ہے فَرْجَيْهِمَا

(قَبِيلُهٗ) جِيلُهُ الَّذِي هُوَ مِنْهُمْ (رِيشًا) وَقُرِئَ رِيَاشًا
مَالًا، كَانَتِ الْمَرْأَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَطُوفُ وَهِيَ عُرْيَانَةٌ
فَنَزَلَتْ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ إِلَى آخِرِهٖ قَالَ
حُذَيْفَةُ أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ قَوْمٌ تَجَاوَزَتْ بِهِمْ
حَسَنَاتُهُمْ عَنِ النَّارِ وَقَصُرَتْ بِهِمْ سَيِّئَاتُهُمْ عَنِ
الْجَنَّةِ بَيْنَاهُمْ فِي الْأَعْرَافِ إِذْ طَلَعَ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ
فَيَقُولُ قُومُوا فَادْخُلُوا الْجَنَّةَ فَإِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ
(غَوَاشٍ) مَا غُشُّوا بِهٖ (نَكِدًا) قَلِيلًا (حَثِيثًا) سَرِيعًا
(أَقَلَّتْ) حَمَلَتْ (قَوْمًا عَمِينَ) كُفَّارًا عَمِيَتْ
قُلُوبُهُمْ (بَسْطَةً) شِدَّةً (تَنْحِتُونَ الْجِبَالَ)
تَشُقُّونَهَا (الرَّجْفَةُ) الزَّلْزَلَةُ الشَّدِيدَةُ (جَاثِمِينَ)
مَيِّتِينَ (لَا تَبْخَسُوا) لَا تَظْلِمُوا (وَتَصُدُّونَ) تَصْرِفُونَ
(عِوَجًا) زَيْغًا (افْتَحْ) اقْضِ (كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا) لَمْ
يُقِيمُوا (آسَى) أَحْزَنُ (عَفَوْا) كَثُرُوا (أَرْجِهْ)
أَخِّرْ أَمْرَهٗ (تَلْقَفُ) تَلْقَمُ (وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ) يَتْرُكُ
عِبَادَتَكَ (الطُّوفَانَ) الْمَطَرَ (الْقُمَّلَ) الْجَرَادُ الَّذِي
لَيْسَ لَهٗ أَجْنِحَةٌ (يَطَّيَّرُوا) يَتَشَاءَمُوا (الرِّجْزَ) السَّخَطَ
(يَعْرِشُونَ) يَبْنُونَ (مُتَبَّرٌ) هَالِكٌ وَقِيلَ خُسْرَانٌ
(مِيقَاتُ رَبِّهٖ) الْوَقْتُ الَّذِي قَدَّرَهُ اللّٰهُ (دَكًّا)
مَدْقُوقًا (خُوَارٌ) صَوْتٌ (سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ) كُلُّ مَنْ
نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِي يَدِهٖ (أَسِفًا) حَزِينًا (وَاخْتَارَ
مُوسٰى قَوْمَهٗ) دَعَا مُوسٰى لِقَوْمِهٖ فَجَعَلَ اللّٰهُ دُعَاءَهٗ
لِمَنْ آمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتَّبَعَهٗ
كَمَا قَالَ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ (فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ)
بِجِدٍّ وَحَزْمٍ (إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ) إِنْ هُوَ إِلَّا عَذَابُكَ
(هُدْنَا) رَجَعْنَا (إِصْرَهُمْ) ثِقَلَ عَهْدِهِمْ وَمَوَاثِيقِهِمْ
(وَعَزَّرُوهُ) حَمَوْهُ وَوَقَّرُوهُ (فَانْبَجَسَتْ) انْفَجَرَتْ
(يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ) يَتَعَدَّوْنَ يَتَجَاوَزُونَ فِيهِ
حُدُودَ اللّٰهِ لَهٗ (نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا) هُوَ بَلْعَمُ

اسکی ذریت جس سے وہ تھا رِیْشًا اسے رِیَاشًا بھی پڑھا گیا ہے بمعنے
مال، زمانہ جاہلیت میں عورت ننگی طواف کیا کرتی تھی، تو یہ آیت
نازل ہوئی قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللّٰہِ آخر آیت تک، حذیفہ رضؓ
فرماتے ہیں اصحاب اعراف وہ لوگ ہیں، کہ جن کی اچھائیاں انہیں
دوزخ سے روک لیں گی لیکن ان کی برائیاں انہیں جنت میں
نہ جانے دیں گی، تو وہ درمیان میں اعراف میں ہونگے، پھر ان پر
اللہ تعالیٰ جلوہ گر ہوگا، اور فرمائے گا، جاؤ جنت میں چلے جاؤ، میں
نے تمہاری مغفرت کی غَوَاشٍ جس سے اسے ڈھانپ لیں،
نَکِدًا تھوڑا حَثِیْثًا جلدی اَقَلَّتْ اٹھایا قَوْمًا عَمِیْنَ کفار جن
کے دل اندھے ہیں بَسْطَۃً سختی تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ پہاڑوں کو
پھاڑتے تھے اَلرَّجْفَۃُ سخت زلزلہ جَاثِمِیْنَ مردے لَا تَبْخَسُوْا
ظلم نہ کرو وَتَصُدُّوْنَ اور تم پھیر لیتے ہو عِوَجًا ٹیڑھا پن،
اِفْتَحْ فیصلہ فرما کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا نہیں ٹھہرے آسٰی بہت
غمگین عَفَوْا زیادہ ہوئے اَرْجِہْ اس کے کام کو مؤخر کر تَلْقَفُ
نگل جائے گا وَیَذَرَکَ وَاٰلِہَتَکَ تیری عبادت کو چھوڑ دیں
اَلطُّوْفَانُ بارش اَلْقُمَّلُ وہ ٹڈی جس کے پر نہ ہوں، جوں،
یَطَّیَّرُوْا بدفالی لینے لگے اَلرِّجْزُ نافرمانی یَعْرِشُوْنَ بناتے
تھے مُتَبَّرٌ ہلاک ہونے والا یا ٹوٹے میں پڑنے والا مِیْقَاتُ
رَبِّہٖ وہ وقت جو اللہ نے مقرر کیا تھا دَکًّا پِسا ہوا، خُوَارٌ
آواز سُقِطَ فِیْ اَیْدِیْھِمْ ہر وہ شخص جو نادم ہوا، اسے بولا جاتا ہے
اَسِفًا غمگین وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَہٗ موسیٰ نے اپنی قوم کیلئے
دعا کی، تو اللہ نے ان کی دعا کو اس شخص کے لئے کر دیا جو نبی صلے
اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا، اور آپ کی اتباع کی، جیسا کہ فرمایا،
فَسَاَکْتُبُھَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ۔ فَخُذْھَا بِقُوَّۃٍ کوشش اور
احتیاط سے اِنْ ھِیَ اِلَّا فِتْنَتُکَ یہ نہیں ہے مگر تیرا عذاب ھُدْنَا
ہم لوٹے اِصْرَھُمْ ان کے عہد و پیمان کا بوجھ وَعَزَّرُوْہُ ان کی
حفاظت اور عزت کرو فَانْبَجَسَتْ پس پھوٹے یَعْدُوْنَ فِی
السَّبْتِ سبت میں اللہ کی حدود سے تجاوز کرتے تھے نَبَاَ الَّذِیْ
اٰتَیْنَاہُ اٰیٰتِنَا وہ بلعم بن باعورا ہے شُرَّعًا پانی پر ظاہر

اِبْنَ بَاعُوْرَاءَ (شُرَّعًا) ظَاهِرَةً عَلَى الْمَاءِ (بَئِيْسٍ) شَدِيْدٍ (وَبَلَوْنَاهُمْ) عَامَلْنَاهُمْ مُعَامَلَةَ الْمُخْتَبِرِ (نَتَقْنَا) رَفَعْنَا (الْاَسْبَاطَ) قَبَائِلَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ (وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ) اَلْاٰيَةَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهٗ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهٗ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُوْنَ (ذَرَاْنَا) خَلَقْنَا (اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ) قَعَدَ وَمَالَ اِلَى الدُّنْيَا (سَنَسْتَدْرِجُهُمْ) نَأْتِيْهِمْ مِنْ مَاْمَنِهِمْ (اَيَّانَ مُرْسٰهَا) مَتٰى وُقُوْعُهَا وَخُرُوْجُهَا (حَفِيٌّ عَنْهَا) عَالِمٌ بِهَا وَمُبَالِغٌ (خُذِ الْعَفْوَ) اَنْفِقِ الْفَضْلَ (وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ) بِالْمَعْرُوْفِ الَّذِيْ يُعْرَفُ حُسْنُهٗ (يَنْزَغَنَّكَ) يَسْتَخِفَّنَّكَ (طٰٓئِفٌ) لَمَّةٌ (يَمُدُّوْنَهُمْ) يُزَيِّنُوْنَ لَهُمْ (لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا) لَوْلَا اَحْدَثْتَهَا اَوْ تَلَقَّيْتَهَا فَاَنْشَاْتَهَا. لَمَّا حَمَلَتْ حَوَّاءُ طَافَ بِهَا اِبْلِيْسُ فَكَانَ لَا يَعِيْشُ لَهَا وَلَدٌ فَقَالَ سَمِّيْهِ عَبْدَ الْحَارِثِ فَعَاشَ وَكَانَ ذٰلِكَ مِنْ وَحْيِ الشَّيْطَانِ وَاَمْرِهٖ وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَلَمَّا اٰتٰهُمَا صَالِحًا اَلْاٰيَةَ (تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً) اِسْتِكَانَةً وَخَوْفًا۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ

نَزَلَتِ الْاَنْفَالُ فِيْ اَهْلِ بَدْرٍ قَالَ سَعْدٌ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ سَاَلْتُ سَيْفًا فَنَزَلَتْ يَسْاَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ جَمْعُ نَافِلَةٍ بِمَعْنٰى عَطِيَّةٍ (وَجِلَتْ) فَزِعَتْ (ذَاتِ الشَّوْكَةِ) الْحِدَّةُ (مُرْدِفِيْنَ) مُتَتَابِعِيْنَ فَوْجًا بَعْدَ فَوْجٍ (كُلَّ بَنَانٍ) اَلْاَطْرَافَ وَقِيْلَ اَطْرَافَ الْاَصَابِعِ (شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) بَايَنُوْهُمَا وَخَالَفُوْهُمَا (زَحْفًا) مُجْتَمِعِيْنَ مُتَدَانِيْنَ (مُتَحَرِّفًا) مُنْعَطِفًا مُسْتَطْرِدًا لِطَلَبِ الْعَوْدَةِ (اَوْ مُتَحَيِّزًا)

بَئِيْسٍ سخت وَبَلَوْنٰهُمْ ہم نے ان سے امتحان لینے والے کا معاملہ کیا نَتَقْنَا ہم نے اٹھایا اَلْاَسْبَاطُ بنی اسرائیل کے قبائل وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ آخر آیت تک۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرمایا پھر ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا، تو اس سے ذریت نکالی، اور فرمایا یہ لوگ تو جنت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، اور اہل جنت جیسا عمل کرینگے پھر دوبارہ پشت پر ہاتھ پھیرا، اور اس سے ان کی ذریت کو نکالا، اور فرمایا یہ دوزخ کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور اہل نار جیسا عمل کریں گے ذَرَاْنَا ہم نے پیدا کیا اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ بیٹھ گیا، اور دنیا کی جانب مائل ہوا، سَنَسْتَدْرِجُهُمْ ہم ان کے پاس ان کی پناہ گاہوں سے آئیں گے اَيَّانَ مُرْسٰهَا اس کا وقوع و ظہور کب ہوگا حَفِيٌّ عَنْهَا اس کا جاننے والا اور خوب جاننے والا خُذِ الْعَفْوَ زیادتی کو خرچ کرو اْمُرْ بِالْعُرْفِ اس بھلائی کا کہ جس کا حسن ظاہر ہو يَنْزَغَنَّكَ تجھے بے برداشت کر دے طٰٓئِفٌ خیال وسوسہ يَمُدُّوْنَهُمْ وہ ان کو عمدہ کرتے ہیں، لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا اگر تو اسے بنا کر لے یا اسے ڈالے تو وہ پڑھنے لگے، جب حضرت حوا حاملہ ہوئیں، تو ابلیس ان کے پاس آیا، اور حوا کے کوئی بچہ زندہ نہ رہتا تھا ابلیس بولا کہ اس کا نام عبد الحارث رکھو تو وہ زندہ رہا، اور یہ وحی شیطانی اور اس کے حکم سے ہوا اور یہی ہے اللہ کے قول کا مقصد فَلَمَّا اٰتٰهُمَا صَالِحًا تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً زاری اور خوف کے ساتھ۔

سورہ انفال

انفال اہل بدر کے بارے میں نازل ہوئی، حضرت سعد فرماتے ہیں، میں نے بدر کے روز ایک تلوار کا سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی يَسْاَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ، انفال نافلہ کی جمع ہے بمعنی عطیہ وَجِلَتْ گھبرا گیا ذَاتِ الشَّوْكَةِ کانٹے والی مُرْدِفِيْنَ پے در پے ایک فوج دوسری فوج کے بعد كُلَّ بَنَانٍ جوڑ اور ایک قول یہ ہے کہ انگلیوں کے کنارے شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ان کی مخالفت کی زَحْفًا جمع شدہ قریب قریب مُتَحَرِّفًا ہٹتے ہوئے واپسی کے لئے لوٹنے والے اَوْ مُتَحَيِّزًا ملے

مُنْضَمًّا رَجِلَهٗ كَوْا لْفَتْحُ) اَلْمَدَدُ (لِمَا يُحْيِيْكُمْ) يُصْلِحُكُمْ (لِيُثْبِتُوْكَ) لِيُوْثِقُوْكَ (فُرْقَانًا) نَصْرًا
قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ
الخ فَنَزَلَتْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ
(مُكَاءً وَّتَصْدِيَةً) اَلْمُكَاءُ اِدْخَالُ الْاَصَابِعِ فِيْ
اَفْوَاهِهِمْ وَالتَّصْدِيَةُ الصَّفِيْرُ (فَيَرْكُمَهٗ) يَجْمَعُهٗ
(يَوْمَ الْفُرْقَانِ) يَوْمَ بَدْرٍ فَرَّقَ اللّٰهُ فِيْهِ بَيْنَ
الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ (اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا
وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى) نُزُوْلٌ بِشَفِيْرِ الْوَادِیْ
الْاَدْنٰى اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَالْعَدُوُّ نُزُوْلٌ بِشَفِيْرِ الْوَادِیْ
الْاَقْصٰى اِلٰى مَكَّةَ (وَالرَّكْبُ) اَصْحَابُ الْاِبِلِ
يَعْنِى الْعِيْرَ (تَفْشَلُوْا) تَجْبُنُوْا (وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ)
دَوْلَتُكُمْ وَغَلَبَتُكُمْ (بَطَرًا) طُغْيَانًا (جَارٌ لَّكُمْ)
حَافِظٌ (نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ) رَجَعَ مُوَلِّيًا (ذُوْقُوْا)
بَاشِرُوْا وَجَرِّبُوْا وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ ذَوْقِ الْفَمِ (فَشَرِّدْ
بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ) نَفَرِّقْ وَنُنَكِّلْ بِهِمْ مَنْ بَعْدَهُمْ
يَعْنِىْ فَرِّقْ بِهِمْ جَمْعَ كُلِّ نَاقِضٍ عَهْدٍ (خِيَانَةً)
نَقْضًا لِلْعَهْدِ (وَاِنْ جَنَحُوْا) طَلَبُوْا وَمَالُوْا (حَرِّضِ
الْمُؤْمِنِيْنَ) حُضَّهُمْ (اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ
صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ) لَمَّا نَزَلَتْ كُتِبَ
عَلَيْهِمْ اَنْ لَا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِّنْ عَشَرَةٍ ثُمَّ نَزَلَتْ
(اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ) فَكُتِبَ اَنْ لَا يَفِرَّ مِائَةٌ مِّنْ
مِائَتَيْنِ (مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ) قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْىُ. لَمَّا
كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَقَعُوْا فِى الْغَنَائِمِ قَبْلَ اَنْ تَحِلَّ
لَهُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ
كَانَ النَّاسُ يَوْمَ بَدْرٍ عَلٰى ثَلٰثِ مَنَازِلَ ثُلُثٌ
يُقَاتِلُ الْعَدُوَّ وَثُلُثٌ يَجْمَعُ الْمَتَاعَ وَيَأْخُذُ الْاُسَارٰى
وَثُلُثٌ عِنْدَ الْخَيْمَةِ يَحْرُسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ہوئے جلد کو الْفَتْحُ مدد لِمَا يُحْيِيْكُمْ تمہاری اصلاح کرے، لِيُثْبِتُوْكَ تاکہ تجھے باندھ لیں فُرْقَانًا مدد، ابوجہل کہا کرتا تھا کہ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ آخر آیت تک تو اس کے قول کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ. مُكَاءً وَّتَصْدِيَةً، مکا، کے معنی اپنے منہ میں انگلیاں داخل کرنا، اور تصدیہ کے معنی سیٹی بجانا فَيَرْكُمَهٗ اسے جمع کریگا، يَوْمَ الْفُرْقَانِ بدر کے روز، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس روز حق و باطل میں فرق فرمایا اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى مدینہ کی جانب وادی ادنیٰ کے کے کنارے پر تھے، اور دشمن مکہ کی جانب وادی اقصیٰ کے کنارے پر وَالرَّكْبُ اونٹوں والے یعنی قافلہ تَفْشَلُوْا پس تم بزدل ہو جاؤ وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ تمہاری حکومت اور غلبہ بَطَرًا سرکشی جَارٌ لَّكُمْ حفاظت کرنے والا نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ پشت پھیر کر لوٹا وَذُوْقُوْا ملو اور تجربہ کرو، اور یہ ذوق منہ کے مزے کے معنی میں نہیں ہے فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ منتشر کرو اور انہیں ایسی سزا دو جو پچھلوں کیلئے قابل عبرت ہو یعنی ہر ناقض عہد کی جمعیت میں تفریق کر خِيَانَةً عہد کو توڑتے ہوئے، وَاِنْ جَنَحُوْا وہ طلب کریں یا مائل ہوں حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ، انہیں ابھار، اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ اس آیت کے نزول سے مسلمانوں پر یہ فرض کر دیا گیا کہ ان میں سے ہر شخص دس کے مقابلہ سے نہ بھاگے، پھر یہ آیت نازل ہوئی اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ تو یہ فرض کر دیا گیا کہ سو آدمی دو سو کے مقابلہ سے نہ بھاگیں مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار قوت تیر اندازی ہے مسلمان بدر کے دن مال غنیمت لوٹنے لگے، حالانکہ یہ ان کے لئے ابھی حلال نہ تھی، تو یہ آیت نازل ہوئی لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ بدر کے دن مسلمان تین حصوں میں منقسم تھے، ایک حصہ جنگ میں مصروف تھا، دوسرا مال غنیمت جمع کرنے اور قیدیوں کے سنبھالنے میں مصروف تھا اور تیسرا حضور کے خیمہ کی حفاظت

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَصَمُوا فَانْتَزَعَ اللّٰهُ الْغَنِيْمَةَ مِنْ اَيْدِيْهِمْ فَجَعَلَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَسَمَهَا عَلَى السَّوَاءِ (مِنْ وَّلَاۤ يَتِهِمْ) مِيْرَاثِهِمْ ۔

کر رہا تھا، یہ تینوں فرقے باہم جھگڑنے لگے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں سے غنیمت چھین کر حضور کے ہاتھ میں دی دے حضور نے اسے برابر تقسیم کیا مِنْ وَّلَاۤيَتِهِمْ، ان کی میراث سے ۔

مِنْ سُوْرَةِ بَرَاءَةٍ

لَمْ يَكْتُبُوا الْبَسْمَلَةَ عَلٰى سُوْرَةِ بَرَاءَةٍ قَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَتِ الْاَنْفَالُ مِنْ اَوَائِلِ مَا نَزَلَ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَتْ بَرَاءَةٌ مِنْ اٰخِرِ الْقُرْاٰنِ وَكَانَتْ قِصَّتُهَا شَبِيْهَةً بِقِصَّتِهَا فَظَنَنْتُ اَنَّهَا مِنْهَا فَقُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا اَنَّهَا مِنْهَا فَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ قَرَنْتُ بَيْنَهُمَا وَلَمْ اَكْتُبْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلْبَسْمَلَةُ اَمَانٌ وَهٰذِهِ السُّوْرَةُ بَرَاءَةٌ نَزَلَتْ لِرَفْعِ الْاَمْنِ بِالسَّيْفِ وَلَمَّا نَزَلَ اَوَّلُهَا بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فَنَادٰى بِاَرْبَعٍ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ بَرِيْئَةٌ مِنْ كُلِّ مُشْرِكٍ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَلَا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ (بَرَاءَةٌ) اِذْنٌ (اِعْلَامٌ) (فَسِيْحُوْا) سِيْرُوْا (كُلَّ مَرْصَدٍ) طَرِيْقٍ (لَا يَرْقُبُوْا) لَا يَحْفَظُوْا (اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً) اَلْاِلُّ الْقَرَابَةُ وَالذِّمَّةُ الْعَهْدُ (وَلِيْجَةً) اَوْلِيَاءَ وَدُخَلَاءَ (سِقَايَةَ الْحَاجِّ) سَقْيُهُمُ الشَّرَابَ فِي الْمَوْسِمِ (عَيْلَةً) فَقْرًا (يُضَاهِئُوْنَ) يُشَبِّهُوْنَ (ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ) الْقَضَاءُ الْقَيِّمُ (اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ) كَيْفَ يَكْذِبُوْنَ وَقِيْلَ كَيْفَ يَصْرِفُوْنَ عَنِ الْحَقِّ بَعْدَ وُضُوْحِ الدَّلِيْلِ (اَنْ يُّطْفِئُوْا) يُخْمِدُوْا (كَافَّةً) جَمِيْعًا (لِيُوَاطِئُوْا) لِيُوَافِقُوْا وَيُشَبِّهُوْا (انْفِرُوْا) اُخْرُجُوْا (اثَّاقَلْتُمْ) اَحْبَبْتُمْ

سورہ برات

سورہ برات پر بسم اللہ نہیں لکھی گئی، حضرت عثمان فرماتے ہیں، مدینہ میں انفال اولاً نازل ہوئی، اور برات بلحاظ نزول آخر قرآن سے ہے، اور اس کا قصہ اور انفال کا قصہ ایک دوسرے سے مشابہ ہے، میرا خیال ہوا کہ یہ انفال کا ایک حصہ ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، اور یہ ظاہر نہیں فرمایا، کہ یہ اس کا حصہ ہے، اسی باعث میں نے ان دونوں کو ایک جگہ رکھا اور درمیان میں بسم اللہ تحریر نہیں کی، حضرت علی فرماتے ہیں، بسم اللہ امان ہے، اور یہ سورت برآت ہے، جو تلوار کے ساتھ رفع امن کے لئے نازل کی گئی ہے، اور جب اس کا اول حصہ نازل ہوا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی کو بھیجا، جنہوں نے چار باتوں کا اعلان کیا، اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہر مشرک سے بری ہے، تو زمین میں چار مہینوں تک پھر دو اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی بیت اللہ کا ننگے ہو کر طواف کرے، اور جنت میں بجز مومن کے کوئی داخل نہ ہوگا بَرَاءَةٌ اعلان فَسِيْحُوْا چلو پھرو كُلَّ مَرْصَدٍ راستہ لَا يَرْقُبُوْا حفاظت کریں اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً اَلْاِلُّ قرابت، رشتہ داری اَلذِّمَّةُ عہد وَلِيْجَةً دوست اور ازدار سِقَايَةَ الْحَاجِّ موسم حج میں پانی پلانا عَيْلَةً فقر يُضَاهِئُوْنَ مشابہت کرتے ہیں ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ کہا جاتا ہے الْقَضَاءُ الْقَيِّمُ یعنی ٹھیک اور صحیح فیصلہ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ وہ کیونکر جھوٹ بولتے ہیں اور ایک قول یہ ہے، کہ وہ وضوح دلیل کے بعد حق سے کیسے پھرتے ہیں اَنْ يُّطْفِئُوْا یہ کہ بجھا دیں كَافَّةً سب، لِيُوَاطِئُوْا موافقت و مشابہت کریں، اِنْفِرُوْا نکلو اثَّاقَلْتُمْ تم نے ٹھہرنے کو بہتر سمجھا عَرَضًا غنیمت الشُّقَّةُ چلنا، اور راہ

المقام (عرض) الغنيمة (الشقة) المسير والمسافة
وقيل السفر (فثبطهم) حبسهم وخذلهم
(خبالا) فسادا (ولأوضعوا) لأسرعوا بالنميمة
(وقلبوا لك الأمور) اجتهدوا في الحيلة عليك
والكيد بك (ولا تفتني) لا تخزني ولا توبخني
(إحدى الحسنيين) الفتح أو الشهادة (ملجأ)
مهربا الملجأ الحرز في الجبل (مغارات) الغيران
والسراديب وقيل السرداب في الأرض المخفية
(مدخلا) السرب والمأوى (يجمحون) يسرعون
(يلمزك) يعيبك ويطعن عليك (والعاملين
عليها) السعاة (المؤلفة قلوبهم) يتألفهم بالعطية
(هو أذن) يسمع من كل واحد (نسوا الله فنسيهم)
تركوا طاعة الله فتركوا من ثوابه وكرامته
(بخلاقهم) بنصيبهم من الدنيا (والمؤتفكات)
قرى قوم لوط (ائتفكت) انقلبت بها الأرض
(عدن) خلد عدنت بأرض أقمت بها (واغلظ)
أذهب الرفق عنهم لما توفي عبد الله بن أبي
قام رسول الله صلى الله عليه وسلم ليصلي عليه
فأنزل الله تعالى ولا تصل على أحد منهم (وما
نقموا) وما كرهوا (يلمزون) يعيبون ويغتابون
ويطعنون (إلا جهدهم) وهو القليل الذي
يتعيش به (إذا نصحوا لله ورسوله) أخلصوا
أعمالهم من الغش (المعذرون) أهل العذر
(وصلوات الرسول) استغفاره (مردوا على النفاق)
لجوا فيه وأبوا غيره (تطهرهم وتزكيهم بها) لفظان
مترادفان ونحوهما كثير والزكاة الطهارة والإخلاص
(إن صلاتك سكن لهم) رحمة لهم (مرجون
لأمر الله) مؤخرون ليقضي الله فيهم ما هو قاض
(ضرارا) يضارون به (وإرصادا) انتظارا (شفا

طے کرنا اور سفر کرنا، فَثَبَّطَهُمْ انہیں روکا، اور ذلیل کیا خَبَالًا
فساد وَلَأَوْضَعُوا چغلخوری میں جلدی کرتے ہیں وَقَلَّبُوا لَكَ
الْأُمُورَ آپ کے خلاف سازشیں کرتے ہیں اور آپکے ساتھ مکروفریب
کی کوششیں کر چکے ہیں وَلَا تَفْتِنِّي مجھے رسوا نہ کرا ور نہ مجھے
دھمکا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ فتح یا شہادت مَلْجَأً پہاڑ میں
پناہ لینے کی جگہ مَغَارَاتٍ غار، مخفی زمین میں چھپنے کی جگہ
مُدَّخَلًا گھسنے کی جگہ اور ٹھکانا يَجْمَحُونَ جلدی کرتے ہیں يَلْمِزُكَ
تجھے عیب لگائے، اور تجھ پر طعن کرتے ہیں وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا
زکوۃ وصول کرنے پر مامور الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عطیہ کے
ساتھ ان کی تالیف کریں هُوَ أُذُنٌ ہر ایک کی بات سن
لیتے ہیں نَسُوا اللهَ فَنَسِيَهُمْ انہوں نے اللہ تعالے کی
اطاعت ترک کی، تو اسکے ثواب اور اسکی عزت کو ترک کیا،
بِخَلَاقِهِمْ اپنی دنیا کا حصہ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ قوم لوط کے
گاؤں ائتفکت کہ ان کے ساتھ زمین پلٹ دی گئی عَدْنٍ
خلد بولتے ہیں عدنت بارض میں الخ میں ٹھہرا وَاغْلُظْ
ان سے نرمی کو ترک کرو، جب عبداللہ بن ابی کا انتقال ہوا
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز پڑھنے کے لئے
کھڑے ہوئے، تو اللہ تعالے نے یہ آیت وَلَا تُصَلِّ عَلَى
أَحَدٍ مِنْهُمْ نازل کی وَمَا نَقَمُوا اور نہیں برا سمجھا يَلْمِزُونَ
عیب لگاتے، غیبت کرتے اور طعن کرتے ہیں إِلَّا جُهْدَهُمْ
وہ قلیل شے جس کے ساتھ زندگی گذر سکے إِذَا نَصَحُوا لِلهِ
وَرَسُولِهِ اپنے اعمال کو کینے سے پاک کیا الْمُعَذِّرُونَ
عذر والے وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ آپ کا دعائے مغفرت
کرنا مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ اس میں گھس گئے، اور اس کے غیر
کا انکار کیا تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا یہ دونوں مترادف لفظ
ہیں، اور ان کی طرح بہت سے الفاظ مترادف ہیں، اور زکوۃ
کے معنی پاکی اور خالص کرنا ہے إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ
ان کے لئے رحمت ہے مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اللهِ پیچھے لئے ہوئے
تا کہ اللہ جو ان میں فیصلہ کرنا چاہے فیصلہ کر دے، ضِرَارًا

جرف) على جرف مهواة والشفا والشفير واحد
والجرف ما يجرف من السيول والأودية (هار)
هائر يقال تهورت إذا انهدمت وانهارت
مثله (ريبة) شكا (إلا أن تقطع قلوبهم) يعني
الموت. سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم
عن السائحين قال هم الصائمون. قال علي رضي
الله عنه سمعت رجلا يستغفر لأبويه وهما
مشركان فقلت أتستغفر لأبويك وهما مشركان
فقال أليس قد استغفر إبراهيم عليه السلام
لأبيه وهو مشرك فذكرته للنبي صلى الله عليه
وسلم فنزلت وما كان استغفار إبراهيم لأبيه
إلا عن موعدة وعدها إياه فقال جابر لما مات
أبو طالب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
لا أزال أستغفر لك حتى ينهاني الله فأنزل الله
ما كان للنبي الخ (لأواه) لمؤمن تواب وقيل
دعاء كثير البكاء وقيل بلسان الحبشة الرحيم
شفقا وفرقا (وعلى الثلاثة الذين خلفوا) كعب
بن مالك وصاحبيه (مخمصة) مجاعة (نصب)
إعياء من التعب (ولا يطئون موطئا) ولا يقفون
موقفا (نيلا) أسرا وقتلا (طائفة) عصبة
(غلظة) شدة (يفتنون) يبتلون (عزيز) شديد
(ما عنتم) ما شق عليكم ◆

ضرر پہنچاتے ہیں اس کے ساتھ وارصادا انتظار شفا جرف
گرنے والے کنارے پر شفا اور شفیر ایک معنی میں آتے ہیں
جرف وہ حصہ ہے جو سیلابوں سے کٹ جاتے ھار گرنے والا ہاء
ہے تہورت جب ٹوٹ کر گر جائے انہارت بھی یہی معنی ہے ریبۃ شک الا
ان تقطع قلوبھم یعنی موت، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
سائحین کے معنی پوچھے گئے، فرمایا روزے دار، حضرت علی رض
فرماتے ہیں میں نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ اپنے ماں باپ کے
لئے دعائے مغفرت کر رہا تھا حالانکہ وہ دونوں مشرک تھے
تو میں نے اس سے کہا کہ تو مشرک والدین کے لئے دعا مانگتا ہے؟
اس نے کہا کیا حضرت ابراہیم نے اپنے باپ کے لئے مغفرت
کی دعا نہ کی تھی، حالانکہ وہ بھی مشرک تھا، میں نے یہ بات حضور
سے ذکر کی، تو یہ آیت نازل ہوئی وما کان استغفار ابراھیم
لابیہ الا عن موعدۃ وعدھا ایاہ، جابر نے کہا جب ابوطالب نے
وفات پائی، تو حضور نے فرمایا میں تمہارے لئے اس وقت تک دعائے مغفرت
کروں گا جب تک اللہ مجھے منع نہ کر دے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت
نازل فرمائی ما کان للنبی، لاواہ مومن اور اللہ کی طرف متوجہ ہونے
والے ایک قول یہ ہے کہ بہت دعائیں کرنے والے اور بہت رونے
والے اور حبشی زبان میں رحم دل اور شفیق وعلی الثلاثۃ الذین
خلفوا کعب بن مالک اور ان کے ساتھی مخمصۃ بھوک نصب
تھک جانا ولا یطئون موطئا اور کسی جگہ نہیں ٹھہرتے نیلا قید و
قتل طائفۃ جماعت غلظۃ شدت یفتنون مبتلا کئے جاتے
ہیں عزیز شدید ما عنتم جو تم پر شاق ہو ◆

سورة يونس عليه السلام

(لهم قدم صدق) سابقة من السعادة
في الدين وقيل محمد صلى الله عليه وسلم
وقيل الأعمال الصالحة وقيل الخير (دعواهم)
دعاؤهم (ولا أدراكم) لا أعلمكم (وإذا أذقنا
الناس رحمة) مطرا (إذا لهم مكر) قول

سورہ یونس علیہ السلام

لھم قدم صدق ذکر خیر کی سعادت کی بھلائی،
یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم، یا اعمال صالحہ یا بھلائی دعواھم کی دعا
اور پکار ولا ادراکم میں تمہیں نہیں سکھا سکتا واذا اذقنا
الناس رحمۃ بارش اذا لھم مکر ان کے جھٹلانے کا
قول، یعنی جب انہیں فراخی عیش ہوتی ہے، تو اکڑنے لگتے ہیں،

بِالتَّكْذِيْبِ اَيْ اِذَا اَخْصَبُوْا بَطِرُوْا (حَتّٰى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ) اَلْمَعْنٰى بِكُمْ (اُحِيْطَ بِهِمْ) دَنَوْا مِنَ التَّهْلُكَةِ (فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ) فَنَبَتَ بِالْمَاءِ مِنْ كُلِّ لَوْنٍ (زُخْرُفَهَا) زِيْنَتَهَا وَحُسْنَهَا (حَصِيْدًا) لَا شَيْءَ فِيْهَا (كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ) لَمْ تَكُنْ بِالْاَمْسِ (وَلَا يَرْهَقُ) لَا يَغْشٰى (قَتَرٌ) سَوَادٌ مِنَ الْكَآبَةِ (تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ) يُصِيْبُهُمْ ذُلٌّ وَخِزْيٌ وَهَوَانٌ (عَاصِمٍ) مَانِعٍ (اُغْشِيَتْ) اُلْبِسَتْ (فَزَيَّلْنَا) فَرَّقْنَا (تَبْلُوْ) تَخْبُرُ (تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ) تَفْعَلُوْنَهٗ (وَمَا يَعْزُبُ) يَغِيْبُ (لَهُمُ الْبُشْرٰى) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ اَوْ تُرٰى لَهٗ (اِلَّا يَخْرُصُوْنَ) يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَكُوْنُ (مُبْصِرًا) مُضِيْئًا لِتَهْتَدُوْا بِهٖ فِيْ حَوَائِجِكُمْ (اَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ) اِعْزِمُوْا عَلٰى اَمْرٍ (غُمَّةً) مَخْفِيًّا غَيْرَ ظَاهِرٍ (ثُمَّ اقْضُوْا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ) اِمْضُوْا اِلَيَّ وَلَا تُؤَخِّرُوْنِ يَعْنِيْ اِمْضُوْا اِلٰى مَكْرِكُمْ (لِتَلْفِتَنَا) لِتَرُدَّنَا (الْكِبْرِيَاءُ) الْمُلْكُ وَالْعِزُّ (اطْمِسْ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ) يَعْنِيْ امْسَخْهَا وَاَذْهِبْهَا عَنْ صُوْرَتِهَا (وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ) اِطْبَعْ عَلَيْهَا حَتّٰى لَا تَلِيْنَ (وَعَدْوًا) ظُلْمًا (نُنَجِّيْكَ) نُلْقِيْكَ عَلٰى نَجْوَةٍ مِنَ الْاَرْضِ وَهُوَ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جِبْرِيْلُ يَدُسُّ الطِّيْنَ فِيْ فِيْ فِرْعَوْنَ مَخَافَةَ اَنْ يَقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (حَقَّتْ) سَبَقَتْ وَقِيْلَ وَجَبَتْ (الرِّجْسُ) الْعَذَابُ ۔

حَتّٰى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ یعنی ہیں تمہارے ساتھ اُحِيْطَ بِهِمْ ہلاکت سے قریب ہوئے فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ پس پانی سے ہر رنگ کی چیز اگی زُخْرُفَهَا اس کی زینت وحسن حَصِيْدًا جس میں کوئی شئے نہ ہو كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ کل کچھ نہ تھا وَلَا يَرْهَقُ نہیں ڈھانپتی ہے قَتَرٌ رنجیدگی کی سیاہی تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ انہیں ذلت ورسوائی پہنچی ہے عَاصِمٍ روکنے والا اُغْشِيَتْ پہنایا گیا فَزَيَّلْنَا ہم نے جدا کیا تَبْلُوْا آزمائش کیجائیگی، تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ تم اسے کرتے ہو وَمَا يَعْزُبُ غائب ہوتا ہے لَهُمُ الْبُشْرٰى نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ سچا خواب ہے جو مسلمان خود دیکھتا ہے یا کسی کو اس کے حق میں دکھایا جاتا ہے اِلَّا يَخْرُصُوْنَ کہتے ہیں وہ چیز جو نہیں ہوتی مُبْصِرًا روشن کرنے والا تاکہ تم اپنی حاجتوں میں ہدایت حاصل کرو اَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ ایک کام کا پختہ ارادہ کرلو غُمَّةً مخفی جو ظاہر نہ ہو ثُمَّ اقْضُوْا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ میری جانب اٹھو اور تاخیر نہ کرو یعنی میرے لئے اپنے مکر کر گزرو لِتَلْفِتَنَا ہم کو لوٹا دیں، اَلْكِبْرِيَاءُ ملک وعزت اَطْمِسْ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ لے مٹادے اور اس کی صورت سے اسے بدلدے وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اس پر مہر کردے یہاں تک کہ نرم نہ ہوں وَعَدْوًا ظلم نُنَجِّيْكَ ہم تجھے بلند زمین پر ڈال دیں گے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، کہ جبریل علیہ السلام فرعون کے منہ میں مٹی ٹھونس رہے تھے اس خوف سے کہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ دے حَقَّتْ گذر چکا، واجب ہو گیا الرِّجْسُ عذاب ۔

سُوْرَةُ هُوْدٍ

(فُصِّلَتْ) بُيِّنَتْ (يَثْنُوْنَ) يَعْطِفُوْنَ كِنَايَةٌ عَنِ الشَّكِّ وَالْاِمْتِرَاءِ فِي الْحَقِّ (لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ) لِيَتَوَارَوْا مِنَ اللّٰهِ اِنِ اسْتَطَاعُوْا (يَسْتَغْشُوْنَ

سورہ ہود

فُصِّلَتْ بیان کیا گیا يَثْنُوْنَ پھیرے دیتے ہیں یہ حق میں شک کرنے سے کنایہ ہے يَسْتَخْفُوْا مِنْهُ اگر طاقت رکھیں تو اللہ سے چھپالیں يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ اسے

ثِيَابَهُمْ يَتَدَثَّرُوْنَ وَيَتَغَطَّوْنَ بِهَا (يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا)
يُؤْتِيْهِ مَا رِزْقَهُ فَلِحَيْثُ كَانَتْ (وَمُسْتَوْدَعَهَا) حَيْثُ
تَمُوْتُ (مَا يَحْبِسُهُ) مَا يَحْبِسُ الْعَذَابَ عَنَّا (حَاقَ)
نَزَلَ وَأَحَاطَ (لَا جَرَمَ) بَلٰى (وَأَخْبَتُوْا) خَافُوْا وَقِيْلَ
اطْمَأَنُّوْا وَقِيْلَ تَابُوْا (أَرَاذِلُنَا) أَسْقَاطُنَا (بَادِيَ
الرَّأْيِ) أَيْ أَوَّلَ مَا ظَهَرَ لَنَا وَقِيْلَ اتَّبَعُوْكَ فِيْ ظَاهِرِ
الرَّأْيِ وَبَاطِنُهُمْ عَلٰى خِلَافِ ذٰلِكَ (عُمِّيَتْ) خَفِيَتْ
بِعِنَادِكُمُ الْحَقُّ (أَنُلْزِمُكُمُوْهَا) نَضْطَرُّكُمْ إِلٰى مَعْرِفَتِهَا
(تَزْدَرِيْ) تَسْتَصْغِرُ (أَنْ يُّغْوِيَكُمْ) أَنْ يُّضِلَّكُمْ
(إِجْرَامِيْ) هُوَ مَصْدَرُ أَجْرَمْتُ يَعْنِيْ عُقُوْبَةَ جُرْمِيْ
(الْفُلْكَ) هِيَ السَّفِيْنَةُ (فَلَا تَبْتَئِسْ) لَا تَحْزَنْ
(لَا تُخَاطِبْنِيْ) لَا تُرَاجِعْنِيْ (وَفَارَ التَّنُّوْرُ) نَبَعَ (مَجْرٰهَا)
مَسِيْرُهَا هُوَ مَصْدَرُ أَجْرَيْتُ (وَمُرْسٰهَا) مَوْقِفُهَا
مَصْدَرُ أَرْسَيْتُ (مَعْزِلٍ) نَاحِيَةٍ (ابْلَعِيْ) اشْرَبِيْ
(أَقْلِعِيْ) أَمْسِكِيْ (اعْتَرَاكَ) مِنْ عَرَوْتُهُ أَيْ أَصَبْتُهُ
يَعْنِيْ أَصَابَكَ وَمَسَّكَ (آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا) أَيْ فِيْ
مُلْكِهِ وَسُلْطَانِهِ (عَنِيْدٍ) عَانِدٍ وَعَنُوْدٍ وَاحِدٌ وَهُوَ
الشَّدِيْدُ التَّجَبُّرِ (اسْتَعْمَرَكُمْ) جَعَلَكُمْ عُمَّارًا (غَيْرَ
تَخْسِيْرٍ) التَّخْسِيْرُ التَّضْلِيْلُ (كَأَنْ لَّمْ يَغْنَوْا) لَمْ
يَعِيْشُوْا وَقِيْلَ كَأَنْ لَّمْ يَكُوْنُوْا (بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ)
نَضِيْجٍ مِمَّا يُشْوٰى بِالْحِجَارَةِ (نَكِرَهُمْ) وَأَنْكَرَهُمْ وَ
اسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ (وَأَوْجَسَ) أَضْمَرَ (الرَّوْعُ) الْفَزَعُ
(مُنِيْبٌ) مُقْبِلٌ إِلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى (سِيْءَ بِهِمْ)
سَاءَ ظَنًّا بِقَوْمِهِ (وَضَاقَ بِهِمْ) بِأَضْيَافِهِ (ذَرْعًا)
صَدْرًا (يَوْمٌ عَصِيْبٌ) شَدِيْدٌ (يُهْرَعُوْنَ إِلَيْهِ)
يُسْرِعُوْنَ وَيُقْبِلُوْنَ إِلَيْهِ بِالْغَضَبِ (بِقِطْعٍ مِّنَ
اللَّيْلِ) بِسَوَادٍ (وَلَا يَلْتَفِتْ) يَتَخَلَّفْ وَقِيْلَ لَا
يَنْظُرْ وَرَاءَهُ (مِنْ سِجِّيْلٍ) مِنْ طِيْنٍ طُبِخَ (مَنْضُوْدٍ)
يَتْلُوْ بَعْضُهُ بَعْضًا (مُسَوَّمَةً) مُعَلَّمَةً (وَلَا تَعْثَوْا)

چھپاتے اور ڈھانپتے ہیں یعلم مستقرھا سے رزق دیتے
ہیں جہاں بھی وہ ہو، ومستودعہا جہاں وہ مرے گا
ما یحبسہ جو ہمارے عذاب کو روک دے حاق نازل ہوا
اور احاطہ کیا لا جرم کیوں نہیں واخبتوا وہ خائف ہوئے
یا اطمینان میں ہوئے یا توبہ کی اراذلنا ہم میں ذلیل اور ناکارہ لوگ
بادی الرأی یعنی اول رائے جو ہمارے لئے ظاہر ہوئی، اور ایک
قول یہ ہے کہ ظاہر رائے میں آپ کی اتباع کرتے ہیں اور ان کا
باطن اس کے خلاف ہوتا ہے عمیت تمہارے عناد کی بنا پر
حق کو مخفی کر دیا گیا انلزمکموھا ہم اس کی معرفت کی جانب تم
کو کیا مجبور کریں گے، تزدری حقیر سمجھیں، ان یغویکم
یہ کہ تمہیں گمراہ کرے اجرامی اجرمت کا مصدر ہے یعنی میرے
جرم کی سزا میں الفلک کشتی فلا تبتئس غم نہ کر لا تخاطبنی
مجھ سے رجوع نہ کرو فار التنور ابلنے لگا مجرھا اس کے چلنے
کی جگہ، اور یہ اجریت کا مصدر ہے ومرسھا اس کے ٹھہرنے
کی جگہ، ارسیت کا مصدر ہے معزل گوشہ ابلعی تو پی اقلعی
تو روک لے اعتراک عروتہ سے مشتق ہے یعنی تجھے پہنچا، اخذ
بناصیتہا یعنی اس کے ملک و سلطنت میں عنید اور عاند اور
عنود کا ایک ہی معنی ہے سخت زبردستی اور سرکشی کرنے والا استعمرکم
تم کو آباد کیا اور بسایا غیر تخسیر تخسیر بمعنے گمراہ کرنا کان لم یغنوا
فیہا انہوں نے زندگی نہیں گذاری گویا کہ وہ تھے ہی نہیں بعجل
حنیذ پکا ہوا جسے پتھروں پر رکھ کر بھونا جائے نکرھم اور انکرھم اور
استنکرہم ایک ہی معنی میں ہیں واوجس چھپایا الروع گھبراہٹ
منیب اللہ کی اطاعت کی جانب بڑھنے والا سیء بہم اپنی
قوم کے ساتھ برا گمان کیا ضاق بہم مہمانوں کی وجہ سے ذرعا
سینہ یوم عصیب سخت یہرعون الیہ جلدی کرتے ہیں،
اور اس کی جانب غضب کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں بقطع من
اللیل سیاہی ولا یلتفت پیچھے نہ ہٹے یا پیچھے کی جانب نہ
دیکھ من سجیل پکی ہوئی مٹی منضود ایک کے پیچھے دوسرا یعنی
لگاتار مسومۃ نشان زدہ ولا تعثوا اور کوشش نہ کرو، رک

(وَلَا تَسْعَوْا) (لَا يَجْرِمَنَّكُمْ) لَا يَكْسِبَنَّكُمْ (رَهْطُكَ) عَشِيْرَتُكَ (وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا) اَيْ لَمْ تَلْتَفِتُوْا اِلَيْهِ وَاَلْقَيْتُمُوْهُ خَلْفَ ظُهُوْرِكُمْ (اَلْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ) الدَّخْلُ الْمَدْخُوْلُ (اَلرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ) اَللَّعْنَةُ بَعْدَ اللَّعْنَةِ وَقِيْلَ الْعَوْنُ الْمُعِيْنُ رَفَدْتُهُ اَعَنْتُهُ (تَتْبِيْبٍ) بَلَاءٍ وَهَلَاكٍ اَوْ تَخْسِيْرٍ (زَفِيْرٌ) صَوْتٌ شَدِيْدٌ (شَهِيْقٌ) صَوْتٌ ضَعِيْفٌ (غَيْرَ مَجْذُوْذٍ) غَيْرَ مُنْقَطِعٍ (وَلَا تَرْكَنُوْا) تُدَاهِنُوْا وَقِيْلَ تَمِيْلُوْا. وَرَدَ اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ قُبْلَةً حَرَامًا مِنْ اِمْرَاَةٍ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ فَاُنْزِلَتْ (وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ) سَاعَاتٌ بَعْدَ سَاعَاتٍ (اُتْرِفُوْا) اُهْلِكُوْا (اُولُوْ بَقِيَّةٍ) دِيْنٍ وَفَضْلٍ وَتَمْيِيْزٍ ✦

يَجْرِمَنَّكُمْ تمہیں برانگیختہ نہ کرے رَهْطُكَ تیرا قبیلہ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا یعنی اس کی جانب متوجہ نہ ہوئے، اور اسے اپنی پشت کے پیچھے ڈالدیا اَلْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ داخل ہونے کی جگہ اَلرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ لعنت کے بعد لعنت یا اچھی طرح مدد کرنا بولتے ہیں رَفَدْتُهُ میں نے اس کی اعانت کی تَتْبِيْبٍ بلاء، ہلاکت و حسرت زَفِيْرٌ سخت آواز شَهِيْقٌ کمزور آواز غَيْرَ مَجْذُوْذٍ غیر منقطع وَلَا تَرْكَنُوْا مداہنت نہ کرو، یا مائل نہ ہو، وارد ہوا ہے، کہ ایک شخص نے ایک عورت کو ناجائز طور پر پیار کر لیا، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور واقعہ عرض کیا، تو یہ آیت نازل ہوئی اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ یعنی ایک ساعت کے بعد دوسری ساعت میں اُتْرِفُوْا تم ہلاک کئے گئے، اُولُوْ بَقِيَّةٍ، دین و فضل و تمیز ✦

مِنْ سُوْرَةِ يُوْسُفَ

(غَيَابَتِ الْجُبِّ) مَوْضِعٌ مُظْلِمٌ مِّنَ الْبِئْرِ وَقِيْلَ كُلُّ شَيْءٍ غَيَّبَ عَنْكَ شَيْئًا فَهُوَ غَيَابَةٌ وَالْجُبُّ الرَّكِيَّةُ الَّتِيْ لَمْ تُطْوَ (اَلسَّيَّارَةُ) مَارَّةُ الطَّرِيْقِ رَسُوْلُكَ) زَيَّنَتْ (رُشْدَهُ) قَبْلَ اَنْ يَّاْخُذَ فِي النُّقْصَانِ (وَرَاوَدَتْهُ) طَلَبَتْ مِنْهُ اَنْ يُّوَاقِعَهَا (هَيْتَ لَكَ) هَيَّاْتُ لَكَ وَقِيْلَ هَلُمَّ وَتَعَالَ (لَوْلَا اَنْ رَّاٰى بُرْهَانَ رَبِّهٖ) مُثِّلَ لَهٗ يَعْقُوْبُ فَضَرَبَ صَدْرَهٗ فَخَرَجَتْ شَهْوَتُهٗ مِنْ اَنَامِلِهٖ (قَدَّتْ قَمِيْصَهٗ) قَطَعَتْهُ (شَغَفَهَا) غَلَبَهَا (مُتَّكَاً) مَجْلِسًا وَقِيْلَ طَعَامًا يُقْطَعُ بِالسِّكِّيْنِ قِيْلَ هُوَ الْاُتْرُجُّ (اَكْبَرْنَهٗ) اَعْظَمْنَهٗ (فَاسْتَعْصَمَ) اِمْتَنَعَ وَاَبٰى (اَصْبُ) اَمِلْ (قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ) لَمَّا حَكَيَا مَا رَاَيَاهُ وَعَبَّرَ يُوْسُفُ فَقَالَ اَحَدُهُمَا مَا رَاَيْنَا شَيْئًا فَقَالَ قُضِيَ الْاَمْرُ (اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ) مَا لَا تَاْوِيْلَ لَهٗ

سُورہ یوسف

غَيَابَتِ الْجُبِّ کنویں میں اندھیری جگہ، ایک قول یہ ہے، کہ ہر وہ چیز جو انسان کی نگاہوں سے کسی شئے کو غائب کر دے غیابہ الْجُبُّ کنواں جس میں نہ ہو اَلسَّيَّارَةُ راستہ چلنے والا سَوَّلَتْ مزین کیا رُشْدَهٗ نقصان میں پڑنے سے قبل وَرَاوَدَتْهُ اس سے مباشرت کو طلب کیا هَيْتَ لَكَ ادھر آ، قریب آ، لَوْلَا اَنْ رَّاٰى بُرْهَانَ رَبِّهٖ ان کے لئے حضرت یعقوب کی صورت سامنے کر دی گئی، انہوں نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا، تو انکی شہوت ان کے پوروں سے نکل پڑی قَدَّتْ قَمِيْصَهٗ اسے پھاڑ دیا شَغَفَهَا اس پر غالب آگیا مُتَّكَاً مجلس، اس طعام کو بھی کہا جاتا ہے جو چھری سے کاٹا جائے، ایک قول یہ ہے کہ سنگترہ اَكْبَرْنَهٗ اسے بڑا سمجھا فَاسْتَعْصَمَ رک گیا اور باز رہا اَصْبُ مائل ہو جاؤں گا قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ جو کچھ ان دونوں نے دیکھا تھا اسے بیان کیا اور حضرت یوسف نے تعبیر بیان کی تو ان میں سے ایک بولا ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا، حضرت یوسف

(بعد أمة) بعد حين (تحصنون) تحرزون و
تدخرون (يعصرون) الأعناب والدهن
(حصحص) تبين ووضح (ونمير أهلنا) نجلب
إليهم الطعام (إلا أن يحاط بكم) أن تموتوا كلكم
(إلا حاجة في نفس يعقوب قضاها) لكن حاجة
يعني أن ذلك الدخول قضاء حاجة وهي إرادته
أن يكون دخولهم من أبواب متفرقة شفقة
عليهم (آوى إليه أخاه) ضمه إليه (العير)
الرفقة (صواع الملك) يعني السقاية وهو المكوك
الفارسي الذي يلتقي طرفاه كانت تشرب به
الأعاجم (خلصوا نجيا) انفردوا متناجين (تفتؤ)
لا تزال (حرضا) الدنف الهالك من شدة الوجع
يذيبه الهم (لا تثريب) لا تعيير (فصلت)
خرجت (تفندون) تسفهوني وتجهلوني (مزجاة)
قليلة (غاشية من عذاب الله) عقوبة عامة
مجللة تغشاهم (هذه سبيلي) سنتي ومنهاجي
ودعوتي (حتى إذا استيأس الرسل وظنوا أنهم
قد كذبوا) قالت عائشة رضي الله عنها كذبوا
بالتشديد وليست بالتخفيف لو يكن الرسل
تظن ذلك بربها ولكن أتباع الرسل طال عليهم
البلاء حتى ظنت الرسل أنهم قد كذبوهم
وقال ابن عباس بالتخفيف هو كقوله حتى
يقول الرسول والذين آمنوا معه +

سورة الرعد

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
الرعد ملك من الملائكة موكل بالسحاب معه
مخاريق من نار يسوق السحاب حيث شاء الله
(وجعل فيها رواسي) أوتدها بالجبال (قطع

نے فرمایا فیصلہ ہو چکا أضغاث أحلام جس کی کوئی تعبیر نہ ہو،
بعد أمة کچھ مدت بعد تحصنون خزانہ کر دگے اور جمع کر دگے
يعصرون انگور اور تیل حصحص ظاہر و واضح ہو گیا ونمير
أهلنا ہم ان کی جانب کھانا پہنچائیں گے إلا أن يحاط بكم
یہ کہ تم سب کے سب مر جاؤ إلا حاجة في نفس يعقوب
قضاها یعنی یہ داخل ہونا حاجت کا پورا ہونا ہے، اور وہ حاجت
حضرت یعقوب کا یہ ارادہ تھی، کہ یہ مختلف دروازوں سے داخل ہوں
اور یہ اولاد پر شفقت کی بنا پر تھا۔ آوى إليه أخاه اپنی جانب
اسے ملا لیا العير قافلہ، ساتھی صواع الملك پانی پینے کا پیالہ
اور وہ فارسی پیالہ تھا جس کے دونوں کنارے
ملے ہوتے، اور عجمی اس سے پانی پیتے خلصوا نجيا سرگوشی کے
لئے علیحدہ ہوئے، تفتؤ ہمیشہ رہے، حرضا درد کی شدت
سے نزار و ہلاک، جسے غم نے پگھلا دیا ہو، لا تثريب،
عار دلانا فصلت نکلی تفندون تم مجھے بیوقوف اور جاہل
خیال کرتے رہے مزجاة تھوڑی، غاشية من عذاب الله
عام سزا جو انہیں ڈھانپ لے هذه سبيلي میری سنت،
میرا طریقہ، میری دعوت حتى إذا استيأس الرسل وظنوا
أنهم قد كذبوا حضرت عائشہ فرماتی ہیں یہاں كذبوا تشدید کے
ساتھ ہے تخفیف کے ساتھ نہیں، رسول اپنے رب کے ساتھ
اس قسم کا گمان نہ کرتے تھے، بلکہ رسولوں کے متبعین پر جب
مصائب زیادہ ہوئے تو انہوں نے یہ گمان کیا کہ انبیاء نے
ان سے جھوٹ بولا ہے ابن عباس فرماتے ہیں یہ تخفیف کے ساتھ ہے
اور یہ ایسے ہے جیسے حتى يقول الرسول والذين آمنوا معه

سورہ رعد

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رعد ایک فرشتہ ہے جو بادلوں
پر متعین ہے. اس کے ساتھ آگ کے کوڑے ہیں، اللہ تعالی
جہاں چاہتا ہے، وہ بادلوں کو وہاں لے جاتا ہے وجعل
فيها رواسي پہاڑوں کی میخیں گاڑ دی ہیں قطع متجاورات

مُتَجٰوِرَاتٌ) مُتَدَانِيَاتٌ بَعْضُهَا قَرِيْبٌ مِنْ بَعْضٍ
(صِنْوَانٌ) مُجْتَمِعٌ (وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ
فِى الْاُكُلِ) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الدَّقَلُ وَالْفَارِسِيُّ وَالْحُلْوُ وَالْحَامِضُ (الْمَثُلٰتُ)
الْعُقُوْبَاتُ قِيْلَ الْاَمْثَالُ وَالْاَشْبَاهُ وَقِيْلَ مَا
اَصَابَ الْقُرُوْنَ الْمَاضِيَةَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ (هَادٍ)
نَبِيٌّ وَدَاعٍ اِلَى اللّٰهِ (وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ) تَنْقُصُ
مِنْ مُدَّةِ الْحَمْلِ (عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ) السِّرِّ
وَالْعَلَانِيَةِ (وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ) السَّارِبُ الظَّاهِرُ
الْمَارُّ عَلٰى طَرِيْقِهٖ (مُعَقِّبَاتٌ) مَلَائِكَةٌ (يَحْفَظُوْنَهٗ
مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ) بِاِذْنِهٖ (مِنْ وَالٍ) يَلِىْ اَمْرَهُمْ
(وَيُنْشِئُ) يَخْلُقُ (شَدِيْدُ الْمِحَالِ) اَىِ الْقُوَّةِ وَ
قِيْلَ شَدِيْدُ الْمَكْرِ وَالْعَدَاوَةِ وَقِيْلَ شَدِيْدُ
الْعُقُوْبَةِ (بِقَدَرِهَا) عَلٰى طَاقَتِهَا وَبِمِقْدَارِ مَا
يَمْلَؤُهَا (زَبَدًا) مَا يَعْلُو الْمَاءَ (رَابِيًا) عَالِيًا
مِنْ رَبٰى يَرْبُوْ (فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً) وَهُوَ
مَا رَمٰى بِهِ الْوَادِىْ يُقَالُ اَجْفَاَتِ الْقِدْرُ اِذَا
غَلَتْ فَعَلَاهَا الزَّبَدُ ثُمَّ يَسْكُنُ فَيَذْهَبُ
الزَّبَدُ بِلَا مَنْفَعَةٍ فَكَذٰلِكَ يَمِيْزُ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ
(الْمِهَادُ) الْفِرَاشُ (يَدْرَءُوْنَ) يَدْفَعُوْنَ (الْاَمْتَاعُ)
قَلِيْلٌ ذَاهِبٌ يُتَمَتَّعُ بِهٖ ثُمَّ يَفْنٰى (طُوْبٰى) فَرَحٌ
وَقُرَّةُ عَيْنٍ (اَفَلَمْ يَيْاَسِ) يَعْلَمُ (الْمَتَابِ)
تَوْبَتِىْ (قَارِعَةٌ) دَاهِيَةٌ (فَاَمْلَيْتُ) اَمْهَلْتُ
لَهُمْ مِنَ الْاِمْلَاءِ (مِنْ وَاقٍ) مَانِعٍ حَاجِزٍ
(يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ) يَمْحُوْ بِالدُّعَاءِ
مَا يَشَآءُ مِنَ الْقَدَرِ وَيُثْبِتُ مَا يَشَآءُ (نَنْقُصُهَا)
بِمَوْتِ عُلَمَائِهَا وَفُقَهَائِهَا وَقِيْلَ بِالْفُتُوْحِ عَلَى
الْمُسْلِمِيْنَ (لَا مُعَقِّبَ) لَا مُغَيِّرَ +

ملے ہوئے کہ بعض بعض کے قریب ہوں صِنْوَانٌ مجتمع وَنُفَضِّلُ
بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِى الْاُكُلِ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ردی
عمدہ، میٹھی اور کڑوی اَلْمَثُلٰتُ سزائیں یا مثالیں اور مشابہ چیزیں
ایک قول یہ ہے کہ گذرے ہوئے لوگوں پر جو اللہ کا عذاب آیا
هَادٍ نبی اور اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دینے والا وَمَا تَغِيْضُ
الْاَرْحَامُ مدت حمل کو کم کرتا ہے عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
چھپی ہوئی اور ظاہر وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ سارب کے معنی ظاہر
جو اپنی راہ پر چل رہا ہو مُعَقِّبَاتٌ فرشتے يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ
اَمْرِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مِنْ وَالٍ جو ان کے امر کا
والی ہو وَيُنْشِئُ پیدا کرتا ہے شَدِيْدُ الْمِحَالِ، قوت
ایک قول یہ ہے کہ بڑے مکر و دشمنی والا یا سخت عذاب
دینے والا بِقَدَرِهَا اس کی طاقت کے مطابق، اور اس
مقدار کے مطابق جو اسے بھر دے زَبَدًا جھاگ جو پانی پر
آجائے رَابِيًا بلند۔ ربی یربو سے بنا ہے فَاَمَّا الزَّبَدُ
فَيَذْهَبُ جُفَآءً، اور وہ، وہ شئے ہے، جسے سیلاب
پھینک دے، بولا جاتا ہے اَجْفَاَتِ الْقِدْرُ جب ہانڈی
جوش مارتی ہے تو اسکے اوپر جھاگ آجاتے ہیں، پھر ابال ختم ہو جاتا
ہے، وہ جھاگ بھی بغیر کسی منفعت کے مر جاتے ہیں،
اسی طرح حق باطل سے جدا ہو جاتا ہے اَلْمِهَادُ بستر۔ وَ
يَدْرَءُوْنَ دفع کرتے ہیں اَلْاَمْتَاعُ تھوڑی، جانے والی
شئے، کہ انسان اس سے فائدہ تو اٹھا سکتا ہے لیکن پھر
فنا ہو جاتی ہے طُوْبٰى خوشی، آنکھوں کی ٹھنڈک، اَفَلَمْ
يَيْاَسْ جانتا ہے مَتَابِ میری توبہ قَارِعَةٌ دہشت زدہ
کرنے والی فَاَمْلَيْتُ انہیں مہلت دی، املاء سے مشتق ہے،
مِنْ وَاقٍ روکنے والا، بچانے والا يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ
يُثْبِتُ دعاء کے ذریعہ تقدیر میں سے جو چاہتا ہے، مٹا
دیتا ہے، اور جسے چاہے برقرار رکھتا ہے نَنْقُصُهَا علماء
اور فقہاء کی موت کے ساتھ، یا مسلمانوں کی فتح کے ساتھ
لَا مُعَقِّبَ بدلنے والا نہیں +

سُوْرَةُ اِبْرَاهِیْمَ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِی الْقَبْرِ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ) اَعْلَمَكُمْ (لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ) حَیْثُ یُقِیْمُهٗ اللّٰهُ بَیْنَ یَدَیْهِ (مِنْ وَّرَآئِهٖ) قُدَّامَهٗ (فَرَدُّوْٓا اَیْدِیَهُمْ فِیْٓ اَفْوَاهِهِمْ) هٰذَا مَثَلُ كَفُّوْا عَمَّا اُمِرُوْا بِهٖ وَقِیْلَ عَضُّوْا عَلَیْهَا (صَدِیْدٍ) قَیْحٌ وَدَمٌ (وَلَا یَكَادُ یُسِیْغُهٗ) وَلَا یُجِیْزُهٗ فِی الْحَلْقِ اِلَّا بَعْدَ اِبْطَاءٍ (فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ) شَدِیْدِ هُبُوْبِ الرِّیْحِ (لَكُمْ تَبَعًا) وَاحِدُهَا تَابِعٌ (مُغْنُوْنَ) دَافِعُوْنَ (بِمُصْرِخِكُمْ) بِمُغِیْثِكُمْ اِسْتَصْرَخَنِیْ اِسْتَغَاثَنِیْ یَسْتَصْرِخُهٗ مِنَ الصُّرَاخِ (اجْتُثَّتْ) اسْتُؤْصِلَتْ وَانْتُزِعَتْ (الْبَوَارِ) الْهَلَاكُ. سُئِلَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنِ الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ. قَالَ مُنَافِقُوْ قُرَیْشٍ (وَلَا خِلٰلٌ) مُخَالَّةٌ وَقَرَابَةٌ مَصْدَرُ خَالَلْتُهٗ خِلَالًا (دَآئِبَیْنِ) مُقِیْمَیْنِ عَلٰی طَاعَةِ اللّٰهِ (مُهْطِعِیْنَ) نَاظِرِیْنَ وَقِیْلَ مُقْبِلِیْنَ مُذْعِنِیْنَ خَاشِعِیْنَ وَقِیْلَ مُسْرِعِیْنَ اِلَی الدَّاعِیْ (مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ) رَافِعِیْ رُءُوْسِهِمْ اِلَی السَّمَآءِ (هَوَآءٌ) خَالِیَةٌ (مُقَرَّنِیْنَ) مَوْصُوْلِیْنَ بِشَیَاطِیْنِهِمْ (فِی الْاَصْفَادِ) الْوَثَاقِ وَالْاَصْفَادُ سَلَاسِلُ الْحَدِیْدِ وَالْاَغْلَالُ (سَرَابِیْلُهُمْ) قُمُصُهُمْ (مِّنْ قَطِرَانٍ) النُّحَاسُ الْمُذَابُ ❖

سُوْرَةُ الْحِجْرِ

(یُلْهِهِمُ الْاَمَلُ) یُشْغِلُهُمْ (كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ)

سورہ ابراہیم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان سے جب قبر میں سوال کیا جاتا ہے، اور وہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد اللہ کے رسول ہیں، یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ تمہیں بتایا لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ جب کہ اللہ اسے اپنے سامنے کھڑا کرے گا مِنْ وَّرَآئِهٖ اس کے سامنے سے فَرَدُّوْٓا اَیْدِیَهُمْ فِیْٓ اَفْوَاهِهِمْ جس کے کا انہیں حکم دیا گیا، اس سے رک جانے کی یہ مثال ہے یا اس پر ہاتھ کاٹنے لگے صَدِیْدٍ پیپ اور خون وَلَا یَكَادُ یُسِیْغُهٗ اسے حلق میں نہ اتار سکے گا، مگر دیر کے بعد فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ سخت ہوا چلنا لَكُمْ تَبَعًا اس کا واحد تابع ہے مُغْنُوْنَ دفع کرنے والے بِمُصْرِخِكُمْ تمہیں امداد دینے والا، یہ صراخ سے مشتق ہے جس کے معنی پناہ چاہنے کے ہیں اُجْتُثَّتْ اکھاڑ لیا گیا اَلْبَوَارِ ہلاک، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی اَلَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ فرمایا یہ قریش کے منافقین تھے وَلَا خِلٰلٌ دوستی اور قرابت خَالَلْتُهٗ خلالا کا مصدر ہے دَآئِبَیْنِ اللہ کی اطاعت پر قائم رہنے والے مُهْطِعِیْنَ دیکھنے والے، یا ایمان و خشوع کے ساتھ متوجہ ہونے والے، اور بلانے والے کی طرف دوڑنے والے، مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ اپنے سروں کو آسمان کی طرف اٹھانے والے هَوَآءٌ خالی مُقَرَّنِیْنَ اپنے شیطانوں سے ملے ہوئے فِی الْاَصْفَادِ بندش، اصفاد لوہے کی زنجیریں اور بیڑیاں سَرَابِیْلُهُمْ ان کے کرتے مِنْ قَطِرَانٍ پگھلے ہوئے تانبے کے ❖

سورہ حجر

یُلْهِهِمُ الْاَمَلُ انہیں غافل کر دیتی ہے كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ

اَجَلُ يَنتَهُوْنَ اِلَيهِ (سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا) اَيْ سُدَّتْ
وَغُشِيَتْ (بُرُوْجًا) مَنَازِلَ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ (مَعَايِشَ)
مِنَ الثِّمَارِ وَالْحُبُوْبِ (لَوَاقِحَ) حَوَامِلَ لِاَنَّهَا تَحْمِلُ
الْمَاءَ وَالتُّرَابَ وَالسَّحَابَ (مِنْ صَلْصَالٍ) طِيْنٍ
خَلَطَ بِرَمْلٍ يُصَلْصِلُ كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ وَيُقَالُ
مُنْتِنٌ (مِنْ حَمَاٍ) طِيْنٍ اَسْوَدَ وَقِيْلَ هُوَ الطِّيْنُ
الْمُتَغَيِّرُ جَمْعُ حَمَاَةٍ (مَسْنُوْنٍ) مَصْبُوْبٍ وَقِيْلَ
مُتَغَيِّرُ الرَّائِحَةِ (هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ) رَاجِعٌ
اِلَى اللّٰهِ يَعْنِيْ هٰذَا الطَّرِيْقُ مَرْجِعُهُ اِلَيَّ (نَصَبٌ)
اِعْيَاءٌ وَقِيْلَ عَنَاءٌ (وَجِلُوْنَ) فَزِعُوْنَ (لَا تَوْجَلْ)
لَا تَخَفْ (قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ) اَنْكَرَهُمْ لُوْطٌ (وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ)
امْشِ عَلٰى اٰثَارِ بَنَاتِكَ وَاَهْلِكَ لِئَلَّا يَتَخَلَّفَ مِنْهُمْ
اَحَدٌ (لَعَمْرُكَ) لَعَيْشُكَ وَحَيَاتُكَ (سَكْرَتِهِمْ)
ضَلَالَتِهِمْ (يَعْمَهُوْنَ) يَتَمَادُوْنَ (الصَّيْحَةُ) الْهَلَكَةُ
(مُشْرِقِيْنَ) دَاخِلِيْنَ فِيْ وَقْتِ شُرُوْقِ الشَّمْسِ
(لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ) لِلنَّاظِرِيْنَ وَقِيْلَ الْمُتَفَرِّسِيْنَ الْمُتَثَبِّتِيْنَ
فِي النَّظَرِ حَتّٰى يَعْرِفُوْا حَقِيْقَةَ سِمَةِ الشَّيْءِ (وَاِنَّهَا) يَعْنِيْ
مَدِيْنَةَ قَوْمِ لُوْطٍ (لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ) عَلٰى الطَّرِيْقِ
قَوْمِكَ اِلَى الشَّامِ وَهُوَ طَرِيْقٌ لَا يَنْدَرِسُ وَلَا يَخْفٰى
(لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ) كُلُّ مَا ائْتَمَمْتَ وَاهْتَدَيْتَ بِهٖ
يَعْنِيْ بِطَرِيْقٍ وَاضِحٍ (الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ) اِعْرَاضٌ
بِغَيْرِ فُحْشٍ (اٰتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ
الْعَظِيْمَ) يَعْنِي الْفَاتِحَةَ وَهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ وَتُثَنّٰى فِيْ
كُلِّ صَلَاةٍ اِمْتَنَّ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ بِهٰذِهِ السُّوْرَةِ كَمَا
اَمْتَنَّ عَلَيْهِ بِجَمِيْعِ الْقُرْاٰنِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمُّ الْقُرْاٰنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ (الْمُقْتَسِمِيْنَ)
الَّذِيْنَ حَلَفُوْا وَمِنْهُ لَا اُقْسِمُ (جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ)
هُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّؤُوْهُ اَجْزَاءً فَاٰمَنُوْا بِبَعْضِهٖ وَ
كَفَرُوْا بِبَعْضِهٖ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ (فَاصْدَعْ)

موت جس کی طرف یہ پہنچیں گے سُکِّرَتْ اَبْصَارُنَا یعنی بند کر
دی گئیں اور ڈھانپ دی گئیں بُرُوْجًا سورج اور چاند کی
منزلیں مَعَایِشَ پھل اور دانے لَوَاقِحَ حاملہ کیونکہ وہ پانی
بادل اور مٹی کو اٹھائے پھرتی ہیں مِنْ صَلْصَالٍ وہ مٹی جو
ریت میں ملی ہوئی ہو، اور وہ سوکھ کر ٹھیکرے کی طرح بجنے لگے
اور سڑی ہوئی مٹی کو بھی کہا جاتا ہے مِنْ حَمَاٍ سیاہ مٹی سڑی
ہوئی مٹی حَمَاۃٌ کی جمع ہے مَسْنُوْن بجتی ہوئی، یا جس کی بو بدلی
ہوئی ہو هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ اللہ کی جانب رجوع کرنے
والا یعنی یہ راہ ہے جو اسے میری جانب پہنچا دے گی، نَصَبٌ
تھکنا وَجِلُوْنَ گھبرائے ہوئے لَا تَوْجَلْ نہ ڈر قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ
انہیں لوط نے نہ پہچانا، وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ اپنی بیٹیوں اور گھر والوں
کے پیچھے پیچھے چل، تا کہ ان میں سے کوئی پیچھے نہ رہ جائے لَعَمْرُكَ
تیرے عیش اور زندگی کی قسم سَكْرَتِهِمْ ان کی گمراہی يَعْمَهُوْنَ
بڑھے جا رہے تھے الصَّيْحَةُ تباہی مُشْرِقِيْنَ سورج کے چڑھتے
وقت داخل ہونے والے لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ دیکھنے والوں کے
لئے فراست والے، نظریں گاڑے جمتے، حتی کہ نام ہی سے کسی
شئے کی حقیقت کو پہچان لیں وَاِنَّهَا یعنی قوم لوط کا شہر
لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ تیری قوم کے راستے پر شام کی جانب
اور وہ، وہ راستہ ہے جو نہ مٹتا ہے نہ مخفی ہوتا ہے لَبِاِمَامٍ
مُّبِيْنٍ جس کی ہیں نے اقتدا کی ہے، اور جس کے ساتھ میں
نے ہدایت حاصل کی یعنی واضح راستہ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ
بغیر برائی کے کنارہ کشی اٰتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ
الْعَظِيْمَ یعنی سورہ فاتحہ اور وہ سات آیات ہیں، اور ہر نماز میں
مکرر پڑھی جاتی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے ذریعہ
اپنے رسول پر احسان کیا ہے، جیسا کہ تمام قرآن کے ساتھ
احسان کیا ہے، حضور نے فرمایا، ام القرآن وہ سبع مثانی ہے
الْمُقْتَسِمِيْنَ جن لوگوں نے حلف اٹھایا، اور اسی سے لا اقسم
ہے جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ وہ اہل کتاب ہیں، کہ انہوں نے
اسے ٹکڑے ٹکڑے کیا، پس بعض پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کیا

اَظْهِرْ (بِمَا تُؤْمَرُ) اِجْهَرْ بِاَمْرِكَ ◆

سُوْرَةُ النَّحْلِ

(اَمْرُ اللّٰهِ) عَذَابُهٗ (بِالرُّوْحِ) بِالْوَحْيِ (دِفْءٌ) اَلثِّيَابُ وَقِيْلَ مَا اسْتَدْفَأْتَ بِهٖ مِنَ الْاَكْسِيَةِ وَالْاَبْنِيَةِ (جَمَالٌ) زِيْنَةٌ (تُرِيْحُوْنَ) تَرُدُّوْنَهَا اِلٰى مَرَاحِهَا بِالْعَشِيِّ (حِيْنَ تَسْرَحُوْنَ) تُخْرِجُوْنَهَا اِلَى الْمَرْعٰى بِالْغَدَاةِ (اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ) يَعْنِي الْمَشَقَّةَ (قَصْدُ السَّبِيْلِ) اَلْبَيَانُ وَقِيْلَ الْاِسْلَامُ وَالطَّرِيْقُ الْمُسْتَقِيْمُ الَّذِيْ يُؤَدِّيْ اِلٰى رِضَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى (وَمِنْهَا جَائِرٌ) عَادِلٌ مَائِلٌ اِلَى الْاَهْوَاءِ الْمُخْتَلِفَةِ (تُسِيْمُوْنَ) تَرْعَوْنَ مَوَاشِيَكُمْ (لَحْمًا طَرِيًّا) اَلسَّمَكُ (مَوَاخِرَ) شَوَاقَّ لِلْمَاءِ (اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ) اَيْ تَتَحَرَّكَ بِكُمْ وَتُكْفَأَ (وَعَلَامَاتٍ) يَعْنِي الْجِبَالَ وَهُنَّ عَلَامَاتٌ لِلطَّرِيْقِ بِالنَّهَارِ (اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ) اِخْتِلَافِهِمْ لِلسَّفَرِ وَالتِّجَارَةِ (فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ) بِمُمْتَنِعِيْنَ عَلَى اللّٰهِ (عَلٰى تَخَوُّفٍ) تَنَقُّصٍ مِنْ اَمْوَالِهِمْ (تَتَفَيَّؤُا) يَتَمَيَّلُ (وَلَهُ الدِّيْنُ) اَلطَّاعَةُ (وَاصِبًا) دَائِمًا (تَجْاَرُوْنَ) تَرْفَعُوْنَ اَصْوَاتَكُمْ بِالْاِسْتِغَاثَةِ (وَهُوَ كَظِيْمٌ) مَغْمُوْمٌ (يَدُسُّهٗ) يُخْفِيْهِ (مُفْرَطُوْنَ) مَنْسِيُّوْنَ مَتْرُوْكُوْنَ (سَائِغًا) جَائِزًا فِيْ حُلُوْقِهِمْ (سَكَرًا) هُوَ الْخَمْرُ وَالسَّكَرُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ مِنْ ثَمَرَتِهَا (وَرِزْقًا حَسَنًا) مَا اَحَلَّ اللّٰهُ وَهُوَ الْخَلُّ وَالزَّبِيْبُ وَالتَّمْرُ (وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ) اَلْهَمَهَا وَقَذَفَ فِيْ اَنْفُسِهَا (ذُلُلًا) مُنْقَادَةً مُسَخَّرَةً (حَفَدَةً) يَعْنِيْ وَلَدَ الْوَلَدِ وَقِيْلَ الْاَصْهَارُ وَهُمُ الْاَعْوَانُ (وَهُوَ كَلٌّ) ثَقِيْلٌ وَوَبَالٌ (تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ) تَخِفُّ عَلَيْكُمْ حَمْلُهَا فِيْ اَسْفَارِكُمْ (اَثَاثًا) طَنَافِسَ اَكْسِيَةً وَبُسُطًا (اَكْنَانًا) يَعْنِي الْغِيْرَانَ وَالْاَسْرَابَ (سَرَابِيْلَ)

ظاہر کر بِمَا تُؤْمَرُ اپنی وحی کا بالجہر اعلان کر دے ◆

سورہ نحل

اَمْرُ اللّٰہِ اس کا عذاب بِالرُّوْحِ وحی کیساتھ دِفْءٌ کپڑے یا وہ کپڑا اور عمارتیں جس سے گرمی حاصل کیجائے جَمَالٌ زینت تُرِیْحُوْنَ بوقت شام انکے ٹھہرنے کی جگہ انکو لوٹاتے ہو حِیْنَ تَسْرَحُوْنَ صبح کو چراگاہ کیجانب انکو نکالتے ہو اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ یعنی مشقت قَصْدُ السَّبِیْلِ بیان، اسلام و سیدھی راہ جو اللہ تعالی کی رضا تک پہنچائے وَمِنْھَا جَائِرٌ روگردانی کرنے والا، اور مختلف خواہشات کی جانب مائل ہونے والا تُسِیْمُوْنَ اپنے مویشی چراتے ہو لَحْمًا طَرِیًّا مچھلی مَوَاخِرَ پانی کو پھاڑنے والی اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ تمہیں حرکت دے وَعَلَامَاتٍ یعنی پہاڑ، اور وہ دن میں راہ کی علامت ہوتے ہیں اَوْ یَاْخُذَھُمْ فِیْ تَقَلُّبِھِمْ ان کا سفر اور تجارت کے لئے آنا جانا فَمَا ھُمْ بِمُعْجِزِیْنَ اللہ رب العزت پر غالب آنے والے نہیں ہیں عَلٰی تَخَوُّفٍ ان کے اموال کے کم ہونے کا یَتَفَیَّؤُا مائل ہوتے ہیں وَلَہُ الدِّیْنُ طاعت وَاصِبًا ہمیشہ تَجْئَرُوْنَ مدد طلب کرنے کے لئے تم اپنی آوازیں بلند کرتے ہو وَھُوَ کَظِیْمٌ مغموم یَدُسُّہٗ اسے چھپا دے مُفْرَطُوْنَ بھلائے ہوئے، چھوڑے ہوئے سَائِغًا ان کے حلقوں سے گذرنے والا، سَکَرًا شراب، سکر ہر وہ شئے ہے جو اللہ تعالے نے پھلوں سے حرام کی ہے وَرِزْقًا حَسَنًا جو کچھ اللہ تعالے نے حلال کیا، اور وہ سرکہ اور کشمش اور کھجور ہے وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اسے الہام کیا، اور اس کے دل میں ڈالا ذُلُلًا تابعدار، مسخر حَفَدَةً پوتا، تمھیل مددگار وَھُوَ کَلٌّ ثقیل مصیبت تَسْتَخِفُّوْنَھَا یَوْمَ ظَعْنِکُمْ تمہارے سفروں میں تم پر اس کا اٹھانا ہلکا ہو جاتا ہے اَثَاثًا چادر کپڑے اور بستر اَکْنَانًا غار اور چھپنے کی جگہ، سَرَابِیْلَ کرتے تَقِیْکُمُ الْحَرَّ تمہیں گرمی سے بچاتا ہے، اور جو کرتے تمہیں لڑائی سے بچاتے ہیں، اور وہ

نُصًا (تَقِيْكُمُ الْحَرَّ) تَمْنَعُكُمُ الْحَرَّ (وَسَرَابِيْلُ
تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ) فَإِنَّهَا الدُّرُوْعُ تَمْنَعُكُمْ شِدَّةَ الطَّعْنِ
وَالضَّرْبِ وَالرَّمْيِ (وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ) يُطْلَبُ
مِنْهُمْ أَنْ يَرْجِعُوْا إِلٰى مَا يُرْضِي اللّٰهَ (الْفَحْشَآءِ) الزِّنَا
(يَعِظُكُمْ) يُوْصِيْكُمْ (نَقَضَتْ غَزْلَهَا) أَفْسَدَتْهُ
كَانَتْ امْرَأَةٌ حَمْقَاءُ إِذَا أَبْرَمَتْ غَزْلَهَا نَقَضَتْهُ (مِنْ
بَعْدِ قُوَّةٍ) لِلْغَزْلِ بِإِمْرَارِهٖ وَفَتْلِهٖ (أَنْكَاثًا) قِطَعًا
خِرَقًا (دَخَلًا بَيْنَكُمْ) أَيْ غِشًّا وَخَدِيْعَةً وَكُلُّ شَيْءٍ
لَمْ يَصِحَّ فَهُوَ دَخَلٌ (أَرْبٰى مِنْ أُمَّةٍ) أَكْثَرُ وَأَعْلٰى مِنْ
قَوْمٍ (فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا) تَزِلُّ عَنِ الْإِيْمَانِ وَ
الْمَعْرِفَةِ بِاللّٰهِ (يَنْفَدُ) يَفْنٰى وَيَنْقَطِعُ (بَاقٍ) دَائِمٌ
لَا يَنْقَطِعُ (فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ) إِذَا
أَرَدْتَ أَنْ تَقْرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ أَنْ يُعِيْذَكَ
وَهٰذَا مُقَدَّمٌ وَمُؤَخَّرٌ وَذٰلِكَ أَنَّ الْاِسْتِعَاذَةَ
قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَمَعْنَاهَا الْاِعْتِصَامُ بِاللّٰهِ (رُوْحُ الْقُدُسِ)
جِبْرَئِيْلُ (لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ إِلَيْهِ) لُغَةُ
الَّذِيْ يُمِيْلُوْنَ الْقَوْلَ إِلَيْهِ وَيَزْعُمُوْنَ أَنَّهٗ يُعَلِّمُكَ
(أَعْجَمِيٌّ) لَا يُفْصِحُ وَلَا يَتَكَلَّمُ بِالْعَرَبِيَّةِ قَالَ
الْكُفَّارُ إِنَّمَا يُعَلِّمُ مُحَمَّدًا عَبْدُ بْنُ الْحَضْرَمِيِّ وَهُوَ
صَاحِبُ الْكِتَابِ فَقَالَ اللّٰهُ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ
الخ (مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا) أَيْ عُذِّبُوْا (أُمَّةً قَانِتًا) مُعَلِّمَ
الْخَيْرِ مُطِيْعًا (وَاٰتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً) يَعْنِي الذِّكْرَ
وَالثَّنَاءَ الْحَسَنَ فِي النَّاسِ ◆

سُوْرَةُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ

(سُبْحَانَ الَّذِيْ) بَرَاءَةٌ لَهٗ مِنَ السُّوْءِ (أَسْرٰى
بِعَبْدِهٖ) سَرٰى بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِشَارَةٌ إِلٰى قِصَّةِ الْمِعْرَاجِ (إِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا)
عَنْ سَلْمَانَ كَانَ نُوْحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا أَطْعَمَ

وہ ہیں جو تمہیں نیزہ، تلوار اور تیر سے بچاتے اور حفاظت کرتے
ہیں وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ان سے اس کی جانب
رجوع کرنے کو طلب کیا جائیگا جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو،
الْفَحْشَآءِ زنا يَعِظُكُمْ تمہیں نصیحت کرتا ہے، نَقَضَتْ
غَزْلَهَا اسے خراب کر دیا، ایک بیوقوف عورت سوت کاتتی جب اس
کا سوت تیار ہو جاتا، تو اسے توڑ دیتی مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ گھمانے
اور بٹنے سے سوت کاتنے کی أَنْكَاثًا ٹکڑے ٹکڑے دَخَلًا بَيْنَكُمْ
دھوکہ ہر وہ شے جو صحیح نہ ہو، اسے دخل کہا جاتا ہے
أَرْبٰى مِنْ أُمَّةٍ دوسری قوم سے تر و زیادہ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ
ثُبُوْتِهَا خدا کو پہچاننے کے بعد ایمان سے پھر گیا، يَنْفَدُ
فنا ہوتا ہے منقطع ہوتا ہے، بَاقٍ ہمیشہ جو منقطع نہ ہو، فَإِذَا
قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ، جب تو قرآن پڑھنے
کا ارادہ کرے، پس اللہ سے سوال کر کہ وہ تجھے پناہ دے،
اور یہ مقدم و موخر ہے، اور یہ اس باعث کہ استعاذہ قرأت
سے قبل ہے، اور اس کے معنی اللہ سے پناہ چاہنا ہے
رُوْحُ الْقُدُسِ جبریل لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ إِلَيْهِ جس
کی طرف کلام کو منسوب کرتے ہیں، اور یہ گمان کرتے ہیں، کہ
آپ کو تعلیم دے رہا ہے۔ أَعْجَمِيٌّ جو عمدہ طور پر عربی نہ بول
سکے کفار کہا کرتے تھے، کہ محمدؐ کو عبد بن الحضرمی تعلیم دیتا
ہے جو کتاب جانتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لسان الذی
يُلْحِدُوْنَ الخ مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا عذاب دیئے گئے أُمَّةً
قَانِتًا خیر کی تعلیم دینے والا، تابعدار وَاٰتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا
حَسَنَةً یعنی ذکر اور لوگوں میں اچھی تعریف ◆

سورہ بنی اسرائیل

سُبْحَانَ الَّذِيْ اس کے لئے ہر برائی سے برات
ہے أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو لے گیا
یہ معراج کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے إِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا
شَكُوْرًا سلمان سے روایت ہے، کہ نوح علیہ السلام

طَعَامًا وَلَبِسَ ثَوْبًا حَمِدَ اللّٰهَ فَسُمِّيَ عَبْدًا شَكُوْرًا
(وَقَضَيْنَا إِلٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ) أَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ وَأَعْلَمْنَاهُمْ
(وَلَتَعْلُنَّ) لَتَبْغُنَّ (وَعْدُ أُوْلَاهُمَا) يَعْنِيْ أُوْلَى الْفَسَادِ
(عِبَادًا لَنَا) يَعْنِيْ جَالُوْتَ وَقَوْمَهُ (فَجَاسُوْا خِلَالَ
الدِّيَارِ) فَمَشَوْا وَتَرَدَّدُوْا وَسَطَ مَنَازِلِهِمْ (ثُمَّ
رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ) رَدَدْنَا الدَّوْلَةَ لَكُمْ
عَلَيْهِمْ بِقَتْلِ جَالُوْتَ (أَكْثَرَ نَفِيْرًا) أَكْثَرَ عَدَدًا مِنْ
عَدُوِّكُمْ (وَلِيُتَبِّرُوْا) وَلِيُدَمِّرُوْا وَيُخَرِّبُوْا مَا غَلَبُوْا
عَلَيْهِ (حَصِيْرًا) سِجْنًا وَمَحْبَسًا (عَجُوْلًا) يُعَجِّلُ
بِالدُّعَاءِ فِي الشَّرِّ عَجَلَتَهُ بِالدُّعَاءِ فِي الْخَيْرِ (مُبْصِرَةً)
مُضِيْئَةً يُبْصَرُ فِيْهَا (فَصَّلْنَاهُ) بَيَّنَّاهُ (أَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا)
أَمَرْنَاهُمْ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلٍ بِالطَّاعَةِ وَعَنٰى بِالْمُتْرَفِيْنَ
الْجَبَّارِيْنَ وَالْمُتَسَلِّطِيْنَ وَقِيْلَ سَلَّطْنَا شِرَارَهَا (فَحَقَّ)
وَجَبَ (الْقَوْلُ) الْعَذَابُ (فَدَمَّرْنَاهَا) أَهْلَكْنَاهَا
(الْعَاجِلَةَ) الدُّنْيَا (وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا) عَمِلَ بِفَرَائِضِ
اللّٰهِ (مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ) يَعْنِي الدُّنْيَا وَهِيَ مَقْسُوْمَةٌ
بَيْنَ الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ (مَحْظُوْرًا) مَمْنُوْعًا فِي الدُّنْيَا مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْكَافِرِيْنَ (وَقَضٰى) أَمَرَ (وَلَا تَقُلْ لَهُمَا
أُفٍّ) يَعْنِيْ رَدِيًّا مِنَ الْكَلَامِ وَلَا تَسْتَثْقِلْ شَيْئًا
مِنْ أَمْرِهِمَا (وَاخْفِضْ) أَلِنْ جَانِبَكَ (لِلْأَوَّابِيْنَ)
الرَّاجِعِيْنَ عَنْ مَعَاصِي اللّٰهِ (وَلَا تُبَذِّرْ) لَا تُنْفِقْ
فِي الْبَاطِلِ (ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ) انْتِظَارَ رِزْقٍ (مَيْسُوْرًا)
لَيِّنًا سَهْلًا (مَلُوْمًا) تَلُوْمُ نَفْسَكَ وَتُلَامُ (مَحْسُوْرًا)
لَيْسَ عِنْدَكَ شَيْءٌ حَسَرْتُ الرَّجُلَ بِالْمَسْأَلَةِ إِذَا أَفْنَيْتَ
جَمِيْعَ مَا عِنْدَهُ (خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ) مَخَافَةَ الْفَقْرِ (خِطْأً)
إِثْمًا (لِوَلِيِّهِ) لِوَارِثِهِ (وَأَحْسَنُ تَأْوِيْلًا) عَاقِبَةً
(وَلَا تَقْفُ) وَلَا تَقُلْ فِيْ شَيْءٍ بِمَا لَا تَعْلَمُ (مَرَحًا)
بِالْكِبْرِ وَالْفَخْرِ (لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ) لَنْ تَشُقَّهَا
(أَفَأَصْفَاكُمْ) أَيْ آثَرَكُمْ وَأَخْلَصَ لَكُمْ (صَرَّفْنَا)

جب کھانا کھاتے اور کپڑے پہنتے، تو خدا کا شکر کرتے، اسی بنا پر ان کا
نام عبد شکور رکھا گیا ہے وَقَضَيْنَا إِلٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ ان کی
جانب ہم نے وحی کی اور انہیں تعلیم دی وَلَتَعْلُنَّ تم سرکشی
کروگے وَعْدُ أُوْلَاهُمَا پہلے فساد عِبَادًا لَنَا جالوت اور اس
کی قوم فَجَاسُوْا خِلَالَ الدِّيَارِ پس چلے اور اپنے گھروں
کے درمیان گھومنے لگے ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ ہم نے
تمہارے لئے ان پر حکومت کو جالوت کے قتل کے ساتھ لوٹا
دیا أَكْثَرَ نَفِيْرًا بلحاظ عدد تم سے زیادہ وَلِيُتَبِّرُوْا تاکہ جڑیں
کاٹ دیں اور تباہ کر دیں، اس کی جس پر غالب آئے
حَصِيْرًا قید خانہ اور جیل عَجُوْلًا جو برائی کی اتنی جلدی کرنے جتنی بھلائی
کی مُبْصِرَةً روشنی کہ اس میں دیکھ سکیں فَصَّلْنَاهُ ہم نے اسے
بیان کیا أَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا ہم نے رسول کی زبانی اطاعت کا
حکم کیا، حد سے سرکشی کرنے والے اور تسلط کرنے والے مترفین
اس سے مراد ہیں، ایک قول یہ ہے، کہ ہم نے شریروں کو مسلط کیا
فَحَقَّ پس واجب ہوا الْقَوْلُ عذاب فَدَمَّرْنَاهَا ہم نے
اسے ہلاک کر دیا، الْعَاجِلَةَ دنیا وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا
اللہ کے احکام پر عمل کیا مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ یعنی دنیا جو نیک و بد
میں تقسیم ہے مَحْظُوْرًا دنیا میں مومنین اور کافرین سے روکا ہوا
وَقَضٰى حکم کیا وَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ یعنی بے کار بات اور ان
کے معاملہ میں سے کسی چیز کو گراں نہ سمجھ وَاخْفِضْ اپنی جانب کو
نرم کر لِلْأَوَّابِيْنَ اللہ کی نافرمانیوں سے بچنے والے وَلَا تُبَذِّرْ
بے کار کام میں مال خرچ نہ کر ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ رزق کا انتظار
مَيْسُوْرًا نرم سہل، مَلُوْمًا تیرا نفس ملامت کرے، اور تو
ملامت کیا جائے مَحْسُوْرًا تیرے پاس کچھ نہیں کہا جاتا ہے
حَسَرْتُ الرَّجُلَ بِالْمَسْأَلَةِ جب کہ تم مانگ کر اس کا مال ختم کر دو خَشْيَةَ
إِمْلَاقٍ فقر کے خوف سے، خِطْأً گناہ لِوَلِيِّهِ اس کے وارث
کے لئے وَأَحْسَنُ تَأْوِيْلًا انجام وَلَا تَقْفُ اس شئے کے بارے
میں کچھ نہ کہہ جسے تو نہیں جانتا مَرَحًا بڑائی اور فخر کے ساتھ
لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ تو اسے پھاڑ نہ دیگا أَفَأَصْفَاكُمْ تمہیں چنا

وَجّهْنَا وَبَيَّنَّا (مِنْ كُلِّ مَثَلٍ) لِيُوجِبَ الِاعْتِبَارَ بِهٖ
وَالتَّفَكُّرَ فِيْهِ (حِجَابًا مَّسْتُوْرًا) مَعْنَاهُ سَاتِرًا (وَاِذْ
هُمْ نَجْوٰى) مَصْدَرٌ مِنْ نَاجَيْتُ نُوْصِفُهُمْ بِهَا وَالْمَعْنٰى
يَتَنَاجَوْنَ بِالتَّكْذِيْبِ وَالِاسْتِهْزَاءِ (فَسَيُنْغِضُوْنَ
اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ) يُحَرِّكُوْنَهَا تَكْذِيْبًا وَاسْتِهْزَاءً بِهٰذَا
الْقَوْلِ وَقِيْلَ يَهْزَءُوْنَ (فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ)
تُجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ حِيْنَ لَا يَنْفَعُكُمُ الْحَمْدُ (يَنْزَغُ)
يُفْسِدُ (وَلَا تَحْوِيْلًا) مِنَ السُّقْمِ وَالْفَقْرِ اِلَى الصِّحَّةِ
وَالْغِنٰى (اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ) كَانَ نَاسٌ مِنَ
الْاِنْسِ يَعْبُدُوْنَ نَاسًا مِنَ الْجِنِّ فَاَسْلَمَ الْجِنُّ
فَتَمَسَّكَ هٰؤُلَاءِ بِدِيْنِهِمْ (اَيُّهُمْ اَقْرَبُ) اِلٰى رَحْمَةِ
اللّٰهِ (وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ) قَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ اُرِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ (وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ)
وَهِيَ الزَّقُّوْمُ (لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗ) لَاَسْتَاْصِلَنَّهُمْ
بِالْاِغْوَاءِ وَلَاُسَوِّلَنَّ عَلَيْهِمْ (جَزَآءً مَّوْفُوْرًا) وَافِرًا
(وَاسْتَفْزِزْ) اَزْعِجْهُ وَاسْتَخِفَّهٗ (بِصَوْتِكَ) وَهُوَ
الْغِنَاءُ وَالْمَزَامِيْرُ (وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ) صِحْ (بِخَيْلِكَ
وَرَجِلِكَ) بِالْفُرْسَانِ وَالْمَاشِيْ عَلٰى رِجْلَيْهِ (يُزْجِيْ)
يُجْرِيْ وَيُسَيِّرُ (حَاصِبًا) هُوَ الرِّيْحُ الْعَاصِفُ (قَاصِفًا
مِّنَ الرِّيْحِ) رِيْحًا شَدِيْدَةً تَقْصِفُ الْفُلْكَ وَتَكْسِرُهٗ
(تَبِيْعًا) ثَائِرًا وَنَاصِرًا (فَتِيْلًا) وَهُوَ الْقِشْرَةُ الَّتِيْ
تَكُوْنُ فِيْ شِقِّ النَّوَاةِ (وَاَضَلُّ سَبِيْلًا) اَبْعَدُ حُجَّةً
(لَيَفْتِنُوْنَكَ) لَيَسْتَزِلُّوْنَكَ (ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ
الْمَمَاتِ) عَذَابَ الدُّنْيَا وَعَذَابَ الْاٰخِرَةِ (لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ)
لَيُزْعِجُوْنَكَ (وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ) لَمْ يَلْبَثُوْا
حَتّٰى يَبِيْتُوْا خَلْفَكَ (لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ) مِنْ وَقْتِ
زَوَالِهَا (اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ) اِقْبَالِ ظَلَامِهٖ (وَقُرْاٰنَ
الْفَجْرِ) صَلَاةَ الْفَجْرِ (مَشْهُوْدًا) تَشْهَدُهٗ مَلَائِكَةُ

اور خاص کیا صَرَّفْنَا ہم نے پھیرا اور ہم نے بیان کیا مِنْ كُلِّ
مَثَلٍ جو عبرت حاصل کرنے اور ذکر کرنے کا سبب ہو،
حِجَابًا مَّسْتُوْرًا چھپانے والا وَاِذْ هُمْ نَجْوٰى ناجیت کا مصدر
ہے، اس کے ساتھ ان کا وصف بیان کیا، مقصد یہ ہے، کہ وہ
جھٹلانے اور مذاق اڑانے کا مشورہ کرتے ہیں فَسَيُنْغِضُوْنَ
اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ اس قول کے ساتھ کذب اور استہزاء کے طور پر
حرکت دیتے ہیں یا مذاق کرتے ہیں فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ اس
کی حمد کو قبول کرتے ہیں، جب کہ تمہیں حمد نفع نہ دے گی يَنْزَغُ
فساد کرتا ہے وَلَا تَحْوِيْلًا بیماری سے صحت کی جانب، اور فقر
سے غنا کی جانب اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ کچھ انسانوں نے جنات
کے ایک گروہ کو اپنا معبود بنالیا تھا پھر وہ جنات مسلمان ہو گئے تو انہوں نے
ان کا دین اختیار کر لیا اَيُّهُمْ اَقْرَبُ اللہ کی رحمت سے کون زیادہ قریب
ہے وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ ابن عباس فرماتے ہیں
رؤیا سے مراد آنکھ کا دیکھنا ہے جو معراج کی رات میں حضور ﷺ کو
دکھایا گیا وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ تھوہر کا درخت لَاَحْتَنِكَنَّ
ذُرِّيَّتَهٗ میں اغوا کے ساتھ انکی جڑیں کاٹ دونگا، اور ان پر
مسلط ہو جاؤنگا جَزَآءً مَّوْفُوْرًا پورا وَاسْتَفْزِزْ اسے گھبرا دے اکھاڑ
دے بِصَوْتِكَ غنا اور باجے وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ چیخ پکار کر بِخَيْلِكَ
وَرَجِلِكَ سواروں اور پیدل چلنے والوں کے ساتھ يُزْجِيْ جاری
کرتا ہے چلاتا ہے حَاصِبًا اکھاڑنے والی ہوا قَاصِفًا مِّنَ
الرِّيْحِ شدید ہوا جو کشتیوں کو الٹ دے یا توڑ دے تَبِيْعًا مددگار
فَتِيْلًا کھجور کی گٹھلی میں جو جھلی ہوتی ہے وَاَضَلُّ سَبِيْلًا
بہت بعید حجت لَيَفْتِنُوْنَكَ تجھے پھسلا دیں گے ضِعْفَ
الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ دنیا اور آخرت کا عذاب،
لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ تجھے گھبرا دیں گے وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ
خِلٰفَكَ نہیں ٹھیریں گے، حتی کہ تیرے پیچھے سے جڑیں
کاٹ دیں لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ سورج کے زوال کے وقت
اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ اس کی اندھیری آنے کے وقت وَقُرْاٰنَ
الْفَجْرِ صبح کی نماز مَشْهُوْدًا کہ اس میں رات اور دن کے

اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ (نَافِلَةً) زِيَادَةً (مَقَامًا
مَحْمُودًا) يُقِيمُكَ رَبُّكَ فِي مَقَامٍ مَحْمُودٍ وَهُوَ
مَقَامُ الشَّفَاعَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (وَزَهَقَ الْبَاطِلُ)
اِضْمَحَلَّ الشِّرْكُ (زَهُوقًا) زَائِلًا يَزْهَقُ يَهْلِكُ وَ
قِيلَ ذَاهِبًا (يَؤُوسًا) قَنُوطًا يَئِسَ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ
(عَلٰى شَاكِلَتِهِ) عَلٰى مَذْهَبِهِ وَطَرِيقِهِ وَقِيلَ نَاحِيَتِهِ
(قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي) أَيْ مِنْ عِلْمِ رَبِّي قَالَتِ
الْيَهُودُ يَا أَبَا الْقَاسِمِ حَدِّثْنَا عَنِ الرُّوحِ فَنَزَلَتْ
(كِسَفًا) قِطَعًا (قَبِيلًا) عِيَانًا (خَبَتْ) طُفِئَتْ
(وَرُفَاتًا) غُبَارًا (قَتُورًا) مُقَتِّرًا بَخِيلًا (مَثْبُورًا)
مَلْعُونًا وَقِيلَ مَحْبُوسًا عَنِ الْخَيْرِ (فَرَقْنَاهُ) فَصَّلْنَاهُ
(يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ) لِلْوُجُوهِ (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا
تُخَافِتْ بِهَا) اُطْلُبْ بَيْنَ الْجَهْرِ وَالْإِعْلَانِ وَبَيْنَ
التَّخَافُتِ وَالْخَفْضِ طَرِيقًا لَا جَهْرًا شَدِيدًا وَلَا
خَفْضًا لَا تُسْمِعُ أُذُنَيْكَ۔ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ سَبَّهُ
الْمُشْرِكُونَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ
وَلَا تَجْهَرْ الخ (وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ) لَمْ يُحَالِفْ أَحَدًا ۔

فرشتے حاضر ہوتے ہیں نَافِلَةً زیادتی مَقَامًا مَحْمُودًا تیرا
رب تجھے مقام محمود میں کھڑا کرے گا، اور وہ قیامت کے روز
مقام شفاعت ہوگا وَزَهَقَ الْبَاطِلُ شرک مضمحل ہوگیا،
زَهُوقًا زائل ہونے والا یَزْهَقُ معنے ہیں ہلاک ہوتا ہے ایک
قول یہ ہے کہ جانے والا یَئُوسًا ناامید جو اللہ کی رحمت سے
ناامید ہو شَاكِلَتِهٖ اپنے طریقے پر یا اپنے کونے پر قُلِ الرُّوحُ
مِنْ أَمْرِ رَبِّي میرے رب کے علم سے ہے، یہود نے کہا اے
ابوالقاسم ہم سے روح کی کیفیت بیان کیجیے، تو یہ آیت نازل
ہوئی كِسَفًا ٹکڑے قَبِيلًا ظاہر خَبَتْ بجھ گئی وَرُفَاتًا
غبار قَتُورًا بخیل مَثْبُورًا ملعون، خیر سے رکا ہوا فَرَقْنَاهُ
ہم نے اسے جدا کیا يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ چہروں کے بل وَلَا
تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا جہر و اعلان اور آہستگی کے
درمیان راہ طلب کر، نہ تو بہت بلند آواز سے نہ اتنا آہستہ
کہ تیرے کان بھی نہ سن سکیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جب قرآن مجید بلند آواز سے تلاوت فرماتے تو مشرکین آپ کو اور
نازل کرنے والے، اور لانے والے سب کو گالیاں دیتے
تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا تَجْهَرْ آخر آیت تک
وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ کسی کو حلیف نہیں بنایا ۔

سُورَةُ الْكَهْفِ

(عِوَجًا) اِلْتِبَاسًا وَاخْتِلَافًا (قَيِّمًا) عَدْلًا
(بَاخِعٌ) مُهْلِكٌ (أَسَفًا) نَدَمًا (الْكَهْفِ) الْفَتْحُ
فِي الْجَبَلِ (الرَّقِيمِ) الْكِتَابُ وَقِيلَ لَوْحٌ مِنْ
رُصَاصٍ كَتَبَ عَامِلُهُمْ أَسْمَاءَهُمْ ثُمَّ طَرَحَهُ فِي
خِزَانَتِهِ (فَضَرَبْنَا عَلٰى آذَانِهِمْ) فَضَرَبَ اللّٰهُ عَلٰى
آذَانِهِمْ فَنَامُوا (ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ) أَحْيَيْنَاهُمْ (أَمَدًا)
غَايَةً (وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوبِهِمْ) أَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا
(شَطَطًا) إِفْرَاطًا (مِرْفَقًا) كُلُّ مَا ارْتَفَقْتَ بِهِ
(تَزَاوَرُ) تَمِيلُ (تَقْرِضُهُمْ) تَقْطَعُهُمْ (فَجْوَةٍ)

سورہ کہف

عِوَجًا خلط ملط کرنا اور اختلاف کرنا قَيِّمًا سیدھا بَاخِعٌ
ہلاک کرنے والا أَسَفًا ندامت الْكَهْفِ پہاڑ میں راہ، غار الرَّقِيمِ
کتاب، سیسے کی تختی، ان کے عامل نے ان کے نام لکھے پھر
اسے خزانے میں ڈال دیا فَضَرَبْنَا عَلٰى آذَانِهِمْ اللہ نے
ان کے کانوں پر مارا، پس وہ سو گئے ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ
انہیں زندہ کیا أَمَدًا انتہا رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوبِهِمْ انہیں صبر
کا الہام کیا شَطَطًا زیادتی مِرْفَقًا ہر وہ شے جس کے
ساتھ تم انتفاع حاصل کرو تَزَاوَرُ مائل ہوتا ہے تَقْرِضُهُمْ
انہیں کاٹتا ہے فَجْوَةٍ وسیع بلوصید صحن میں آزکی

مُتَّسِعٍ (بِالْوَصِيدِ) بِالْفِنَاءِ (أَزْكَى) أَكْثَرُ (وَلَا تَعْدُ
عَيْنَاكَ عَنْهُمْ) لَا تَتَعَدَّهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ (فُرُطًا)
نَدَمًا (سُرَادِقُهَا) مِثْلُ السُّرَادِقِ وَالْحُجْرَةِ الَّتِي
تُطِيفُ بِالْفُسْطَاطِ (كَالْمُهْلِ) عَكَرِ الزَّيْتِ (وَلَمْ
تَظْلِمْ) لَمْ تَنْقُصْ (وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ) ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ
(يُحَاوِرُهُ) يُفَاخِرُهُ مِنَ الْمُحَاوَرَةِ (لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي)
لَكِنْ أَنَا هُوَ اللَّهُ رَبِّي ثُمَّ حُذِفَ الْأَلِفُ وَأُدْغِمَ
إِحْدَى النُّونَيْنِ فِي الْأُخْرَى (حُسْبَانًا مِنَ السَّمَاءِ)
صَوَاعِقَ مِنْ نَارٍ (زَلَقًا) لَا يَثْبُتُ فِيهِ الْقَدَمُ
(هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ) مَصْدَرٌ كَالتَّوَلِّي (عُقْبًا) عَاقِبَةً
وَهِيَ الْآخِرَةُ (الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ) ذِكْرُ اللَّهِ
(مَوْبِقًا) مَهْلِكًا (قُبُلًا) عِيَانًا وَقُبُلًا جَمْعُ قَبِيلٍ
وَقَبَلًا بِفَتْحَتَيْنِ مُسْتَقْبَلًا وَقِيلَ مُقَابَلَةً
(لِيُدْحِضُوا) لِيُزِيلُوا وَالدَّحْضُ الزَّلَقُ (مَوْئِلًا)
مَلْجَأً (حُقُبًا) دَهْرًا طَوِيلًا (سَرَبًا) مَذْهَبًا يَسْرُبُ
يَسْلُكُ (قَصَصًا) رَجَعَا يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا (عَبْدًا
مِنْ عِبَادِنَا) خِضْرٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ (فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا
طُغْيَانًا وَكُفْرًا) أَنْ يَحْمِلَهُمَا حُبُّهُ أَنْ يُتَابِعَاهُ عَلَى
دِينِهِ (وَأَقْرَبَ رُحْمًا) مِنَ الرَّحِمِ وَهِيَ أَشَدُّ مُبَالَغَةً
مِنَ الرَّحْمَةِ (كَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا) ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ
(مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا) عِلْمًا (عَيْنٍ حَمِئَةٍ) حَارَّةٍ
(الصَّدَفَيْنِ) الْجَبَلَيْنِ (فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ)
يَعْلُوهُ (جَعَلَهُ دَكَّاءَ) زَلْزَلَهُ يُقَالُ دَكَّهُ زَلْزَلَهُ (لَا
يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا) لَا يَعْقِلُونَ (يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ
يُحْسِنُونَ صُنْعًا) قَالَ عَلِيٌّ مِنْهُمُ الْحَرُورِيَّةُ وَقَالَ سَعْدٌ
لَا وَلَكِنَّهُمْ أَصْحَابُ الصَّوَامِعِ وَالْحَرُورِيَّةُ قَوْمٌ زَاغُوا
فَأَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ قَالَ إِي وَلَكِنِ الْخَوَارِجُ
هُمُ الْفَاسِقُونَ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ
بَعْدِ مِيثَاقِهِ ٭

بہت زیادہ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ انہیں ان کے غیر کی
جانب لیجا فُرُطًا ندامت سُرَادِقُهَا پردے کی طرح اور وہ حجرہ
جو پردوں سے گھرا ہو کَالْمُهْلِ تیل کی تلچھٹ وَلَمْ تَظْلِمْ نہیں
کم کیا وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ سونا اور چاندی يُحَاوِرُهُ اس پر فخر
کرتا تھا، محاورہ سے مشتق ہے لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي لیکن
میں تو میرا رب اللہ ہی ہے۔ الف کو حذف کر دیا گیا۔ اور دونوں
نون ایک دوسرے میں ادغام کر دیئے گئے حُسْبَانًا مِنَ
السَّمَاءِ آگ کی بجلیاں زَلَقًا جس میں قدم نہ ٹھہر سکیں،
هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ تولی کا مصدر ہے عُقْبًا وہ آخرت ہے
الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ اللہ کا ذکر مَوْبِقًا ہلاکت کی جگہ،
قُبُلًا ظاہر قبلا قبیل کی جمع ہے اور قبلًا دونوں کے زبر کے
ساتھ سامنے آنے والی شئی، آمنا سامنا کرنا لِيُدْحِضُوا
تاکہ زائل کر دیں۔ دحض کے معنے پھسلنے کے ہیں مَوْئِلًا
پناہ کی جگہ حُقُبًا طویل زمانہ سَرَبًا جانے کی جگہ بولتے
ہیں يَسْرُبُ یعنی چلتا ہے قَصَصًا دونوں اپنے
نشانوں کو تلاش کرتے ہوئے لوٹے عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا
خضر علیہ السلام فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا
یعنی ان دونوں کو اس کی محبت اس امر پر مجبور کر دے کہ
اس کے دین کی متابعت کریں وَأَقْرَبَ رُحْمًا رحم سے
مشتق ہے اور اس میں رحمت سے زیادہ مبالغہ ہے كَانَ
تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا سونا اور چاندی مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا علم
عَيْنٍ حَمِئَةٍ گرم الصَّدَفَيْنِ دو پہاڑ فَمَا اسْطَاعُوا
أَنْ يَظْهَرُوهُ اس پر چڑھ سکیں جَعَلَهُ دَكًّا اسے زلزلے میں
ڈالا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا نہیں سمجھتے يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ
يُحْسِنُونَ صُنْعًا حضرت علی فرماتے ہیں کہ ان میں سے فرقہ
حروریہ بھی ہے، حضرت سعدؓ فرماتے ہیں اس سے مراد
فرقہ حروریہ نہیں بلکہ گرجا والے ہیں، اور حروریہ ایسے لوگ ہیں
جنہوں نے کجی اختیار کی تو اللہ نے ان کے دلوں کو کج کر دیا ابی
فرماتے ہیں لیکن خوارج وہ فاسق ہیں جو اللہ سے عہد کر کے توڑتے ہیں

سُوْرَةُ مَرْيَمَ

(لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا) مِثْلًا (سَوِيًّا)
مِنْ غَيْرِ خَرَسٍ (وَحَنَانًا مِنْ لَدُنَّا) رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا
(بَشَرًا سَوِيًّا) هُوَ عِيْسٰى (جَبَّارًا شَقِيًّا) عَصِيًّا
قَالَتِ الْيَهُوْدُ اَلَسْتُمْ تَقْرَءُوْنَ يَا اُخْتَ هٰرُوْنَ وَقَدْ
كَانَ بَيْنَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى مَا كَانَ فَاَجَابَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُسَمُّوْنَ
بِاَسْمَاءِ اَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِيْنَ قَبْلَهُمْ (فَاَجَاءَهَا الْمَخَاضُ)
اَلْجَاهَا وَجَعُ الْوِلَادَةِ (سَرِيًّا) نَهْرًا صَغِيْرًا (رُطَبًا
جَنِيًّا) طَرِيًّا (انْتَبَذَتْ) اِعْتَزَلَتْ (شَيْئًا فَرِيًّا)
عَظِيْمًا (اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ) اَلْكُفَّارُ يَوْمَئِذٍ اَسْمَعُ
شَيْءٍ وَاَبْصَرُهُ (وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ) اِذَا نُوْدِيَ
يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ وَّلَا مَوْتٌ وَيَا اَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ وَّ
لَا مَوْتٌ (لَاَرْجُمَنَّكَ) لَاَشْتُمَنَّكَ (لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا)
ثَنَاءً حَسَنًا (وَاهْجُرْنِيْ) وَاجْتَنِبْنِيْ (حَفِيًّا) لَطِيْفًا (وَ
بُكِيًّا) جَمْعُ بَاكٍ (غَيًّا) خُسْرَانًا (لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا)
بَاطِلًا. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
لِجِبْرِيْلَ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَزُوْرَنَا اَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا
فَنَزَلَتْ (وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ) (وَمَا كَانَ رَبُّكَ
نَسِيًّا) حَقِيْرًا (هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا) لَمْ يُسَمَّ اَحَدٌ
الرَّحْمٰنَ غَيْرُهُ (عِتِيًّا) عِصْيَانًا (صِلِيًّا) مِنْ صَلِيَ
يَصْلٰى يَعْنِيْ دُخُوْلًا وَاحْتِرَاقًا (وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا)
يَرِدُوْنَهَا ثُمَّ يَصْدُرُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ (حَتْمًا مَّقْضِيًّا)
اَلْحَتْمُ الْوَاجِبُ (اَحْسَنُ نَدِيًّا) اَلنَّادِيْ الْمَجْلِسُ
(اَثَاثًا) مَالًا (وَرِئْيًا) مَنْظَرًا وَقِيْلَ الرِّيُّ الشَّرَابُ قَالَ
خَبَّابٌ جِئْتُ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ اَتَقَاضٰى حَقًّا لِيْ
عِنْدَهٗ قَالَ لَا اُعْطِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ
لَا حَتّٰى تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَاِنِّيْ لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوْثٌ

سُورہ مریم

لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا مثل سَوِيًّا بغیر گونگے پن
کے وَحَنَانًا مِنْ لَدُنَّا ہماری جانب سے رحمت بَشَرًا
سَوِيًّا عیسیٰ علیہ السلام جَبَّارًا شَقِيًّا نافرمان، یہود کہتے تھے
کیا تم قرآن میں یہ نہیں پڑھتے یَا اُخْتَ هٰرُوْنَ اور موسیٰ اور
عیسیٰ کے درمیان بہت فاصلہ تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے جواب دیا، کہ لوگ اپنے انبیاء اور پہلے نیک لوگوں کے
نام پر نام رکھتے تھے فَاَجَاءَهَا الْمَخَاضُ دردِ زہ انہیں ایک
پناہ کی جگہ لے آیا سَرِيًّا چھوٹی نہر رُطَبًا جَنِيًّا تازہ کھجوریں
اِنْتَبَذَتْ جدا ہوئی شَيْئًا فَرِيًّا بری اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ
اس دن کفار سب سے زیادہ دیکھنے سننے والے ہوں گے وَاَنْذِرْهُمْ
يَوْمَ الْحَسْرَةِ جب ندا کی جائے گی کہ اے اہلِ جنت تمہارے
لئے ہمیشگی ہے اور موت نہیں اور اے اہلِ دوزخ تم ہمیشہ
رہو گے اور مرنا نہیں لَاَرْجُمَنَّكَ تجھے برا کہوں گا لِسَانَ
صِدْقٍ عَلِيًّا اچھی ثنا وَاهْجُرْنِيْ مجھ سے دور ہو حَفِيًّا مہربان وَ
بُكِيًّا باک کی جمع ہے غَيًّا ٹوٹے میں لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا
باطل، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے فرمایا تجھے ہمارے
پاس زیادہ آنے سے کیا چیز روکتی ہے، تو یہ آیت نازل ہوئی
وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا حقیر هَلْ
تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا اس کے علاوہ کسی نے رحمان نام نہیں رکھا
عِتِيًّا نافرمان صِلِيًّا صلی یصلی سے مشتق ہے بمعنی داخل ہونا
اور جلنا وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا اس پر وارد ہوں گے، پھر اپنے
اعمال کے مطابق نکلیں گے حَتْمًا مَّقْضِيًّا یقینی اَحْسَنُ نَدِيًّا
نادی بمعنی مجلس اَثَاثًا مال وَرِئْيًا منظر یہ بھی کہا گیا ہے ری
بمعنی شراب ہے خباب کہتے ہیں، میں عاص بن وائل کے پاس اپنا
حق مانگنے کے لئے گیا جو اس پر تھا، اس نے جواب دیا، میں اس وقت
تک نہ دوں گا، جب تک تو محمد کا انکار نہ کرے، میں نے جواب دیا
میں اس وقت تک اس کا انکار نہ کروں جبتک تو مر کر دوبارہ زندہ

قلت نعم. قال ان لی هنالک مالا وولدا فنزلت
افرایت الذی کفر بایاتنا (اِدًّا) منکرا عظیما (تؤزهم
ازا) تغویهم اغواء وقیل تزعجهم ازعاجا (نعد
لهم عدا) نعد انفاسهم التی یتنفسون فی الدنیا
(وردا) عطاشا (عهدا) شهادة ان لا اله الا الله
(هدا) هدما (لدا) عوجا (رکزا) صوتا وقیل
حسا •

ترجمہ: تو وہ بولا کیا واقعی میں مر کر دوبارہ زندہ ہونگا میں نے کہا ہاں
کہنے لگا تو اس وقت بھی میرے پاس مال اور اولاد ہوگی تو آیت
نازل ہوئی اَفَرَاَیتَ الَّذِی کَفَرَ بِاٰیَاتِنَا۔ اِدًّا برا قول تَؤُزُّھُم
اَزًّا انہیں اغوا کریگا یا انہیں ابھار دے گا نَعُدُّ لَھُم عَدًّا ہم ان
کے سانسوں کو جو وہ دنیا میں لیتے ہیں شمار کرتے ہیں وِردًا
پیاسا عَھدًا الا الہ الا اللہ کی شہادت ھَدًّا گرانا لُدًّا ٹیڑھا
پن رِکزًا آواز یا حس •

سُورَۃُ طٰہٰ

(الواد المقدس) المبارک واسمه طوی (اکاد
اخفیها) لا اظهر علیها احدا غیری (سیرتها) حالتها
(واحلل عقدة من لسانی) العقدة عدم النطق
بالحرف او وفیه تمتمة او فافاة (ازری) ظهری
(ان یفرط) ان یعجل (یطغی) یعتدی (فاوجس)
اضمر خوفا (وفتناک فتونا) اختبرناک اختبارا
(ولا تنیا) ولا تضعفا (اعطی کل شیء خلقه) خلق
لکل شیء زوجه (ثم هدی) لمنکحه ومطعمه و
مشربه ومسکنه (لا یضل) لا یخطئ (فی جذوع)
علی جذوع (النهی) لتقی (تارة) حالة (فیسحتکم)
فیهلککم (السلوی) طائر یشبه السمانی (ولا تطغوا)
لا تضلوا (فقد هوی) شقی (بملکنا) بامرنا (ظلت)
اقمت (لننسفنه فی الیم) لنذرینه فی البحر (سامری)
بئس (یتخافتون) یتسارون (قاعا) مستویا و
قیل الاملس وقیل یعلوه الماء (صفصفا) الصفصف
ما لا نبات فیه وقیل المستوی من الارض (عوجا)
وادیا (امتا) رابیة (مکانا سوی) منصفا بینهم
(سبسبا) یسار علی قدر (موعد) (ما خطبک) ما بالک
(مساس) مصدر ماسه مساسا (معیشة ضنکا)
الضنک الشدید وقیل الشقاء. قال رسول الله

سورہ طٰہٰ

اَلوَادِ المُقَدَّسِ مبارک اور اس کا نام طوٰی ہے اَکَادُ
اُخفِیھَا میں اپنے علاوہ کسی کو اس پر مطلع نہیں کرتا سِیرَتَھَا
اس کی حالت وَاحلُل عُقدَۃً مِن لِسَانِی عقدہ سے مراد نہ بولنا
حرف کو پورے طور پر ادا نہ کرنا ہے، یا بولتے وقت لکنت
ہو اَزرِی میری پشت اَن یُفرُطَ یہ کہ جلدی کرے یَطغٰی
حد سے تجاوز کرتا ہے فَاَوجَسَ خوف کو چھپایا وَفَتَنَّاکَ
فُتُونًا تیری مختلف بار آزمائش کی وَلَا تَنِیَا تم دونوں کمزور
نہ پڑو اَعطٰی کُلَّ شَیءٍ خَلقَہٗ ہر شئے کے لئے اس کا جوڑ
پیدا کیا ثُمَّ ھَدٰی اس کے نکاح، کھانے پینے اور رہنے کی،
لَا یَضِلُّ خطا نہیں کرتا فِی جُذُوعِ یہاں فِی بمعنے عَلٰی ہے
النُّھٰی بچنے والے تَارَۃً حالت فَیُسحِتَکُم پس تمہیں ہلاک
کرے السَّلوٰی ایک پرندہ ہے جو بٹیر کے مشابہ ہوتا ہے، وَلَا
تَطغَوا تم گمراہ نہ ہو فَقَد ھَوٰی بدبختی اختیار کی بِمَلکِنَا ہمارے
حکم سے ظَلتَ تو ٹھہر گیا لَنَنسِفَنَّہٗ فِی الیَمِّ ہم اسے
دریا میں بہا دیں گے سَامِرِی برا ہوا یَتَخَافَتُونَ چپکے چپکے بولنے قَاعًا برابر
چکنا جس پر سے پانی گذر جائے صَفصَفًا جس زمین میں گھاس
نہ ہو، برابر زمین عِوَجًا وادی اَمتًا ٹیلا مَکَانًا سُوًی انکے درمیان
ہیں یَسَار علٰی قَدَرٍ وعدہ کا وقت مَا خَطبُکَ
تیرا کیا حال ہے مَسَاسَ مسہ مَسَاسًا کا مصدر ہے۔
مَعِیشَۃً ضَنکًا ضنک کے معنی ہیں سخت بعضوں کے

صلی اللہ علیہ وسلم هو عذاب القبر (خشعت)
الاصوات) سكنت (همسا) صوتا خفيا وقيل
حس الاقدام والوطء الخفي والكلام الخفي (وعنت
الوجوه) ذلت (فلا يخاف ظلما) ان يظلم فيزاد في
سيّاته (من زينة القوم) الحلي الذي استعاروه
من ال فرعون (فقذفناها) القيناها (القى
السامري) صنع (المثلى) تانيث الامثل يقول
بدينكم لعدل (امثلهم طريقة) اعدلهم
(هضما) لا يظلم فيهضم من حسناته (خوار) صياح
(حشرتني اعمى) عن حجتي (كنت بصيرا) في
الدنيا (لا تظما) لا تعطش (ولا تضحى) لا يصيبك
حر۔

سورة الانبياء

(فلما احسوا) توقعوا من احسست (خامدين)
ميتين (لعلكم تسئلون) تستفهمون (الويل) واد
في جهنم (ولا يستحسرون) لا يعيون (ارتضى)
رضي (في فلك) دوران (يسبحون) يجرون وقيل
يدورون (ولا هم منا يصحبون) لا يجاورون
(ننقصها من اطرافها) ننقص اصلها وبركتها
(التماثيل) الاصنام (جذاذا) حطاما (ثم نكسوا)
ردوا (نفشت) النفش الرعي بالليل (صنعة لبوس
لكم) الدروع (ان لن نقدر عليه) لن ناخذه بالعذاب
الذي اصابه (امتكم امة واحدة) دينكم دين
واحد (وتقطعوا امرهم) اختلفوا (حدب) شرف
(ينسلون) يقبلون (حصب) شجر وقيل حطب
لما نزلت انكم وما تعبدون من دون الله حصب
جهنم انتم لها واردون قال المشركون الملائكة
وعيسى وعزير يعبدون من دون الله فنزلت ان

نزدیک بدبختی کے معنی میں آتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
وہ قبر کا عذاب ہے خشعت الاصوات آوازیں خاموش ہوگئیں همسا
ہلکی آواز، قدموں کی آواز آہستہ بولنا آہستہ چلنا
وعنت الوجوه جھک گئے فلا يخاف ظلما یہ کہ ظلم کرے
کہ اس کی برائیوں میں زیادتی کی جائے من زينة القوم
وہ زیور جو فرعون کی قوم سے مستعار لئے تھے فقذفناها
ہم نے اسے ڈال دیا القى السامري سامری نے بنایا،
المثلى، امثل کا مؤنث ہے یعنی وہ تمہارے اچھے
دین کو ختم کردیں امثلهم طريقة ان میں سب سے
اچھا۔ هضما ظلم نہیں کرتا کہ اس کی نیکیاں ہضم کر جائے خوار
چیخ حشرتني اعمى میری حجت سے كنت بصيرا دنیا میں
لا تظما پیاسا نہ ہوگا ولا تضحى تجھے گرمی نہ پہنچے گی۔

سورہ انبیاء

فلما احسوا توقع کی احسست سے مشتق ہے خامدين
مردے لعلكم تسئلون تم سے پوچھا جائے الويل
جہنم میں ایک وادی ولا يستحسرون تھکتے نہیں،
ارتضى راضی ہوا في فلك دور يسبحون جاری رہتے
ہیں، گھومتے رہتے ہیں ولا هم منا يصحبون مجاورت
نہیں کرتے، قریب نہیں رہتے ننقص من اطرافها اس
کی اصل اور اس کی برکت کم کرتے رہتے ہیں التماثيل بت
جذاذا ٹکڑے ٹکڑے ثم نكسوا لوٹ گئے نفشت نفش کے
معنی ہیں رات میں جانور چرانا صنعة لبوس لكم زرہیں
ان لن نقدر عليه ہم اسے اس عذاب میں نہیں پکڑیں گے
جو اسے پہنچ رہا ہے امتكم امة واحدة تمہارا دین ایک
دین ہے وتقطعوا امرهم انہوں نے اختلاف کیا حدب
بلندی ينسلون سامنے آتے ہیں حصب درخت، لکڑی
جب یہ آیت نازل ہوئی انكم وما تعبدون من دون الله
حصب جهنم انتم لها واردون تو مشرکین نے اعتراض کیا

اَلَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰی (الْحَسِیْسَ) وَالْحِسُّ وَاحِدٌ وَهُوَ الصَّوْتُ الْخَفِیُّ (السِّجِلِّ) الصَّحِیْفَةُ (كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ) كَطَیِّ الصَّحِیْفَةِ عَلَی الْكِتَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ اِلَی اللهِ عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ (اٰذَنْتُكُمْ) اَعْلَمْتُكُمْ •

سُوْرَةُ الْحَجِّ

(اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ) قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ یَوْمٌ یَقُوْلُ اللهُ تَعَ لِاٰدَمَ ابْعَثْ بَعْثَ النَّارِ تِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعِیْنَ فِی النَّارِ وَوَاحِدٌ فِی الْجَنَّةِ (تَذْهَلُ) تَشْتَغِلُ (بَهِیْجٍ) حَسَنٍ (ثَانِیَ عِطْفِهٖ) مُتَكَبِّرًا فِیْ نَفْسِهٖ (یُصْهَرُ) یُذَابُ (مَنْ یَّعْبُدُ اللهَ عَلٰی حَرْفٍ) شَكٍّ وَقِیْلَ یَقْدَمُ الرَّجُلُ الْمَدِیْنَةَ فَاِنْ وَلَدَتِ امْرَاَتُهٗ غُلَامًا وَنُتِجَتْ خَیْلُهٗ قَالَ هٰذَا دِیْنٌ صَالِحٌ وَاِنْ لَّمْ تَلِدِ امْرَاَتُهٗ وَلَمْ تُنْتَجْ خَیْلُهٗ قَالَ هٰذَا دِیْنُ سُوْءٍ (هٰذَانِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ) نَزَلَتْ فِی الَّذِیْنَ بَارَزُوْا یَوْمَ بَدْرٍ حَمْزَةَ وَعَلِیًّا وَعُبَیْدَةَ وَهُمْ عُتْبَةُ وَشَیْبَةُ وَالْوَلِیْدُ (فَلْیَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَاءِ) بِحَبْلٍ اِلٰی سَقْفِ الْبَیْتِ (وَهُدُوْا اِلَی الطَّیِّبِ) اُلْهِمُوا الْقُرْاٰنَ (وَهُدُوْا اِلٰی صِرَاطِ الْحَمِیْدِ) الْاِسْلَامِ (مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ) طَرِیْقٍ بَعِیْدٍ (الْبَائِسَ الْفَقِیْرَ) الَّذِیْ لَا یَجِدُ شَیْئًا مِنْ شِدَّةِ الْحَالِ (تَفَثَهُمْ) مَوَاجِبَ حَجِّهِمْ مِنْ حَلْقِ الرَّاْسِ وَلُبْسِ الثِّیَابِ وَقَصِّ الْاَظْفَارِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ (بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ) قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا سُمِّیَ الْبَیْتُ الْعَتِیْقُ لِاَنَّهٗ لَمْ یَظْهَرْ عَلَیْهِ جَبَّارٌ (مَنْسَكًا) مُتَعَبَّدًا (الْمُخْبِتِیْنَ) الْمُطْمَئِنِّیْنَ (الْقَانِعَ) الْمُتَعَفِّفَ وَالَّذِیْ یَقْتَنِعُ بِمَا اُعْطِیَ (الْمُعْتَرَّ)

+ (ح) منزلت اوراد تین حدیث بعض نسخ

کہ فرشتے، عیسےٰ اور عزیر کی بھی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے تو یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰی نازل ہوئی اَلْحَسِیْسَ حسیس اور حس ایک معنی میں ہیں یعنی ہلکی آواز اَلسِّجِلِّ صحیفہ كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ جیسے صحیفے کو کتاب پر لپیٹ لیا جاتا ہے حضور نے فرمایا اے لوگو تم اللہ کی جانب ننگے بغیر ختنہ کئے اٹھائے جاؤ گے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ۔

سُورۂ حج

اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس دن اللہ تعالیٰ آدم سے فرمائیگا، اٹھا اور نو سو ننانوے دوزخ میں بھیجدے اور ایک جنت میں تَذْهَلُ غافل ہو جائیں گی بَهِیْجٍ حسین ثَانِیَ عِطْفِهٖ اپنے دل میں تکبر کرنے والا یُصْهَرُ پگھلایا جائے گا مَنْ یَّعْبُدُ اللهَ عَلٰی حَرْفٍ شک یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب کوئی آدمی مدینہ آتا تو اگر اس کے گھر لڑکا پیدا ہوتا، اور اس کا گھوڑا بھی بچہ جنتا تو کہتا یہ دین عمدہ ہے، اگر اس کی بیوی کے بچہ نہ ہوتا اور نہ اس کی گھوڑی بچہ جنتی تو کہتا یہ دین برا ہے هٰذَانِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ یہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو بدر میں اول مقابلے کے لئے نکلے تھے یعنی حمزہ، علی اور عبیدہ، اور کفار میں سے عتبہ، شیبہ اور ولید فَلْیَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَاءِ گھر کی چھت کی طرف رسی کے ساتھ وَهُدُوْا اِلَی الطَّیِّبِ قرآن کا الہام کئے گئے وَهُدُوْا اِلٰی صِرَاطِ الْحَمِیْدِ اسلام مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ بعید راستہ اَلْبَائِسَ الْفَقِیْرَ جو حال کی شدت سے کوئی چیز نہ پائے تَفَثَهُمْ ان کے حج کے واجبات سر منڈانا، کپڑے پہننا اور ناخن کاٹنا وغیرہ بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا نام بیت العتیق اس لئے ہے کہ اس پر کوئی ظالم غالب نہیں آسکتا مَنْسَكًا راہ بندگی اَلْمُخْبِتِیْنَ مطمئن اَلْقَانِعَ سوال نہ کرنیوالا وہ شخص کہ جو کچھ بھی اسے دیا جائے اس پر قناعت کرے اَلْمُعْتَرَّ سوال کرنے والا اُذِنَ لِلَّذِیْنَ

السَّائِلِ (اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ) هِیَ اَوَّلُ اٰیَةٍ نَزَلَتْ
فِی الْقِتَالِ (وَقَصْرٍ مَّشِیْدٍ) بِالْجِصِّ وَالْاٰجُرِّ (اِذَا تَمَنّٰی
اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْ اُمْنِیَّتِهٖ) اِذَا حَدَّثَ اَلْقَی الشَّیْطٰنُ
فِیْ حَدِیْثِهٖ فَیُبْطِلُ اللّٰهُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ وَیُحْکِمُ
اللّٰهُ اٰیَاتِهٖ (یَسْطُوْنَ) یُفْرِطُوْنَ عَنِ السَّطْوَةِ ۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ

(اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ) فَازُوْا وَسَعِدُوْا (خَاشِعُوْنَ)
سَاکِتُوْنَ خَائِفُوْنَ (مِنْ سُلٰلَةٍ) نُطْفَةٍ (سَبْعَ
طَرَائِقَ) سَمٰوٰتٍ (تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ) هُوَ الزَّیْتُ
(وَاَتْرَفْنٰهُمْ) وَسَّعْنَا لَهُمْ (هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ)
بَعُدَ (غُثَاءً) زَبَدًا وَهُوَ مَا ارْتَفَعَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا لَا
یُنْتَفَعُ بِهٖ (رَبْوَةٍ) اَلْمَکَانُ الْمُرْتَفِعُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْفِرْدَوْسُ رَبْوَةُ الْجَنَّةِ وَ
اَوْسَطُهَا وَاَفْضَلُهَا (تَتْرٰی) یَتْبَعُ بَعْضُهَا بَعْضًا (ذَاتِ
قَرَارٍ) خِصْبٍ (وَمَعِیْنٍ) مَاءٍ طَاهِرٍ (اُمَّتُکُمْ) دِیْنُکُمْ
(وَقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ) خَائِفِیْنَ سَأَلَتْ عَائِشَةُ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ وَالَّذِیْنَ
یُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَهُمُ الَّذِیْنَ
یَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَیَسْرِقُوْنَ قَالَ لَا یَا بِنْتَ الصِّدِّیْقِ
وَلٰکِنَّهُمْ هُمُ الَّذِیْنَ یَصُوْمُوْنَ وَیَتَصَدَّقُوْنَ وَهُمْ
یَخَافُوْنَ اَنْ لَّا یُقْبَلَ مِنْهُمْ (اُولٰٓئِکَ یُسَارِعُوْنَ
فِی الْخَیْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ) سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ
(یَجْئَرُوْنَ) یَسْتَغِیْثُوْنَ (سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ) حَوْلَ
الْبَیْتِ وَیَقُوْلُوْنَ هُجْرًا (تَنْکِصُوْنَ) تُدْبِرُوْنَ
(عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰکِبُوْنَ) عَنِ الْحَقِّ عَادِلُوْنَ (تُسْحَرُوْنَ)
تُخْدَعُوْنَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ یَا ابْنَ عَبَّاسٍ
اِنَّ فِیْ نَفْسِیْ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَیْئًا اَسْمَعُ اللّٰهَ یَقُوْلُ
وَکَانَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا کَانَ هٰذَا اَمْرٌ قَدْ

یُقَاتَلُوْنَ یہ اول آیت ہے جو قتال کے بارے میں نازل ہوئی
وَقَصْرٍ مَّشِیْدٍ چونے اور اینٹ کے ساتھ بنا ہوا اِذَا تَمَنّٰی
اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْ اُمْنِیَّتِهٖ جب وہ بات کرتا ہے تو شیطان اس
کی بات میں اپنی بات ڈال دیتا ہے پس اللہ شیطانی باتوں کو باطل کرتا اور
اپنی آیات کو محکم کرتا ہے یَسْطُوْنَ حد سے بڑھتے ہیں سطوت سے بنا ہے

سورہ مومنون

اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کامیاب و بامراد ہوئے خَاشِعُوْنَ
خاموش ڈرتے ہوئے مِنْ سُلٰلَةٍ نطفہ سَبْعَ طَرَائِقَ آسمان
تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ زیت وَاَتْرَفْنٰهُمْ اور ہم نے انہیں وسعت
دی هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ دور ہوا غُثَاءً جھاگ جو پانی پر اٹھ
آئے اور وہ شئے جو نفع نہ دے رَبْوَةٍ بلند مکان، نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فردوس جنت کا اعلیٰ اور عمدہ اور افضل
حصہ ہے تَتْرٰی بعض بعض کے پیچھے ذَاتِ قَرَارٍ سرسبز
وَمَعِیْنٍ پاک پانی اُمَّتُکُمْ تمہارا دین وَقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ
ڈرے ہوئے، حضرت عائشہ رضؓ نے حضور سے دریافت کیا
یا رسول اللہ اس آیت وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ
وَجِلَةٌ میں کیا وہ لوگ مراد ہیں جو شرابیں پیتے اور چوری کرتے
ہیں آپ نے فرمایا اے صدیق کی بیٹی نہیں، بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو
روزے رکھتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں، اور اس بات سے ڈرتے
ہیں کہ شاید ان کی عبادت قبول نہ ہو اُولٰٓئِکَ یُسَارِعُوْنَ
فِی الْخَیْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ان کے لئے سعادت
پہل کر چکی ہے یَجْئَرُوْنَ مدد چاہتے ہیں سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ
بیت اللہ کے گرد اور بے ہودہ باتیں کہتے ہو تَنْکِصُوْنَ
پیچھے ہٹتے ہو عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰکِبُوْنَ حق سے ہٹنے والے
تُسْحَرُوْنَ تم دھوکہ دیئے جاتے ہو ایک شخص ابن عباس کے
پاس آیا اور کہنے لگا میرے دل میں قرآن کے بارے میں
کچھ شک ہے ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَکَانَ
اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا یہ ایک مقدر شئے تھی جو ہو چکی

كان وقال فلا انساب بينهم يومئذ ولا يتساءلون
وقال في اية اخرى واقبل بعضهم على بعض
يتساءلون قال ابن عباس اما قوله وكان الله على
كل شيء قديرا فانه لم يزل ولا يزال واما قوله فلا
يتساءلون ففي النفخة الاولى واما قوله يتساءلون
فاذا دخلوا الجنة (كالحون) عابسون قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم هم فيها كالحون تشوب
احدهم النار فتقلص شفته العليا حتى تبلغ
وسط رأسه وتسترخي شفته السفلى حتى تضرب
سرته ۔

سورة النور

(انزلناها) بيناها (وفرضناها) انزلنا
فيها فرائض مختلفة ۔ قال مرثد يا رسول الله انكح
عناقا وكانت من البغايا بمكة فنزلت الزاني لا
ينكح الا زانية (يرمون المحصنات) الحرائر (و
الذين يرمون ازواجهم) نزلت في هلال بن امية
قذف امرأته عند النبي صلى الله عليه وسلم
في شريك بن سحماء وقيل في عويمر (ان الذين
جاؤا بالافك) نزلت في قصة عائشة رضي الله
عنها (اذ تلقونه) تقولونه برواية بعضكم عن بعض
(ما زكى) ما اهتدى (ولا يأتل) لا يقسم (دينهم)
حسابهم (تستأنسوا) تستأذنوا (ولا يبدين
زينتهن الا لبعولتهن) لا تبدي خلخالها ومعضدها
ونحرها وشعرها الا لزوجها قال ابن مسعود رض لا
خلخال ولا قرط ولا قلادة (الا ما ظهر منها) قال
الثياب (غير اولي الاربة) المغفل الذي لا يشتهي
النساء (او الطفل الذين لم يظهروا) لم يدروا لما
بهم من الصغر (ان علمتم فيهم خيرا) ان علمتم

دوسرے مقام پر فرماتا ہے فلا انساب بینھم یومئذ ولا
یتساءلون تیسرے مقام پر ارشاد ہے واقبل بعضھم
علی بعض یتساءلون ابن عباس نے فرمایا یہ آیت وکان
اللہ علی کل شیء قدیرا تو وہ ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہیگا
جہاں تک اس آیت کا تعلق ہے ولا یتساءلون تو پہلے
نفخہ کے وقت ہوگا یعنی حشر میں اور جہاں تک یتساءلون
کا تعلق ہے یہ اس وقت ہوگا جب جنت میں داخل ہو جائیں گے
کالحون بگڑے ہوئے چہرے حضور نے فرمایا ھم فیھا
کالحون ان میں سے کسی کو آگ لگے گی تو اس کا ہونٹ درمیان
سر تک چڑھ جائے گا اور نچلا ہونٹ ناف تک آجائے گا ۔

سورہ نور

انزلناھا ہم نے اسے بیان کیا وفرضناھا اس میں مختلف
فرائض نازل کئے مرثد نے کہا یا رسول اللہ میں عناق سے نکاح
کرنا چاہتا ہوں اور وہ مکہ کی ایک رنڈی تھی تو یہ آیت نازل
ہوئی الزانی لا ینکح الا زانیۃ یرمون المحصنات آزاد و
الذین یرمون ازواجھم ہلال بن امیہ کے بارے میں نازل
ہوئی جنہوں نے اپنی بیوی پر حضور کے سامنے شریک بن سحماء
کے ساتھ تہمت لگائی ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت عویمر کے
بارے میں نازل ہوئی ان الذین جاؤا بالافک حضرت عائشہ
کے قصہ میں نازل ہوئی اذ تلقونہ جب وہ اس بات کو ایک
دوسرے سے نقل کر کے کہہ رہے تھے ما زکی نہیں ہدایت
پائی ولا یاتل نہ قسم کھائیں دینھم ان کا حساب تستأنسوا
تم سے اجازت طلب کریں ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن
اپنے پازیب بازوبند سینہ بال وغیرہ سوائے خاوند کے کسی کے لئے
ظاہر نہیں کریں، عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں نہ پازیب نہ بالیاں
اور نہ ہار مگر جو کپڑے خود بخود ظاہر ہوں اور وہ کپڑے ہیں غیر اولی
الاربۃ وہ غافل جسے عورتوں کی شہوت نہ پیدا ہوئی ہو او الطفل
الذین لم یظھروا وہ ابھی بھی نہیں جانتے کیونکہ ان میں

لهم حيلة (فتياتكم) إمائكم (البغاء) الزنا (نور
السموات) هادي أهل السموات والأرض (مثل
نوره) هداه في قلب المؤمن (كمشكوة) موضع
الفتيلة وقيل الكوة (في بيوت) مساجد (أن
ترفع) تكرم (ويذكر فيها اسمه) يتلى فيها كتابه
(يسبح) يصلي (بالغدو) صلاة الغداة (والآصال)
صلوة العصر (رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن
ذكر الله) قال ابن عباس الصحابة كانوا أتجر الناس أبيعهم
ولكن لم تكن تلهيهم تجارتهم ولا بيعهم عن ذكر
الله (بقيعة) أرض مستوية (سنا برقه) ضوءه
(من خلاله) من بين أضعاف السحاب (مذعنين)
مطيعين (تحية) سلاما ۔

سورة الفرقان

(تبارك) تفاعل من البركة (تملى) تقرأ
(ثبورا) ويلا (بورا) هلكى (عتوا) طغوا (هباء
منثورا) ما ينسف الريح (الذين يحشرون على
وجوههم) قيل يا نبي الله كيف يحشر الكافر على
وجهه يوم القيامة قال أليس الذي أمشاه على
الرجلين في الدنيا بقادر على أن يمشيه على وجهه
يوم القيامة (الرس) المعدن (مد الظل) ما بين
طلوع الفجر إلى طلوع الشمس (ساكنا) دائما (عليه
دليلا) فلولا الشمس ما عرف الظل (قبضا يسيرا)
سريعا (جعل الليل والنهار خلفة) من فاته شيء
من الليل أن يعمله أدركه بالنهار أو من النهار
أدركه بالليل (وعباد الرحمن) المؤمنون (هونا)
بالطاعة والعفاف والتواضع (غراما) ملازما
شديدا كلزوم الغريم وقيل هلاكا (لا يقتلون
النفس التي حرم الله إلا بالحق) لما نزلت قال

بچپن ہے اِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا اگر تم ان کے لئے
سمجھو دیکھو فَتَيَاتِكُمْ تمہاری باندیاں الْبِغَاءِ زنا نُورُ السَّمٰوَاتِ
آسمان اور زمین والوں کو ہدایت کرنے والا ہے مَثَلُ نُورِهٖ مومن
کے دل میں اس کی ہدایت کی مثال كَمِشْكٰوةٍ بتی رکھنے کی جگہ
طاق، فِيْ بُيُوْتٍ مسجدیں اَنْ تُرْفَعَ اکرام کیا جائے وَيُذْكَرَ
فِيهَا اسْمُهٗ جن میں اس کی کتاب پڑھی جائے يُسَبِّحُ نماز پڑھتا
ہے بِالْغُدُوِّ صبح کی نماز وَالْآصَالِ عصر کی نماز رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ
تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ابن عباس فرماتے ہیں، یہ وہ لوگ
ہیں جو انتہائی تجارت پیشہ اور خرید و فروخت میں مشغول رہتے
لیکن پھر بھی انکی تجارت اور بیع انہیں اللہ کے ذکر سے نہیں روکتی
بِقِيعَةٍ برابر زمین سَنَا بَرْقِهٖ اس کی روشنی مِنْ خِلَالِهٖ بادلوں کے
تہوں کے درمیان سے مُذْعِنِيْنَ اطاعت کرنے والے تَحِيَّةً سلام

سورہ فرقان

تَبَارَكَ برکت سے تفاعل کے وزن پر ہے تُمْلٰى پڑھی جاتی
ہیں ثُبُوْرًا تباہی بُوْرًا ہلاک شدہ عَتَوْا نافرمانی کی هَبَاءً مَّنْثُوْرًا
جیسے ہوا اڑا لے جائے اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ
کہا گیا اے اللہ کے نبی قیامت کے روز کافر اپنے چہرے پر کیسے
اٹھائے جائیں گے آپ نے فرمایا کیا یہ ممکن نہیں ہے، کہ جو دنیا
میں پیروں پر چلانے پر قادر ہے، وہ اس امر پر بھی قادر ہو کہ اسے
منہ کے بل چلائے اَلرَّسِّ کان مَدَّ الظِّلَّ طلوع فجر اور
طلوع شمس کے درمیان کا حصہ سَاكِنًا ہمیشہ عَلَيْهِ دَلِيْلًا
کیونکہ اگر سورج نہ ہوتا، تو سایہ کو نہ پہچانا جاتا قَبْضًا يَّسِيْرًا
جلدی جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً جس سے رات کا کوئی عمل
فوت ہو جائے تو اسے دن میں پالیتا ہے، اور اگر دن میں فوت
ہو جائے، تو رات کو پالیتے ہیں وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ مومن،
هَوْنًا اطاعت پاکدامنی اور تواضع کے ساتھ غَرَامًا سخت
چمٹنے والا جیسے قرضخواہ چمٹ جاتا ہے، یا ہلاکت لَا يَقْتُلُوْنَ
النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، جب یہ آیت نازل

اَهْلُ مَكَّةَ نَقَدْ عَدَلْنَا بِاللّٰهِ وَقَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي
حَرَّمَ اللّٰهُ وَ زَنَيْنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا مَنْ
تَابَ وَاٰمَنَ الْاٰيَةَ (اَثَامًا) عُقُوْبَةً (هَبْ لَنَا مِنْ
اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ) فِي طَاعَةِ اللّٰهِ وَ
مَا شَيْءٌ اَقَرَّ لِعَيْنِ مُؤْمِنٍ اَنْ يَرٰى حَبِيْبَهٗ فِي
طَاعَةِ اللّٰهِ (مَا يَعْبَأُ) لَا يَعْتَدُّ بِهٖ يُقَالُ مَا عَبَأْتُ
بِهٖ شَيْئًا (لِزَامًا) هَلَكَةً ◆

ہوئی تو اہل مکہ بولے ہم نے اللہ سے شرک بھی کیا، اور جو جان اللہ نے حرام کی تھی اسے بھی قتل کیا، اور زنا بھی کیا، تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ آخر تک اَثَامًا سزا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ اللہ کی اطاعت میں اور جو شے مومن کی آنکھ کی ٹھنڈک کا باعث ہے، وہ یہ کہ اپنے محبوب کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں دیکھے، مَا يَعْبَأُ اسے شمار نہیں کرتے لِزَامًا ہلاکت ◆

سُوْرَةُ الشُّعَرَاءِ

(كَالطَّوْدِ) كَالْجَبَلِ (اَزْلَفْنَا) جَمَعْنَا (لَشِرْذِمَةٌ)
طَائِفَةٌ قَلِيْلَةٌ (فَكُبْكِبُوْا) جُمِعُوْا (رِيْعٍ) شَرَفٍ
(مَصَانِعَ) كُلُّ بِنَاءٍ فَهُوَ مَصْنَعَةٌ (لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ) كَاَنَّكُمْ
تُخَلَّدُوْنَ (خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ) دِيْنُ الْاَوَّلِيْنَ (فَارِهِيْنَ)
حَاذِقِيْنَ وَقِيْلَ مَرِحِيْنَ (تَعْثَوْا) اَلْعَثْوُ اَشَدُّ
الْفَسَادِ (تَعْبَثُوْنَ) تَعْبَثُوْنَ (هَضِيْمٌ) مُنْضَمٌّ
بَعْضُهٗ اِلٰى بَعْضٍ وَقِيْلَ يَتَفَتَّتُ اِذَا مُسَّ
(مُسَحَّرِيْنَ) مَسْحُوْرِيْنَ (الْاَيْكَةِ) اَلْغَيْضَةِ وَقِيْلَ
هِيَ شَجَرَةٌ (الْجِبِلَّةِ) اَلْخَلْقُ (يَوْمِ الظُّلَّةِ) اِظْلَالُ
الْعَذَابِ (وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ) اَلِنْ جَانِبَكَ
(فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ) فِيْ كُلِّ لَغْوٍ يَخُوْضُوْنَ ◆

سُورۂ شعراء

كَالطَّوْدِ پہاڑ کی طرح اَزْلَفْنَا ہم نے جمع کیا لَشِرْذِمَةٌ تھوڑی سی جماعت فَكُبْكِبُوْا جمع کئے گئے رِيْعٍ بلندی مَصَانِعَ ہر بنائی ہوئی شے مصنع ہے لَعَلَّكُمْ گویا کہ تم ہمیشہ رہو گے خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ پہلوں کا دین فَارِهِيْنَ ماہر اکڑنے والے تَعْثَوْا عثو کے معنی سخت فساد کے ہیں تَعْبَثُوْنَ تم کھیلتے ہو هَضِيْمٌ بعض بعض سے ملے ہوئے جو چھونے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے مُسَحَّرِيْنَ جادو کئے ہوئے اَلْاَيْكَة جھاڑی، درخت اَلْجِبِلَّة، عادت، يَوْمِ الظُّلَّةِ عذاب کا سایہ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ اپنے پہلو نرم کر فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ہر لغو کام میں گھسے رہتے ہیں ◆

سُوْرَةُ النَّمْلِ

(بُوْرِكَ) قُدِّسَ (بِشِهَابٍ قَبَسٍ) شُعْلَةٍ
مِنَ النَّارِ تَقْتَبِسُوْنَ مِنْهُ (اَوْزِعْنِيْ) اِجْعَلْنِيْ
(يُخْرِجُ الْخَبْءَ) يَعْلَمُ كُلَّ خُفْيَةٍ فِي السَّمَاءِ وَ
الْاَرْضِ (لَا قِبَلَ لَهُمْ) لَا طَاقَةَ لَهُمْ (الصَّرْحَ) كُلُّ
مِلَاطٍ اُتُّخِذَ مِنَ الْقَوَارِيْرِ وَالصَّرْحُ الْقَصْرُ وَ
جَمَاعَتُهٗ صُرُوْحٌ (عَرْشٌ عَظِيْمٌ) سَرِيْرٌ كَرِيْمٌ (يَاْتُوْنِيْ
مُسْلِمِيْنَ) طَائِعِيْنَ (نَكِّرُوْا) غَيِّرُوْا (طَائِرُكُمْ)

سُورہ نمل

بُوْرِكَ پاک کیا گیا بِشِهَابٍ قَبَسٍ آگ کا شعلہ جس سے تم آگ حاصل کرتے ہو اَوْزِعْنِيْ مجھے کر يُخْرِجُ الْخَبْءَ آسمان و زمین میں ہر مخفی شے کو جانتا ہے، لَا قِبَلَ لَهُمْ ان کے لئے طاقت نہیں اَلصَّرْحَ، وہ مکان جو شیشے سے بنا ہو اس کی جمع صروح آتی ہے، عَرْشٌ عَظِيْمٌ معزز تخت يَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ مطیع نَكِّرُوْا تبدیل کر دو طَائِرُكُمْ تمہارے مصائب اِدّٰارَكَ عِلْمُهُمْ

مَصَائِبُکُمْ (اِدَّارَکَ عِلْمُهُمْ) غَابَ عِلْمُهُمْ (رَدِفَ) قَرُبَ (یُوْزَعُوْنَ) یُحْبَسُوْنَ وَقِیْلَ یُدْفَعُوْنَ وَ قِیْلَ یُحْبَسُ اَوَّلُهُمْ عَلٰی اٰخِرِهِمْ حَتّٰی تَنَامَ الطَّیْرُ (دَاخِرِیْنَ) صَاغِرِیْنَ (جَامِدَةً) قَائِمَةً (اَتْقَنَ) اَحْکَمَ ◆

ان کا علم جاتا رہا رَدِفَ، قریب یُوْزَعُوْنَ روکے جاتے ہیں، یہ بھی کہا گیا ہے کہ دفع کئے جاتے ہیں یا ان کا اول ان کے آخر پر روکا جاتا ہے، یہاں تک کہ پرندے سو جاتے ہیں دَاخِرِیْنَ ذلیل جَامِدَةً قائم اَتْقَنَ محکم کیا

سُوْرَةُ الْقَصَصِ

(قُصِّیْهِ) اِتَّبِعِیْ اَثَرَهُ (عَنْ جُنُبٍ) بُعْدٍ (یَأْتَمِرُوْنَ) یَتَشَاوَرُوْنَ (اٰنَسْتُ) اَبْصَرْتُ (جَذْوَةً) قِطْعَةٌ غَلِیْظَةٌ مِنَ الْخَشَبِ لَیْسَ فِیْهَا لَهَبٌ وَقِیْلَ شِهَابٌ (رِدْءًا) مُعِیْنًا (سَنَشُدُّ عَضُدَکَ) سَنُعِیْنُکَ اَلْعَضُدُ الْمُعِیْنُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهٖ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ لَکَ بِهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ قَالَ لَوْلَا اَنْ یُعَیِّرُوْنِیْ قُرَیْشٌ اِنَّمَا حَمَلَهُ عَلَیْهَا الْجَزَعُ لَاَقْرَرْتُ بِهَا عَیْنَکَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ (فَعَمِیَتْ عَلَیْهِمُ الْاَنْبَاءُ) اَلْحُجَجُ (سَرْمَدًا) دَائِمًا (لَتَنُوْءُ) تُثْقِلُ (لَرَادُّکَ اِلٰی مَعَادٍ) اِلٰی مَکَّةَ (کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ) اِلَّا مُلْکَهٗ وَیُقَالُ اِلَّا مَا اُرِیْدَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ ◆

سورہ قصص

قُصِّیْهِ اس کے پیچھے پیچھے جا، عَنْ جُنُبٍ دور سے یَأْتَمِرُوْنَ باہم مشورہ کرتے ہیں، اٰنَسْتُ میں نے دیکھا جَذْوَةً لکڑی کا سخت ٹکڑا جس میں شعلہ نہ ہو، رِدْءًا مددگار سَنَشُدُّ عَضُدَکَ ہم تیری مدد کریں گے اَلْعَضُدُ مددگار کو کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے فرمایا، تو لا الٰہ الا اللہ کہہ لے، میں تیرے لئے قیامت کے روز اس کی شہادت دوں گا، بولا اگر مجھے اس بات کا خطرہ نہ ہوتا، کہ قریش مجھے یہ عیب لگائیں گے، کہ میں نے موت سے گھبرا کر کلمہ پڑھ لیا، تو میں تیری آنکھ ٹھنڈی کر دیتا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ فَعَمِیَتْ عَلَیْهِمُ الْاَنْبَاءُ دلائل سَرْمَدًا ہمیشہ لَتَنُوْءُ بھاری ہوتا ہے لَرَادُّکَ اِلٰی مَعَادٍ مکہ کی جانب کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ مگر اس کا ملک اور کہا گیا ہے، مگر جس چیز کا اللہ کے لئے ارادہ کیا جائے ◆

سُوْرَةُ الْعَنْکَبُوْتِ

(تَخْلُقُوْنَ اِفْکًا) تَصْنَعُوْنَ کِذْبًا (اَثْقَالًا) اَوْزَارًا۔ قَالَتْ اُمُّ سَعْدٍ لِسَعْدٍ اَلَیْسَ قَدْ اَمَرَ اللّٰهُ بِالْبِرِّ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا اَشْرَبُ شَرَابًا حَتّٰی اَمُوْتَ اَوْ تَکْفُرَ فَنَزَلَتْ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا وَاِنْ جَاهَدَاکَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ اِلَخ (وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْکُمُ الْمُنْکَرَ) کَانُوْا یَحْذِفُوْنَ اَهْلَ الْاَرْضِ وَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ◆

سورہ عنکبوت

تَخْلُقُوْنَ اِفْکًا تم جھوٹ بولتے ہو اَثْقَالًا بوجھ، ام سعد نے سعد سے کہا، کیا اللہ نے نیکی کا حکم نہیں کیا، خدا کی قسم نہ میں کھاؤں گی، نہ میں پیوں گی، حتیٰ کہ میں مر جاؤں یا تو کافر بن جائے، تو یہ آیت نازل ہوئی وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا وَاِنْ جَاهَدَاکَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ آخر آیت تک وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْکُمُ الْمُنْکَرَ وہ اہل زمین پر کنکر مارتے اور ان سے مذاق کرتے تھے ◆

سُوْرَۃُ الرُّوْمِ

كَانَتْ فَارِسُ يَوْمَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ) قَاهِرِيْنَ لِلرُّوْمِ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يُحِبُّوْنَ ظُهُوْرَ الرُّوْمِ وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تُحِبُّ ظُهُوْرَ فَارِسَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَظَهَرَتْ غَلَبَةُ الرُّوْمِ عَلٰى فَارِسَ فِى السَّنَةِ السَّابِعَةِ (اَدْنَى الْاَرْضِ) طَرَفُ الشَّامِ (اَهْوَنُ) اَيْسَرُ (يَصَّدَّعُوْنَ) يَتَفَرَّقُوْنَ (فَلَا يَرْبُوْ) مَنْ اَعْطٰى يَبْتَغِى الْفَضْلَ فَلَا اَجْرَ لَهٗ فِيْهَا (يُحْبَرُوْنَ) يُنَعَّمُوْنَ (يَمْهَدُوْنَ) يُسَوُّوْنَ الْمَضَاجِعَ (الْوَدْقُ) الْمَطَرُ (السُّوْاٰى) الْاِسَاءَةُ (لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ) لِدِيْنِ اللّٰهِ وَالْفِطْرَةُ الْاِسْلَامُ ◆

سورہ روم

جس روز یہ آیت نازل ہوئی الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فارس رومیوں پر غالب تھے، اور مسلمان رومیوں کے غلبے کو پسند کرتے تھے، اور قریش فارس کے غلبے کو، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اور روم ساتویں سال فارس پر غالب آ گئے اَدْنَى الْاَرْضِ شام کا کنارہ اَهْوَنُ بہت آسان يَصَّدَّعُوْنَ متفرق ہوتے ہیں فَلَا يَرْبُوْ جو دیتے وقت فضیلت کا متلاشی ہو اس کے لئے کوئی اجر نہیں يُحْبَرُوْنَ انعام کئے جاتے ہیں يَمْهَدُوْنَ بستر تیار کرتے ہیں الْوَدْقُ بارش السُّوْاٰى برائی لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ اللہ کے دین الفطرۃ، اسلام ◆

سُوْرَۃُ لُقْمَانَ

(وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ) لَا تَتَكَبَّرْ فَتَحْقِرُ عِبَادَ اللّٰهِ وَتُعْرِضُ عَنْهُمْ بِوَجْهِكَ اِذَا كَلَّمُوْكَ وَالتَّصَعُّرُ الْاِعْرَاضُ بِالْوَجْهِ (الْغَرُوْرُ) الشَّيْطٰنُ (خَتَّارٍ) غَدَّارٍ ◆

سورہ لقمان

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ تکبر نہ کر کہ تو اللہ کے بندوں کو حقیر سمجھے اور ان سے اعراض کرے، جب وہ تجھ سے بات کریں، تصعر کے معنی ہیں منہ پھیرنا الْغَرُوْرُ شیطان خَتَّارٍ، غدار ◆

سُوْرَۃُ الٓمّٓ السَّجْدَۃُ

(تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ) نَزَلَتْ فِى انْتِظَارِ الصَّلٰوةِ (نَسِيْنَاكُمْ) تَرَكْنَاكُمْ (الْعَذَابِ الْاَدْنٰى) مَصَائِبُ الدُّنْيَا وَاَسْقَامُهَا وَبَلَاؤُهَا (مَهِيْنٍ) ضَعِيْفٍ وَهُوَ نُطْفَةُ الرَّجُلِ (الْجُرُزِ) الَّتِىْ لَا تُمْطَرُ اِلَّا مَطَرًا لَا يُغْنِىْ عَنْهُمْ شَيْئًا (اَوَلَمْ يَهْدِ) اَوَلَمْ يُبَيِّنْ ◆

سورہ الٓمّٓ سجدہ

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ انتظار نماز کے بارے میں نازل ہوئی نَسِيْنَاكُمْ ہم نے تمہیں چھوڑ دیا الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دنیا کی مصیبتیں اور اس کی بیماریاں مَهِيْنٍ کمزور اور وہ مرد کا نطفہ ہے الْجُرُزِ وہ بادل جس سے اتنی معمولی بارش ہو، کہ وہ کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے اَوَلَمْ يَهْدِ کیا بیان نہیں کیا

سُوْرَۃُ الْاَحْزَابِ

كَانَ النَّاسُ يَدْعُوْنَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ

سورہ احزاب

لوگ، زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے

بِزَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ الْمُنَافِقُوْنَ يَقُوْلُوْنَ لِمُحَمَّدٍ قَلْبَانِ قَلْبٌ مَعَهُمْ وَقَلْبٌ مَعَكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ مَا جَعَلَ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ. فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ) اَجَلَهُ الَّذِيْ قُدِّرَ لَهٗ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلْحَةُ مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ (صَيَاصِيْهِمْ) قُصُوْرِهِمْ (سَلَقُوْكُمْ) اِسْتَقْبَلُوْكُمْ (بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ) اَيْ فِي الطَّعْنِ (فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ) فُجُوْرٌ وَزِنًا قَالَتْ اِمْرَاَةٌ مَا اَرٰى كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا لِلرِّجَالِ وَمَا اَرَى النِّسَاءَ يُذْكَرْنَ بِشَيْءٍ فَنَزَلَتْ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ (وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ) نَزَلَتْ فِيْ شَاْنِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ (يُصَلُّوْنَ) يُبَرِّكُوْنَ (تُرْجِيْ) تُؤَخِّرُ. بَنٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ فَدَعَا قَوْمًا اِلَى الطَّعَامِ فَلَمَّا اَكَلُوْا وَخَرَجُوْا بَقِيَ رَجُلَانِ يَتَحَدَّثَانِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ الْاٰيَةَ (لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ) لَنُسَلِّطَنَّكَ عَلَيْهِمْ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيْرًا مِنْ جِلْدِهٖ شَيْءٌ فَقَالُوْا مَا يَسْتَتِرُ اِلَّا مِنْ عَيْبٍ وَاِنَّهٗ خَلَا يَوْمًا وَحْدَهٗ فَوَضَعَ ثِيَابَهٗ عَلٰى حَجَرٍ وَاغْتَسَلَ وَاِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهٖ فَطَلَبَ مُوْسَى الْحَجَرَ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ حَجَرُ حَتَّى انْتَهٰى اِلٰى مَلَاٍ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَرَاَوْهُ عُرْيَانًا اَحْسَنَ النَّاسِ خَلْقًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا (سَدِيْدًا) قَوْلًا عَدْلًا حَقًّا (الْاَمَانَةَ) الْفَرَائِضَ (رَجُوْمًا) غَرًّا بِاَمْرِ اللّٰهِ •

سُوْرَةُ سَبَا

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ رَجُلٌ وَلَدَ عَشَرَةً مِنَ الْعَرَبِ تَيَامَنَ مِنْهُمْ

حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ ابن عباس فرماتے ہیں. منافقین کہا کرتے تھے. کہ محمد کے دو دل ہیں ایک دل ان کے ساتھ ہے، اور ایک دل تمہارے ساتھ ہے پس اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ۔ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ اپنی اس عدت کو جوان کے لئے مقرر کی گئی ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طلحہ وہ شخص ہے جس نے اپنی مدت پوری کرلی ہے صَيَاصِيْهِمْ ان کے محل سَلَقُوْكُمْ تمہارا استقبال کیا بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ یعنی طعن کرنے میں فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ فجور اور زنا، ایک عورت نے کہا میں ہر شئے کو صرف مردوں کے لئے دیکھتی ہوں، اور عورتوں کا کسی شئے میں ذکر نہیں دیکھتی، تو یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ زینب بنت جحش اور زید بن حارثہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے يُصَلُّوْنَ دعائے برکت کرتے ہیں تُرْجِيْ تو موخر کرتا ہے آنحضور نے جب زینب سے رخصتی کی، تو ایک جماعت کو کھانے پر بلایا جب لوگ کھا پی کر چلے گئے، تو دو آدمی بیٹھے باتیں کرتے رہے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ آخر تک لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ہم تجھے ان پر مسلط کردیں گے، آنحضور نے فرمایا موسٰی بہت شرمیلے تھے اپنی جلد کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہونے دیتے، لوگ کہتے، کہ یہ جو اتنا پردہ کرتے ہیں، تو کسی عیب کی بنا پر کرتے ہیں وہ ایک روز تنہائی میں غسل کرنے گئے، اور اپنے کپڑے پتھر پر رکھ دیئے اور نہانے لگے پتھر کپڑے لے کر بھاگ نکلا موسیٰ اس کے پیچھے بھاگے، اور کہتے جاتے اے پتھر میرے کپڑے حتیٰ کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر پہنچے پس انہوں نے موسیٰ کو ننگا دیکھا اور بے عیب پایا یہی مطلب ہے اللہ کے

۱۲ اور قول الٰہی فبراہ اللہ مما قالوا ... الامانتہ الفرائض ... +

سورہ سبا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ ایک آدمی تھا جس کے دس لڑکے ہوئے جن میں سے اس نے چھ کو یمن میں آباد کیا

سِتَّةً وَتَشَاءَمَ مِنْهُمْ أَرْبَعَةٌ (مِنْسَأَتَهُ) عَصَاهُ (سَيْلَ الْعَرِمِ) الشَّدِيدِ (خَمْطٍ) الْأَرَاكُ (هَلْ نُجَازِي) يُعَاقَبُ (وَالْأَثْلِ) الطَّرْفَاءُ (أَوِّبِي مَعَهُ) سَبِّحِي (وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ) الْمَسَامِيرُ وَالْحِلَقُ (وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ) أَذَبْنَا لَهُ الْحَدِيدَ وَقِيلَ الصُّفْرُ (مَحَارِيبَ) بُنْيَانٌ مَا دُونَ الْقُصُورِ (وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ) كَالْحِيَاضِ لِلْإِبِلِ وَالْجَوَابِي الْحِيَاضُ الْوَاسِعَةُ (فُزِّعَ) جُلِّيَ (الْفَتَّاحُ) الْقَاضِي (مُعَاجِزِينَ) مُسَابِقِينَ وَقِيلَ مُغَالِبِينَ (مِعْشَارَ) عُشْرَ (أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ) بِطَاعَةِ اللهِ (وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ) مِنْ مَالٍ وَوَلَدٍ وَزَهْرَةٍ (بِأَشْيَاعِهِمْ) بِأَمْثَالِهِمْ (فَلَا فَوْتَ) فَلَا نَجَاةَ (أَنَّى لَهُمُ التَّنَاوُشُ) فَكَيْفَ لَهُمْ بِالرَّدِّ أَيْ مِنَ الْآخِرَةِ إِلَى الدُّنْيَا ۔

اور چار کو شام میں مِنسَاتَہ اس کی لاٹھی سَیلَ العَرِمِ سخت خَمطٍ پیلو کا درخت ھَل نُجَازِی سزا دیتا ہے الاَثلِ جھاؤ ایک درخت ہے اَوِّبِی مَعَہ تسبیح کرو وَقَدِّر فِی السَّردِ جوڑ اور حلقے وَاَسَلنَا لَہ عَینَ القِطرِ اس کے لئے لوہا نرم کیا، ایک قول یہ ہے کہ تانبا۔ مَحَارِیبَ محلات سے چھوٹی دیگر تعمیرات وَجِفَانٍ کَالجَوَابِ اونٹ کے حوضوں کی طرح۔ جوابی وسیع حوض فُزِّعَ دور ہوا اَلفَتَّاحُ فیصلہ کرنے والا مُعَاجِزِینَ سبقت کرنے والے غلبہ کرنے والے مِعشَارَ دسواں اَعِظُکُم بِوَاحِدَۃٍ اللہ کی اطاعت کے ساتھ وَبَینَ مَا یَشتَھُونَ مال، اولاد اور عمدہ چیزیں بِاَشیَاعِھِم ان کے مثل کے ساتھ فَلَا فَوتَ کوئی نجات نہیں اَنّٰی لَھُمُ التَّنَاوُشُ تو ان کے لئے کیونکر لوٹنا ہوگا یعنی آخرت سے دنیا کی جانب ۔

سُورَةُ الْمَلَائِكَةِ

سورہ ملائکہ (فاطر)

(الْكَلِمُ الطَّيِّبُ) ذِكْرُ اللهِ (وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ) أَدَاءُ الْفَرَائِضِ (قِطْمِيرٍ) هُوَ الْجِلْدُ الَّذِي يَكُونُ عَلَى ظَهْرِ النَّوَاةِ (لُغُوبٌ) إِعْيَاءٌ (جُدَدٌ) هِيَ الطَّرَائِقُ (الْحَرُورُ) بِالنَّهَارِ وَقِيلَ الْحَرُورُ بِاللَّيْلِ وَالسَّمُومُ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ (مُثْقَلَةٌ) بِالْوِزْرِ (غَرَابِيبُ سُودٌ) الشَّدِيدُ السَّوَادِ (ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا) قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ ۔

اَلکَلِمُ الطَّیِّبُ اللہ کا ذکر وَالعَمَلُ الصَّالِحُ ادائے فرض قِطمِیرٍ وہ جھلی جو چھوہارے کی گٹھلی پر ہوتی ہے لُغُوبٌ تھکن جُدَدٌ راستے اَلحَرُورُ دن میں اور ایک قول یہ ہے کہ حرور رات میں ہوتی ہے، اور سموم دن میں سورج کے ساتھ مُثقَلَۃٌ بوجھ کے ساتھ غَرَابِیبُ سُودٌ سخت سیاہ ثُمَّ اَورَثنَا الکِتَابَ الَّذِینَ اصطَفَینَا الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ سب جنت میں ہونگے ۔

سُورَةُ يٰسٓ

سورہ یٰسٓ

كَانَتْ بَنُو سَلِمَةَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ فَأَرَادُوا النُّقْلَةَ إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَنَزَلَتْ (إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ) (مُقْمَحُونَ) الْمُقْمَحُ الشَّامِخُ بِأَنْفِهِ أَوِ الْمُنَكِّسُ رَأْسَهُ (طَائِرُكُمْ) مَصَائِبُكُمْ (أَحْصَيْنَاهُ) حَفِظْنَاهُ (فَعَزَّزْنَا) شَدَّدْنَا

بنو سلمہ مدینہ کے کنارے پر آباد تھے انہوں نے مسجد نبوی کے قریب تبدیلی کا ارادہ کیا، تو یہ آیت نازل ہوئی اِنَّا نَحنُ نُحیِی المَوتٰی وَنَکتُبُ مَا قَدَّمُوا وَاٰثَارَھُم مُقمَحُونَ مقمح کے معنے ہیں اپنی ناک اوپر کرنے والا۔ یا اپنے سر کو جھکانے والا طَائِرُکُم تمہاری مصیبتیں اَحصَینَاہُ ہم نے اس کی حفاظت کی

(یَا حَسْرَةً) وَیْلٌ لَهُمْ وَحَسْرَةٌ عَلَیْهِمْ لِاسْتِهْزَائِهِمْ بِالرُّسُلِ (کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ) اَصْلُ الْعِذْقِ الْعَتِیْقِ (الْمَشْحُوْنِ) الْمُمْتَلِئُ (اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ) لَا یَسْتَضِیْئُ اَحَدُهُمَا بِضَوْءِ الْاٰخَرِ وَلَا یَنْبَغِیْ ذٰلِكَ لَهُمَا (وَلَا اللَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ) یَتَطَالَبَانِ حَثِیْثًا (نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ) نُخْرِجُ اَحَدَهُمَا مِنَ الْاٰخَرِ وَنُجْرِیْ کُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنَ الْاٰخَرِ (مِنْ مِثْلِهٖ مَا یَرْکَبُوْنَ) مِنَ الْاَنْعَامِ (جُنْدٌ مُحْضَرُوْنَ) عِنْدَ الْحِسَابِ (الْاَجْدَاثِ) الْقُبُوْرِ (یَنْسِلُوْنَ) یَخْرُجُوْنَ (مِنْ مَرْقَدِنَا) مَخْرَجِنَا ۔

نَعُوْزُ رِنَا ہم نے اسے پہنچائی یَا حَسْرَةً ان کے لئے تباہی اور حسرت ہے رسولوں کا مذاق کرنے کی بناء پر کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ عمدہ کھجور کی جڑ کی طرح الْمَشْحُوْنِ بھرا ہوا، اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ ان میں سے کوئی دوسرے کی روشنی سے روشنی حاصل نہیں کرتا اور نہ یہ ان دونوں کے لائق ہے وَلَا اللَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ یہ دونوں ایک دوسرے کو جلدی طلب کرتے ہیں نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ ان میں سے ایک کو دوسرے سے نکالتے ہیں، اور ایک کو دوسرے سے جاری کرتے ہیں مِنْ مِثْلِهٖ مَا یَرْکَبُوْنَ، چوپائے، جُنْدٌ مُحْضَرُوْنَ حساب کے وقت الْاَجْدَاثِ قبریں یَنْسِلُوْنَ نکلیں گے مِنْ مَرْقَدِنَا ہمارے نکلنے کی جگہ سے ۔

سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰتِ

(وَاصِبٌ) دَائِمٌ (لَازِبٍ) مُلْتَزِقٌ (یَسْتَسْخِرُوْنَ) یَسْخَرُوْنَ (فَاهْدُوْهُمْ) وَجِّهُوْهُمْ (وَقِفُوْهُمْ) اَحْبِسُوْهُمْ (اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ) مُحَاسَبُوْنَ (مَا لَکُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ) تُمَانِعُوْنَ (مُسْتَسْلِمُوْنَ) مُسَخَّرُوْنَ (غَوْلٌ) صُدَاعٌ وَقِیْلَ لَا نَتْنَ وَلَا کَرَاهَةَ کَخَمْرِ الدُّنْیَا (بَیْضٌ مَّکْنُوْنٌ) هُوَ اللُّؤْلُؤُ الْمَکْنُوْنُ (سَوَاءِ الْجَحِیْمِ) وَسَطُ الْجَحِیْمِ (شَوْبًا) یُخْلَطُ طَعَامُهُمْ وَیُسَاطُ بِالْحَمِیْمِ (اَلْفَوْا) وَجَدُوْا (وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبَاقِیْنَ) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَامٌ وَسَامٌ وَیَافِثُ (وَتَرَکْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ) لِسَانَ صِدْقٍ لِلْاَنْبِیَاءِ کُلِّهِمْ (وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ) اَهْلِ دِیْنِهٖ (یَزِفُّوْنَ) یَنْسِلُوْنَ فِی الْمَشْیِ (بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ) الْعَمَلَ (وَتَلَّهٗ) صَرَعَهٗ (فِی الْغَابِرِیْنَ) فِی الْبَاقِیْنَ (الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ) السَّفِیْنَةِ الْمُوْقَرَةِ الْمُمْتَلِئَةِ (وَهُوَ مُلِیْمٌ) مُسِیْئٌ مُذْنِبٌ (فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ) اَلْقَیْنَاهُ بِالسَّاحِلِ وَقِیْلَ وَجْهِ الْاَرْضِ (مِنْ یَّقْطِیْنٍ) مِنْ غَیْرِ ذَاتِ اَصْلٍ وَهُوَ الدُّبَّاءُ وَنَحْوُهٗ (بِفَاتِنِیْنَ)

سُوْرہ صافات

وَاصِبٌ ہمیشہ لَازِبٍ چمٹا ہوا یَسْتَسْخِرُوْنَ مذاق کرتے ہیں فَاهْدُوْهُمْ انہیں متوجہ کرو وَقِفُوْهُمْ انہیں روکو اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ یہ حساب کئے جائیں گے مَا لَکُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ تم روکتے کیوں نہیں مُسْتَسْلِمُوْنَ مطیع اور مسخر، غَوْلٌ چکر ایک قول یہ ہے کہ جس میں دنیا کی شراب کی طرح نہ بو ہوگی، نہ کراہت بَیْضٌ مَّکْنُوْنٌ چھپے ہوئے موتی، سَوَاءِ الْجَحِیْمِ دوزخ کے درمیان شَوْبًا ان کا طعام مخلوط ہوگا اور کھولتے پانی سے تیار ہوگا اَلْفَوْا انہوں نے پایا وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبَاقِیْنَ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ حام سام اور یافث ہیں وَتَرَکْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ تمام انبیاء کے لئے اچھی تعریف وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ ان کے دین والا یَزِفُّوْنَ چلنے میں دوڑتے ہیں بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ عمل وَتَلَّهٗ اسے پچھاڑ دیا فِی الْغَابِرِیْنَ باقی رہنے والوں میں الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ بھری ہوئی کشتی وَهُوَ مُلِیْمٌ گنہگار فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ ہم نے اسے ساحل پر ڈال دیا، یا زمین پر مِنْ یَّقْطِیْنٍ بغیر جڑ کے، اور وہ کدو ہے، یا اسی کے مانند دوسری بیلیں بِفَاتِنِیْنَ گمراہ کرنے والے لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ

مصلین (لنحن الصافون) هم الملائكة ۔

سورة ص

(فی عزة) نفار (الملة الآخرة) وهی ملة قریش (ولات حین مناص) لیس حین فرار (عجاب) عجیب (الاختلاق) الكذب والتخریص (فلیرتقوا فی الاسباب) السماء وقیل طرق السماء وأبوابها (جند ما هنالك مهزوم) یعنی قریشا (أولئك الأحزاب) الفروق الماضیة (فواق) رجوع وترداد (قطنا) القط العذاب وقیل الجزاء وقیل الصحیفة (ولا تشطط) لا تسرف (وعزنی) غلبنی (الخلطاء) الشركاء (الصافنات) صفن الفرس رفع إحدى رجلیه حتى تكون على طرف الحافر (الجیاد) السراع (فطفق مسحا) جعل یمسح أعراف الخیل وعراقیبها (جسدا) شیطانا (رخاء) طیبة مطیعة له (حیث أصاب) حیث أراد (الأصفاد) القیود (فامنن) أعط (اركض) اضرب (یركضون) یعدون (ضغثا) حزمة (أولی الأیدی) القوة (والأبصار) الفقه فی الدین وقیل التبصر فی أمر الله (قاصرات الطرف) عن غیر أزواجهن (أتراب) مستویات وقیل أمثال (غساق) الزمهریر (من شكله أزواج) ألوان من العذاب (اتخذناهم سخریا) أحطنا بهم ۔

وہ فرشتے ہیں ۔

سورہ ص

فی عزة نفرت الملة الآخرة ملت قریش مراد ہے ولات حین مناص اس کے لئے بھاگنے کا وقت نہیں ہے عجاب تعجب الاختلاق جھوٹ فلیرتقوا فی الاسباب آسمان، آسمان کے کنارے یا اس کے دروازے جند ما هنالك مهزوم من الاحزاب قریش اولئك الاحزاب گذرے ہوئے زمانے فواق لوٹنا اور آنا جانا قطنا قط کے معنے عذاب اور بدلہ اور حساب نامے کے ہیں ولا تشطط حد سے نہ گذر وعزنی مجھ پر غالب آگیا الخلطاء شریک الصافنات، صفن الفرس گھوڑے کا ایک پیر اٹھا کر سم کے کنارے کھڑا کرنے کو کہتے ہیں الجیاد تیز رو، فطفق مسحا وہ گھوڑے کی گردن اور ٹانگوں پر ہاتھ پھیرنے لگے جسدا شیطان رخاء پاکیزہ، اس کی مطیع، حیث اصاب جہاں اس نے ارادہ کیا الاصفاد بیڑیاں، فامنن دے ارکض مار۔ یرکضون دوڑتے ہیں ضغثا جھاڑو، اولی الایدی قوت والابصار دین میں سمجھ اور اللہ تعالے کے حکم میں غور کرنا قاصرات الطرف اپنے ازواج کے غیر سے اتراب برابر ہم عمر غساق ٹھنڈک من شكله ازواج رنگ برنگ کے عذاب اتخذناهم سخریا ہم نے ان کا احاطہ کیا ہے ۔

سورة الزمر

(یكور) یحمل (زلفى) مصدر كقربى (كتابا متشابها) لیس من الاشتباه ولكن یشبه بعضه بعضا فی التصدیق (یتقی بوجهه) یجر على وجهه فی النار (غیر ذی عوج) لبس (متشاكسون)

سورہ زمر

یکور لپیٹتا ہے زلفى، قربى کی طرح مصدر ہے کتابا متشابها، یہ اشتباہ سے نہیں لیکن اس کا بعض تصدیق میں بعض کے مشابہ ہے یتقی بوجهه وہ اپنے منہ کے بل آگ میں گھسیٹا جائے گا غیر ذی عوج اختلاط متشاکسون

الشكس العسر لا يرضى بالانصاف (رجلا سلما) خالصا يقول سالما صحا الكار (والذي جاء بالصدق) القرآن (وصدق به) المؤمن يجيء يوم القيامة يقول هذا الذي وعظني بما فيه (ويخوفونك بالذين من دونه) الاوثان (اشمأزت) نفرت (ثم اذا خولناه) اعطيناه. وورد ان ناسا من اهل الشرك قد قتلوا واكثروا وزنوا واكثروا فاتوه صلى الله عليه وسلم فقالوا ان الذي تقول وتدعوا اليه لحسن لو وجدنا لما عملنا كفارة فنزل يا عبادي الذين اسرفوا على انفسهم الاية (وان كنت لمن الساخرين) المستهزئين. (لو ان لي كرة) رجعة (المحسنين) المهتدين (بمفازتهم) من الفوز (والارض جميعا قبضته) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبض الله الارض ويطوي السموات بيمينه ثم يقول انا الملك اين ملوك الارض (ونفخ في الصور) قال اعرابي يا رسول الله ما الصور قال قرن ينفخ فيه (حافين) مطيفين بجوانبه بجوانبه ٭

سورة المؤمن

(ذي الطول) السعة والغنى وقيل التفضل (داب) حال (تباب) خسران (ادعوني) وحدوني قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الدعاء هو العبادة (داخرين) خاشعين (النجاة) الايمان (ليس له دعوة) يعني الوثن (يسجرون) توقد بهم النار (تمرحون) تبطرون ٭

سورة حم السجدة

(فصلت) بينت (غير ممنون) محسوب

شکس تنگ دلی، جو انصاف کے ساتھ راضی نہ ہو رَجُلًا سَلَمًا خالص یعنی صحیح وسالم وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ قرآن وَصَدَّقَ بِہٖ مومن قیامت کے روز آئے گا اور کہے گا یہ وہ شے ہے کہ جس کے ساتھ اس نے مجھے نصیحت کی وَیُخَوِّفُوْنَکَ بِالَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖ بت اِشْمَأَزَّتْ نفرت کی ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰہُ ہم نے اسے دیا، وارد ہوا ہے، کہ کچھ مشرکین نے بہت قتل کئے تھے اور بے پناہ زنا بھی کیا تھا، وہ حضور کے پاس آئے، اور بولے، کہ جس چیز کی آپ دعوت دیتے ہیں، وہ عمدہ شے ہے کاش کوئی ایسا عمل ہوتا، جو ہمارے گناہوں کا کفارہ بن سکتا تو یہ آیت نازل ہوئی قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ آخر آیت تک وَاِنْ کُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ مذاق کرنے والے لَوْ اَنَّ لِیْ کَرَّۃً لوٹنا الْمُحْسِنِیْنَ ہدایت پائے ہوئے بِمَفَازَتِہِمْ فوز سے مشتق ہے وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ زمین کو قبض کریگا اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے، پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ ایک اعرابی نے کہا یا رسول اللہ صور کیا ہے۔ فرمایا ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائیگا حَآفِّیْنَ اپنے جانبوں سے گھیرے ہوئے ٭

سورہ مومن

ذِی الطَّوْلِ کشادگی اور غنا، فضیلت دَاْبِ حال تَبَابٍ ٹوٹا۔ اُدْعُوْنِیْ مجھ اکیلے کی عبادت کرو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، دعا ہی عبادت ہے دَاخِرِیْنَ خشوع کرنے والے اَلنَّجَاۃِ ایمان. لَیْسَ لَہٗ دَعْوَۃٌ بت یُسْجَرُوْنَ ان کے ذریعہ آگ سلگائی جائے گی، تَمْرَحُوْنَ اکڑتے ہو ٭

سورہ حٰمٓ سجدہ

فُصِّلَتْ بیان کی گئی ہے غَیْرُ مَمْنُوْنٍ شمار کیا ہوا

(وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا) أَرْزَاقَهَا (ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا)
وَافْعَلَا أَرَادَتِي (قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ) وَ(أَوْحَى فِي
كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا) مِمَّا أَمَرَ بِهِ (نَحِسَاتٍ) مَشَائِيمَ
(فَهَدَيْنَاهُمْ) بَيَّنَّا لَهُمْ، اِخْتَصَمَ عِنْدَ الْبَيْتِ
ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَالَ أَحَدُهُمْ أَتَرَوْنَ اللّٰهَ يَسْمَعُ مَا
نَقُولُ فَقَالَ الْآخَرُ يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِنْ
أَخْفَيْنَا وَقَالَ الْآخَرُ إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَهُوَ
يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ
أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ
وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ الْآيَةَ (وَالْغَوْا فِيهِ) عِيبُوهُ قَرَأَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا
اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا قَالَ قَدْ قَالَهَا النَّاسُ ثُمَّ كَفَرَ
أَكْثَرُهُمْ فَمَنْ مَاتَ عَلَيْهَا فَقَدِ اسْتَقَامَ (ادْفَعْ
بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ) الصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ
الْإِسَاءَةِ (لَا يَسْأَمُونَ) لَا يَفْتُرُونَ (وَلِيٌّ حَمِيمٌ)
هُوَ الْقَرِيبُ (اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ) يَعْنِي الْوَعِيدَ (مَا
لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ) حَاصَ عَنْهُ حَادَ (مِرْيَةٍ) امْتِرَاءٍ +

وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا ان کے رزق اِئْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا میرے
ارادے کے موافق ہو جاؤ قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ
ہم نے موافقت کی فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا جس کے ساتھ ہم
نے حکم کیا نَحِسَاتٍ بدبختیاں فَهَدَيْنَاهُمْ ہم نے انکے
لئے بیان کیا، تین آدمی بیت اللہ کے قریب جھگڑنے لگے ایک
بولا، کہ کیا تم خیال کرتے ہو، کہ اللہ ہماری باتیں سنتا ہے، دوسرا
بولا اگر ہم بلند آواز سے بولیں تو سنتا ہے اور اگر آہستہ بولیں، تو
نہیں سنتا، تیسرا بولا اگر وہ ہماری بلند آواز سنتا ہے تو ہماری خفی
آواز کو بھی سنتا ہے، اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كُنْتُمْ
تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا
جُلُودُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ آخر تک وَالْغَوْا فِيهِ اس میں عیب
لگاؤ، آنحضور نے یہ آیت پڑھی إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ
ثُمَّ اسْتَقَامُوا پھر فرمایا یہ بات کہی تو بہت لوگوں نے، پھر کافر
بن گئے، تو جو شخص اسی بات پر مر جائے، تو اس نے استقامت کی
ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ غضب کے وقت صبر کرنا اور برائی کے
وقت معاف کرنا لَا يَسْأَمُونَ وہ تھکتے نہیں وَلِيٌّ حَمِيمٌ
قریبی اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ وعید ہے مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ حاص عنہ

[illegible]

سُورَةُ الشُّورٰى

(يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ) نَسْلًا بَعْدَ نَسْلٍ (لَا حُجَّةَ)
لَا خُصُومَةَ (شَرَعُوا) ابْتَدَعُوا (إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى)
قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قُرْبٰى آلِ مُحَمَّدٍ. فَقَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ عَجِلْتَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ
فَقَالَ إِلَّا أَنْ تَصِلُوا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ
(فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ) قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصِيبُ عَبْدًا نَكْبَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا
بِذَنْبٍ وَمَا يَعْفُو اللّٰهُ أَكْثَرُ (فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ
عَلٰى ظَهْرِهِ) فَلَا يَتَحَرَّكْنَ وَلَا يَجْرِينَ فِي الْبَحْرِ

سورہ شوریٰ

يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ نسلاً بعد نسلٍ لَا حُجَّةَ کوئی جھگڑا نہیں ہے
شَرَعُوا انہوں نے ایجاد کیا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى سعید بن جبیر
کہتے ہیں آل محمد کے قرابتدار، ابن عباس نے فرمایا تو نے یہ بات
کہنے میں جلدی کی قریش کی کوئی شاخ ایسی نہیں جس میں حضور کی
کی قرابت نہ ہو، پس فرمایا میرے اور تمہارے درمیان جو قرابت
ہے، اسے ملائے رکھو فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا، بندے کو جو تکلیف پہنچتی ہے چاہے وہ
چھوٹی ہو یا بڑی، وہ گناہ کی بنا پر پہنچتی ہے، اور اللہ تعالیٰ جو
معاف فرما دیتا ہے وہ بہت زیادہ ہے فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ
عَلٰى ظَهْرِهِ میں نہیں حرکت کرتیں اور نہ دریا میں چلتی ہی ہیں

(يُوبِقْهُنَّ) يُهْلِكْهُنَّ (مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ) ذَلِيلٍ (عَقِيمًا) لَا تَلِدُ (أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا) الْقُرْآنَ ✦

سُورَةُ الزُّخْرُفِ

(أُمِّ الْكِتَابِ) أَصْلُ الْكِتَابِ (مَضَى مَثَلُ الْأَوَّلِينَ) عُقُوبَةُ الْأَوَّلِينَ (مُقْرِنِينَ) مُطِيقِينَ ضَابِطِينَ يُقَالُ فُلَانٌ مُقْرِنٌ لِفُلَانٍ ضَابِطٌ لَهُ (وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا) عِدْلًا (كَظِيمٌ) مُمْتَلِئٌ غَمًّا (أَوَمَنْ يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ) يَعْنِي الْجَوَارِيَ (لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ) يَعْنُونَ الْأَوْثَانَ (عَلَى أُمَّةٍ) عَلَى إِمَامٍ (مَعَارِجَ) هِيَ الدَّرَجُ (وَزُخْرُفًا) هُوَ الذَّهَبُ (وَمَنْ يَعْشُ) يَعْمَ (وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ) شَرَفٌ (آسَفُونَا) أَسْخَطُونَا (يَصِدُّونَ) يَضِجُّونَ (تُحْبَرُونَ) تُكْرَمُونَ (مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ) يَخْلُفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا (أَكْوَابٍ) أَبَارِيقُ لَا خَرَاطِيمَ لَهَا (فَإِنَّا مُبْرِمُونَ) مُجْمِعُونَ (وَقِيلِهِ يَا رَبِّ) تَفْسِيرُهُ أَيَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَلَا نَسْمَعُ قِيلَهُمْ ✦

سُورَةُ الدُّخَانِ

(رَهْوًا) سَاكِنًا وَقِيلَ طَرِيقًا يَابِسًا (فَاعْتِلُوهُ) ادْفَعُوهُ (وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ) أَنْكَحْنَاهُمْ حُورًا عِينًا يَحَارُ فِيهَا الطَّرْفُ (قَوْمُ تُبَّعٍ) مُلُوكُ الْيَمَنِ وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ يُسَمَّى تُبَّعًا (فَارْتَقِبْ) فَانْتَظِرْ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ إِنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اسْتَعْصَوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ فَأَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَجَهْدٌ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا

يُوبِقْهُنَّ انہیں ہلاک کر دیتا ہے مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ذلیل عَقِيمًا جس عورت کے اولاد نہ ہو أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا قرآن ✦

سورہ زخرف

أُمُّ الْكِتَابِ اصل کتاب مَضَى مَثَلُ الْأَوَّلِينَ پہلوں کی سزا مُقْرِنِينَ طاقت میں رکھنے والے کنٹرول کرنے والے وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا برابر كَظِيمٌ غم سے بھرا ہوا أَوَمَنْ يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ یعنی لڑکیاں لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ بتوں کو مراد لیا کرتے تھے عَلَى أُمَّةٍ امام پر وَمَعَارِجَ درجے وَزُخْرُفًا سونا وَمَنْ يَعْشُ اندھا ہو جائے وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ عزت و شرف آسَفُونَا ہمیں ناراض کیا يَصِدُّونَ روکتے ہیں تُحْبَرُونَ عزت کئے جاتے ہو مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ بعض بعض کے خلیفہ ہوں گے وَأَكْوَابٍ پیالے، جن کے کنارے نہ ہوں فَإِنَّا مُبْرِمُونَ اتفاق کئے ہوئے وَقِيلِهِ يَا رَبِّ اس کی تفسیر یہ ہے، کہ کیا وہ گمان کرتے ہیں، کہ ہم ان کی پوشیدہ باتیں اور ان کی سرگوشیاں نہیں سنتے، اور نہ ہم ان کا کہنا سنتے ہیں ✦

سورہ دخان

رَهْوًا ساکن، خشک راہ فَاعْتِلُوهُ اسے دفع کرو زَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ہم نے ان کا حور عین سے نکاح کیا قَوْمُ تُبَّعٍ یمن کے بادشاہ اور ان میں سے ہر ایک کو تبع کہا جاتا ہے فَارْتَقِبْ پس انتظار کر ابن مسعود فرماتے ہیں، جب قریش نے حضور کی مخالفت کی، آپ نے ان کے لئے یوسف جیسے قحط کی بد دعا کی پس انہیں قحط اور مصیبت پہنچی حتی کہ انہوں نے ہڈیاں کھا لیں، جب ان میں سے کوئی آسمان کی جانب دیکھتا، تو بھوک کے باعث اسے دھواں سا نظر آتا، یہ آیت اسی بارے میں

كهيئة الدخان من الجهد فانزل الله تعالى فارتقب
يوم تأتي السماء بدخان مبين فقيل يا رسول الله
استسق الله لمضر فاستسقى فسقوا فعادوا الى
حالهم حين جاءتهم الرفاهية فنزلت انكم
عائدون ثم انزل يوم نبطش البطشة الكبرى
انا منتقمون يعني يوم بدر ؁

سورة الجاثية

(اضله الله على علم) في سابق علمه
(جاثية) مستوفزين على الركب (نستنسخ)
نكتب ؁

سورة الاحقاف

(فيما ان مكناكم) مالم نمكن لكم (اثارة)
بقية من علم (ما كنت بدعا من الرسل) ما كنت
باول الرسل (ارأيتم) اتعلمون (عارضا) هو
السحاب قال ابن مسعود افتقدنا النبي صلى الله
عليه وسلم ذات ليلة وهو بمكة فقلنا اغتيل
استطير ما فعل به فبتنا بشر ليلة حتى اذا اصبحنا
اذا نحن به يجيء من قبل حراء فقال اتاني داعي
الجن فاتيتهم فقرأت عليهم ؁

سورة محمد صلى الله عليه وسلم

(اسن) متغير (اوزارها) آثامها (فعرفها)
بينها (مولى الذين امنوا) وليهم (يتبدل
قوما غيركم) ضرب رسول الله صلى الله عليه
وسلم منكب سلمان ثم قال هذا وقومه
(عزم الامر) جد الامر (اضغانهم) حسدهم
(ولن يتركم) لا ينقصكم ؁

نازل ہوئی فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین
آپ سے عرض کیا گیا، یارسول اللہ مضر کے لئے بارش کی دعا
فرما دیجئے آپ نے بارش کی دعا فرمائی، جب وہ سیراب ہوگئے
تو پھر اپنے حال پر لوٹ آئے، جب انہیں راحت پہنچی تو یہ
آیت نازل ہوئی یوم نبطش البطشۃ الکبری انا
منتقمون یعنی بدر کے روز ؁

سورہ جاثیہ

اضلہ اللہ علی علم اپنے گذرے ہوئے
علم میں جاثیۃ گھٹنے پر گرنے والی نستنسخ ہم
لکھتے ہیں ؁

سورہ احقاف

فیما ان مکنکم جب تک ہم تمہیں جگہ دیں اثارۃ
علم کا بقیہ ما کنت بدعا من الرسل میں کوئی پہلا رسول نہیں
ارأیتم کیا تم جانتے ہو عارضا بادل۔ ابن مسعود فرماتے ہیں
جب آپ مکہ میں تھے، تو ایک رات آپ نہیں ملے ہم نے
دل میں کہا نہ معلوم ہم سے جدائی کی حالت میں حضور کے ساتھ
کیا رویہ ہوا ہو، ہم نے وہ رات بہت بری طرح گزاری حتی کہ ہم نے
صبح کے وقت آپ کو حراء کی جانب سے آتے دیکھا، آپ نے فرمایا میرے
پاس جنوں کا داعی آیا تھا میں انکے پاس گیا، اور انہیں قرآن سنایا ؁

سورہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسن تبدیل ہونے والا۔ اوزارھا اس کے گناہ عرفھا
اسے بیان کیا۔ مولی الذین امنوا ان کا ولی یتبدل
قوما غیرکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان کے
کندھے پر ہاتھ مارا، پھر فرمایا، وہ یہ ہے اور اس کی قوم ہے
عزم الامر کام کی کوشش کی اضغانھم ان کا حسد
لن یترکم تمہیں کم نہ کریگا ؁

سُورَةُ الْفَتْحِ

(لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ) قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ نَزَلَتْ عَلَيَّ آيَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ ثُمَّ قَرَأَهَا فَقَالُوا هَنِيئًا لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمَاذَا يُفْعَلُ بِنَا فَنَزَلَتْ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ الخ (دَائِرَةُ السَّوْءِ) الْعَذَابُ (تُعَزِّرُوهُ) تَنْصُرُوهُ، رُوِيَ أَنَّ ثَمَانِينَ رَجُلًا هَبَطُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ مِنْ جَبَلِ تَنْعِيمٍ عِنْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَهُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يَقْتُلُوهُ فَأَخَذُوهُمْ أَخْذًا فَأَعْتَقَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ الخ (كَلِمَةَ التَّقْوٰى) قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ) التَّوَاضُعُ (شَطْأَهُ) فَرَاخُهُ شَطْءُ السُّنْبُلِ أَنْ تُنْبِتَ الْحَبَّةُ عَشْرًا وَثَمَانِيًا وَسَبْعًا فَيَقْوَى بَعْضُهُ بِبَعْضٍ وَلَوْ كَانَتْ وَاحِدَةً لَمْ تَقُمْ عَلَى سَاقٍ (فَآزَرَهُ) قَوَّاهُ (فَاسْتَغْلَظَ) غَلُظَ (عَلَى سُوقِهِ) السَّاقُ حَامِلُ الشَّجَرِ.

سورہ فتح

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مجھ پر ایک آیت نازل ہوئی ہے، جو مجھے دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی، صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کو مبارک ہو لیکن ہمارے لئے کیا چیز ہے، تو یہ آیت نازل ہوئی لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ آخر تک دَائِرَةُ السَّوْءِ عذاب تُعَزِّرُوهُ اس کی مدد کرو، روایت کیا گیا ہے، کہ جبل تنعیم سے صبح کی نماز کے وقت اسی آدمی اترے اور وہ آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے لوگوں نے انہیں پکڑ لیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو آزاد فرما دیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ آخر تک كَلِمَةَ التَّقْوٰى نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ تواضع شَطْأَهُ اس کی فراخی شَطْءُ السُّنْبُلِ سے مراد ایک دانے سے دس یا آٹھ یا سات دانے اگیں، اور ایک دوسرے کو وہ تقویت دیں، اگر ایک ہو، تو وہ سیدھی کھڑی نہ ہو سکے فَآزَرَهُ اسے تقویت دی فَاسْتَغْلَظَ غلیظ ہو گیا عَلَى سُوقِهِ تنہ جو درخت کو کھڑا رکھے۔

سُورَةُ الْحُجُرَاتِ

(لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ) لَا تَقُولُوا خِلَافَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ. رُوِيَ أَنَّ الْأَقْرَعَ ابْنَ حَابِسٍ قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اسْتَعْمِلْهُ عَلَى قَوْمِهِ فَقَالَ عُمَرُ لَا تَسْتَعْمِلْهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَتَكَلَّمَا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَتْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا

سورہ حجرات

لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ کتاب اللہ اور سنت کے خلاف نہ کہو، روایت کیا گیا ہے، کہ اقرع ابن حابس حضور کی خدمت میں آئے، تو حضرت ابوبکر نے عرض کیا، یارسول اللہ اسے اس کی قوم کا عامل بنا دیجئے، حضرت عمر نے عرض کیا یارسول اللہ اسے عامل نہ بنائیے، دونوں حضور کے سامنے گفتگو کرنے لگے حتی کہ دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں تو یہ آیت نازل ہوئی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ

اَصْوَاتَکُمْ (وَلَا تَجَسَّسُوْا) هُوَ اَنْ یَّتَّبِعَ عَوْرَاتِ
الْمُؤْمِنِ (اِمْتَحَنَ اللّٰهُ) اَخْلَصَ (وَلَا تَنَابَزُوْا) تَدْعُوْا
بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ، كَانَ الرَّجُلُ يَكُوْنُ لَهُ الْاِسْمَانِ
وَالثَّلَاثَةُ فَيُدْعٰى بِبَعْضِهَا فَعَسٰى اَنْ يَكْرَهَهُ فَنَزَلَتْ
(الشُّعُوْبُ) النَّسَبُ الْبَعِيْدُ وَالْقَبَائِلُ دُوْنَ ذٰلِكَ

سُوْرَةُ قٓ

(الْمَجِيْدِ) الْكَرِيْمِ (مَرِيْجٍ) مُخْتَلِفٍ مُلْتَبِسٍ
وَقِيْلَ بَاطِلٌ (بَاسِقَاتٍ) طِوَالٌ (لَبْسٍ) شَكٌّ
(حَبْلِ الْوَرِيْدِ) عِرْقُ الْعُنُقِ (ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ) رَدٌّ
بَعِيْدٌ (فُرُوْجٍ) شُقُوْقٍ (مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ)
مِنْ عِظَامِهِمْ (حَبَّ الْحَصِيْدِ) الْحِنْطَةُ (قَرِيْنُهٗ)
الشَّيْطَانُ الَّذِيْ قُيِّضَ لَهٗ (تَبْصِرَةً) تَبْصِيْرًا (فَنَقَّبُوْا)
هَرَبُوْا وَقِيْلَ ضُرِبُوْا (اَلْقَى السَّمْعَ) لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهٗ
بِغَيْرِهٖ (لُغُوْبٍ) نَصَبٌ (نَضِيْدٌ) الْكُفُرّٰى مَا دَامَ
فِيْ اَكْمَامِهٖ وَمَعْنَاهُ مَنْضُوْدٌ بَعْضُهٗ عَلٰى بَعْضٍ ۔

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ

(وَالذّٰرِيٰتِ) الرِّيَاحُ تَذْرُوْهُ وَتُفَرِّقُهٗ
(فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا) السَّحَابُ (ذَاتِ الْحُبُكِ) ذَاتِ
الطَّرَائِقِ وَالْخَلْقِ الْحَسَنِ وَقِيْلَ اسْتِوَاؤُهَا وَحُسْنُهَا
(قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ) لُعِنَ الْمُرْتَابُوْنَ (فِيْ غَمْرَةٍ
سَاهُوْنَ) فِيْ ضَلَالَةٍ يَتَمَادَوْنَ (يُفْتَنُوْنَ) يُعَذَّبُوْنَ
(يَهْجَعُوْنَ) يَنَامُوْنَ (وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ)
تَاْكُلُوْنَ وَتَشْرَبُوْنَ فِيْ مَدْخَلٍ وَاحِدٍ وَيَخْرُجُ
مِنْ مَوْضِعَيْنِ (فَرَاغَ اِلٰى اَهْلِهٖ) فَرَجَعَ (صَرَّةٍ)
صَيْحَةٍ (فَصَكَّتْ) لَطَمَتْ (بِرُكْنِهٖ) بِقُوَّتِهٖ
(كَالرَّمِيْمِ) نَبَاتُ الْاَرْضِ اِذَا يَبِسَ وَدِيْسَ
(بِاَيْدٍ) بِقُوَّةٍ (اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ) لَذُوْ سَعَةٍ (خَلَقْنَا

وَلَا تَجَسَّسُوْا تجسس یہ ہے کہ مومن کی پوشیدہ باتیں تلاش کی
جائیں اِمْتَحَنَ اللّٰهُ خالص کیا وَلَا تَنَابَزُوْا نام اسلام کے بعد
کفر کے ساتھ مت پکارو ایک آدمی کے دو یا تین نام ہوتے تھے
وہ ان میں سے بعض کے ساتھ بلایا جاتا تو اسے برا سمجھتا اس پر آیت
اتری اَلشُّعُوْبُ دور کا نسب اور قبائل اس سے کم ۔

سورہ ق

اَلْمَجِيْدُ معزز مَرِيْجٍ مختلف ملتبس اور کہا گیا ہے کہ باطل
بَاسِقَاتٍ بلند لَبْسٍ شک حَبْلِ الْوَرِيْدِ گردن کی رگ،
ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ دور کا رد فُرُوْجٍ پھٹن مَا تَنْقُصُ
الْاَرْضُ مِنْهُمْ ان کی ہڈیوں سے حَبَّ الْحَصِيْدِ گندم
قَرِيْنُهٗ وہ شیطان ہے جو اس کے ساتھ لگا ہے تَبْصِرَةً
دکھانا فَنَقَّبُوْا بھاگے اور کہا گیا ہے کہ مارے گئے،
اَلْقَى السَّمْعَ کہ اس کے دل میں بات نہ کرتا ہو،
لُغُوْبٍ تھکاوٹ نَضِيْدٌ کلی جو پتیوں میں چھپی ہو جو بعض
بعض سے ملی ہو ۔

سورہ ذاریات

وَالذّٰرِيٰتِ ہوائیں جو اسے اڑا دیں یا متفرق کر دیں،
فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا بادل ذَاتِ الْحُبُكِ طریقوں اور اچھے
بناوٹ والا یا برابر ہونا حسین ہونا قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ سرکشی
کرنے والے ملعون ہوں فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ گمراہی میں بڑھتے
جاتے ہیں يُفْتَنُوْنَ عذاب دیئے جاتے ہیں يَهْجَعُوْنَ
سوتے ہیں وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ایک جگہ سے
کھاتے پیتے ہو اور نکلتا دو جگہ سے ہے فَرَاغَ اِلٰى اَهْلِهٖ
پس لوٹا صَرَّةٍ چیخ فَصَكَّتْ تھپڑ مارا بِرُكْنِهٖ اپنی قوت
کے ساتھ كَالرَّمِيْمِ زمین کا سوکھا ہوا اور پامال شدہ گھاس
بِاَيْدٍ قوت کے ساتھ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ وسعت والے ہیں
خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ دو صنف، جیسے مرد اور عورت اور

زَوْجَيْنِ) صِنْفَيْنِ كَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَاخْتِلَافُ الْأَلْوَانِ إِلَى حُلْوٍ وَحَامِضٍ مَثَلًا فَهُمَا زَوْجَانِ (فَفِرُّوْا إِلَى اللّٰهِ) مَعْنَاهُ مِنَ اللّٰهِ إِلَيْهِ (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ) أَهْلَ السَّعَادَةِ مِنَ الْفَرِيْقَيْنِ إِلَّا لِيُوَحِّدُوْنِ (أَتَوَاصَوْا) تَوَاطَئُوْا (الْمَتِيْنِ) شَدِيْدٌ (ذَنُوْبًا) دَلْوًا ۔

سُوْرَةُ الطُّوْرِ

(الطُّوْرِ) الْجَبَلُ (مَسْطُوْرٍ) مَكْتُوْبٍ (رَقٍّ مَنْشُوْرٍ) صَحِيْفَةٍ (الْمَسْجُوْرِ) الْمَحْبُوْسِ وَقِيْلَ الْمُوْقَدُ يُسْجَرُ حَتّٰى يَذْهَبَ مَاؤُهُ فَلَا يَبْقٰى فِيْهِ قَطْرَةٌ (تَمُوْرُ) تَتَحَرَّكُ وَتَدُوْرُ (يُدَعُّوْنَ) يُدْفَعُوْنَ (فَاكِهِيْنَ) مُعْجَبِيْنَ (وَمَا أَلَتْنَاهُمْ) مَا انْقَصْنَاهُمْ (يَتَنَازَعُوْنَ) يَتَعَاطَوْنَ (تَأْثِيْمٌ) كَذِبٌ (رَيْبَ الْمَنُوْنِ) الْمَوْتُ (الْمُسَيْطِرُوْنَ) الْمُسَلَّطُوْنَ (كِسَفًا) قِطَعًا ۔

سُوْرَةُ النَّجْمِ

(إِذَا هَوٰى) غَابَ (ذُوْ مِرَّةٍ) مَنْظَرٍ حَسَنٍ وَقِيْلَ ذُوْ غِلْظَةٍ وَقُوَّةٍ فِيْ أَمْرِ اللّٰهِ (قَابَ قَوْسَيْنِ) حَيْثُ الْوَتَرُ مِنَ الْقَوْسَيْنِ (أَفَتُمَارُوْنَهُ) أَفَتُجَادِلُوْنَهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَأٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ وَرُدَّ عَلَيْهِ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ فَقَالَ وَيْحَكَ ذٰلِكَ إِذَا تَجَلّٰى بِنُوْرِهِ الَّذِيْ هُوَ نُوْرُهُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيْلُ لَمْ يَرَهُ فِيْ صُوْرَتِهِ إِلَّا مَرَّتَيْنِ مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَمَرَّةً عِنْدَ أَجْيَادٍ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ (مَا زَاغَ الْبَصَرُ) بَصَرُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَمَا طَغٰى) وَلَا جَاوَزَ مَا رَأٰى (قِسْمَةٌ ضِيْزٰى) جَائِرَةٌ وَقِيْلَ عَوْجَاءُ (أَكْدٰى) كَدَّرَهُ بِمَنِّهِ وَقِيْلَ قَطَعَ عَطَاءَهُ الَّذِیْ

رنگوں کا اختلاف، اور میٹھا اور کڑوا تو یہ باہم زوج ہیں نَفِرُّوْا إِلَى اللّٰهِ اس کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی طرف وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ہر دو فریق میں سے اہل سعادت کو، مگر یہ کہ وہ خدا کو واحد سمجھیں أَتَوَاصَوْا موافق ہو گئے الْمَتِيْنُ سخت، ذَنُوْبًا ڈول ۔

سورہ طور

الطُّوْرُ پہاڑ مَسْطُوْرٍ لکھا ہوا رَقٍّ مَنْشُوْرٍ صحیفہ الْمَسْجُوْرِ قید کیا گیا، اور ایک قول یہ ہے جلایا ہوا یہاں تک جلایا جائے، کہ اس میں پانی کا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے تَمُوْرُ حرکت کرتا ہے اور گھومتا ہے يُدَعُّوْنَ دفع کئے جاتے ہیں فَاكِهِيْنَ گھمنڈ کرنے والے، مَا أَلَتْنَاهُمْ ہم نے کم نہیں کیا يَتَنَازَعُوْنَ لیتے دیتے ہیں تَأْثِيْمٌ جھوٹ رَيْبَ الْمَنُوْنِ موت الْمُسَيْطِرُوْنَ مسلط كِسَفًا ٹکڑے ۔

سورۃ النجم

إِذَا هَوٰى جب غائب ہو جائے ذُوْ مِرَّةٍ عمدہ منظر اللہ کے حکم میں قوت و شدت والا قَابَ قَوْسَيْنِ دو کمانوں میں چلے کے لحاظ سے أَفَتُمَارُوْنَهُ کیا تم اس سے جھگڑتے ہو ابن عباس نے فرمایا، محمد نے اپنے رب کو دیکھا، اور ان پر کسی نے اس آیت سے اعتراض کیا لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ انہوں نے فرمایا، تجھ پر افسوس یہ اس وقت ہے جب وہ اپنے اصلی نور کے ساتھ تجلی فرمائے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں، وہ جبریل تھے، انہیں حضور نے اصلی صورت میں دو بار دیکھا ایک مرتبہ سدرہ کے قریب اور ایک بار اجیاد کے قریب جن کے چھ سو بازو تھے مَا زَاغَ الْبَصَرُ حضور کی نگاہ وَمَا طَغٰى جو کچھ دیکھا اس سے تجاوز نہیں کیا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ظالمانہ یا ٹیڑھی أَكْدٰى اپنے

وَفّٰى) مَا فُرِضَ عَلَيْهِ (أَغْنٰى وَأَقْنٰى) أَعْطٰى وَأَرْضٰى
(رَبُّ الشِّعْرٰى) هُوَ مِرْزَمُ الْجَوْزَاءِ (أَزِفَتِ الْآزِفَةُ)
اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ (الْآزِفَةُ) مِنَ السَّمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
(سَامِدُونَ) لَاهُونَ وَالسُّمُودُ اللَّهْوُ ٭

احسان کو جتا کر، اپنی عطا کو ختم کیا اَلَّذِیْ وَفّٰی جو کچھ اس پر فرض
کیا اَغْنٰی وَاَقْنٰی دیا اور راضی کیا رَبُّ الشِّعْرٰی جوزار کا
مرکز اَزِفَتِ الْآزِفَةُ قیامت قریب ہوئی، قیامت کے
روز آسمان کی چیخ سَامِدُوْنَ کھیلنے والے ٭

سُوْرَةُ الْقَمَرِ

اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ فَوْقَ الْجَبَلِ، وَفِرْقَةٌ
دُوْنَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اشْهَدُوْا (مُسْتَمِرٌّ) ذَاهِبٌ (عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ) حَقٌّ
(مُزْدَجَرٌ) مُتَنَاهٍ (وَازْدُجِرَ) اُفْتُعِلَ مِنْ زَجَرْتُ
(وَدُسُرٍ) جَمْعُ دِسَارٍ الَّذِيْ تُخْرَزُ بِهِ السَّفِيْنَةُ
وَقِيْلَ أَضْلَاعُ السَّفِيْنَةِ (أَشِرٌ) مَرِحٌ (شِرْبٍ
مُحْتَضَرٌ) يَحْضُرُوْنَ الْمَاءَ (فَتَعَاطٰى) تَعَاطَاهَا بِيَدِهِ
فَعَقَرَهَا (الْمُحْتَظِرِ) الَّذِيْ يَجْعَلُ لِغَنَمِهِ حَظِيْرَةً وَ
الْهَشِيْمُ الْمُحْتَرِقُ (يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ) هَوَّنَّا قِرَاءَتَهُ
(فَتَمَارَوْا) كَذَّبُوْا (سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ)
تَلَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ
يَعْنِيْ هٰذَا مِصْدَاقُ هٰذَا الْوَعْدِ جَاءَ مُشْرِكُوْ
قُرَيْشٍ يُخَاصِمُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فِي الْقَدَرِ فَنَزَلَتْ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ
عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ
بِقَدَرٍ ٭

سُورۂ قمر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند کے دو
ٹکڑے ہوئے، ایک ٹکڑا پہاڑ پر تھا، اور ایک اس کے اوپر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، گواہ ہو جاؤ مُسْتَمِرٌّ ہمیشہ
عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ حق، مُزْدَجَرٌ روکنے والا وَازْدُجِرَ
زجرت سے مشتق ہے وَدُسُرٍ دسار کی جمع ہے، کشتی کا چپو
کشتی کے کنارے اَشِرٌ اکڑنے والا شِرْبٌ مُّحْتَضَرٌ پانی پر
حاضر ہوتے ہیں فَتَعَاطٰی اپنے ہاتھوں سے لے دیا، پھر
کوچیں کاٹیں الْمُحْتَظِرِ بکری کے لئے جو باڑہ متعین کیا جاتا
ہے، اور هَشِیْم جلنے والا یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ اس کی قرأت
کو آسان کیا فَتَمَارَوْا انہوں نے جھٹلایا سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ
الدُّبُرَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز اس کی
تلاوت فرمائی، یعنے اس وعدے کا مصداق یہ ہے مشرکین
قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور تقدیر
کے معاملے میں جھگڑنے لگے، تو یہ آیت نازل فرمائی
یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ
سَقَرَ اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ٭

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ

(النَّجْمُ) مَا يَنْبَسِطُ عَلَى الْأَرْضِ (الشَّجَرُ)
الْقَائِمُ عَلَى السَّاقِ (الْوَزْنَ) يُرِيْدُ لِسَانَ الْمِيْزَانِ
(الْأَنَامُ) الْخَلْقُ (الْعَصْفُ) التِّبْنُ وَقِيْلَ بَقْلُ
الزَّرْعِ وَقِيْلَ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَالتِّبْنُ (الرَّيْحَانُ)

سورہ الرحمٰن

النَّجْمُ جو درخت زمین پر پھیلے، بیل الشَّجَرُ جو تنہ
پر کھڑا ہو، الْوَزْنُ ترازو کا کانٹا الْاَنَامُ مخلوق الْعَصْفُ بھوسہ یا
ترکاری، گیہوں کا پتہ اَلرَّیْحَانُ کھیتی کی سبزی کھیتی کا
پتہ، وہ دانہ جو کھایا جائے فَبِاَیِّ اٰلَاءِ رَبِّکُمَا اللہ کی

خضرۃ الزرع وورقہ والحب الذی یؤکل منہ (فبای آلاء ربکما) بای نعم اللہ (صلصال) طین خلط برمل (کالفخار) کما یصنع الفخار (مارج) لھب اصفر وقیل خالص النار (مرج) ارسل (برزخ) حاجز (لا یبغیان) لا یختلطان (المنشآت) ما رفع شراعہ من السفن (ذو الجلال) ذوالعزۃ والکبریاء (سنفرغ لکم) ھذا وعید من اللہ لعبادہ ولیس باللہ شغل یعنی یحاسبکم (لا تنفذون) لا تخرجون من سلطانی (شواظ) لھب النار وقیل اللھب الذی لا دخان لہ (ونحاس) دخان النار وقیل الدخان الذی لا لھب لہ وقیل الصفر یصب علی رؤسھم یعذبون بہ (ولمن خاف مقام ربہ جنتان) ھم بالمعصیۃ فیذکروا اللہ فیترکھا (افنان) اغصان (وجنی الجنتین دان) ما یجتنی قریب (قاصرات الطرف) لا یعانین غیر ازواجھن (لم یطمثھن) لم یدن منھن (مدھامتان) سوداوان من الری (نضاختان) فوارتان (مقصورات) ھی الحور وقیل محبوسات تقصرکم فھن وانفسھن علی ازواجھن (رفرف) خضر مجالس ۔

سورۃ الواقعۃ

(خافضۃ) لقوم الی النار (رافعۃ) لآخرین الی الجنۃ (رجت) زلزلت (وبست) فتتت (ثلۃ) امۃ (موضونۃ) منسوجۃ (واکواب) الکوب اناء لا اذن لہ ولا عروۃ (واباریق) ذوات العری والآذان (ولا ینزفون) لا یفیقون ولا یسکرون (لغوا) باطلا (تاثیما) کذبا (فی سدر مخضود) لیس لہ شوک ویقال المخضود الموقر حملا (وطلح منضود) الموز

کون سی نعمتوں کا صلصال جو مٹی ریت میں ملی ہو گی کالفخار جیسے ٹھیکرا بجتا ہے مارج زرد شعلہ، خالص آگ مرج چلایا برزخ پردہ لا یبغیان نہیں ملتے المنشآت کشتی کے کھلے ہوئے بادبان ذوالجلال عزت وبڑائی والا سنفرغ لکم یہ اللہ کی جانب سے بندوں کے لئے وعید ہے، اور اللہ کے ساتھ کوئی شغل نہیں ہے، یعنی تمہارا حساب کرے گا لا تنفذون میری حکومت سے نہیں نکل سکتے شواظ آگ کا شعلہ اور ایک قول یہ ہے، کہ وہ شعلہ جس میں دھواں نہ ہو، ونحاس آگ کا دھواں اور کہا گیا ہے، وہ دھواں جس میں آگ نہ ہو اور ایک قول یہ ہے کہ تانبا جو ان کے سروں پر انہیں عذاب دینے کے لئے ڈالا جائے گا ولمن خاف مقام ربہ جنتان معصیت کا ارادہ کرتا ہے پھر اللہ کو یاد کرتا ہے، اور اسے چھوڑ دیتا ہے افنان شاخیں وجنی الجنتین دان جو قریب ہی پھل والا ہو، قاصرات الطرف اپنے خاوندوں کے علاوہ جو کسی کو نہ دیکھیں لم یطمثھن ان سے قریب نہ ہو گا مدھامتان تروتازگی سے سیاہ نضاختان ابلنے والے مقصورات حوریں جن کی نگاہیں اور نفس صرف اپنے خاوندوں کے لئے مقید ہوں رفرف خضر مجالس ۔

سورہ واقعہ

خافضۃ ایک قوم کو جہنم کی طرف جھکانے والی رافعۃ اور دوسری کو جنت کی جانب اٹھانے والی رجت ہلائی جائے گی بست ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے ثلۃ جماعت موضونۃ نگے ہوئے واکواب کوب وہ برتن ہے جس میں کنڈا نہ ہوں اور نہ ٹونٹی اباریق کنڈے اور ٹونٹی والے، ولا ینزفون نہ نشے کریں گے اور نہ نشہ ہو گا لغوا باطل تاثیما جھوٹ فی سدر مخضود جس میں کانٹے نہ ہوں، جو بوجھ

(وَمَاءٍ مَسْكُوبٍ) جَارٍ (مُتْرَفِينَ) مُتَمَتِّعِينَ وَ مُتَنَعِّمِينَ (يَحْمُومٍ) دُخَانٍ أَسْوَدَ (إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً) قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُنْشَآتِ اللَّاتِي كُنَّ فِي الدُّنْيَا عَجَائِزَ عُمْشًا رُمْصًا (يُصِرُّونَ) يَدُومُونَ (الْحِنْثِ الْعَظِيمِ) الشِّرْكِ (الْهِيمِ) الْإِبِلِ الظِّمَاءِ (مَا تُمْنُونَ) تُرِيقُونَ مِنَ النُّطَفِ يَعْنِي فِي أَرْحَامِ النِّسَاءِ (إِنَّا لَمُغْرَمُونَ) لَمُلْزَمُونَ (تُورُونَ) تَسْتَخْرِجُونَ أَوْرَيْتُ أَوْقَدْتُ (لِلْمُقْوِينَ) الْمُسَافِرِينَ (بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ) بِمُحْكَمِ الْقُرْآنِ (مُدْهِنُونَ) مُكَذِّبُونَ (وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ) شُكْرَهُ (أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ) قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَقُولُونَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا (غَيْرَ مَدِينِينَ) مُحَاسَبِينَ (فَرَوْحٌ) رَاحَةٌ (وَجَنَّةُ نَعِيمٍ) رَخَاءٌ (فَسَلَامٌ لَكَ) أَيْ يُسَلِّمُ عَلَيْكَ إِخْوَانُكَ أَصْحَابُ الْيَمِينِ ۔

سُورَةُ الْحَدِيدِ

(نَبْرَأَهَا) نَخْلُقُهَا (مُسْتَخْلَفِينَ) مُعَمَّرِينَ (فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ) جُنَّةٌ وَسِلَاحٌ (مَوْلَاكُمْ) أَوْلَى بِكُمْ ۔

سُورَةُ الْمُجَادَلَةِ

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَبَارَكَ الَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ كُلَّ شَيْءٍ إِنِّي لَأَسْمَعُ قَوْلَ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ وَيَخْفَى عَلَيَّ بَعْضُهُ وَهِيَ تَشْكِي زَوْجَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ أَكَلَ شَبَابِي وَنَثَرْتُ لَهُ بَطْنِي حَتَّى إِذَا كَبِرَتْ لَهُ سِنِّي وَانْقَطَعَ لَهُ وَلَدِي ظَاهَرَ مِنِّي اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْكُو إِلَيْكَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا بَرِحَتْ حَتَّى نَزَلَ

لیٹے ہوئے طَلْحٍ مَّنْضُودٍ کیلے وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ جاری مُتْرَفِينَ فائدہ اٹھانے والے نعمت حاصل کرنے والے، يَحْمُومٍ سیاہ دھواں إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً حضور نے فرمایا منشآت سے وہ عورتیں مراد ہیں، جو دنیا میں بوڑھی اور چندھی ہوں گی يُصِرُّونَ ہمیشہ رہتے ہیں الْحِنْثِ الْعَظِيمِ شرک الْهِيمِ پیاسا اونٹ مَا تُمْنُونَ جو تم عورتوں کے رحم میں نطفہ ڈالتے ہو إِنَّا لَمُغْرَمُونَ تاوان ڈالے گئے تُورُونَ جلاتے ہو أَوْرَيْتُ میں نے جلایا لِلْمُقْوِينَ سفر کرنے والے بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ قرآن کے محکم سے مُدْهِنُونَ جھٹلانے والے وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ اس کا شکر أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہتے ہو، کہ ہم فلاں فلاں ستارے کے اترنے سے بارش برسائے گئے غَيْرَ مَدِينِينَ حساب کرنے والے فَرَوْحٌ راحت وَجَنَّةُ نَعِيمٍ آرام فَسَلَامٌ لَكَ یعنی تیرے بھائی اصحاب الیمین تجھے سلام کہتے ہیں ۔

سورہ حدید

نَبْرَأَهَا ہم اسے پیدا کرتے ہیں مُسْتَخْلَفِينَ عمر والے فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ ڈھال اور ہتھیار مَوْلَاكُمْ تمہارے لائق ہے ۔

سورہ مجادلہ

حضرت عائشہ فرماتی ہیں، بابرکت ہے وہ ذات جس کا سننا ہر شئے کو عام ہے، میں خولہ بنت ثعلبہ کی بات سنتی تھی اور مجھ کچھ باتیں پوشیدہ رہیں، اور وہ اپنے خاوند کی حضور سے شکایت کر رہی تھی، اور کہہ رہی تھی کہ یا رسول اللہ اس نے میری جوانی کو کھالیا، اور اس کے لئے میرا پیٹ پھیلا رہا، جب میری عمر زیادہ ہوگئی، اور اولاد ہونی بند ہوگئی، اس نے مجھ سے ظہار کرلیا، اے اللہ میں تجھ ہی سے شکایت کرتی ہوں، حضرت عائشہ فرماتی

جبریل علیہ السلام بتولہ الآیات قد سمع اللہ
قول التی الآیات (یحادون اللہ) یشاقونہ
(کبتوا) اخزوا من الخزی قال علی رضی اللہ عنہ
حین نزلت یا ایہا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول
الآیۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما ترے
ادینار قلت لا یطیقونہ قال فنصف دینار قلت
لا یطیقونہ فقال فکم قلت شعیرۃ قال انک
لزہید فنزلت ا اشفقتم الآیۃ قال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم خفف اللہ بی عن ہذہ الامۃ
(استحوذ) غلب ۔

ہیں، کہ ابھی کچھ دیر نہ گذری تھی، کہ حضرت جبریل یہ آیت لے کر
نازل ہوئے قد سمع اللہ قول التی الخ یحادون اللہ
اس کی مخالفت کرتے ہیں کبتوا رسوا کئے گئے، حضرت علی فرماتے
ہیں، جب یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین امنوا اذا ناجیتم
الرسول تو حضور نے فرمایا کیا ایک دینار مناسب ہے، میں نے
عرض کیا، وہ اس کی طاقت نہیں رکھتے، آپ نے فرمایا، آدھا
دینار، میں نے کہا اس کی بھی طاقت نہیں رکھیں گے، آپ نے فرمایا،
پھر کتنا، میں نے کہا ایک جو سے کی، فرمایا تو بہت زاہد ہے، تو
یہ آیت اتری ا اشفقتم حضور نے فرمایا اللہ نے میرے ذریعے
اس امت سے تخفیف فرمائی، استحوذ غالب ہوا ۔

سورۃ الحشر

سورہ حشر

(الجلاء) الاخراج من ارض الی ارض قال
ابن عباس نزلت فی بنی النضیر امر المسلمون
بقطع النخل نحاک فی صدورھم فقالوا قد
قطعنا بعضا وترکنا بعضا فلنسألن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ ما قطعتم من
لینۃ الخ قالت عائشۃ وکانوا من سبط لم یصبھم
جلاء فیما خلا (لینۃ) نخلۃ ما لم تکن عجوۃ او برنیۃ
(حاجۃ) حسدا (خصاصۃ) فاقۃ ۔ روی ان رجلا
من الانصار بات بہ ضیف فلم یکن عندہ الا
قوتہ وقوت صبیانہ فقال لامرأتہ نومی الصبیۃ
واطفئی السراج وقربی للضیف ما عندک فنزلت
ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ
(المفلحون) الفائزون بالخلود والفلاح البقاء
(المھیمن) الشاھد (العزیز) المقتدر علی ما
یشاء (الحکیم) الحکم لما اراد ۔

الجلاء ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف نکالنا
حضرت ابن عباس فرماتے ہیں، یہ آیت بنو نضیر کے بارے
میں نازل ہوئی، مسلمانوں کو درختوں کے کاٹنے کا حکم دیا گیا
تو ان کے دلوں میں کھٹکا پیدا ہوا، انہوں نے باہم کہا، کہ ہم
نے بعض درخت کاٹے، اور بعض چھوڑ دیئے، تو آؤ ہم نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کریں، تو اللہ تعالی نے یہ آیت
نازل فرمائی ما قطعتم من لینۃ آخر آیت تک، حضرت
عائشہ فرماتی ہیں، وہ ایسے قبیلے تھے، کہ کبھی جلاوطن نہ ہوئے
تھے لینۃ کھجور کا درخت، عجوہ اور برنیہ کے علاوہ حاجۃ
حسد خصاصۃ فاقہ، روایت کیا گیا ہے، کہ انصار کے ایک
شخص کے پاس ایک مہمان نے رات گذاری، اور اس انصاری
کے پاس بجز اپنے کھانے اور بچوں کے کھانے کے کچھ نہ تھا
اس نے اپنی بیوی سے کہا، بچوں کو سلا دو، چراغ بجھا دو، اور
جو کچھ تیرے پاس موجود ہے، وہ مہمان کے سامنے رکھ دے
تو یہ آیت نازل ہوئی ویؤثرون علی انفسھم ولو کان
بھم خصاصۃ، المفلحون ہمیشگی کے ساتھ فائز ہونے والے فلاح کے معنی بقا کے ہیں المھیمن شاہد العزیز
جو چاہے اس پر قادر الحکیم جو ارادہ کرے اس کا حکم دینے والا ۔

سُورَةُ المُمتَحِنَة

نَزَلَتْ فِي كِتَابِ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا) لَا تُسَلِّطْهُمْ عَلَيْنَا فَيَفْتِنُونَا. قَدِمَتْ أُمُّ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ بِهَدَايَا فَأَبَتْ أَنْ تَقْبَلَهَا وَتُدْخِلَهَا فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى (لَا يَنْهَاكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ) الْآيَةَ (وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ) لَا يُلْحِقْنَ بِأَزْوَاجِهِنَّ غَيْرَ أَوْلَادِهِمْ

سورہ ممتحنہ

حاطب بن ابی بلتعہ نے حضور کی بعض خبروں کی اطلاع کے لئے مشرکین کو ایک خط لکھا جس پر یہ سورت نازل ہوئی، لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا ہم پر انہیں مسلط نہ کر کہ وہ ہمیں فتنہ میں مبتلا کر دیں۔ اسماء بنت ابی بکرؓ کی ماں اسماء کے پاس کچھ ہدایا لے کر آئی لیکن اسماء نے ہدایا لینے سے بھی انکار کیا اور اسے گھر میں بھی داخل نہ ہونے دیا۔ اسپر یہ آیت نازل ہوئی، لَا يَنْهَاكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ الخ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ اپنے ازواج کے ساتھ انکے غیر کی اولاد کو نہ ملاؤ۔

سُورَةُ الصَّفِّ

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ قَعَدْنَا نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَذَاكَرْنَا فَقُلْنَا لَوْ نَعْلَمُ أَيَّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ لَعَمِلْنَاهُ فَأَنْزَلَ اللهُ (سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ) السُّورَةَ (مَرْصُوصٌ) مُلْصَقٌ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ (مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللهِ) مَنْ يَتَّبِعُنِي

سورہ صف

عبد اللہ بن سلام فرماتے ہیں، ہم صحابہ کی ایک جماعت بیٹھے باہم مذاکرہ کر رہے تھے ہم نے کہا اگر ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ اللہ کو کون سا عمل زیادہ محبوب ہے، تو ہم اس پر عمل کرتے، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الخ مَرْصُوصٌ بعض بعض سے ملا ہوا مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللهِ کون میری اتباع کرے گا۔

سُورَةُ الْجُمُعَةِ

(وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ) قِيلَ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ. أَقْبَلَتْ عِيرٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُمْ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَادَرَ النَّاسُ إِلَّا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى (وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا) الْآيَةَ

سورہ جمعہ

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ آپ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان کے کندھے پر رکھ کر فرمایا، اگر ایمان ثریا کے قریب ہو، تو اس قوم کے کچھ آدمی اسے ثریا سے اتار لائیں گے۔ جمعہ کے روز ایک قافلہ غلہ لے کر آیا، اور صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لوگ حضور کو چھوڑ کر قافلے کی جانب چلے گئے، صرف بارہ شخص باقی رہ گئے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا آخر تک

سُورَةُ الْمُنَافِقِينَ

نَزَلَتْ فِي الرَّدِّ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ الْمُنَافِقِ فِيمَا قَالَ وَبِتَصْدِيقِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ فِيمَا حَكَاهُ عَنْهُ (قَاتَلَهُمُ اللهُ) لَعَنَهُمُ اللهُ وَكُلُّ قَتْلٍ فِي الْقُرْآنِ مُضَافٌ إِلَى اللهِ فَهُوَ لَعْنٌ (خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ) نَخْلٌ قِيَامٌ وَقِيلَ كَانُوا رِجَالًا أَجْمَلَ شَيْءٍ (لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ) حَرَّكُوهَا اسْتِهْزَاءً بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَنْفَضُّوا) يَتَفَرَّقُوا +

سورہ منافقین

عبداللہ بن ابی کے رد میں نازل ہوئی جو اس نے حضور کے بارے میں گستاخی کی تھی اور زید بن ارقم کی تصدیق کے لئے قَاتَلَهُمُ اللهُ اللہ ان پر لعنت کرے جس جگہ بھی لفظ قتل قرآن میں اللہ کی جانب مضاف ہے اس سے مراد لعنت ہے خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ کھجور کے کھڑے درخت لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ سروں کو حضور کا مذاق اڑانے کے لئے حرکت دیتے ہیں، يَنْفَضُّوا متفرق ہو جائیں +

سُورَةُ التَّغَابُنِ

(يَوْمُ التَّغَابُنِ) غَبَنَ أَهْلُ الْجَنَّةِ أَهْلَ النَّارِ (وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللهِ يَهْدِ قَلْبَهُ) هُوَ الَّذِي إِذَا أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ رَضِيَ وَعَرَفَ أَنَّهَا مِنْ عِنْدِ اللهِ (إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا هَؤُلَاءِ رِجَالٌ أَسْلَمُوا فِي أَهْلِ مَكَّةَ وَأَرَادُوا أَنْ يَأْتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبَى أَزْوَاجُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ +

سورہ تغابن

يَوْمُ التَّغَابُنِ اہل جنت اہل نار کا غبن کریں گے وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللهِ يَهْدِ قَلْبَهُ یہ وہ ہے کہ جب کوئی مصیبت پہنچے تو راضی ہو اور جان لے کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ ابن عباس فرماتے ہیں، کہ یہ وہ لوگ ہیں جو مکہ میں اسلام لائے انہوں نے حضور کی خدمت میں آنے کا ارادہ کیا لیکن ان کی بیویوں اور ان کی اولاد نے انکار کر دیا +

سُورَةُ الطَّلَاقِ

(أَنْفِقُوا) تَصَدَّقُوا (وَمَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا) يُنْجِيهِ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (إِنِ ارْتَبْتُمْ) إِنْ لَمْ تَعْلَمُوا (وَبَالَ أَمْرِهَا) جَزَاءَهَا (وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ) وَاحِدَتُهَا ذَاتُ حَمْلٍ بَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْحَامِلَ إِذَا وَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِقَرِيبٍ فَقَدِ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَحُكْمُ أُولَاتِ الْحَمْلِ مُخَصَّصٌ لِحُكْمِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا (عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا) أَبَتْهُ +

سورہ طلاق

أَنْفِقُوا صدقہ کرو وَمَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا دنیا و آخرت کی ہر مصیبت سے اسے نجات دے گا إِنِ ارْتَبْتُمْ اگر تم اسے نہیں جانتے وَبَالَ أَمْرِهَا اس کا بدلہ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ اس کا مفرد ذات حمل ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ اگر حاملہ کو خاوند کی وفات کے فوراً بعد وضع حمل ہو جائے، تو اس کی عدت پوری ہو جائے گی۔ تو اولات الاحمال کا حکم اس عورت کے لئے مخصص ہے جس کے خاوند کا انتقال ہو گیا ہو، عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا اس کا انکار کیا +

سُوْرَةُ التَّحْرِيْم

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ وَيَمْكُثُ عِنْدَهَا فَتَوَاطَأَتْ اَزْوَاجُهٗ وَقُلْنَ نَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ الْمَغَافِيْرِ فَحَلَفَ اَنْ لَا يَعُوْدَ فَنَزَلَتْ وَاللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَقِيْلَ كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَةٌ يَطَؤُهَا فَلَمْ تَزَلْ بِهَا حَفْصَةُ حَتّٰى جَعَلَهَا عَلٰى نَفْسِهٖ حَرَامًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ (صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا) مَالَتْ (ظَهِيْرٌ) عَوْنٌ (قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ) اَوْصُوْا اَهْلِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَاَدِّبُوْهُمْ۔

سورہ تحریم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب کے پاس شہد پیتے اور کچھ دیر ٹھہر لیتے، تو آپ کی ازواج نے باہم موافقت کی، اور آپ سے کہا، کہ آپ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ تو یہ سورت نازل ہوئی، اور جن دو عورتوں نے حضور کے خلاف اتفاق کیا تھا، وہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک باندی تھی جس سے آپ صحبت فرماتے، حفصہ آپ کو اس سے روکتی رہیں، حتی کہ آپ نے اسے اپنے اوپر حرام فرمالیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ۔ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا مائل ہوئے ظَهِیْرٌ مددگار قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا۔ اپنے اہل کو اللہ کے تقوی کی وصیت کرو، اور انہیں ادب سکھاؤ۔

سُوْرَةُ الْمُلْك

(تَفَاوُتٍ) اِخْتِلَافٌ (تَمَيَّزُ) تَقَطَّعُ (مَنَاكِبِهَا) جَوَانِبِهَا (تَفُوْرُ) تَغْلِيْ۔

(فَسُحْقًا) بُعْدًا (مِنْ فُطُوْرٍ) شُقُوْقٍ (خَاسِئًا) ذَلِيْلًا (حَسِيْرٌ) كَلِيْلٌ ضَعِيْفٌ (فِيْ غُرُوْرٍ) فِيْ بَاطِلٍ

سورہ ملک

فَسُحْقًا ہلاکت مِنْ فُطُوْرٍ پھٹن حَسِیْرٌ کمزور فِیْ غُرُوْرٍ باطل میں تَفَاوُتٍ اختلاف تَمَیَّزُ ٹکڑے ہو جائے مَنَاکِبِهَا اس کے کنارے تَفُوْرُ جوش مارتا ہے۔

سُوْرَةُ ن

(لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ) لَوْ تُرَخِّصُ لَهُمْ فَيُرَخِّصُوْنَ (عُتُلٍّ) مُتَكَبِّرٍ (زَنِيْمٍ) وَلَدِ الزِّنَا وَيُقَالُ ظَلُوْمٌ (كَالصَّرِيْمِ) كَالصُّبْحِ انْصَرَمَ مِنَ اللَّيْلِ وَاللَّيْلِ انْصَرَمَ مِنَ النَّهَارِ وَالصَّرِيْمُ الذَّاهِبُ (يَتَخَافَتُوْنَ) يَتَنَاجَوْنَ (عَلٰى حَرْدٍ) مَنْعِ الْفُقَرَاءِ (قَالَ اَوْسَطُهُمْ) اَعْدَلُهُمْ (يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ) كِنَايَةٌ عَنِ الْاَمْرِ الشَّدِيْدِ الْمُفْظِعِ مِنَ الْهَوْلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ هٰذَا يَوْمُ كَرْبٍ

سورہ ن

لَوْ تُدْهِنُ فَیُدْهِنُوْنَ اگر تو انہیں ڈھیل دے، تو وہ بھی ڈھیلے ہو جائیں گے عُتُلٍّ متکبر زَنِیْمٍ حرام زادہ بہت ظالم کَالصَّرِیْمِ جیسے صبح رات سے جدا ہوتی ہے اور رات دن سے، صریم کے معنے ہیں جانے والا یَتَخَافَتُوْنَ مناجات کرتے ہیں عَلٰی حَرْدٍ فقیروں کو انکار کر دینا، قَالَ اَوْسَطُهُمْ ان میں سب سے منصف یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ سخت کام سے کنایہ ہے جو قیامت کی ہول سے گھبرانے والا ہوگا، ابن مسعود فرماتے ہیں یہ بے چینی کا دن ہوگا، نبی

وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْشِفُ رَبُّنَا سَاقَهُ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ وَيَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُودُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا (وَهُوَ مَكْظُومٌ) مَغْمُومٌ (وَهُوَ مَذْمُومٌ) مَلُومٌ (لَيُزْلِقُونَكَ) يَنْقُصُونَكَ ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا رب اپنی پنڈلی کھولے گا تو ہر مومن اور ہر مومنہ اسے سجدہ کریں گے اور جو شخص دنیا میں ریاکاری کے لئے سجدہ کرتا تھا، وہ باقی رہ جائے گا وہ سجدہ کرنا چاہے گا، تو اس کی کمر ایک طبق کی طرح ہو جائے گی وَهُوَ مَكْظُومٌ مغموم وَهُوَ مَذْمُومٌ ملامت کیا ہوا لَيُزْلِقُونَكَ تجھے کم کریں گے ۔

سُورَةُ الْحَاقَّةِ

(صَرْصَرٍ) شَدِيدَةٍ (عَاتِيَةٍ) عَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ (حُسُومًا) مُتَتَابِعَةً (خَاوِيَةٍ) سَقَطَ أَعْلَاهَا عَلَى أَسْفَلِهَا (طَغَى الْمَاءُ) كَثُرَ (وَاعِيَةٌ) حَافِظَةٌ (إِنِّي ظَنَنْتُ) أَيْقَنْتُ (دَانِيَةٌ) قَرِيبَةٌ (كَانَتِ الْقَاضِيَةَ) الْمَوْتَةَ الْأُولَى الَّتِي مِتُّهَا لَا أُحْيَا بَعْدَهَا (غِسْلِينٍ) صَدِيدِ أَهْلِ النَّارِ (الْوَتِينَ) نِيَاطَ الْقَلْبِ ۔

سورہ حاقہ

صَرْصَرٍ شدید عَاتِيَةٍ سرکشی کرنے والی حُسُومًا پے در پے خَاوِيَةٍ جس کا اوپر کا حصہ نیچے کے حصہ پر گر گیا ہو طَغَى الْمَاءُ بہت زیادہ ہوا وَاعِيَةٌ حفاظت کرنے والی إِنِّي ظَنَنْتُ میں نے یقین کیا دَانِيَةٌ قریب كَانَتِ الْقَاضِيَةَ پہلی ہی موت جو مجھے آ چکی اس کے بعد میں زندہ نہ ہوتا غِسْلِينٍ دوزخیوں کی پیپ الْوَتِينَ قلب کی رگیں ۔

سُورَةُ الْمَعَارِجِ

(سَأَلَ سَائِلٌ) هُوَ النَّضْرُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ الخ (الْمَعَارِجِ) الْعُلُوِّ وَالْفَضْلِ (كَالْمُهْلِ) هُوَ كَقَوْلِهِ تَعَالَى يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَعَكَرِ الزَّيْتِ فَإِذَا قَرَّبَهُ إِلَى وَجْهِهِ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهِ (فَصِيلَتِهِ) أَقْرَبُ آبَائِهِ الَّذِي إِلَيْهِ يَنْتَمِي (نَزَّاعَةً لِلشَّوَى) الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ وَالْأَطْرَافِ وَجِلْدَةِ الرَّأْسِ يُقَالُ لَهَا شَوَاةٌ (عِزِينَ) حِلَقًا وَجَمَاعَاتٍ وَاحِدُهَا عِزَةٌ ۔

سورہ معارج

سَأَلَ سَائِلٌ وہ نضر بن حارث ہے جس نے کہا تھا اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ آخر تک الْمَعَارِجِ بلندی اور فضیلت كَالْمُهْلِ یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرح ہے يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیل کی تلچھٹ کی طرح جب وہ اسے اپنے منہ کے قریب لے جائیگا تو اس کے چہرے کی کھال گل کر گر جائے گی فَصِيلَتِهِ اس کے ددھیال میں سے وہ قریبی شخص جس کی جانب وہ منسوب ہو نَزَّاعَةً لِلشَّوَى ہاتھ، پیر اور دیگر اعضاء اور سر کی کھال جسے شواۃ کہا جاتا ہے عِزِينَ حلقہ، جماعتیں اس کا واحد عزۃ ہے

سُورَةُ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

(مِدْرَارًا) يَتْبَعُ بَعْضُهَا بَعْضًا (لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا) لَا تَخْشَوْنَ لِلّٰهِ عَظَمَةً (سُبُلًا) (فِجَاجًا) طُرُقًا

سورہ نوح علیہ السلام

مِدْرَارًا بعض بعض کے پیچھے لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا تم اللہ سے اس کے عظیم ہونے کے سبب ڈرتے نہیں

رجاجا) مختلفة والكبار اشد من الكبار ودًّا ولا سواعا) الاية قال ابن عباس اسماء رجال صالحين من قوم نوح فلما هلكوا اوحى الشيطن الى قومهم ان انصبوا الى مجالسهم التي كانوا يجلسون فيها انصابا وسموها باسمائهم نفعلوا ولم تعبد حتى اذا هلك اولئك ونسخ العلم عبدت رتبارا) هلاكا ۔

سبلا ماعتیں رجاجا مختلف والکبار کبار سے زیادہ بڑا ودا ولا سواعا آخر آیت تک۔ ابن عباس فرماتے ہیں یہ قوم نوح کے نیک آدمی تھے، جب وہ مر گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دلوں میں ڈالا، کہ جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے، وہاں ان کے مجسمے رکھو، اور ان مجسموں کے وہی نام رکھو، انہوں نے یادگار کے طور پر ایسا ہی کیا، ان لوگوں نے تو انکی عبادت نہ کی، لیکن انکے مرنے کے بعد انکی اولاد نے انکی عبادت شروع کر دی۔

سورة الجن

انطلق رسول الله صلى الله عليه وسلم في طائفة من اصحابه عامدين الى سوق عكاظ وقد حيل بين الشيطين وخبر السماء وارسلت عليهم الشهب فرجعت الشياطين فقالوا اضربوا مشارق الارض ومغاربها فانظروا ماهذا الامر الذي حال بيننا وبين خبر السماء فانطلق الذين توجهوا نحو تهامة الى رسول الله صلى الله عليه وسلم بنخلة وهو يصلي باصحابه الفجر فلما سمعوا القران قالوا هذا الذي حال بينكم وبين خبر السماء فهنالك رجعوا الى قومهم فقالوا يا قومنا انا سمعنا الايات (جد ربنا) فعله وامره وعظمته وقدرته (فلا يخاف بخسا) نقصا من حسناته (ولا رهقا) زيادة من سياته (طرائق قددا) منقطعة في كل وجه (لبدا) اعوانا۔

سورہ جن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ سوق عکاظ کی جانب تشریف لے چلے، اور شیاطین اور آسمان کی خبروں کے درمیان روک پیدا کر دی گئی تھی، اور ان پر شعلے پھینکے جانے لگے۔ شیاطین نے باہم فیصلہ کیا کہ مشرق و مغرب میں پھر کر معلوم کرو کہ کونسا ایسا امر پیش آیا ہے جس کے باعث ہم آسمان کی خبریں نہیں سن سکتے، ان میں سے کچھ شیاطین سرزمین مکہ کی جانب چلے، اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک نخلستان میں صحابہ کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے، جب انہوں نے قرآن سنا تو بولے کہ یہی باعث ہے، جو ہم پر آسمان کی خبروں کو روک دیا گیا ہے، تو اسی وقت وہ اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گئے اور بولے یا قومنا انا سمعنا کی آیات تک جد ربنا خدا کا فعل و امر اور اس کی عظمت و قدرت۔ فلا یخاف بخسا کی اچھائیوں میں کوئی نقص ولا رھقا اس کی برائیوں میں کوئی زیادتی۔

سورة المزمل

لما نزلت يا ايها المزمل قاموا سنة حتى ورمت اقدامهم فانزل الله تعالى فاقرءوا ماتيسر منه (وتبتل) اخلص (انكالا) قيودا (كثيبا مهيلا) هو الرمل السائل (اخذا وبيلا) شديدا (ليس له ملجا) (منفطر به) مثقلة به يقول متصدعة من خوف يوم القيامة۔

سورہ مزمل

جب یا ایھا المزمل نازل ہوئی تو صحابہ کرام اتنا قیام کرتے کہ پاؤں ورم کر جاتے تو اللہ نے یہ آیت اتاری فاقرءوا ما تیسر منہ۔ وتبتل خالص کر انکالا بیڑیاں کثیبا مھیلا پھسلنے والی ریت اخذا وبیلا سخت جس کے لئے کوئی ٹھکانہ نہ ہو منفطر بہ بھاری، قیامت کے خوف سے پھٹنے والے۔

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ

(اَلرُّجْزَ) الاوثان (يَوْمٌ عَسِيْرٌ) شديد (سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصعود جبل يتصعد فيه الكافر سبعين خريفا ثم يهوى به كذلك ابدا (لَوَّاحَةٌ) محرقة (اَتَانَا الْيَقِيْنُ) الموت (مُسْتَنْفِرَةٌ) نافرة من عورة (قَسْوَرَةٍ) هى الاسد ويقال قسورة اى ركز الناس واصواتهم ◆

سورہ مدثر

الرجز بت يوم عسير سخت صعودًا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا صعود دوزخ میں ایک پہاڑ ہے جس پر کافر ستر سال تک چڑھتے رہیں گے پھر اس سے گرائے جائیں گے اور یہ ہمیشہ ہوتا رہے گا لواحة جلانے والی اتانا الیقین موت، مستنفرة نفرت کرنے والی، گھبرانے والی قسورة شیر یا لوگوں کی ڈانٹ ڈپٹ اور انکی آوازیں ◆

سُوْرَةُ الْقِيَامَةِ

(لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ) يقول سوف اتوب و سوف اعمل (لَا وَزَرَ) لا ملجا. كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا نزل عليه الوحى حرك به لسانه فانزل الله تعالى لا تحرك به لسانك (فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ) عمل به (بَاسِرَةٌ) كالحة (وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ) آخر يوم من ايام الدنيا واول يوم من ايام الآخرة تلتقى لشدة (يَتَمَطّٰى) يختال (اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى) توعد (سُدًى) مهملا ◆

سورہ قیامہ

لیفجر امامہ کہتا ہے میں عنقریب توبہ کروں گا، لا وزر کوئی پناہ کی جگہ نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو اپنی زبان کو حرکت دیتے، تو یہ آیت نازل ہوئی لا تحرك به لسانك، فاذا قرانه فاتبع قرانه اس پر عمل کر باسرة بگڑے ہوئے والتفت الساق بالساق دنیا کا سب سے آخر دن اور آخرت کا اول دن شدت سے مل جائیں گے یتمطی اکڑتا ہے اولی لك فاولی تجھے ڈرایا جاتا ہے سدی مہمل ◆

سُوْرَةُ الدَّهْرِ

(اَمْشَاجٍ) مختلفة الالوان ويقال اختلاط ماء الرجل وماء المرأة اذا وقع فى الرحم (مُسْتَطِيْرًا) فاشيا منتشرا وقيل ممتد البلاء (عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا) هو الذى يتقبض وجهه من شدة الوجع وقيل قمطريرا طويلا وقيل شديدا (سَلْسَبِيْلًا) حديدة الجرية (شَدَدْنَا اَسْرَهُمْ) احكمنا ربط مفاصلهم بالاعصاب ◆

سورہ دھر

امشاج مختلف رنگوں کی شئے، اور کہا گیا ہے کہ مرد اور عورت کے نطفہ کا رحم میں مل جانا۔ مستطیرا عام تنگ، جس کی مصیبت لمبی ہو، عبوسا قمطریرا جو شخص درد کے باعث اپنا چہرہ سکیڑ لیتا ہو اور ایک قول یہ ہے کہ لمبا، اور ایک قول ہے سخت سلسبیلا تیز جاری شددنا اسرهم ان کے جوڑوں کے تعلق کو ہم نے اعصاب کے ساتھ مضبوط کیا ◆

سُوْرَةُ الْمُرْسَلَاتِ

(كِفَاتًا) كافتة ضامة (رَوَاسِىَ شٰمِخٰتٍ) جبالا مشرفات (فُرَاتًا) عذبا (جِمٰلَتٌ صُفْرٌ)

سورہ مرسلات

کفاتا اس کے پلے ملے ہوئے رواسی شامخات اونچے پہاڑ فراتا میٹھا جمالت صفر کشتیوں کی رسیاں

جِبَالُ الْمُسَفِّنُ تُجْمَعُ حَتّٰی تَکُوْنَ کَاَوْسَاطِ الرِّجَالِ۔

سُوْرَۃُ النَّبَاِ

(سِرَاجًا وَّهَّاجًا) مُضِیْئًا (الْمُعْصِرَاتِ) السَّحَابُ یَعْصِرُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَیَخْرُجُ الْمَاءُ مِنْ بَیْنِ السَّحَابَیْنِ (ثَجَّاجًا) مُنْصَبًّا (اَلْفَافًا) مُجْتَمِعَةً (غَسَّاقًا) غَسَقَتْ عَیْنُهُ وَغَسَقَ الْجُرْحُ سَالَ (جَزَآءً وِّفَاقًا) وَافَقَ اَعْمَالَهُمْ (لَا یَرْجُوْنَ حِسَابًا) لَا یَخَافُوْنَهُ (مَفَازًا) مُتَنَزَّهًا (وَکَوَاعِبَ) نَوَاهِدَ (اَتْرَابًا) فِیْ سِنٍّ وَاحِدٍ ثَلَاثَةٍ وَّثَلَاثِیْنَ سَنَةً (وَّکَاْسًا دِهَاقًا) مُمْتَلِئًا (عَطَآءً حِسَابًا) جَزَآءً کَافِیًا (لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا) لَا یُکَلِّمُوْنَهُ اِلَّا اَنْ یَّاْذَنَ لَهُمْ (الرُّوْحُ) مَلَکٌ مِّنْ اَعْظَمِ الْمَلٰئِکَةِ خَلْقًا (وَّقَالَ صَوَابًا) حَقًّا وَّقِیْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

سُوْرَۃُ وَالنّٰزِعٰتِ

(الرَّادِفَةُ) النَّفْخَةُ الثَّانِیَةُ (وَّاجِفَةٌ) خَائِفَةٌ (فِی الْحَافِرَةِ) اِلٰی اَمْرِنَا الْاَوَّلِ اَیِ الْحَیَاةِ (نَخِرَةً) بَالِیَةً (بِالسَّاهِرَةِ) وَجْهِ الْاَرْضِ (مَتَاعًا لَّکُمْ) مَنْفَعَةً (سَمْکَهَا) بِنَاءَهَا (وَاَغْطَشَ) اَظْلَمَ (مُرْسٰهَا) مُنْتَهَاهَا

سُوْرَۃُ عَبَسَ

اُنْزِلَتْ عَبَسَ وَتَوَلّٰی فِی ابْنِ اُمِّ مَکْتُوْمٍ الْاَعْمٰی اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ یَقُوْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْشِدْنِیْ وَعِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِّنْ عُظَمَاءِ الْمُشْرِکِیْنَ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْرِضُ عَنْهُ وَیُقْبِلُ عَلَی الْاٰخَرِ (تَصَدّٰی) تَغَافَلَ عَنْهُ (تَلَهّٰی) تَشَاغَلَ (سَفَرَةٍ) کَتَبَةٍ (لَمَّا یَقْضِ) لَمْ یَقْضِ الْاِنْسَانُ مَا اُمِرَ بِهٖ (وَّقَضْبًا) اَلْقَتُّ الرَّطْبُ

اتنی جمع ہو جائیں جیسے درمیانے قد کے آدمی۔

سورہ نبا

سراجًا وہاجًا روشن المعصرات بادل جو ایک دوسرے کو نچوڑتا ہو جس سے پانی دونوں بادلوں کے درمیان سے نکلے ثجاجًا بہنے والا الفافًا مجتمع غساقًا آنکھ کا پانی زخم کا پانی بہنا جزاءً وفاقًا ان کے اعمال کے موافق لا یرجون حسابًا اس سے خوف نہ کریں گے مفازًا جائے پناہ وکواعب حسین۔ اترابًا ہم سن تینتیس سال کی وکاسًا دهاقًا بھرا ہوا عطاءً حسابًا پورا بدلہ لا یملکون منہ خطابًا اس کی اجازت کے بغیر اس سے بات نہ کریں گے الروح خلقت کے لحاظ سے بڑے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ وقال صوابًا حق اور کہا گیا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ۔

سورہ نازعات

الرادفۃ دوسرا نفخہ واجفۃ ڈرانے والی فی الحافرۃ ہمارے پہلے کام کی طرف یعنی زندگی نخرۃ بوسیدہ بالساہرۃ زمین کا اوپر کا حصہ متاعًا لکم نفع سمکہا اس کی بناء واغطش تاریک کیا مرسٰہا اس کی انتہاء۔

سورہ عبس

عبس وتولّٰی ابن ام مکتوم نابینا کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ مجھے ہدایت کیجیے، اور آنحضرت کے پاس اس وقت ایک رئیس مکہ بیٹھا تھا آپ ابن مکتوم سے منہ پھیر رہے تھے اور دوسرے کی طرف متوجہ ہو رہے تھے تصدّی تو نے اس سے تغافل برتا تلہّی تو بے پروا ہوا سفرۃ کتبہ لما یقض انسان نے اس شے کو پورا نہ کیا جس کا اسے حکم دیا گیا ہے وقضبًا تازہ کھجوریں ڈالیں

(حَدَائِقَ) بَسَاتِیْنَ (وَفَاكِهَةً) هِیَ الثِّمَارُ الرَّطْبَةُ (وَاَبًّا) مَا تَعْلِفُ مِنْهُ الدَّوَابُّ (مُسْفِرَةٌ) مُشْرِقَةٌ (تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ) تَغْشَاهَا شِدَّةٌ ✦

سُوْرَةُ كُوِّرَتْ

(كُوِّرَتْ) اُظْلِمَتْ (انْكَدَرَتْ) تَغَيَّرَتْ وَانْتَثَرَتْ (سُجِّرَتْ) ذَهَبَ مَاؤُهَا وَقِیْلَ الْمَسْجُوْرُ الْمَمْلُوْءُ (وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ) قُرِنَتْ بِنَظَائِرِهَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْ اَهْلِ النَّارِ (الْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ) تَرْجِعُ وَتَكْنُسُ كَمَا يَكْنُسُ الظَّبْیُ (عَسْعَسَ) اَدْبَرَ (وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ) اِرْتَفَعَ النَّهَارُ (بِضَنِیْنٍ) بِخَیْلٍ اَوْ بِظَنِیْنٍ اَیْ مُتَّهَمٍ ✦

سُوْرَةُ انْفَطَرَتْ

(فُجِّرَتْ) فُتِحَ بَعْضُهَا فِیْ بَعْضٍ وَقِیْلَ فَاضَتْ (بُعْثِرَتْ) بُحِثَتْ (فَعَدَلَكَ) جَعَلَكَ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِیْنَ

الْمُطَفِّفُ الَّذِیْ لَا يُوْفِیْ الْكَیْلَ اَوِ الْمِیْزَانَ (یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْمُ اَحَدُهُمْ فِی الرَّشْحِ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَیْهِ (بَلْ رَانَ) ثَبَتَتِ الْخَطَایَا (عِلِّیِّیْنَ) الْجَنَّةُ (الْاَرَائِكِ) السُّرُرُ (رَحِیْقٍ) خَمْرٌ (خِتَامُهٗ) طِیْنُهٗ (مِنْ تَسْنِیْمٍ) یَعْلُوْ شَرَابَ اَهْلِ الْجَنَّةِ (ثُوِّبَ) جُوْزِیَ ✦

سُوْرَةُ انْشَقَّتْ

(اَذِنَتْ) سَمِعَتْ وَاَطَاعَتْ (وَاَلْقَتْ) اَخْرَجَتْ مَا فِیْهَا مِنَ الْمَوْتٰى (وَتَخَلَّتْ) عَنْهَا (حِسَابًا یَسِیْرًا) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ الْعَرْضُ یَعْنِیْ بِغَیْرِ مُنَاقَشَةٍ (لَنْ یَّحُوْرَ) لَنْ یَّرْجِعَ وَیُبْعَثَ (وَمَا وَسَقَ) جَمَعَ مِنْ دَابَّةٍ (وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ) اِتِّسَاقُهُ اجْتِمَاعُهٗ (لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ)

حَدَائِقَ باغ وَفَاكِهَةً تازہ پھل وَاَبًّا جسے چوپایے کھاتے ہیں مُسْفِرَةٌ چمکدار تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ اسے سختی نے ڈھانپ لیا ہے ✦

سورہ کوّرت

كُوِّرَتْ سیاہ کر دیا گیا اِنْكَدَرَتْ بے نور ہو جائینگے اور ٹوٹ جائینگے سُجِّرَتْ اس کا پانی جاتا رہا بعض کے نزدیک مسجور کے معنے بھرے ہوئے کے ہیں وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ اپنے ہم جیسوں سے ملا دیا گیا، وہ اہل جنت ہوں یا اہل دوزخ اَلْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ لوٹتے ہیں پھر داخل ہو جاتے ہیں جیسے ہرن داخل ہوتا ہے عَسْعَسَ پشت پھیری وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ دن بلند ہو گیا بِضَنِیْنٍ بخیل یا متہم ✦

سورہ انفطرت

فُجِّرَتْ بعض بعض میں کھول دیا گیا یا بہہ گیا بُعْثِرَتْ پھاڑ دی گئیں فَعَدَلَكَ تجھے خلقت میں معتدل بنایا ✦

سورہ مطففین

مطفف وہ ہے جو پورا ناپ کر یا تول کر نہ دے یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے پسینے میں ہر ایک ان میں سے آدھے کانوں تک کھڑا ہو گا بَلْ رَانَ گناہ جم گئے عِلِّیِّیْنَ جنت اَلْاَرَائِكِ تخت رَحِیْقٍ شراب خِتَامُهٗ اس کی مٹی مِنْ تَسْنِیْمٍ اہل جنت کی شراب کے اوپر ہو گا ثُوِّبَ بدلہ دیا گیا ✦

سورہ انشقت

اَذِنَتْ سنا اور اطاعت کی اَلْقَتْ اس میں جو مردے تھے وہ اس نے نکال پھینکے وَتَخَلَّتْ اس سے خالی ہو گئی حِسَابًا یَسِیْرًا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بغیر مناقشہ کے پیش ہونا ہے لَنْ یَّحُوْرَ نہیں لوٹے گا، نہیں اٹھے گا وَمَا وَسَقَ چوپاؤں کو جمع کیا وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ اتساق کے معنی مجتمع ہونا ہیں لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ایک حالت کے بعد دوسری حالت

حالا بعد حال (اجر غیر ممنون) غیر منقوص ۔

سورۃ البروج

(اصحاب الاخدود) الاخدود الشق فی الارض اسلم غلام کانوا امروہ یتعلم السحر علی ید راھب فعلموا بذلک فاخذوہ وظھرت علی یدہ الکرامۃ فآمن الناس فقتلوہ وخدوا اخدودا من لم یرجع من دینہ القوہم فیھا (فتنوا) عذبوا (الودود) الحبیب ۔

سورۃ الطارق

(الترائب) ھو موضع القلادۃ من المرأۃ (ذات الرجع) السحاب یرجع بالمطر (والارض ذات الصدع) تتصدع بالنبات (لقول فصل) حق (وما ھو بالھزل) بالباطل ۔

سورۃ الاعلی

(غثاء) ھشیما (احوی) متغیرا (من تزکی) من الشرک (وذکر اسم ربہ) وحد اللہ (فصلی) الصلوات الخمس ۔

سورۃ الغاشیۃ

الغاشیۃ والطامۃ والصاخۃ والحاقۃ والقارعۃ من اسماء یوم القیامۃ (عاملۃ ناصبۃ) ھم النصاری (عین آنیۃ) بلغت اناھا وحان شربھا (ضریع) نبت یقال لہ الشبرق وقیل شجر من نار (لا تسمع فیھا لاغیۃ) شتما (ونمارق) مرافق (بمصیطر) بجبار ومسلط ۔

سورۃ الفجر

سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الشفع والوتر قال ھی الصلوۃ بعضھا وتر وقیل الوتر اللہ (ارم ذات العماد) ذات البناء الرفیع (جابوا الصخر) نقبوا الحجارۃ فی الجبال فاتخذوھا

اجر غیر ممنون بغیر کم کئے ۔

سورہ بروج

اصحاب الاخدود زمین میں گڑھا ایک لڑکا جسے لوگوں نے جادو سیکھنے کا حکم دیا تھا، ایک راہب کے ہاتھ پر اسلام لے آیا، جب لوگوں کو اس کی خبر ہوئی تو اسے پکڑ لیا لیکن اس سے کرامت ظاہر ہوئی، اور بہت سے آدمی اس کے ہاتھ پر ایمان لے آئے لوگوں نے اسے قتل کر دیا، اور جو لوگ اس کے ہاتھ پر ایمان لائے انہیں پکڑ کر گڑھوں میں ڈال کر آگ لگا دی فتنوا عذاب دیا الودود دوست ۔

سورہ طارق

الترائب عورت کے گلے کی وہ جگہ جہاں ہار رہتا ہے ذات الرجع بادل کہ بارش کے ساتھ لوٹتا ہے والارض ذات الصدع گھاس سے پھٹتی ہے لقول فصل حق وما ھو بالھزل باطل ۔

سورہ اعلے

غثاء کوڑا احوی متغیر من تزکی شرک سے وذکر اسم ربہ اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا۔ فصلی پانچوں نمازیں ۔

سورہ غاشیہ

غاشیہ، طامہ، صاخہ، حاقہ اور قارعہ قیامت کے نام ہیں عاملۃ ناصبۃ وہ نصاری ہیں عین آنیۃ جو اپنے کناروں تک بھرا ہوا، اور اس کا پینا قریب ہو ضریع ایک گھاس ہے اور کہا گیا ہے کہ آگ کے درخت کا تسمع فیھا لاغیۃ گالی ونمارق بستر بمصیطر جبار، مسلط، داروغہ ۔

سورہ فجر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شفع اور وتر کے معنی دریافت کئے گئے، فرمایا وہ نمازیں ہیں، ان میں سے بعض وتر ہیں، یا وتر سے مراد اللہ ہے ارم ذات العماد بلند محل والا جابوا الصخر پہاڑوں میں پتھر کاٹ کاٹ کر مکان بنائے

بُیُوْتًا (سَوْطَ عَذَابٍ) کَلِمَۃٌ تُفَسِّرُھَا الْعَرَبُ بِکُلِّ نَوْعٍ مِّنَ الْعَذَابِ (لَبِالْمِرْصَادِ) یَسْمَعُ وَیَرٰی وَ قِیْلَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ (وَلَا تَحَاضُّوْنَ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ) تَأْمُرُوْنَ بِاِطْعَامِہٖ (اَکْلًا لَّمًّا) جَامِعًا (حُبًّا جَمًّا) شَدِیْدًا کَثِیْرًا (وَاَنّٰی لَہٗ) کَیْفَ لَہٗ (الْمُطْمَئِنَّۃُ) الْمُؤْمِنَۃُ

سَوْطَ عَذَابٍ یہ ایک کلمہ ہے جس سے عرب ہر قسم کا عذاب مراد لیتے ہیں لَبِالْمِرْصَادِ سنتا اور دیکھتا ہے۔ اسی کی جانب لوٹنا ہے وَلَا تَحَاضُّوْنَ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ اس کے کھلانے کا حکم نہیں دیتے اَکْلًا لَّمًّا جامع حُبًّا جَمًّا شدید و کثیر وَاَنّٰی لَہٗ اس کے لئے کیونکر ہوگا الْمُطْمَئِنَّۃُ مومن

سُوْرَۃُ الْبَلَدِ

(فِیْ کَبَدٍ) فِیْ اعْتِدَالٍ وَّاسْتِقَامَۃٍ (مَالًا لُّبَدًا) کَثِیْرًا (النَّجْدَیْنِ) الْخَیْرُ وَالشَّرُّ وَقِیْلَ الضَّلَالَۃُ وَ الْھُدٰی (فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَۃَ) فَلَمْ یَقْتَحِمِ الْعَقَبَۃَ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ فَسَّرَھَا بِقَوْلِہٖ وَمَا اَدْرٰکَ الخ (ذَا مَسْغَبَۃٍ) مَجَاعَۃٍ (ذَا مَتْرَبَۃٍ) ھُوَ السَّاقِطُ فِی التُّرَابِ وَقِیْلَ ذَا حَاجَۃٍ وَّجُھْدٍ (مُّؤْصَدَۃٌ) مُطْبَقَۃٌ ◆

سورۂ بلد

فِیْ کَبَدٍ اعتدال اور استقامت میں مَالًا لُّبَدًا کثیر النَّجْدَیْنِ خیر و شر ہدایت و گمراہی فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَۃَ دنیا میں گھاٹی کو طے نہیں کیا پھر اپنے قول کے ساتھ عقبہ کی تفسیر فرمائی وَمَا اَدْرٰکَ۔ ذَا مَسْغَبَۃٍ بھوک، ذَا مَتْرَبَۃٍ مٹی میں لوٹنے والا، حاجت اور کوشش والا مُّؤْصَدَۃٌ تہ برتہ ◆

سُوْرَۃُ الشَّمْسِ

(وَضُحٰھَا) ضَوْءُھَا (طَحٰھَا) بَسَطَھَا (فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا) بَیَّنَ لَھَا الْخَیْرَ وَالشَّرَّ (بِطَغْوٰھَا) بِمَعَاصِیْھَا (اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰھَا) رَجُلٌ جَبَّارٌ اِسْمُہٗ قُدَارٌ وَّکَانَ مَنِیْعًا فِیْ رَھْطِہٖ (وَلَا یَخَافُ عُقْبٰھَا) لَا یَخَافُ تَبِعَتَھَا ◆

سورہ شمس

وَضُحٰھَا اس کی روشنی طَحٰھَا اسے تقسیم کیا فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا اس کے لئے خیر و شر کو بیان کیا بِطَغْوٰھَا اس کی نافرمانیوں کے ساتھ اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰھَا ایک ظالم جس کا نام قدار تھا اور وہ اپنی جماعت میں صاحب شوکت تھا وَلَا یَخَافُ عُقْبٰھَا اپنے انجام کا خوف نہیں کرتا ◆

سُوْرَۃُ اللَّیْلِ

(اِذَا تَرَدّٰی) اِذَا مَاتَ وَتَرَدّٰی فِی النَّارِ (بِالْحُسْنٰی) بِالْخَلَفِ (تَلَظّٰی) تَوَھَّجُ

سورہ لیل

اِذَا تَرَدّٰی جب مر جائے گا اور دوزخ میں گرے گا، بِالْحُسْنٰی خلف کے ساتھ تَلَظّٰی بھڑکتا ہے ◆

سُوْرَۃُ الضُّحٰی

(سَجٰی) اَظْلَمَ وَسَکَنَ وَقِیْلَ ذَھَبَ (مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی) مَا تَرَکَکَ وَمَا اَبْغَضَکَ وَلَمَّا اَبْطَاَ جِبْرِیْلُ وَقَالَ الْمُشْرِکُوْنَ قَدْ وُدِّعَ مُحَمَّدٌ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ الخ (عَائِلًا) ذَا عِیَالٍ ◆

سورہ ضحٰے

سَجٰی سیاہ ہوا ساکن ہوا گیا مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی تجھے نہیں چھوڑا اور نہ تجھ سے بغض کیا ہے جب ایک بار جبریل کو آنے میں دیر ہوئی، تو مشرکین بولے، کہ اب تو محمدؐ کو اس کے رب نے چھوڑ دیا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی، عَائِلًا عیال والا ◆

سُورَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ

(اَنْقَضَ) اَثْقَلَ (فَانْصَبْ) فِی الدُّعَاءِ

سورہ الم نشرح

اَنْقَضَ بھاری کر دیا فَانْصَبْ، دعا میں ۔

سُورَةُ التِّيْنِ

(فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ) فِیْ اَحْسَنِ خَلْقٍ ۔

سُورہ تِین

فِی اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۔ عمدہ خلقت میں ۔

سُورَةُ الْقَلَمِ

(الرُّجْعٰی) اَلْمَرْجِعُ (لَنَسْفَعًا) لَنَاْخُذَنَّ (نَادِيَهٗ) عَشِيْرَتَهٗ ۔ قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ لَئِنْ رَاَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّیْ لَاَطَاَنَّ عَلٰی عُنُقِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ فَعَلَ لَاَخَذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عَيَانًا وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا بِهَا مِنْ نَادٍ اَكْثَرُ مِنِّیْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ الْمَلَائِكَةَ ۔

سورہ قلم

الرُّجْعٰی لوٹنے کی جگہ لَنَسْفَعًا ہم ضرور پکڑیں گے نَادِیَہٗ اس کے خاندان کو، ابوجہل نے کہا، کہ اگر میں محمد کو نماز پڑھتے دیکھوں گا، تو اس کی گردن پر پیر رکھ دونگا، حضور نے فرمایا، کہ اگر وہ ایسا کرنے کی کوشش کرتا تو اسے فرشتے ظاہر ہو کر پکڑ لیتے، ایک روایت میں ہے کہ ابوجہل نے آپ سے کہا کہ تو جانتا ہے، کہ مجھ سے زیادہ کوئی مجلس والا نہیں، تو اللہ نے یہ آیت اتاری فَلْیَدْعُ نَادِیَہٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَۃَ یعنے فرشتے ۔

سُورَةُ لَمْ يَكُنْ

(مُنْفَكِّيْنَ) زَائِلِيْنَ

سورہ لم یکن

مُنْفَکِّیْنَ، زائل ہونے والے ۔

سُورَةُ زُلْزِلَتْ

(تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَارُهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰی كُلِّ عَبْدٍ وَاَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰی ظَهْرِهَا ۔

سورہ زلزلت

تُحَدِّثُ اَخْبَارَہَا حضور نے فرمایا، اس کی خبر یہ ہے، کہ ہر بندے اور بندی پر اس بات کی شہادت دے، کہ اس نے زمین پر کیا کیا عمل کئے ہیں ۔

سُورَةُ الْعَادِيَاتِ

(فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا) رَفَعْنَ بِهٖ غُبَارًا (لَكَنُوْدٌ) لَكَفُوْرٌ (لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ) لَبَخِيْلٌ (حُصِّلَ) مُيِّزَ

سورہ عادیات

فَاَثَرْنَ بِہٖ نَقْعًا اس کے ساتھ غبار اڑاتے ہیں لَکَنُوْدٌ بہت ناشکر لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ بخیل حُصِّلَ جدا کیا گیا ۔

سُورَةُ الْقَارِعَةِ

(كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ) كَغَوْغَاءِ الْجَرَادِ يَرْكَبُ بَعْضُهٗ بَعْضًا كَذٰلِكَ النَّاسُ يَجُوْلُ بَعْضُهُمْ فِیْ بَعْضٍ (كَالْعِهْنِ) كَاَلْوَانِ الْعِهْنِ وَقَرَاَ عَبْدُ اللّٰهِ كَالصُّوْفِ ۔

سُورہ قارعہ

کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ٹڈی دل کی طرح، کہ بعض بعض پر سوار ہوں، اسی طرح بعض انسان بعض میں گھسے ہوں گے کَالْعِہْنِ اون کے رنگوں کی طرح، اور عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت میں کَالصُّوْفِ ہے

سُورَةُ التَّكَاثُرِ

(اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ) اَىْ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ .

سُورہ تکاثر

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ . مال و اولاد کی کثرت .

سُورَةُ الْعَصْرِ

(اَلْعَصْرِ) اَلدَّهْرِ (خُسْرٍ) ضَلَالٍ .

سورہ عصر

اَلْعَصْرِ زمانہ . خُسْرٍ . گمراہی .

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ

(اَلْحُطَمَةُ) اِسْمٌ لِلنَّارِ مِثْلُ سَقَرَ وَلَظٰى .

سُورہ ہمزہ

اَلْحُطَمَةُ جہنم کا نام ہے سقر اور لظی کی طرح .

سُوْرَةُ الْفِيْلِ

(اَلَمْ تَرَ) اَلَمْ تَعْلَمْ (طَيْرًا اَبَابِيْلَ) مُتَتَابِعَةً وَقِيْلَ ذَاهِبَةً وَجَائِيَةً تَنْقُلُ الْحِجَارَةَ بِمَنَاقِيْرِهَا وَاَرْجُلِهَا فَتَبَلْبَلُ عَلَيْهِمْ فَوْقَ رُءُوْسِهِمْ (مِنْ سِجِّيْلٍ) مُعَرَّبٌ مِنْ سَنْكِ كُلْ .

سورہ فیل

اَلَمْ تَرَ کیا تو نہیں جانتا طَيْرًا اَبَابِيْلَ پے در پے آنے جانے والے، اپنی چونچ اور پیروں میں پتھر لاتے تھے، تو وہ ان کے سروں پر مارتے تھے مِنْ سِجِّيْلٍ یہ لفظ معرب ہے سنگ گل سے .

سُوْرَةُ قُرَيْشٍ

(لِاِيْلَافِ) قُرَيْشٍ لِنِعْمَتِىْ عَلٰى قُرَيْشٍ (اِيْلَافِهِمْ) لُزُوْمِهِمْ وَقِيْلَ اَلِفُوا الرِّحْلَةَ فَلَا تَشُقُّ عَلَيْهِمْ فِى الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ (وَاٰمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ) مِنْ عَدُوِّهِمْ .

سُورہ قریش

لِاِيْلَافِ قُرَيْشٍ قریش پر میری نعمت کے لئے اِيْلَافِهِمْ ان کا لازم ہونا، وہ سفر کو محبوب رکھتے، سردی اور گرمی میں ان پر کوئی بار نہ گذرتا وَاٰمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ ان کے دشمن سے .

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ

(يَدُعُّ الْيَتِيْمَ) يَدْفَعُهُ عَنْ حَقِّهِ (سَاهُوْنَ) لَاهُوْنَ (الْمَاعُوْنَ) اَلْمَعْرُوْفُ كُلُّهُ وَقَالَ بَعْضُ الْعَرَبِ اَلْمَاءُ قِيْلَ اَعْلَاهُ الزَّكٰوةُ الْمَفْرُوْضَةُ وَاَدْنَاهُ عَارِيَةُ الْمَتَاعِ .

سُورہ ماعون

يَدُعُّ الْيَتِيْمَ اس کے حق سے روکتا ہے سَاهُوْنَ غفلت کرنے والے اَلْمَاعُوْنَ، ہر اچھی چیز اور بعض نے کہا ہے پانی، اور کہا گیا ہے اس کا اعلے حصہ زکوۃ ہے اور ادنی حصہ عاریۃ سامان لینا ہے .

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ نَهْرٌ فِى الْجَنَّةِ (شَانِئَكَ) عَدُوَّكَ .

سُورہ کوثر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ وہ جنت میں ایک نہر ہے شَانِئَكَ تیرا دشمن .

سُوْرَةُ النَّصْرِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّمَا هُوَ اَجَلُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمَهُ اللهُ اِيَّاهُ فَصَدَّقَهُ .

سورہ نصر

ابن عباس فرماتے ہیں، یہ حضور کی وفات کی طرف اشارہ ہے، کہ اللہ نے خاص کر آپ کو اس کا علم دیا، پھر اس کی تصدیق کی .

AF 1145

سُورَۃُ تَبَّتْ

صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّفَا فَنَادٰی یَا صَبَاحُ فَاجْتَمَعَتْ اِلَیْہِ قُرَیْشٌ فَقَالَ اِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ فَقَالَ اَبُوْلَھَبٍ اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا تَبًّا لَّکَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ (مِنْ مَّسَدٍ) لِیْفِ الْمُقْلِ وَھِیَ السِّلْسِلَۃُ الَّتِیْ فِی النَّارِ ۔

سورہ تبت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر چڑھے اور آواز دی، یا صباحُ تمام قریش آپ کے گرد جمع ہو گئے آپ نے فرمایا، میں تمہیں ایک سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جس پر ابولہب نے کہا، تیرے ہاتھ ٹوٹیں، تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا، اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ مَسَدٍ مونجھ، دوزخ کی زنجیر ۔

سُوْرَۃُ الْاِخْلَاصِ

قَالَ الْمُشْرِکُوْنَ انْسُبْ لَنَا رَبَّکَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (اَلصَّمَدُ) اَلَّذِیْ کَمُلَ سُؤْدُدُہٗ

سورہ اخلاص

ایک بار مشرکین نے کہا ہم سے اپنے رب کا نسب بیان کر تو اللہ نے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اتاری اَلصَّمَدُ جس کا نفع کامل ہو

سُوْرَۃُ الْفَلَقِ

(الْفَلَقِ) الصُّبْحُ اِذَا نُفْلِقَ مِنْ ظُلْمَۃِ اللَّیْلِ وَقِیْلَ الْخَلْقُ (غَاسِقٍ) سَعْدٌ بِالظُّلْمَۃِ وَقِیْلَ اللَّیْلُ (اِذَا وَقَبَ) اِذَا دَخَلَ ظَلَامُہٗ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ بِغُرُوْبِ الشَّمْسِ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْقَمَرِ فَقَالَ یَا عَائِشَۃُ اسْتَعِیْذِیْ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ ھٰذَا فَاِنَّ ھٰذَا الْغَاسِقُ اِذَا وَقَبَ ۔

سورہ فلق

الفَلَقِ صبح، جب رات کی سیاہی سے جدا ہو جائے، پیدا کرنا غَاسِقٍ زیادہ اندھیری رات اِذَا وَقَبَ جب کہ سورج غروب ہونے کے باعث رات کی سیاہی ہر چیز میں داخل ہو جائے، حضور نے چاند کی جانب نظر اٹھائی اور فرمایا اے عائشہ اللہ سے اس کے شر سے پناہ مانگ، کیونکہ یہی وہ غاسق ہے جو تاریک ہو جاتا ہے ۔

سُوْرَۃُ النَّاسِ

(الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ) اِذَا وُلِدَ الْمَوْلُوْدُ حَضَرَہُ الشَّیْطَانُ فَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ خَنَسَ وَتَاَخَّرَ وَاِذَا لَمْ یُذْکَرِ اللّٰہُ ثَبَتَ فِیْ قَلْبِہٖ ۔

وَھٰذَا اٰخِرُ مَا اَوْرَدْنَاہُ فِی الرِّسَالَۃِ الْمُسَمَّاۃِ بِفَتْحِ الْخَبِیْرِ بِمَا لَا بُدَّ مِنْہُ فِیْ عِلْمِ التَّفْسِیْرِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا بَاطِنًا وَّظَاھِرًا وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

سورہ ناس

الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے پاس شیطان آتا ہے، اگر اس وقت اللہ کا ذکر کیا جائے تو بھاگ جاتا ہے اور اگر اللہ کا ذکر نہ کیا جائے تو دل میں جگہ بنا لیتا ہے ۔

اور یہ آخری چیز ہے جو ہم نے رسالہ فتح الخبیر میں ذکر کی ہے، والحمد للہ اولا و آخرا و باطنا و ظاہرا وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین